عمران سیریز
اوپن کلوز
مظہر کلیم ایم۔اے

"آپ کے ناولوں کا عرصے سے شیدائی ہوں۔ میرے ذہن میں طویل عرصے سے ایک الجھن موجود ہے وہ یہ کہ ہر سرکاری ملازم چاہے وہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ بہرحال اس کی پرسنل فائل موجود ہوتی ہے تو کیا ایکسٹو کی پرسنل فائل موجود نہ ہو گی۔ جس سے دوسرے افسروں کو یہ معلوم ہوسکے کہ اصل ایکسٹو کون ہے اور یہ بات کیسے راز رہ سکتی ہے امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم سید ناصر حسین شاہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی بات درست ہے کہ ایکسٹو کی پرسنل فائل بھی بہرحال موجود ہو گی لیکن آپ نے یہ بھی پڑھا ہو گا کہ پورے ملک کی ایسی فائلیں جنہیں دوسروں کے ہاتھ لگنے سے بچانا مقصود ہو دانش منزل میں رکھی جاتی ہیں۔ تو کیا عمران نے ایکسٹو کی پرسنل فائل دوسروں کے حوالے کر دی ہو گی۔ ایسی بات نہیں۔ عمران، بلیک زیرو اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی پرسنل فائلیں دانش منزل میں ہی محفوظ ہیں۔ اس لئے آپ ایکسٹو کے راز کے افشا ہونے کے بارے میں فکر مند نہ ہوں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

پاکیشیا کا دارالحکومت آج کل بارانی طوفانوں کی زد میں آیا ہوا تھا۔ بارشوں کا سلسلہ تو گزشتہ کئی روز سے مسلسل جاری تھا۔ لیکن آج تو بارش اس قدر زوردار اور طوفانی تھی کہ یوں لگ رہا تھا جیسے آسمان پھٹ پڑا ہو۔ یہ خوفناک حد تک طوفانی بارش گزشتہ ایک گھنٹے سے مسلسل جاری تھی اور دارالحکومت کے نشیبی علاقے تو ایک طرف بلند علاقے بھی کئی کئی فٹ پانی میں ڈوب چکے تھے۔ بجلی اور فون کے تمام سلسلے منقطع ہو چکے تھے۔ ہر طرف ہو کا سا عالم تھا۔ سڑکوں پر جگہ جگہ کاریں اور ویگنیں تو ایک طرف ٹرک اور بسیں بھی پانی میں آدھی سے زیادہ ڈوبی ہوئی کھڑی نظر آ رہی تھیں اور بارش مسلسل جاری تھی پورے دارالحکومت پر خاموشی طاری تھی۔ صرف پانی برسنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ آسمان پر ابھی تک انتہائی گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے نجانے اس طوفانی بارش کا

سلسلہ کبھی رکے گا بھی سہی یا نہیں اور اس خوفناک بارش کے دوران سیاہ رنگ کی ایک بڑی کار بھی پانی میں ڈوبی ہوئی سڑک کے کنارے کھڑی تھی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا ۔ جب کہ عقبی سیٹ پر جوانا بیٹھا ہوا تھا ۔ کار کے شیشے بند تھے ۔ کار آدھی سے زیادہ پانی میں ڈوب چکی تھی ۔ دور دور تک صرف پانی ہی پانی پھیلا ہوا تھا ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ان کی کار کسی سمندر میں ڈوب جانے والے جزیرے پر کھڑی ہو ۔ عمران بار بار اپنی گھڑی پر نظر ڈالتا اور پھر اس کی نظریں باہر آسمان پر جم جاتیں ۔ لیکن بارش کا زور ٹوٹنے میں ہی نہ آ رہا تھا ۔ مسلسل چھاجوں پانی برس رہا تھا ۔ اس کے ساتھ ہوا کی شدت نے اسے واقعی طوفان کی شکل دے دی تھی ۔

"ماسٹر اگر یہی حالت رہی تو کار پانی میں ڈوب جائے گی" ۔۔۔ جوانا نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا ۔

"ارے تم ایکریمیا میں رہے ہو یا افریقہ کے کسی جنگل میں ۔ تمہیں اس سائنسی اصول کا بھی علم نہیں کہ اگر کار ڈوب گئی تو اندر آنے والی ہوا بھی ساتھ ہی بند ہو جائے گی اور ہوا بند ہو جائے گی تو ہمارے سانس بھی بند ہو جائیں گے اور جب سانس بند ہو جائیں گے تو پھر ہمیں اس کی کیا پرواہ رہے گی کہ کار پانی میں ڈوبی ہے یا عرق گلاب میں" ۔ عمران کی زبان چل پڑی ۔

"میرا خیال ہے ماسٹر ۔ ہمیں کار سے نکل کر کسی اونچی جگہ پر پناہ لے لینی چاہئے" ۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"فکر نہ کرو سانس بند ہوتے ہی ہم خود بخود سب سے اونچی جگہ پر پہنچ جائیں گے بغیر کسی خلائی جہاز کی مدد کے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور جوانا بے اختیار ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا ۔

"ماسٹر آپ نے اس زور دار بارش کے دوران آخر جمشید نگر جانے کا پروگرام کیوں بنا لیا تھا" ۔۔۔ جوانا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ۔

"بارشیں تو ہوتی رہتی ہیں لیکن شادی روز روز نہیں ہوا کرتی اس لئے مجبوری تھی ۔ لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ عناصر قدرت بھی شادی میں رکاوٹ ڈالیں گے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"شادی کس کی شادی" ۔۔۔ جوانا نے بے اختیار چونک کر پوچھا ۔

"یہ تو مجھے پتہ نہیں ۔ نکاح خواں جب نکاح پڑھاتے وقت نام لے گا تو مجھے بھی پتہ چل جائے گا ۔ بشرطیکہ مجھے نکاح خواں کے قریب بیٹھنے کی جگہ مل گئی ۔ یہ ہمارے ہاں بھی عجیب رواج ہے کہ باقی ہر چیز تو لاؤڈ سپیکر پر پڑھی جاتی ہے لیکن نکاح بغیر لاؤڈ سپیکر کے پڑھا جاتا ہے ۔ کسی کو پتہ نہیں چلتا کہ کس کا نکاح کس سے ہو رہا ہے اور کتنا حق مہر باندھا گیا ہے ۔ حالانکہ عالمان دین کہتے تو یہی ہیں کہ نکاح کا اعلان ہونا چاہئے ۔ خفیہ نکاح نکاح ہی نہیں ہوتا ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر لاؤڈ سپیکر پر نکاح پڑھا جائے تو زیادہ اچھی طرح اس کا اعلان ہو سکتا ہے" ۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی ۔

"اس کا مطلب ہے ماسٹر کہ آپ کسی شادی کی تقریب میں جا رہے

تھے۔ لیکن اس قدر خوفناک بارش میں شادی کی یہ تقریب کیسے منعقد ہو سکتی ہے۔ لازماً اسے ملتوی کر دیا گیا ہو گا"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شادی بھی اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور بارش بھی اور جہاں دو رحمتیں اکٹھی ہو جائیں تو شرکت لازمی ہونی چاہئے"...... عمران نے جواب دیا اور جوانا اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔ بارش کا سلسلہ مسلسل اور اسی طرح طوفانی انداز میں جاری تھا۔

"شادی کارڈ پر ڈاکٹر صاحب کو لکھ دینا چاہئے تھا کہ کشتی یا لانچ کا انتظام آپ کا اپنا ہو گا"...... عمران نے کافی دیر بعد کہا۔

"ڈاکٹر۔ کون ڈاکٹر"...... جوانا نے چونک کر پوچھا۔ اسے واقعی کسی بات کا علم نہ تھا۔ بارش کا آغاز ہو رہا تھا کہ عمران رانا ہاؤس پہنچا اور پھر اس نے جوانا کو اپنے ساتھ آنے کا کہا اور اپنی سپورٹس کار رانا ہاؤس میں چھوڑ کر وہاں سے یہ کار لی اور جوانا کو ساتھ بٹھا کر وہ رانا ہاؤس سے روانہ ہو گیا۔ البتہ راستے میں اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ دارالحکومت کے نواحی شہر جمشید نگر جا رہے ہیں۔ لیکن ان کی کار ابھی دارالحکومت سے باہر پہنچی ہی تھی کہ پانی کے زور کی وجہ سے اس کا انجن بند ہو گیا اور تب سے وہ یہاں پھنسے ہوئے کھڑے تھے۔

"ڈاکٹر سیلانی۔ مگر میرا خیال ہے۔ اب تو اسے ڈاکٹر سیلابی کہنا زیادہ بہتر ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ڈاکٹر سیلانی کے لڑکے یا لڑکی کی شادی ہے"...... جوانا نے

دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر سیلانی کی"...... عمران نے جواب دیا تو جوانا بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا ڈاکٹر سیلانی خود"۔ جوانا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں کیا ڈاکٹر سیلانی کی شادی نہیں ہو سکتی"...... عمران نے اس طرح پوچھا جیسے اسے جوانا کی بات پر بے حد حیرت ہوئی ہو۔

"مم۔ مم میرا خیال تھا کہ ماسٹر ڈاکٹر سیلانی بوڑھا آدمی ہو گا"۔ جوانا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہے تو بوڑھا"...... عمران نے کہا تو جوانا ایک بار پھر حیرت سے منہ کھولے رہ گیا لیکن اس نے اس بار کوئی بات نہ کی خاموش ہو رہا۔

"ارے حد ہو گئی۔ لاحول ولا قوۃ۔ سنو ابھی شادی ہوئی نہیں اور یہ حالت ہو گئی ہے"...... یکلخت عمران نے چیختے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا ماسٹر"...... جوانا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونا کیا تھا۔ حماقت ہو گئی۔ اس کار میں تو ہائیڈرالک سسٹم موجود ہے۔ میں نے اسی لئے رانا ہاؤس سے چلتے ہوئے اسے منتخب کیا تھا لیکن یاد داشت ہی ختم ہو گئی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سٹرنگ کے نیچے لگا ہوا ایک ہینڈل کھینچا تو کار اس طرح اوپر کو اٹھنے لگ گئی جیسے کار کے نیچے جیک

لگانے سے کار اٹھ جاتی ہے اور جوانا حیرت سے کار کو اوپر اٹھتا دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد کار کی باڈی پانی سے اوپر ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک بٹن دبایا تو انجن سٹارٹ ہو گیا اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے کے ساتھ کار آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ جوانا کو واقعی یوں لگ رہا تھا جیسے کار سڑک پر چلنے کی بجائے کشتی کی طرح تیرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہو۔ گو کار کی رفتار بے حد آہستہ تھی لیکن بہرحال وہ آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور جوانا کے نقطہ نظر سے یہی غنیمت تھا۔

حیرت انگیز کار ہے یہ۔۔۔ جوانا نے کہا۔

خصوصی طور پر تیار کرائی گئی ہے۔ پسند آئی ہے تمہیں۔ عمران نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

یس ماسٹر واقعی مجھے یہ سسٹم پسند آیا ہے۔ جوانا نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

او کے پھر تمہیں اجازت ہے کہ جب چاہو اس پر بیٹھ کر سمندر کی سیر کر لیا کرو۔۔۔ عمران نے بڑے فیاضانہ لہجے میں کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

ماسٹر آپ سڑک کا اندازہ کیسے کریں گے۔ چند لمحوں بعد جوانا نے چونک کر کہا۔

فرنٹ سیٹ پر آجاؤ پھر تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ اس میں کمپیوٹر نصب ہے۔ جو نقشے کے مطابق سڑک کی نشاندہی کرتا رہتا ہے ورنہ تو ہم دنیا گول ہے والے اصول کے مطابق واپس رانا ہاؤس بھی

پہنچ سکتے ہیں۔ عمران نے جواب دیا تو جوانا نے اس طرح سر ہلایا جیسے اسے عمران کی یہ بات سن کر بے حد اطمینان ہوا ہو۔ کار تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل اسی حالت میں چلتی رہی۔ ایک جگہ پر عمران نے اسے دائیں طرف موڑا بھی تھا اور پھر دور سے عمارتیں نظر آنے لگ گئیں۔ وہ جمشید نگر پہنچ گئے تھے۔ لیکن بارش ابھی تک جاری تھی اور آسمان پر دھواں اور زمین پر ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا۔ گو اب بارش کا زور کافی حد تک ٹوٹ گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ برس ضرور رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کار جمشید نگر میں داخل ہو گئی اور پھر وسیع و عریض حویلی کے کھلے گیٹ سے اندر داخل ہوئی اور عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمارت کے اندر بھی ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا حتیٰ کہ برآمدے کا کافی حصہ بھی پانی میں ڈوبا ہوا نظر آ رہا تھا۔ جب کہ برآمدے کی اوپر والی سطح پر پانی نہ تھا۔ برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے کار کو سیدھا کھڑا کرنے کی بجائے اسے سائیڈ پر کر کے برآمدے کے ساتھ اس طرح روک دیا کہ وہ دونوں اطمینان سے برآمدے کی سطح پر اتر گئے۔

یہاں تو شادی کے کوئی آثار نہیں ہیں ماسٹر۔ بلکہ مجھے تو یہ عمارت ہی خالی لگتی ہے۔ جوانا نے باہر نکل کر حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

بھوتوں چڑیلوں کی شادیاں ایسی ہی جگہوں پر ہوتی ہیں۔ اب وہ انسانوں کی طرح بینڈ باجے اور بتیاں لگانے سے تو رہے۔ کیونکہ اس

کے لئے انہیں بجلی بنانے والا محکمہ قائم کرنا پڑے گا اور ایک بار یہ محکمہ قائم ہو گیا تو چڑیلیں اور بھوت بھاری بل ادا کر کے مزید بھوت اور چڑیلیں بننے سے تو رہے انسان بن جائیں گے ۔ جس طرح انسان بل ادا کر کر کے بھوتوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں "...... عمران کی زبان رواں ہو گئی ۔ لیکن ساتھ ساتھ وہ کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی بھی دیکھتا جا رہا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتے یا ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ۔ اچانک سائیڈ میں موجود ایک دروازہ کھلا اور ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان غیر ملکی لڑکی باہر آ گئی ۔ اس کے جسم پر غیر ملکی لباس تھا ۔ وہ انتہائی حیرت بھری نظروں سے عمران اور جوانا کو دیکھ رہی تھی ۔

" آپ کون ہیں اور اس خوفناک بارش میں یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں " ۔ اس لڑکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کوئی آدمی اس خوفناک بارش میں بھی یہاں تک پہنچ سکتا ہے ۔

" کمال ہے ۔ حیرت ہے ۔ ساری کہانیاں ہی غلط ثابت ہوئی ہیں ۔ چڑیلیں اس قدر خوبصورت اور طرحدار ہوتی ہیں ۔ ہمیں خواہ مخواہ یہ کہانیاں لکھنے والے ڈراتے رہے ہیں کہ چڑیلیں بے حد بدصورت ہوتی ہیں ۔ مکروہ شکل کی ہوتی ہیں ۔ لمبے لمبے کھچڑی بال ہوتے ہیں ۔ دانت باہر نکلے ہوئے ہوتے ہیں ۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہوتی ہیں ۔ حد ہے جھوٹ اور اس قدر سفید بلکہ انتہائی سفید جھوٹ "...... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر لڑکی کو دیکھتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا

جیسے خود کلامی کر رہا ہو ۔

" یہ ۔ یہ کیا بکواس ہے ۔ یہ آپ کیسے چڑیل کہہ رہے ہیں ۔ میرا نام جائسی ہے "...... اس لڑکی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

" تو ۔ تو آپ نہیں ہیں ۔ اوہ تھینک گاڈ ۔ ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ بچوں کے لئے کہانیاں لکھنے والے تمام ادیبوں کے خلاف ہرجانے کے دعویٰ دائر کر دوں "...... عمران نے اس طرح اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے واقعی وہ کسی بہت بڑے دباؤ سے آزاد ہو گیا ہو ۔

" آپ ہیں کون ۔ کہاں سے تشریف لائے ہیں "...... جائسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" مجھ حقیر فقیر پر تقصیر ۔ بندہ نادان "...... عمران نے اپنا تعارف شروع کرا دیا ۔

" فقیر ۔ تو آپ فقیر ہیں ۔ مطلب ہے گداگر ۔ کمال ہے اس ملک میں گداگروں کے پاس ایسی شاندار کاریں ہوتی ہیں اور وہ اس قدر خوفناک بارش میں گداگری کرنے آ جاتے ہیں ۔ حیرت ہے ۔ لیکن مسٹر فقیر ویری ۔ وری ڈاکٹر سیلانی صاحب کسی فقیر کو کچھ نہیں دیا کرتے "...... جائسی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھ کھڑے جوانا کے چہرے پر غصے کے آثار ابھر آئے ۔

" ڈاکٹر سیلانی کے پاس تو واقعی دینے کے لئے کچھ نہیں ہے ۔ لیکن آپ تو حسن کی خیرات دے سکتی ہیں "...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"حسن کی خیرات کیا مطلب یہ حسن کی خیرات کیا ہوتی ہے۔ خیرات تو روپے پیسے کی ہوتی ہے"...... جانسی واقعی عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

"وضاحت تو ڈاکٹر سیلانی ہی کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کو ان سے پوچھنے کی جرأت نہ ہو تو مجھے اجازت دیجئے۔ میں جا کر ان سے پوچھ لیتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ ڈاکٹر صاحب بے حد مصروف ہیں وہ کسی سے نہیں مل سکتے۔ آپ جا سکتے ہیں"...... جانسی نے اس بار اکتائے ہوئے سے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ جس دروازے سے نمودار ہوئی تھی اسی دروازے سے غائب ہو گئی۔

"یہ کیا چکر ہے ماسٹر۔ یہ کون ہے۔ کیا ڈاکٹر سیلانی کی بیوی ہے"۔ جوانا نے کہا۔

"ڈاکٹر سیلانی اس کی بیوی ہو گا۔ وہ بیچارہ مرنجاں مرنج آدمی بھلا کس طرح شوہر بن سکتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو اب کیا کرنا ہے۔ کیا واپس چلیں۔ آپ تو شادی کی بات کر رہے تھے"...... جوانا نے بھی اکتائے ہوئے سے لہجے میں کہا۔ اسے شاید اس سارے چکر کا کوئی سر پیر ہی نظر نہ آ رہا تھا۔

"صبر کرو پیارے جوانا۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی لئے وہ صبر کے پھل کو بھی میٹھا بنا دیتا ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ انسان بے چارہ شوگر کا مریض ہو اور وہ صبر کے میٹھے پھل کی بجائے

سچ کا کڑوا پھل کھانے پر مجبور ہو جائے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر برآمدے کی دیوار میں لگے ہوئے سوئچ بورڈ کے نچلے حصے میں موجود کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد وہی دروازہ کھلا اور جانسی باہر آ گئی۔

"تم ابھی تک گئے نہیں"...... جانسی نے اس بار انتہائی غصیلے اور توہین آمیز لہجے میں کہا۔

"وہ وہ ابھی تعارف مکمل نہیں ہوا تھا اور بغیر مکمل تعارف کے واپس چلے جانے سے سیانے کہتے ہیں کہ واپسی کا راستہ کھوٹا ہو جاتا ہے ویسے آج تک سکہ تو کھوٹا سنا ہے۔ نجانے یہ راستہ کیسے کھوٹا ہو جاتا ہے۔ بہرحال سیانے کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے"۔ عمران نے بڑے معصومانہ سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ میرا خیال ہے مجھے ایمرجنسی پولیس کو فون کرنا پڑے گا"۔ جانسی نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جانسی۔ جانسی۔ ڈیئر کہاں ہو تم"...... اچانک کمرے کے اندر سے کسی بوڑھے کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ جانسی کوئی جواب دیتی۔ کھلے دروازے سے ایک بوڑھا باہر آ گیا۔ وہ جانسی کی طرح دبلا پتلا تھا۔ سرانڈے کی طرح سپاٹ اور چکنا تھا چہرہ لمبوترا لیکن صحت مند نظر آ رہا تھا۔ آنکھوں پر سنہرے باریک فریم کا چشمہ تھا جس کے پیچھے سے اس کی چمکدار آنکھیں جھانکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"کلک کلک کون ہیں یہ۔اس قدر بارش میں۔آخر کون ہیں اور یہ کیسی کار ہے۔اسقدر اونچی۔یہ تو لگتا ہے جیسے اونٹ کی نسل کی کار ہو"۔بوڑھے نے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"محترمہ جائسی کو ابھی میں نے مکمل تعارف نہیں کرایا۔اچھا ہوا آپ بھی آگئے۔آپ بھی تعارف سن لیں ورنہ مجھے خواہ مخواہ دوبارہ تعارف کرانا پڑتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تعارف۔کیسا تعارف۔کون ہو تم"...... بوڑھے نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ فقیر ہیں ڈاکٹر۔حسن کی خیرات مانگنے آئے ہیں"...... جائسی نے کہا۔

"حسن کی خیرات اوہ۔اوہ تو یہ بات ہے۔تم بدمعاش ہو۔لفنگے ہو۔تم نے جائسی سے یہ لفظ کہے تھے۔چلو جائسی اندر سے میرا ریوالور اٹھا لاؤ۔میں دیتا ہوں انہیں حسن کی خیرات"...... ڈاکٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جانے دو ڈاکٹر۔تم پر پھر بلڈ پریشر کا دورہ پڑ جائے گا۔خود ہی چلے جائیں گے آؤ اندر اور سنو اب اگر تم دفع نہ ہوئے تو میں واقعی ایمرجنسی پولیس کو کال کر لوں گی سمجھے"...... جائسی نے پہلے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر انتہائی لگاوٹ بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران اور جوانا سے مخاطب ہو گئی لیکن ان سے مخاطب ہوتے وقت اس کا لہجہ انتہائی درشت اور تلخ تھا۔

"ماسٹر یہ لڑکی ضرورت سے زیادہ بکواس کر رہی ہے"...... جوانا سے نہ رہا گیا تو وہ غصے سے بول ہی پڑا۔

"شانتی شانتی۔جوانا۔حسن کو غصے کا حق حاصل ہے۔بہرحال تعارف کا کام مکمل ہو جانا چاہئے۔تو مس جائسی۔یا مسز۔اب مجھے یہ تو معلوم نہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ میری بیوی ہے"...... ڈاکٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تو مسز جائسی سیلانی ہوئی یہ۔تو مسز جائسی سیلانی اور ڈاکٹر سیلانی بلکہ اب تو سیلابی کہنا چاہئے۔مجھے حقیر فقیر پر تقصیر بندہ نادان۔فرستادہ سر سلطان کو علی عمران کہتے ہیں اور یہ ہے میرا ساتھی میرا دوست سپہاڑ گوشت۔جوانا"...... عمران نے اپنے ساتھ ساتھ جوانا کا تعارف بھی کرا دیا اور ڈاکٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا۔کیا کہہ رہے ہو تم۔سر سلطان۔اوہ تو سر سلطان نے تمہیں بھیجا ہے۔ہاں ہاں وہ کہہ رہے تھے کہ عمران آئے گا۔اوہ اوہ تو پھر تم یہاں باہر کیوں کھڑے ہو۔اوہ جائسی ڈیئر۔انہیں سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے بھیجا ہے"...... ڈاکٹر نے کہا تو جائسی بھی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ اچھا۔تشریف لایئے"...... جائسی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اب تک یقین نہ آ رہا ہو کہ انہیں واقعی سر سلطان نے بھیجا ہو گا۔

"سر سلطان کے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے تو ہمیں رکھ رکھاؤ کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔کیوں نہ میں لباس بدل کر ان کے سامنے

"آؤں"...... ڈاکٹر سیلانی نے جانسی سے مشورہ لیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ڈیئر۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ٹھیک لباس میں ہو"...... جانسی نے کہا۔

"اچھا، ٹھیک ہے۔ آؤ بھئی آؤ تم کھڑے کیوں ہو۔ کیا تھک گئے ہو آؤ۔ جانسی بہترین کافی بناتی ہے۔ ایک کپ کافی پیو گے تو ساری تھکاوٹ دور ہو جائے گی"...... ڈاکٹر سیلانی کا لہجہ اس بار بے حد دوستانہ تھا۔

"شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ جانسی اور ڈاکٹر کی رہنمائی میں اس دروازے سے داخل ہو کر ایک ڈرائنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔ فرنیچر خاصا قیمتی تھا لیکن قدیم وضع کا تھا۔

"آپ بیٹھیں میں کافی بنا لاتی ہوں"...... جانسی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتی ہوئی ایک اندرونی دروازے میں غائب ہو گئی اور عمران سر ہلاتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ جب کہ جوانا اس سے ذرا ہٹ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ ڈاکٹر سیلانی سامنے والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس طرح عمران اور جوانا کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ خود مہمان ہو اور یہ دونوں میزبان ہوں۔

"سر سلطان کو آپ نے فون پر کہا تھا کہ آپ کوئی ایسا راز جانتے ہیں۔ جو پاکیشیا کی سلامتی کے لئے انتہائی اہم ہے"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر سیلانی بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہاں میں نے کہا تھا۔ مجھے ابھی تک یاد ہے"...... ڈاکٹر سیلانی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا راز ہے وہ"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر میں بتا دوں تو پھر وہ راز کیسے رہ جائے گا۔ اس لئے سوری میں نہیں بتا سکتا"...... ڈاکٹر سیلانی نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے سر سلطان سے اس بات پر کیوں اصرار کیا تھا کہ فوری طور پر کسی ذمہ دار آدمی کو بھیجا جائے ورنہ آپ کی جان کو شدید خطرہ ہے"...... عمران کے لہجے میں ہلکی سی جھنجھلاہٹ تھی۔

"ہاں میں نے کہا تھا۔ مجھے ابھی تک یاد ہے"...... ڈاکٹر سیلانی نے پہلے کی طرح اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ آپ نے بتایا تھا کہ آپ کی وائف بھی اس راز سے واقف ہے"...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب ڈاکٹر سیلانی کی طبیعت کو کچھ کچھ سمجھنے لگ گیا تھا۔

"ہاں ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اسی نے تو مجھے کہا تھا کہ میں اس راز کو کسی ذمہ دار آدمی تک پہنچا دوں۔ ابھی جانسی آئے گی تو تم بے شک پوچھ لینا"...... ڈاکٹر سیلانی نے کہا۔

"آپ نے معدنیات کے مضمون میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں اور یہ راز میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ میں نے کیمرج

یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا ہے اور وہیں پڑھاتا بھی رہا ہوں ۔ اب دو سال سے یہاں پاکیشیا میں واپس آیا ہوں ۔ کیونکہ جانسی یہاں رہنا چاہتی تھی ۔ ویسے میں نے دو سال پہلے اس سے شادی کی تھی "......

ڈاکٹر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا ۔ اسی لمحے جانسی اندر داخل ہوئی ۔ اس نے ہاتھ میں ایک ٹرے اٹھائی ہوئی تھی ۔

" کیا آپ نے کوئی ملازم نہیں رکھا ہوا "...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" نہیں ۔ میں اپنی پرائیویسی میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتی " ۔ جانسی نے جواب دیا اور پھر اس نے ہاٹ کافی کی ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور ایک پیالی خود اٹھا کر وہ ڈاکٹر سیلانی کے ساتھ بیٹھ گئی ۔

" جانسی ذرا بتاؤ کیا یہ ذمہ دار آدمی ہیں "...... ڈاکٹر نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے جانسی سے مخاطب ہو کر عمران اور جوانا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

" ظاہر ہے ڈیئر ۔ اگر سر سلطان نے انہیں بھیجا ہے تو ذمہ دار ہی ہوں گے ۔ سر سلطان کسی غیر ذمہ دار کو کیسے بھیج سکتے ہیں " ۔ جانسی نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" گڈ ۔ پھر تو انہیں اس راز میں شامل کیا جا سکتا ہے "...... ڈاکٹر سیلانی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور جانسی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا ۔

" تو سنو مسٹر ذمہ دار ۔ راز یہ ہے کہ پاکیشیا کی شمالی سرحد پر واقع کوہ لاگش کے دامن میں ایک قصبہ ہے لاغالی ۔ اس لاغالی کے سردار کے ہاں ایک کتیا ہے ۔ جس نے اس بار ایک بچہ دیا ہے ۔ گہرے سرخ رنگ کا ۔ تیز گہرے سرخ رنگ کا ۔ دور دور سے لوگ اس بچے کو دیکھنے آ رہے ہیں "...... ڈاکٹر سیلانی نے کافی پیتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" اس سرخ رنگ میں چمک بھی ہے ۔ یا ڈل ہے "...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور جوانا حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا ۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ وہ پاگلوں میں پھنس گیا ہے ۔

" تیز چمک ہے ۔ لیکن تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے "...... ڈاکٹر سیلانی نے چونک کر پوچھا ۔

" اس لئے کہ اگر سرخ رنگ چمکدار ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس قصبے کے قریب کہیں ناکخم موجود ہے اور اگر رنگ ڈل ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ناکخم کی بجائے آکون کا ذخیرہ ہے "...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سیلانی بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی کسی انسان کو دیکھ رہا ہے یا کسی بھوت کو ۔ جانسی کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" اوہ ۔ اوہ ...... تم یہ سب کیسے جانتے ہو ۔ بولو کیسے جانتے ہو ۔ میرا تو خیال تھا کہ میرے علاوہ پوری دنیا میں اس سے کوئی واقف

نہیں ہے ۔ لیکن تم تو یوں بات کر رہے ہو جیسے تم مجھ سے بھی بڑے معدنیات کے ماہر ہو ۔ اوہ اوہ "...... ڈاکٹر سیلانی کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی ۔

"آپ تشریف رکھیں ڈاکٹر ۔ آپ نے واقعی ایک اہم انکشاف کیا ہے ۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اس ذخیرے میں موجود نامخم کس حد تک خالص ہو گی "...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"میرا خیال ہے ۔ بیس فیصد خالص ہو گی "...... ڈاکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"اس سرخ بچے کے کانوں کا رنگ بھورا ہے "...... عمران نے چونک کر پوچھا ۔

"بھورا نہیں وہ بھی تیز سرخ رنگ کے ہیں ۔ کیوں "...... ڈاکٹر نے حیران ہو کر کہا ۔

"پھر تو واقعی یہ اہم ترین راز ہے ۔ ایسی صورت میں تو نامخم ستر فیصد تک خالص ہو گی ۔ ورنہ آج تک دنیا میں جہاں بھی نامخم ملی ہے اس کے خالص ہونے کی پرسنٹیج چالیس فیصد سے زیادہ نہیں ہوئی "۔ عمران نے جواب دیا ۔

"نہیں ستر فیصد تو ممکن ہی نہیں ۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ میں دعویٰ کر سکتا ہوں کہ وہ دس فیصد سے زیادہ خالص نہیں ہو گی "۔ ڈاکٹر سیلانی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

"ڈاکٹر سیلانی آپ کے علم کو تو میں چیلنج نہیں کر سکتا ۔ آپ اس

مضمون میں پوری دنیا میں اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں ۔ لیکن اگر نامخم دس فیصد کی حد تک خالص ہوتی تو اس بلّے کے کان یقیناً بھورے رنگ کے ہوتے ۔ اگر بیس فیصد ہوتی تو کان ہلکے سرخ رنگ کے ہوتے اور اگر پچاس فیصد تک ہوتی تو ایک کان تیز سرخ اور دوسرا ہلکا سرخ ہوتا دونوں کان انتہائی تیز سرخ رنگ کے ہونے کا صاف مطلب ہے کہ نامخم کے خالص ہونے کی پرسنٹیج ستر فیصد ہے ۔ بہرحال تجزیے سے معلوم ہو جائے گا ۔ تو آپ نے نامخم کا ذخیرہ تلاش کر لیا "...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر سیلانی نے ایک طویل سانس لیا ۔

"مجھے حقیقتاً یقین نہیں آ رہا کہ کوئی شخص اس مضمون میں اس حد تک بھی ماہر ہو سکتا ہے ۔ میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا کہ میں ہی سب کچھ ہوں لیکن آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں تو تمہارے سامنے محض ایک طفل مکتب ہوں لیکن میں نے آج تک کہیں بھی تمہارا نام نہیں سنا ۔ کبھی تمہارا کوئی مضمون نہیں پڑھا ۔ تم نے آخر یہ سب کچھ کیسے جان لیا ۔ تم کس تہہ خانے میں گھسے رہے ہو ۔ جائسی جائسی ۔ تم بتاؤ یہ صاحب کیا ہیں ۔ کمال ہے ۔ اس قدر وسیع نالج "...... ڈاکٹر سیلانی کی حالت دیکھنے والی تھی ۔

"میں خود حیران ہو رہی ہوں ڈاکٹر میں اس مضمون میں ماہر ہوں لیکن مجھے اندازہ نہ تھا کہ مسٹر عمران جیسے لوگ بھی یہاں اس پسماندہ ملک میں موجود ہو سکتے ہیں "...... جائسی نے بھی انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا ۔

" معدنیات میرا مضمون کبھی نہیں رہا جناب ۔ البتہ میں اس کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں ۔ تقریباً ایک سال پہلے میں نے رابرٹ گوتھم کا نائیجم پر بھی تحقیقی مقالہ پڑھا تھا ۔ یہ مضمون اس ریسرچ پر مبنی تھا کہ انسان یا حیوان کے جسم پر نائیجم کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس مضمون میں انہوں نے کانوں پر خصوصی طور پر اس کے اثرات پر اپنی ریسرچ کے نتائج لکھے تھے ۔ یہ مضمون پڑھنے کے بعد میں نے ان کا پتہ معلوم کیا اور اس کے بعد فون پر ان سے اس موضوع پر تفصیلی بات بھی ہوئی ۔ انہوں نے مجھے دعوت بھی دی تھی کہ میں ان سے ملوں اور میں نے وعدہ بھی کر لیا تھا ۔ لیکن پھر میں اپنی مصروفیات میں الجھ گیا اور وہ وفات پا گئے ۔ ویسے سائنس ریسرچ آرگن میں آپ کے بھی مضامین چھپتے رہے ہیں ۔ میں نے انہیں بھی پڑھا ہے ۔ اس لئے جب سر سلطان نے آپ کا نام لیا تو میں بے حد حیران ہو کہ آپ یہاں پاکیشیا میں موجود ہیں اور مجھے علم ہی نہیں ہے ۔ آپ نے چونکہ ان سے کہا تھا کہ آپ کی زندگی کو خطرہ ہے ۔ اس لئے باوجود تیز بارش کے میں فوراً یہاں آگیا" .... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" لیکن صرف مطالعے سے اس پیچیدہ مضمون میں اس قدر گہرائی تک چلے جانا انتہائی حیرت کی بات ہے ۔ گوتھم میرے استاد تھے ۔ میں نے بھی ان کا یہ مضمون پڑھا تھا ۔ اس میں تو اس قدر گہری بات نہیں تھی جو تم نے کی ہے" .... ڈاکٹر سیلانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" یہ میرا اپنا آئیڈیا تھا ۔ بہر حال آپ بتائیں کہ آپ نے اس بلٹے کو

دیکھنے کے بعد لازماً نائیجم کے ذخیرہ کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہو گی یہ موجودہ دور کی اس قدر قیمتی دھات ہے کہ اگر واقعی یہ ستر تو ایک طرف پچاس فیصد کی حد تک بھی خالص ہے تو پھر بھی یہ پاکیشیا کی قسمت سنوار سکتی ہے" .... عمران نے کہا ۔

" ہاں میں نے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جب میں نے یہ سنا کہ یہ کتیا سردار اعظم خان بلگارنیہ سرحد پر واقع ایک گاؤں سے لے آیا ہے اور جب یہ آئی تھی تو حاملہ تھی تو میں سردار کے ساتھ فوراً اس گاؤں میں پہنچا اور پھر میں نے وہ ذخیرہ تلاش کر لیا ۔ وہ بلگارنیہ اور پاکیشیا کی مشترکہ سرحد پر واقع ایک پہاڑی میں تھا ۔ لیکن وہ خالی ہو چکا تھا ۔ وہاں سے نائیجم نکال لی گئی تھی ۔ مجھے گاؤں والوں نے بتایا کہ ایک ماہ پہلے یہاں غیر ملکی آئے تھے ۔ انہوں نے اس پہاڑی پر کیمپ لگایا تھا ۔ ان کے پاس عجیب سی مشینیں تھیں ۔ وہ چند روز وہاں رہے پھر واپس چلے گئے تھے تو میں مایوس ہو کر واپس چلا آیا" ۔ ڈاکٹر سیلانی نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اندازاً کتنی نائیجم وہاں سے دستیاب ہوئی ہو گی" .... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا ۔

" میرا اندازہ ہے کہ دس پونڈ سے کم نہ ہو گی" .... ڈاکٹر سیلانی نے جواب دیا ۔

" اوہ یہ تو بہت بڑی مقدار ہے ۔ لیکن جب آپ کے کہنے کے مطابق یہ نائیجم نکال لی گئی ہے تو پھر آپ نے سر سلطان کو کیوں فون کیا اور

کیوں یہ کہا کہ آپ کوئی راز جانتے ہیں اور آپ کی زندگی کو خطرہ کس طرح لاحق ہو گیا"...... عمران نے کہا۔

" تم واقعی ایسے آدمی ہو کہ تمہیں تفصیل بتائی جا سکتی ہے ۔ میں نے اس ذخیرے کو چیک کیا تھا اور مجھے وہاں سے ایک ڈائری ملی تھی اس ڈائری میں دو نام ایسے درج تھے جنہوں نے مجھے چونکا دیا تھا ۔ ایک تو بلگارنوی ماہر معدنیات ڈی سلوا کا نام تھا ۔ وہ میرا شاگرد رہا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ بلگارنیہ میں رہتا ہے اور دوسرا پاکیشیائی تھا سردار اسلم حیات ۔ اس کے متعلق ڈائری میں ہی درج تھا کہ وہ بھی محکمہ معدنیات میں کسی اہم عہدے پر ہے ۔ ان دونوں ناموں کے سامنے بہت بڑی بڑی رقمیں لکھی ہوئی تھیں ۔ ڈائری اسمتھ نامی کسی شخص کی ہے ۔ اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ بلگارنیہ اور پاکیشیا کے خلاف باقاعدہ سازش ہوئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہاں یا بلگارنیہ میں نامیم کا مزید ذخیرہ بھی کہیں موجود ہو اور اگر نہ بھی موجود ہو تو بہرحال یہ نامیم حکومت پاکیشیا کی ملکیت ہے ۔ اسے واپس حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ میں اس کی اہمیت اور قدر و قیمت سے واقف ہوں ۔ سر سلطان میرے دور کے عزیز بھی ہیں اور یہاں میں صرف ان سے ہی واقف تھا ۔ اس لئے میں نے اپنا فرض سمجھا کہ انہیں یہ سب کچھ بتا دوں ۔ چونکہ وہ معدنیات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے اس لئے میں نے ان سے راز کی بات کی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ اس راز کا تعلق پاکیشیا کے خلاف کسی گہری سازش سے ہے اور جہاں تک میری جان کو خطرے کا تعلق

ہے تو دو روز پہلے لاغالی کا سردار اعظم جو میرا دوست ہے یہاں آیا تھا ۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ کچھ لوگ میرے متعلق پوچھتے ہوئے اس کے پاس آئے تھے ۔ وہ لوگ اپنے انداز سے اچھے لوگ نہیں لگتے تھے ۔ سردار اعظم نے انہیں میرا موجودہ پتہ بتانے کی بجائے یہ کہہ دیا تھا کہ میں گریٹ لینڈ چلا گیا ہوں ۔ اس بات سے مجھے احساس ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو میرے متعلق کچھ معلوم ہو گیا ہو اور وہ اب میرا خاتمہ کرنا چاہتے ہوں ۔ لیکن میں جائسی کو بیوہ نہیں بنانا چاہتا اور نہ جائسی فی الحال بیوہ بننے کے لئے تیار ہے ۔ اس لئے میں نے سر سلطان سے کہا تھا کہ وہ کسی ذمہ دار آدمی کو بھیجیں تاکہ وہ اس ساری صورتحال کی تحقیق کر سکے "...... ڈاکٹر سیلانی نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" وہ ڈائری آپ کے پاس ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" ہاں جائسی کے پاس ہے ۔ کیا تم وہ لے لو گے "...... ڈاکٹر سیلانی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران اس سے کوئی انتہائی قیمتی چیز لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

" ہمیں کیا ضرورت ہے ڈیئر اس کی "...... جائسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے کیا کہہ رہی ہو ۔ اس میں آدھے سے زیادہ صفحے خالی ہیں ۔ ہم اس پر اپنے مضامین کی رائلٹی کی تفصیل لکھ سکتے ہیں "...... ڈاکٹر سیلانی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کو نئی ڈائری بھجوا دوں گا۔ اتنی بڑی ڈائری کہ آپ آئندہ ایک ہزار سال تک کا حساب اس پر لکھ سکیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے۔ دے دو ڈائری ڈیئر۔ ارے کیا۔ ایک ہزار سال۔ کیا مطلب۔ کیا ایک ہزار سال تک مجھے رائلٹی ملتی رہے گی"۔ ڈاکٹر سیلانی نے چونک کر کہا۔

"بالکل ملتی رہے گی۔ ایک ہزار سال تو کیا ایک کروڑ سال تک ملے گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ویری گڈ پھر تو مجھے فکر نہیں کرنی چاہئے کہ میری موت کی صورت میں جائسی کیا کرے گی۔ کیونکہ میں نے تو ساری عمر ریسرچ میں ہی گزار دی ہے۔ کوئی جائیداد ہی نہیں بنائی۔ یہ حویلی بھی آبائی ہے"۔ ڈاکٹر سیلانی نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ جائسی اٹھ کر اندر چلی گئی تھی۔ شاید وہ ڈائری لینے گئی تھی۔

"لیکن مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ آپ نے جواہرات کی کان دریافت کر لی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ جواہرات کی کان۔ لاحول ولا قوۃ۔ تم ڈاکٹر سیلانی کو اس قدر گھٹیا سمجھتے ہو"...... ڈاکٹر سیلانی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ نے ابھی تو خود کہا ہے کہ دو سال ہوئے آپ کو جواہرات کی اس کان پر قبضہ کیے ہوئے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں نے کہا ہے۔ مجھے تو یاد نہیں ہے"...... ڈاکٹر سیلانی نے حیران ہو کر کہا۔ اسی لمحے جائسی واپس آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی پاکٹ ڈائری تھی۔

"کیا یاد نہیں ہے ڈیئر تمہیں"...... جائسی نے ڈائری عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے ڈاکٹر سے پوچھا۔

"یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نے جواہرات کی کان تلاش کر لی ہے اور میں نے انہیں ابھی کہا ہے کہ میں نے دو سال سے اس کان پر قبضہ کر رکھا ہے۔ حالانکہ نہ ہی میں نے یہ کام کیا ہے اور نہ مجھے یاد ہے کہ میں نے یہ بات کی ہے"...... ڈاکٹر سیلانی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ایسا گھٹیا کام ڈاکٹر سیلانی کیسے کر سکتے ہیں۔ پوری دنیا میں ان کا نام ہے اور یہ اب جواہرات کی کانیں تلاش کرتے پھریں گے۔ گھٹیا لوگوں کی طرح۔ آپ نے ڈاکٹر سیلانی کی توہین کی ہے"۔ جائسی کو بھی غصہ آ گیا تھا۔

"آپ سے شادی کئے ڈاکٹر صاحب کو کتنا عرصہ ہوا ہے"۔ عمران نے ڈائری جیب میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"دو سال۔ کیوں"...... جائسی نے چونک کر پوچھا۔

"تو پھر میں نے کیا غلط بات کی ہے۔ جواہرات قیمتی بھی ہوتے ہیں اور قدرت کا شاہکار بھی اور آپ کا حسن بتا رہا ہے کہ آپ جواہرات کی کان سے کسی طرح کم نہیں ہیں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو جائسی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دی۔ اس کے چہرے پر

تحسین کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اس خوبصورت انداز میں تعریف کا شکریہ"...... جائسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں ڈیئر تم کس بات کا شکریہ ادا کر رہی ہو شکریہ تو اسے ادا کرنا چاہیے تمہاری کافی پی کر"...... ڈاکٹر سیلانی نے بھڑک کر کہا۔

"یہ مجھے جواہرات کی کان کہہ رہے ہیں اور قبضے کا مطلب ہے کہ تم نے مجھ سے شادی کر کے اس کان پر قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ چونکہ میرے حسن کی تعریف کا ایک خوبصورت انداز ہے۔ اس لئے مجھے ان کا شکریہ تو ادا کرنا ہی ہے"...... جائسی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا واقعی مجھے تو آج تک اس بات کا خیال تک نہیں آیا۔ تم تو واقعی جواہرات کی کان ہو"...... ڈاکٹر سیلانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو شکر ہے۔ تمہیں آج تو اس کا خیال آ گیا"...... جائسی نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ آج سے میں تمہیں واقعی جواہرات کی کان ہی سمجھوں گا"...... ڈاکٹر سیلانی نے کہا۔

"پھر کب تک چھپ جائے گا آپ کا تحقیقی مضمون"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تحقیقی مضمون کون سا مضمون"...... ڈاکٹر سیلانی نے چونک

کر پوچھا۔

"آپ معدنیات کے ماہر ہیں اور جب معدنیات کے ماہر کو جواہرات کی کان مل جائے تو اس نے اس پر تحقیق تو کرنی ہے اور جب تحقیق مکمل ہو گی تو بہرحال آپ اس ریسرچ پیپر کو شائع تو کرائیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار ڈاکٹر سیلانی جیسا شخص بھی کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ جب کہ جائسی کا چہرہ مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

"آپ کا ایک بار پھر شکریہ اور ڈاکٹر تم بھی شکریہ ادا کرو۔ آخر میں تمہاری بیوی ہوں اور جب بیوی کے حسن کی تعریف ہو تو اس کے شوہر کو بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے"...... جائسی نے عمران سے بات کرتے کرتے ڈاکٹر کو ہدایت دینی شروع کر دی۔

"ارے ہاں بے حد شکریہ۔ تم واقعی جائسی کی تعریف کر کے میرے شکریے کے حق دار بن چکے ہو"...... ڈاکٹر سیلانی نے فوراً ہی کہا۔

"آپ کو میرا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میں نے شادی والے دن ہی ادا کر دیا تھا۔ کیوں جائسی میں نے ادا کیا تھا ناں"...... ڈاکٹر سیلانی نے جائسی سے مخاطب ہو کر کہا اور جائسی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے اس گاؤں کا نام نہیں بتایا۔ جہاں سے سردار اعظم وہ کتبیا

لے کر آیا تھا اور اس پہاڑی کا پتہ بھی نہیں بتایا جہاں سے نا ہنجم نکالی گئی ہے" ...... عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس گاؤں کا نام راجگی ہے اور اس پہاڑی کو وہاں کے مقامی لوگ بنامی کہتے ہیں" ...... ڈاکٹر سیلانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ڈاکٹر سیلانی اور مسز جائسی اب ہمیں اجازت دیجئے۔ انشاء اللہ دوبارہ جلد ہی ملاقات ہو گی" ...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈائری بھجوانے کا وعدہ یاد رکھنا" ...... ڈاکٹر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بالکل بھجواؤں گا۔ آپ بے فکر رہیں" ...... عمران نے جواب دیا اور پھر ڈاکٹر سیلانی سے مصافحہ اور جائسی کو سلام کر کے وہ واپس برآمدے میں آ گئے۔ بارش اب رک چکی تھی۔

"تم ڈرائیونگ کرو جوانا۔ میں اب اس ڈائری کو اطمینان سے پڑھوں گا" ...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران عقبی سیٹ پر بیٹھا اور پھر اس نے جوانا کو کمپیوٹر گائیڈ وغیرہ کے متعلق اچھی طرح بریف کر دیا تاکہ وہ راستہ نہ بھول جائے۔ کیونکہ باہر ہر طرف پانی ہی پانی تھا اور جوانا نے کار سٹارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر وہ پھاٹک کی طرف لے آیا اور عمران نے ڈائری کھول لی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

"کیا رانا ہاؤس جانا ہے ماسٹر" ...... واپس شہر میں داخل ہوتے ہی جوانا نے پوچھا۔ عمران جو ڈائری بند کر کے کار کی عقبی نشست سے سر

ٹکائے آنکھیں بند کیے بیٹھا ہوا تھا چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

"نہیں آفیسرز کالونی چلو میں اس سردار اسلم حیات سے فوری ملنا چاہتا ہوں۔ وہ لازماً وہیں رہتا ہو گا" ...... عمران نے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بلگارنیہ دارالحکومت سے تقریباً دو سو پچاس کلو میٹر دور ایک بڑے شہر کاسوکا کی فراخ سڑک پر سرخ رنگ کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کے نواحی علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بلگارنیہ کے ڈی سیکشن کا کیپٹن توفیق موجود تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر بلگارنیہ کا سپر ڈی ایجنٹ میجر پرمود بیٹھا ہوا تھا ان دونوں کے جسموں پر تھری پیس سوٹ تھے۔ میجر پرمود کے ہاتھ میں ایک فائل تھی اور وہ اسے پڑھنے میں مصروف تھا۔

"میجر کیا یہ اطلاع واقعی درست ہو گی"...... کیپٹن توفیق نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کون سی اطلاع"...... میجر پرمود نے چونک کر فائل سے نظریں ہٹا کر توفیق کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم بلگارنیہ کی معدنی دولت حاصل

کرنے کے لئے یہاں کام کر رہی ہے"...... توفیق نے کہا۔

"درست یا غلط کا فیصلہ تو ان سے ملنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ پہلے کیسے ہو جائے گا"...... پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب اور تھا میجر۔ اس فائل کے مطابق حکومت کو یہ خفیہ اطلاع ملی ہے کہ انتہائی قیمتی معدنی دولت کے حصول کے لئے ایک بین الاقوامی تنظیم کام کر رہی ہے اور حکومت نے یہ کیس ہمارے ڈی سیکشن کو بھجوا دیا ہے حالانکہ اس قسم کا کیس ڈی سیکشن کے دائرہ کار میں آتا ہی نہیں۔ اس لئے پوچھ رہا تھا کہ کہیں اس اطلاع میں کوئی گھپلا تو نہیں ہے"...... کیپٹن توفیق نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم یہی سوچ رہے ہو ناں کہ اصل بات کوئی اور ہو گی لیکن سرکاری طور پر اسے معدنی دولت کی چوری کا نام دیا گیا ہے"۔ پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں یہی کہنا چاہتا تھا کیونکہ معدنیات کی چوری کا ڈی سیکشن سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... توفیق نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ کرنل ڈی نے یہ کیس خود کہہ کر اپنے سیکشن میں ٹرانسفر کرا لیا ہے۔ کیونکہ اس کیس میں جو ابتدائی تحقیقات ہوئی ہیں۔ ان کے مطابق اس کا سلسلہ پاکیشیا سے ملتا ہے۔ ایسے شواہد ملے ہیں کہ اس چوری میں

سرکاری طور پر پاکیشیا کا ہاتھ ثابت ہوتا ہے اور تم جانتے ہو کہ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یقیناً ہمارا ٹکراؤ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوگا۔ کیونکہ اس قدر پیچیدہ کام وہاں سیکرٹ سروس ہی انجام دیتی ہے اور سیکرٹ سروس کا مقابلہ اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہ صرف ڈی سیکشن ہی ہے "۔ پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن میں یہ بات تسلیم نہیں کر سکتا میجر کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جیسی تنظیم دوسرے ممالک کی معدنیات چوری کرتی پھرے۔ نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے "...... توفیق نے بڑے حتمی لہجے میں کہا تو پرمود ہنس پڑا۔

" کرنل ڈی اور میرا بھی یہی خیال ہے۔ اسی لئے تو کرنل ڈی نے یہ کیس اپنے ہاتھ میں لیا ہے تاکہ اس کی درست طور پر تحقیق ہو سکے "۔ پرمود نے جواب دیا تو توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کار اب شہر کے نواح میں پہنچ چکی تھی اور پھر کچھ دور آگے جانے کے بعد توفیق نے کار کو بائیں ہاتھ پر جانے والی ایک ذیلی سڑک پر موڑ دیا یہ سڑک کافی آگے جا کر ایک چھوٹے سے قصبے میں پہنچ گئی۔ قصبہ چھوٹا ضرور تھا لیکن وہاں کی عمارات جدید اور نئی تھیں۔ یہاں ابھی حال ہی میں ایک سیمنٹ فیکٹری لگائی گئی تھی اور یہ قصبہ اس سیمنٹ فیکٹری کی وجہ سے ابھی حال ہی میں نوتعمیر ہوا تھا اسی لئے یہاں کی عمارات کی طرز تعمیر بھی جدید تھی اور عمارات بھی نئی تھیں۔ توفیق نے کار قصبے کی ایک چھوٹی سڑک پر موڑی اور کچھ دور آگے جا کر ایک نوتعمیر شدہ

کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔

" کال بیل دو "...... پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا نیچے اترا اور آگے بڑھ کر اس نے ستون پر لگے ہوئے کال بیل بٹن کو پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ایک مقامی آدمی باہر آگیا۔ اس کا لباس اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ یہاں ملازم ہے۔

" ڈی سلوا صاحب کو بولو کہ میجر پرمود آئے ہیں "...... توفیق نے اس ملازم سے کہا۔

" اوہ یس سر آیئے صاحب آپ کے منتظر ہیں "...... ملازم نے جلدی سے کہا اور پھر اس نے دھکیل کر پورا پھاٹک کھول دیا۔ توفیق واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے لیکن قیمتی فرنیچر سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔

" یہ ڈی سلوا صاحب وہی صاحب ہیں جنہوں نے حکومت کو چوری کی اطلاع دی ہے "...... توفیق نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پرمود سے پوچھا اور پرمود نے زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ فائل جس کا وہ راستے میں مطالعہ کرتا آیا تھا وہ اس نے کار کے ڈیش بورڈ میں چھوڑ دی تھی۔ چند لمحوں بعد ملازم نے انہیں مشروبات کی بوتلیں لا دیں اور پھر ایک لمبے قد اور قدرے فربہ جسم کا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر وقار تھا جسم پر گھریلو

لباس تھا۔ لیکن لباس صاف ستھرا اور نیا تھا۔ توفیق اور میجر پرمود دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ رسمی تعارف کے بعد وہ دوبارہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے فون پر کہا تھا کہ آپ میری اس معدنی چوری والی اطلاع کے سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہیں حالانکہ حکومت کے افراد پہلے ہی مجھ سے میرا تفصیلی بیان لے چکے ہیں اور آپ نے اب تک یہ بھی نہیں بتایا کہ آپ کا تعلق حکومت کے کس شعبے سے ہے"...... ڈی سلوا نے باوقار لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق فوج کے ایک خفیہ شعبے سے ہے۔ آپ کا بیان میں نے تفصیل سے پڑھ لیا ہے۔ لیکن اس میں چند باتیں تفصیل طلب تھیں اور اس کے لئے آپ سے ملاقات ضروری تھی"...... پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

"فوج کے خفیہ شعبے سے۔ کیا مطلب۔ فوج کا معدنیات سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... ڈی سلوا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سوچنا آپ کا کام نہیں ہے مسٹر ڈی سلوا۔ آپ پہلے یہ بتائیں کہ آپ یہاں سیمنٹ فیکٹری میں بطور ماہر ملازم ہیں۔ آپ نے معدنیات میں کون سی ڈگری لی ہوئی ہے"...... پرمود نے کہا تو ڈی سلوا کے ہونٹ بھنچ گئے اور چہرے پر قدرے ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

"میرے پاس معدنیات میں ماسٹر ڈگری ہے اور میں نے غیر ممالک میں ایک بین الاقوامی ادارے کے ساتھ ریسرچ کا کام کیا ہے۔

بلگارنیہ میں اس وقت مجھ سے بڑا معدنیات کا کوئی ماہر نہیں ہے۔ یہاں سیمنٹ فیکٹری میں تو مجھے صرف سروس ظاہر کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ دراصل میرا تعلق بلگارنیہ کے لئے انتہائی قیمتی معدنیات تلاش کرنے والی ایک خفیہ تنظیم سے ہے۔ میں اس تنظیم کا سربراہ ہوں۔ چونکہ حکومت نہیں چاہتی کہ اس تنظیم کی سرگرمیوں کی بھنک عام لوگوں کے کانوں تک پہنچے۔ اس لئے اس تنظیم کو خفیہ رکھا گیا ہے۔ میں نے اسے مزید خفیہ رکھنے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت میں بنانے کی بجائے اس غیر معروف قصبے میں بنایا ہوا ہے"۔ ڈی سلوا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے بات کرنے کا انداز ایسے تھا جیسے وہ یہ سب کچھ بتا کر میجر پرمود پر اپنی حیثیت کا رعب ڈالنا چاہتا ہو۔

"آپ شاید ناراض ہو گئے ہیں۔ دراصل ہمارا تعلق فوج سے ہے۔ اس لئے ہمیں کسی سے انٹرویو لینے کا وہ طریقہ نہیں آتا کہ جس سے انٹرویو دینے والا بھی ناراض نہ ہو اور اصل بات بھی سامنے آجائے۔ اس لئے اگر میری کوئی بات آپ کو ناگوار لگے تو پلیز آپ اس پر توجہ نہ دیں"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈی سلوا کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اوہ شکریہ میجر پرمود۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ جو کچھ پوچھنا چاہتے بلاتکلف پوچھئے۔ میں محب وطن اور ذمہ دار آدمی ہوں اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ کی اس معاملے میں پوری پوری مدد کر سکوں گا"۔

ڈی سلوا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بتائیے مسٹر ڈی سلوا کہ آپ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اس پہاڑی پر ایسے آثار ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں پاکیشیائی ماہرین کام کرتے رہے ہیں۔ لیکن آپ نے ان آثار کی تفصیل نہیں بتائی"...... پرمود نے کہا۔

"جی ہاں مجھ سے پوچھی ہی نہیں گئی تھی۔ دیکھئے جس پہاڑی سے انتہائی قیمتی دھات "این ۔ سی" اڑائی گئی ہے۔ وہاں چند ایسے آلات کے ٹکڑے پڑے ہوئے ملے ہیں۔ جن پر میڈان پاکیشیا لکھا ہوا تھا اور یہ آلات انتہائی قیمتی دھاتوں کی کان کنی کے کام آتے ہیں اور صرف ماہرین ہی انہیں استعمال کرتے ہیں۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ یہ کام پاکیشیا کے ماہرین نے کیا ہے"...... ڈی سلوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹکڑے کہاں ہیں"...... پرمود نے پوچھا۔

"وہ تو میں نے غیر اہم سمجھ کر کہیں پھینک دیئے تھے"...... ڈی سلوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ کتنی "این ۔ سی" وہاں سے نکالی گئی ہے"۔ پرمود نے پوچھا۔

"میرا اندازہ ہے کہ تقریباً پچاس پونڈ "این ۔ سی" وہاں سے نکالی گئی ہے اور اس کی ملکیت اربوں کھربوں ڈالر ہو سکتی ہے"...... ڈی سلوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ کتنے آدمی پچاس پونڈ "این ۔ سی" نکال سکتے ہیں اور کتنا وقت چاہیئے اس کے لئے"...... پرمود نے کہا۔

"کم از کم دس آدمی اور کم از کم ایک ماہ"...... ڈی سلوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی مجرم تنظیم نے ایسا کیا ہو۔ آج کل ایسی تنظیمیں بھی تو وجود میں آگئی ہیں جو انتہائی قیمتی معدنیات تلاش کر کے اسے چوری کرتی ہیں اور پھر انہیں مختلف حکومتوں کے پاس فروخت کر دیتی ہیں"...... پرمود نے کہا۔

"لیکن مجرم تنظیمیں پاکیشیا میڈ آلات تو استعمال نہیں کرتیں۔ پاکیشیا بلگارنیہ کی طرح ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ یہ درست ہے کہ وہاں کان کنی کے لئے آلات تیار کیے جاتے ہیں۔ لیکن ان سے زیادہ بہتر اور اچھے آلات یورپ اور ایکریمیا میں تیار ہوتے ہیں۔ لیکن پاکیشیا میں ایسی کوئی تنظیم نہیں ہے جس کا ذکر آپ کر رہے ہیں۔ میرا تعلق معدنیات سے ہے۔ اس لئے میں اس بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں"۔ ڈی سلوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کسی غیر ملکی تنظیم کے بارے میں جانتے ہیں جو یہ کام کرتی ہو"۔ پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں کئی تنظیموں کے نام میں نے سن رکھے ہیں"...... ڈی سلوا نے جواب دیا۔

"آپ کا تعلق کس تنظیم سے ہے"...... پرمود نے یکلخت سوال

کیا تو ڈی سلوا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... ڈی سلوا نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے پرمود کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگ گیا۔

"بس انٹرویو ختم۔ تم اب شرافت سے بتا دو کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے اور وہ "این۔ سی" کہاں ہے"...... پرمود نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ جب کہ کیپٹن توفیق بھی بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور نظر آنے لگ گیا تھا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ میں سرکاری آدمی ہوں"۔ ڈی سلوا نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ پرمود کا زوردار تھپڑ کھا کر چیختا ہوا واپس صوفے پر جا گرا۔

"باہر دیکھو"...... پرمود نے چیخ کر توفیق سے کہا اور توفیق تیزی سے دوڑتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔ میں وزیراعظم سے بات کرتا ہوں۔ تم کمینے۔ بدمعاش۔ تم"...... ڈی سلوا نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے بے اختیار پرمود کے لئے گالیوں کا جیسے طوفان سا پھٹ پڑا۔ پرمود نے ریوالور واپس جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے ڈی سلوا کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اچھال دیا۔ ڈی سلوا کا جسم فضا میں اڑتا ہوا ایک دھماکے سے سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے حلق سے بھیانک انداز میں دو تین چیخیں نکلیں اور وہ نیچے گر کر چند

لمحوں تک تڑپا پھر ساکت ہو گیا۔ پرمود نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر ایک بار پھر زوردار جھٹکے سے کرسی پر پھینک دیا۔ ڈی سلوا بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے ناک اور منہ سے خون کی لکیریں سی بہہ نکلی تھیں۔ پرمود ہونٹ بھینچے واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ غور سے ڈی سلوا کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد توفیق اندر داخل ہوا۔

"چار ملازم تھے چاروں کو بے ہوش کر دیا ہے"...... توفیق نے اندر داخل ہوتے ہی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کہیں سے رسی ڈھونڈ لاؤ۔ اب اس کی زبان کھلوانا پڑے گی"۔ پرمود نے کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔ اس نے ڈی سلوا کے دونوں بازو عقب میں کر کے باندھ دیئے اور پھر اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا۔ پرمود نے اٹھ کر اسے سنبھالا تو توفیق نے باقی رسی کی مدد سے اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ جکڑ دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... پرمود نے ایک طرف موجود کرسی گھسیٹ کر ڈی سلوا کی کرسی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ توفیق نے ڈی سلوا کے گالوں پر زوردار تھپڑوں کی جیسے بارش کر دی اور تھوڑی دیر بعد ڈی سلوا چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ توفیق ایک طرف ہٹ گیا۔

"ہاں اب بولو ڈی سلوا۔ کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے"۔ میجر پرمود نے ایک بار پھر جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے

سرد لہجے میں کہا۔

" تم ۔ تم مجھ پر ہاتھ اٹھا رہے ہو ۔ مجھ پر ۔ میں ۔ میں محب وطن ہوں ۔ اگر میں چور ہوتا مجرم ہوتا تو میں خود کیوں اس چوری کی اطلاع دیتا "...... ڈی سلوا نے چیختے ہوئے کہا۔

" تم نے یہ اطلاع اس لئے دی ہے ڈی سلوا کہ تمہیں یہ رپورٹ مل چکی تھی کہ اس پہاڑی کا سرکاری طور پر محکمہ معدنیات جنرل سروے کرانے والا ہے ۔ تم نے جان بوجھ کر سارا ملبہ پاکیشیا پر ڈالنے کی کوشش کی ہے ۔ تاکہ ہم پاکیشیا کے خلاف لڑتے رہیں اور سنو ۔ مجھے تمہارے بیان سے اس بات کا ثبوت مل چکا ہے کہ تمہارا تعلق کسی غیر ملکی تنظیم سے ہے ۔ کچھ شبہ رہتا تھا وہ تمہاری وضاحت سے دور ہو چکا ہے ۔ تم نے کہا ہے کہ ان آلات کے ٹکڑوں کی وجہ سے تم نے پاکیشیا پر سارا بوجھ ڈالا تھا ۔ لیکن پھر یہ اہم ترین شہادت بقول تمہارے تم نے خود ہی ضائع کر دی ۔ اس لئے اب تم خود بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے اور تمہارا پاکیشیا پر سارا بوجھ ڈالنے کا اصل مقصد کیا تھا "...... پرمود نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے ۔ اگر تم نہیں مانتے تو نہ مانو جا کر تحقیقات کر لو ۔ تم تو مجھ سے ایسا سلوک کر رہے ہو جیسے اصل مجرم ہی میں ہوں ۔ کاش میں نے حب الوطنی کے چکر میں یہ سب کچھ نہ بتایا ہوتا "...... ڈی سلوا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" توفیق تمہارے پاس خنجر ہوتا ہے ۔ نکالو باہر "...... پرمود نے

سرد لہجے میں کہا اور ایک طرف کھڑے توفیق نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکال لیا۔

" کچن سے جا کر سرخ مرچیں لے آؤ اور اس کے پورے جسم پر زخم ڈال کر ان میں مرچیں بھر دو "...... پرمود نے سرد لہجے میں کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا واپس باہر چلا گیا۔

" نہیں نہیں تم یہ نہیں کر سکتے ۔ تم مجھ پر یہ ظلم نہیں ڈھا سکتے ۔ میں معزز آدمی ہوں ۔ میں سرکاری آدمی ہوں ۔ تم ظلم کر رہے ہو ۔ تم ایسا نہیں کر سکتے "...... ڈی سلوا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اس کا چہرہ خوف کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

" میں تم پر کوئی ظلم نہیں کر رہا ڈی سلوا ۔ بلکہ تم خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہو ۔ اگر تم اصل حقیقت بتا دو تو میں تمہیں قانون کے حوالے کر دوں گا ورنہ "...... پرمود نے اسی طرح خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں نے جو کچھ کہا ہے وہی سچ ہے ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ تم یقین کر لو میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ میں مجرم نہیں ہوں ۔ میں محب وطن ہوں "۔ ڈی سلوا نے پہلے کی طرح چیختے ہوئے کہا۔

" ابھی پتہ چل جائے گا کہ تم کیا ہو "...... پرمود نے طنزیہ انداز میں کہا اور پھر توفیق ہاتھ میں ایک ڈبہ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

" چلو شروع ہو جاؤ توفیق ۔ مسٹر ڈی سلوا کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مضبوط اعصاب کا مظاہرہ کر رہے ہیں ۔ میں دیکھتا ہوں ان کے

اعصاب کتنے مضبوط ہیں" .... پرمود نے کہا اور دوسرے لمحے توفیق نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کو ڈی سلوا کے بندھے ہوئے بازو میں اتار دیا۔ ڈی سلوا کے حلق سے تیز چیخیں مسلسل نکلنے لگیں۔ توفیق نے خنجر باہر کھینچا اور پھر اسے ایک طرف رکھ اس نے ڈبہ کھولنا شروع کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم لوگ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہو رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں رک جاؤ" .... یکلخت ڈی سلوا نے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی سے۔ ابھی تو ابتدا بھی نہیں ہوئی" ...... پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے زخم کی بینڈیج کر دو۔ ورنہ میں مر جاؤں گا" .... ڈی سلوا نے چیختے ہوئے کہا۔

"پہلے کچھ بتاؤ۔ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تم واقعی سچ بول رہے"۔ پرمود نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ "این ۔ سی" ایک مجرم تنظیم نے چوری کیا ہے۔ اس تنظیم کا نام راسکو ہے۔ یہ انتہائی قیمتی معدنیات چوری کرتی ہے اور پھر اسے فروخت کرتی ہے۔ میں اس کے لئے قیمتی معدنیات تلاش کرنے کا کام کرتا ہوں۔ میں نے "این ۔ سی" تلاش کی اور پھر میں نے راسکو ہیڈ کوارٹر میں اس کی اطلاع دی۔ ہیڈ کوارٹر کا طریقہ ہے کہ وہ معدنیات نکال کر میرا معاوضہ مجھے بھیج دیتا ہے۔ لیکن کافی عرصے تک

جب معاوضہ نہ ملا تو میں نے دوبارہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا تو مجھے بتایا گیا کہ میرے بتائے ہوئے پتے سے جو "این ۔ سی" ملی ہے وہ انتہائی ناقص ہے۔ اس لئے مجھے معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ میں نے اس پر احتجاج کیا تو مجھے بتایا گیا کہ میں اس سلسلے میں جائسی سے مل کر اپنی تسلی کر لوں۔ جائسی پاکیشیا میں رہتی ہے۔ میں پاکیشیا جا کر اس سے ملا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے خود اس کا تجزیہ کیا تھا۔ وہ ناقص تھا۔ اس لئے اس نے اسے ضائع کر دیا ہے۔ لیکن میں جانتا تھا کہ جائسی غلط کہہ رہی ہے۔ لیکن میں اس کے خلاف براہ راست کچھ بھی نہ کر سکتا تھا کیونکہ وہ ہیڈ کوارٹر کی اہم عہدیدار تھی۔ لیکن میں اس سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کا طریقہ میں نے یہی سوچا کہ اپنی حکومت کو اس کی چوری کی رپورٹ دے دوں اور شبہ پاکیشیا پر ڈال دوں۔ اس طرح لازماً جائسی تک بات پہنچے گی اور وہ پکڑی جائے گی اور میرا انتقام پورا ہو جائے گا۔ مجھے معلوم ہے کہ حکومت نے میرا نام سامنے نہیں لانا۔ اس طرح ہیڈ کوارٹر کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ یہ کام میں نے کیا ہے اور جائسی کو اس کے کیے کی سزا مل جائے گی"۔ ڈی سلوا نے ہانپتے ہوئے لہجے میں پوری تفصیل بتا دی۔

"جائسی پاکیشیا میں کہاں رہتی ہے" .... پرمود نے پوچھا۔

"وہ مشہور ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی کی بیوی بنی ہوئی ہے۔ تاکہ اسے تحفظ حاصل ہو سکے۔ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے انتہائی قیمتی ترین معدنیات سے بھرے ہوئے ہیں اس لئے وہ ڈاکٹر سیلانی کو لے کر

مستقل پاکیشیا میں شفٹ ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر سیلانی سروے کرتا رہتا
ہے اور جائسی راسکو کی ٹیم کی مدد سے قیمتی دھاتیں نکال کر ہیڈ کوارٹر
بھجواتی رہتی ہے اور اس طرح اسے کثیر دولت ملتی رہتی ہے۔ ہیڈ کوارٹر
اسی وجہ سے اسے بے حد اہمیت دیتا ہے۔ اگر میں ہیڈ کوارٹر کو جائسی
کی براہ راست شکایت کرتا تو ہیڈ کوارٹر میری کوئی بات نہ سنتا۔ اس
لئے میں نے یہ چکر چلایا"...... ڈی سلوا نے جواب دیا۔

"وہ رہتی کہاں ہے"...... پرمود نے پوچھا۔

"پاکیشیا کے دارالحکومت کے نواح میں ایک قصبہ ہے جمشید نگر
وہ ڈاکٹر سیلانی کے ساتھ وہیں رہتی ہے۔ انتہائی خطرناک اور عیار
عورت ہے"...... ڈی سلوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر تمہیں معلوم ہوگا"...... پرمود نے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے۔ کیوں"...... ڈی سلوا نے چونک کر پوچھا۔

"اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو میرے سامنے اسے فون کرو اور
اس سے یہ بات کنفرم کرا دو کہ واقعی یہ "این۔ سی" راسکو نے حاصل
کی ہے اور اس میں یہ جائسی ملوث ہے۔ ورنہ میں توفیق کو حکم دے
دوں گا کہ وہ اپنی کارروائی شروع کر دے"...... پرمود نے سرد لہجے میں
کہا۔

"وہ انتہائی عیار عورت ہے۔ اس سے دوبارہ بات کرنا تو موت کو
دعوت دینا ہے"...... ڈی سلوا نے کہا۔

"توفیق زخم پر مرچیں ڈال دو"...... پرمود نے توفیق سے مخاطب

ہو کر کہا۔

"یس میجر"...... پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ٹھہرو رک جاؤ۔ میں بات کرتا ہوں رک جاؤ۔ اگر مرنا ہی
ہے تو اس طرح عبرت ناک حالت میں کیوں مروں"...... ڈی سلوا
نے چیختے ہوئے کہا۔

"فون اٹھاؤ اور جو نمبر یہ بتائے وہ ڈائل کر کے لاؤڈر کا بٹن دبا دو اور
رسیور اس کی گردن میں پھنسا دو"...... پرمود نے توفیق سے کہا اور
توفیق نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مرچوں کا ڈبہ ایک طرف رکھا اور ایک
طرف تپائی پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون کے
ساتھ تپائی بھی ساتھ ہی اٹھا لی۔ پھر اس نے ڈی سلوا کی کرسی کے ساتھ
تپائی رکھ کر اس پر فون رکھا اور رسیور اس نے بندھے ہوئے ڈی سلوا
کی گردن میں اس طرح پھنسا دیا کہ ڈی سلوا بات چیت کر سکے۔

"نمبر بتاؤ"...... توفیق نے پوچھا اور ڈی سلوا نے نمبر بتا دیا۔
توفیق نے پہلے پاکیشیا کا رابطہ نمبر ڈائل کیا اور پھر اس نے ڈی سلوا کا
بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنے کے بعد لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔ دوسری طرف
گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔

"یس"...... اچانک ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ بولنے
والی کا لہجہ یورپی تھا۔

"ڈی سلوا بول رہا ہوں۔ مسز جائسی سیلانی"...... ڈی سلوا نے کہا۔

"اوہ تم۔ کیوں فون کیا ہے"...... جائسی کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

"تم نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے جائسی ۔ بہت بڑی زیادتی اور میں اس زیادتی کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ مجھے میرا حق دے دو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے "...... ڈی سلوا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے ۔ کیسی زیادتی ۔ کس قسم کی زیادتی "۔ دوسری طرف سے جائسی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے جان بوجھ کر ہیڈ کوارٹر کو غلط رپورٹ دی ہے کہ میری دریافت کردہ "این ۔ سی" ناقص ہے ۔ حالانکہ وہ ناقص نہ تھی "۔ ڈی سلوا نے کہا۔

"سنو ڈی سلوا۔ میں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی ۔ وہ واقعی بے حد ناقص تھی ۔ کسی کام کی نہ تھی ۔ اس لئے میں نے ہیڈ کوارٹر کو درست رپورٹ دی تھی اور اسے ضائع کر دیا تھا اور سنو آئندہ مجھے فون نہ کرنا ۔ ورنہ میں ہیڈ کوارٹر کو تمہاری شکایت کر دوں گی اور اس کے بعد تمہاری زندگی کی ڈوری بھی کٹ سکتی ہے "۔ جائسی نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔ پرمود کے اشارے پر توفیق نے رسیور اس کی گردن سے نکال کر واپس رسیور پر رکھ دیا۔

"اب تو تمہیں میری بات پر یقین آگیا ہو گا "...... ڈی سلوا نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں .... اب تم بتاؤ کہ یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور چیف کون ہے ۔ پوری تفصیل بتا دو "...... پرمود نے اس بار قدرے نرم لہجے

میں کہا۔

"مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے ۔ میں جب بھی کوئی ایسی معدنیات دریافت کرتا ہوں جس میں ہیڈ کوارٹر دلچسپی لے سکتا ہو ۔ تو میں ایکریمیا چلا جاتا ہوں اور وہاں کے اخبارات میں ایک اشتہار دیتا ہوں ۔ جس کا مضمون کچھ یوں ہوتا ہے کہ مجھے قیمتی جواہرات کی حفاظت کے لئے تجربہ کار گارڈ چاہئیں اور نیچے اپنا پتہ دیتا ہوں ۔ پھر مجھے فون آتا ہے اور صرف نام راسکو کہا جاتا ہے میں اسے مختصر طور پر بتا دیتا ہوں تو وہ اپنے کسی آدمی کا نام لے کر مجھے بتاتے ہیں کہ وہ ایک گھنٹے بعد مجھے ملنے آئے گا ۔ وہ آدمی آتا ہے اور میں فائل اس کے حوالے کر دیتا ہوں اور اس کے بعد واپس آجاتا ہوں پھر مجھے ایکریمیا کے کسی بنک سے خطیر معاوضے کا چیک مل جاتا ہے اور بس ۔ آج تک ایسا ہی ہوتا رہا ہے "۔ ڈی سلوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جائسی جانتی ہے ہیڈ کوارٹر کے متعلق "...... پرمود نے پوچھا۔

"یقیناً جانتی ہو گی ۔ وہ اس کی اہم ایجنٹ ہے "...... ڈی سلوا نے جواب دیا اور میجر پرمود اٹھ کھڑا ہوا۔

"او ۔ کے فی الحال تم نے اپنی زندگی بچا لی ہے ۔ لیکن میری بات سن لو اگر تم نے ہمارے متعلق جائسی یا ہیڈ کوارٹر کو اس بارے میں کوئی رپورٹ دی تو پھر تم چاہے پاتال میں کیوں نہ چھپ جاؤ میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا اور اس کے بعد تمہاری موت جس عبرت ناک انداز میں ہو گی اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے "...... پرمود نے سرد

لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم کیوں بتاؤں گا۔ اگر ہیڈ کوارٹر کو پتہ چل گیا کہ میں نے اس کے خلاف کوئی رپورٹ کی ہے تو وہ تو مجھے ویسے ہی مار ڈالیں گے۔ وہ انتہائی خطرناک تنظیم ہے"...... ڈی سلوا نے کہا۔

"اسے کھول دو توفیق۔ یہ اپنے زخم کی خود ہی بینڈیج بھی کر لے گا اور اپنے ملازموں کو بھی ہوش میں لے آئے گا"...... پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

سردار اسلم حیات درمیانے قد کے ادھیڑ عمر آدمی تھے۔ وہ محکمہ معدنیات میں انتہائی اہم عہدے پر فائز تھے۔ عمران نے آفیسرز کالونی میں ان کی کوٹھی جلد ہی دریافت کر لی اور پھر سردار صاحب کے ملازم نے انہیں ڈرائنگ روم میں جا کر بٹھا دیا اور چند لمحوں بعد ہی سردار صاحب ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ عمران نے ملازم کے ہاتھ جو کارڈ بھجوایا تھا۔ وہ سپیشل فورس کا کارڈ تھا اس لئے سردار اسلم حیات نے تعارف کے بعد سب سے پہلے یہی بات کی۔

"آپ صاحبان کا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ لیکن میرا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے اور پھر آپ اس خوفناک بارش کے دوران تشریف لائے ہیں کہ مجھے آپ کی آمد پر حیرت ہو رہی ہے"...... سردار اسلم حیات نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس بات سے آپ معاملے کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں سردار اسلم

حیات" .... عمران نے کہا۔

" فرمایئے کیا معاملہ ہے" .... سردار اسلم حیات نے چونک کر پوچھا۔

" یہ بتایئے پاکیشیا میں آپ کے محکمہ کو کہیں سے نائیٹم کا کوئی ذخیرہ دستیاب ہوا ہے" .... عمران نے پوچھا اور سردار اسلم حیات بے اختیار چونک پڑا۔

" نائیٹم۔ آپ کا مطلب اس قیمتی ترین دھات سے ہے جو میزائلوں میں کام آتی ہے" .... سردار اسلم حیات نے کہا۔

"ہاں" .... عمران نے جواب دیا۔

" نہیں صاحب آج تک تو اس دھات کا ایک ذرہ تک نہیں ملا"۔ سردار اسلم حیات نے انکار میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن سپیشل فورس کو اطلاع ملی ہے کہ ایک پہاڑی جسے مقامی زبان میں بتامی کہتے ہیں اور جو پاکیشیا اور بلگارنیہ کی مشترکہ سرحد پر ہے۔ وہاں نائیٹم کی کافی مقدار موجود تھی۔ جسے چوری کر لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں آپ کا نام سامنے آیا ہے آپ اس چوری میں شریک ہیں"۔ عمران نے صاف بات کرتے ہوئے کہا۔

" کس نے یہ اطلاع دی ہے" .... سردار اسلم حیات نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" کسی نے دی ہو۔ آپ اپنی پوزیشن کی وضاحت کریں"۔ عمران کا لہجہ سرد ہو گیا۔

" آپ کو جس نے بھی اطلاع دی ہے۔ بالکل غلط اطلاع دی ہے۔ مجھے تو اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے اور نہ ہی میرے محکمے میں اس قسم کی کوئی رپورٹ آئی ہے۔ البتہ کافی دن پہلے کی بات ہے۔ مشہور ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی کی غیر ملکی بیوی جائسی میرے دفتر آئی تھی۔ اس کے مطابق اس کے شوہر کے پاس نائیٹم کی کچھ مقدار موجود ہے اور وہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ میں سرکاری طور پر اسے خرید لوں۔ میں نے اعلیٰ حکام سے بات کی تو انہوں نے انکار کر دیا کیونکہ جس قدر رقم وہ طلب کر رہی تھیں وہ حکومت ادا نہ کرنا چاہتی تھی۔ اس پر وہ واپس چلی گئی۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے"۔ سردار اسلم حیات نے کہا۔

" کتنی مقدار میں نائیٹم تھی ان کے پاس" .... عمران نے پوچھا۔

" ایک پاؤنڈ۔ وہ اس کے ایک کروڑ ڈالر طلب کر رہی تھیں"۔ سردار اسلم حیات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ نے حکومت کے کن حکام سے بات کی تھی اس بارے میں"۔ عمران نے پوچھا۔

" سیکرٹری وزارت معدنیات جناب عبداللہ حسین سے زبانی بات کی تھی" .... سردار اسلم حیات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ بلگارنیہ کے کسی ڈی سلوا کو جانتے ہیں" .... عمران نے پوچھا۔

" صرف ان کا نام سنا ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر سیلانی کی طرح ماہر

معدنیات سمجھے جاتے ہیں۔ان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی"۔ سردار اسلم حیات نے جواب دیا۔

"او۔کے شکریہ۔اگر ضرورت پڑی تو آپ سے دوبارہ ملاقات ہو گی"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ ویسے آپ سرکاری طور پر میرے متعلق انکوائری کرا سکتے ہیں۔میں نے آج تک کوئی غلط کام نہیں کیا۔یہ میرا ریکارڈ ہے"...... سردار اسلم حیات نے کہا اور عمران نے سرہلا دیا اور پھر وہ اس کی کوٹھی سے باہر آگئے عمران کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اب کہاں چلنا ہے ماسٹر"...... جوانا نے کار آفیسرز کالونی سے باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے میرے فلیٹ پر ڈراپ کر کے تم کار سمیت رانا ہاؤس چلے جاؤ"...... عمران نے کہا اور جوانا نے اثبات میں سرہلا دیا۔فلیٹ کو تالا لگا ہوا تھا۔عمران نے تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔سلیمان اپنے گاؤں عزیزوں میں ہونے والی کسی شادی میں شرکت کے لئے گیا ہوا تھا۔اس لئے عمران آج کل فلیٹ پر اکیلا تھا۔عمران نے ڈرائنگ روم میں پہنچتے ہی ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ فون کام کر رہا تھا ورنہ اسے خطرہ تھا کہ اس قدر خوفناک بارش میں کہیں فون ہی ڈیڈ نہ ہو گیا ہو۔اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"میں عمران بول رہا ہوں بابا کریم بخش۔بڑے صاحب ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔بڑے عرصے بعد آپ کی آواز سنی ہے۔بڑے صاحب اپنے کمرے میں ہیں"...... دوسری طرف سے انتہائی مشفقانہ لہجے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں نے تو بابا کئی بار فون کیا تھا۔لیکن ہر بار وہ کرم دین ہی فون اٹھاتا تھا۔آپ کے متعلق اس نے بتایا تھا کہ آپ اپنے گاؤں گئے ہوئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی میں دو ماہ گاؤں میں لگا کر آیا ہوں۔میرا پوتا بیمار تھا۔اب اللہ کا شکر ہے۔وہ ٹھیک ہو گیا ہے۔میں بڑے صاحب سے ملواتا ہوں"...... بابا کریم بخش نے کہا اور چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بیٹے خیریت ہے"...... سر سلطان کی آواز میں تشویش تھی۔

"اس خوفناک بارش میں آپ تو گرم کمرے میں بیٹھے چلغوزے کھا رہے ہوں گے۔ہم جیسے فلیٹ نشینوں کی حالت زار کا آپ کو کیا اندازہ ہو سکتا ہے"...... عمران نے جان بوجھ کر لہجے کو پریشان بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کیا ہوا۔کیا بارش نے فلیٹ کو نقصان تو نہیں پہنچایا۔بیٹے میں نے تو تمہیں کئی بار کہا ہے کہ اب کوئی کوٹھی خرید لو لیکن تم نجانے کیوں فلیٹ میں رہنے پر مصر ہو۔کیا ہوا ہے"...... سر

سلطان نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کوٹھے سے کوٹھی تک کا سفر تو بڑے لوگ کرتے ہیں۔ میں تو غریب آدمی ہوں۔ بہر حال یہ فرمائیں سیکرٹری وزارت معدنیات کون صاحب ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عبداللہ حسین ہیں۔ کیوں"...... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"میں ڈاکٹر سیلانی صاحب اور ان کی غیر ملکی بیگم جانسی صاحبہ سے مل آیا ہوں۔ انہوں نے ایک انتہائی اہم معدنیات نائٹم کے بارے میں بتایا ہے۔ جسے ان کے مطابق چوری کر لیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے مجھے ایک ڈائری دی ہے۔ جس میں محکمہ معدنیات کے ایک اعلیٰ افسر سردار اسلم حیات کا نام لکھا ہوا ہے۔ ان کے مطابق یہ ڈائری انہیں اس جگہ سے ملی ہے جہاں سے نائٹم چوری ہوئی ہے۔ میں سردار اسلم حیات سے ملا ہوں۔ اس نے مجھے ایک نئی کہانی سنا دی ہے کہ جانسی اس کے پاس آئی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ اس کے پاس نائٹم ہے اور وہ اسے فروخت کرنا چاہتی ہے۔ جس پر بقول سردار اسلم حیات اس نے سیکرٹری عبداللہ حسین سے بات کی۔ لیکن جانسی بہت بڑی رقم مانگ رہی تھی اس لئے سیکرٹری صاحب نے اسے خریدنے سے انکار کر دیا۔ سردار اسلم حیات لہجے سے تو سچا معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن اگر وہ سچا ہے تو پھر یقیناً یہ ڈائری غلط ہے اور ایسی صورت میں جانسی غلط سمجھی جا سکتی ہے۔ میں نے آپ کو یہ تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ بقول ڈاکٹر سیلانی کے وہ آپ کے دور کے عزیزوں میں سے ہیں"۔ عمران نے

کہا۔

"میں سمجھ گیا کہ تم کیا کہنا چاہئے ہو۔ یہی کہ اگر جانسی غلط ہے تو پھر تم جانسی کے خلاف کام کرو گے۔ اس طرح ڈاکٹر سیلانی مجھ سے تمہاری شکایت کر سکتا ہے۔ لیکن عمران بیٹے تم نے یہ بات کر کے مجھے حقیقتاً بے حد تکلیف پہنچائی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی چاہے وہ میرا کتنا ہی عزیز یا رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ ملک کے خلاف کام کرے گا تو میں اس کی سفارش کروں گا"...... سر سلطان کا لہجہ بے حد دکھی ہو گیا تھا۔

"ارے ارے آپ نے غلط سمجھ لیا ہے۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ ڈاکٹر سیلانی بے چارے تو سیدھے سادھے سے آدمی ہیں اور جانسی کو پاگل پن کی حد تک چاہتے ہیں۔ اگر جانسی غلط ثابت ہوئی تو ڈاکٹر سیلانی کہیں اس عمر میں خود کشی نہ کر لیں۔ میں نے تو اس لئے بات کی تھی کہ آپ اپنے ان عزیز صاحب کو اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ آپ مجھے پیشگی بتا دیں کہ وہ کس فطرت کے آدمی ہیں تاکہ میں اسی سطح کا اقدام کروں۔ میں پاکیشیا کو ایسے ماہر سے محروم نہیں کرنا چاہتا"۔ عمران نے کہا۔

"خود کشی کرتے ہیں تو کرنے دو میری ان سے زیادہ واقفیت نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ ان کی عزیزداری ہماری ننھیال سے رہی ہے۔ اس لئے تم جو مناسب سمجھو کر ڈالو"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے اس اجازت کا شکریہ۔میں کوشش کروں گا کہ آپ کی دور کی بہی بھابی کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ورنہ مجھے معلوم ہے کہ وہ روتی ہوئیں آپ کے پاس پہنچ گئیں تو آپ نے فوراً مجھے ڈانٹ پلا دینی ہے کہ ایک ہی تو میری اس قدر خوبصورت بھابی ہے اور تم نے اسے بھی رلا دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"میرے پاس تو جب آئے گی جب تم سے ناامید ہو جائے گی"۔سر سلطان نے جواب دیا اور اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔وہ سر سلطان کی گہری بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"چلو بعد میں اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔آپ عبداللہ حسین صاحب سے ایکسٹو کا تعارف کرا دیں اور مجھے ان کا نمبر دے دیں"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کرو۔پہلے مجھے ٹیلی فون ڈائری چیک کرنے دو"...... سر سلطان نے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انہوں نے نمبر بتا دیا۔

"میں پانچ منٹ بعد انہیں فون کروں گا۔خدا حافظ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔پھر پانچ کی بجائے دس منٹ گزرنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور سر سلطان کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں"۔عمران نے مخصوص لہجے میں کہا کیونکہ وہ لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ "یس" کہنے والے خود سیکرٹری صاحب ہیں۔

"یس سر میں عبداللہ حسین بول رہا ہوں۔سیکرٹری وزارت معدنیات۔ابھی سر سلطان نے فون کیا تھا۔انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔اس لئے میں نے فون اپنے پاس رکھ لیا تھا"...... دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں کہا گیا۔لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"آپ کی وزارت میں ایک صاحب ہیں سردار اسلم حیات۔وہ کس عہدے پر کام کر رہے ہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"چیف پرچیز آفیسر ہیں"...... عبداللہ حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسا ریکارڈ ہے ان کا"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ انتہائی ایماندار آدمی ہیں۔ان کا ریکارڈ بے حد شاندار ہے۔سارا محکمہ ان کے بارے میں یہی کہتا ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"آپ سے انہوں نے نانچم کی خریداری کی بات کی تھی"۔عمران نے پوچھا۔

"نانچم"...... عبداللہ حسین نے چونک کر پوچھا۔

"انتہائی قیمتی دھات ہوتی ہے۔میزائل انڈسٹری میں کام آتی

ہے"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے خیال آگیا تھا کہ سیکرٹری صاحب انتظامی سربراہ ہیں۔ اس لئے ضروری نہیں کہ وہ ماہر معدنیات بھی ہوں۔

"اوہ اچھا آپ کا مطلب ہے۔"این۔سی" جی ہاں انہوں نے مجھ سے اس بارے میں بات کی تھی۔ کافی دن پہلے کی بات ہے ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی کی بیگم نے ان سے رابطہ کیا تھا کہ ان کے پاس "این۔سی" کی ایک پاؤنڈ مقدار موجود ہے اور وہ اسے فروخت کرنا چاہتی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سیکرٹری وزارت سائنس سے بات کی لیکن انہوں نے کہا کہ انہیں اس کی فوری ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر سستی مل جائے تو بے شک خرید لیں اور پھر انہوں نے خود ہی بتایا تھا کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں اس کا ریٹ پچاس لاکھ ڈالر فی پونڈ ہے۔ لیکن بیگم ڈاکٹر سیلانی ایک کروڑ ڈالر فی پونڈ طلب کر رہی تھیں اور اس سے کسی صورت بھی کم پر تیار نہ تھیں تو میں نے خریدنے سے انکار کر دیا اور اس طرح بات ختم ہو گئی۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... سیکرٹری نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو سر سلطان نے یہ نہیں بتایا کہ میں کیا کیوں کے الفاظ سننا پسند نہیں کیا کرتا"...... عمران کا لہجہ یکلخت بے حد سرد ہو گیا۔

"سس۔ سوری سر۔ ویسے ہی زبان سے نکل گیا تھا"۔ سیکرٹری وزارت معدنیات نے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کی وزارت نے ناہئم اور اس جیسی کسی دوسری انتہائی قیمتی معدنیات کا کبھی سروے کرایا ہے"...... عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

"جناب سروے تو باقاعدگی سے ہوتے رہتے ہیں لیکن خصوصی طور پر شاید ایسا سروے نہ ہوا ہو"...... سیکرٹری نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"کیوں خصوصی طور پر کیوں نہیں ہوا۔ کیا آپ کو پاکیشیا کا مفاد عزیز نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ پاکیشیا اپنی ہی دولت سے خود استفادہ کرے یا پھر آپ کو یقین ہے کہ پاکیشیا کے سلسلہ ہائے کوہ ہر قسم کی انتہائی قیمتی معدنیات سے خالی ہیں"...... عمران کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا تھا۔

"ج جناب یہ بات نہیں ہے۔ دراصل سرکاری مصروفیات کی وجہ سے اس طرف کبھی خیال نہیں گیا۔ اب آپ نے توجہ دلائی ہے تو میں کل ہی خصوصی سروے کا آرڈر کر دوں گا جناب"...... سیکرٹری کی آواز بتا رہی تھی کہ اس کی ذہنی حالت خاصی خستہ ہو چکی ہے۔

"سیکرٹری صاحب صرف تقریبات کی صدارت اور اخبارات میں بیانات تک اپنے آپ کو محدود نہ کیجئے۔ جس ملک نے آپ کو یہ عزت دی ہے اور جس ملک کے عوام کی محنت کا پسینہ آپ تنخواہ اور دوسری مراعات کے ضمن میں وصول کرتے رہتے ہیں۔ اس ملک کی خیر خواہی اور سربلندی کے لئے عملی اقدامات کیجئے۔ یہ میں صرف نصیحت نہیں کر

رہا۔ کسی بھی وقت میں دوبارہ آپ کی وزارت کو خفیہ طور پر چیک کراؤں گا اور اگر پھر مجھے کسی قسم کی کوتاہی یا بے عملی نظر آئی تو اس کے بعد آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا نتائج مرتب ہوں گے"۔ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے حقیقتاً اس بات پر غصہ آگیا تھا کہ دوسرے لوگ ملک کی بے پناہ قیمتی دولت پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں اور جس کے ذمہ یہ کام ہے اسے کسی قسم کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔ لیکن رسیور رکھ کر وہ اب سوچ رہا تھا کہ ان معلومات کے مطابق جائسی کے کردار اور اس ڈائری کو کس خانے میں فٹ کرے۔ صورت حال انتہائی الجھ گئی تھی۔ ڈاکٹر سیلانی کا کردار ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر تھا۔ عمران اس سے مل چکا تھا وہ فطری طور پر ایسا آدمی ہی نہ تھا کہ ایسے کاموں میں ملوث ہو سکے۔ لیکن اس کی بیگم جائسی ایک طرف تو "این۔سی" کی چوری کی بات کرتی ہے اور دوسری طرف سرکاری افراد کو خود "این۔سی" فروخت کرنے کے درپے نظر آتی ہے۔ پھر اس ڈائری میں جس شخص کا نام بطور خاص درج ہے۔ اس آدمی کے پاس وہ خود نائٹم فروخت کرنے جاتی ہے۔ اس تمام صورت حال کا کوئی سر پیر ہی اسے نظر نہ آرہا تھا۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"جمشید نگر کا رابطہ نمبر اور وہاں ڈاکٹر سیلانی کا فون نمبر بتا دیں"۔ عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے انکوائری کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کیے تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... نسوانی آواز سنائی دی اور عمران لہجے سے ہی پہچان گیا کہ بولنے والی خود جائسی ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہاں کوئی ملازم تو موجود ہی نہ تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں مسز جائسی"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ اس وقت ذہنی طور پر بے حد الجھ گیا تھا۔

"اوہ آپ۔ خیریت۔ ابھی تو آپ یہاں سے گئے ہیں۔ اتنی جلدی فون کی کیا ضرورت پیش آگئی"...... دوسری طرف سے جائسی کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی اور عمران اس کے لہجے کی اس تلخی پر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس تلخی سے ہی جائسی کے اچھے کردار کو جانچا جا سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جائسی کے لہجے میں تلخی کیوں آگئی ہے۔ ظاہر ہے۔ وہ یہی سمجھی ہو گی کہ عمران نے چونکہ وہاں اس کے حسن کی تعریفیں کی تھیں اس لئے اب فون پر اس سے فلرٹ کرنے کی کوشش کرے گا۔

"آپ ڈسٹرب ہوئی ہیں۔ معذرت خواہ ہوں۔ کیا آپ یہ بتائیں گی کہ آپ سردار اسلم حیات کے پاس ایک پونڈ نائٹم فروخت کرنے کی غرض سے گئی تھیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سردار اسلم حیات۔ کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔ کون سردار اسلم

حیات "۔۔۔۔ جائسی کے لہجے میں حیرت تھی۔

" محکمہ معدنیات کا چیف پرچیز آفیسر جس کا نام اس ڈائری میں درج ہے جو ڈاکٹر صاحب کو اس جگہ سے ملی تھی جہاں سے نائجم چوری کی گئی ہے "۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ یس مجھے یاد آگیا۔ میں اس کے پاس گئی تھی۔ جب میں نے ڈائری میں اس کا نام پڑھا تو مجھے تجسس ہوا لیکن اس جیسے آدمی سے ملنے کے لئے کوئی جواز چاہئے تھا۔ اس لئے میں نے اسے چیک کرنے کے لئے اس سے ملاقات کی اور نائجم کی فروخت کے سلسلے میں بات کی۔ اس نے کسی دلچسپی کا اظہار تو نہ کیا البتہ یہ کہا کہ وہ اعلیٰ حکام سے بات کر کے جواب دے گا۔ اس نے مجھے چار روز بعد ملنے کے لئے کہا۔ چار روز بعد میں جب دوبارہ ملی تو اس نے قیمت کی بات کی۔ اس سے میں سمجھی کہ وہ خریدنے میں دلچسپی لے رہا ہے۔ چونکہ میرے پاس تو نائجم کا ایک ذرہ تک نہ تھا۔ اس لئے میں نے قیمت ہی اتنی بتا دی کہ جو انہیں کسی صورت قابل قبول نہ ہو سکتی تھی اور میری توقع کے عین مطابق اس نے انکار کر دیا۔ لیکن اس سے میں اس کے متعلق کوئی اندازہ نہ لگا سکی۔ کیونکہ اگر وہ چوری میں ملوث ہوتا تو وہ نائجم خریدنے پر کبھی آمادہ نہ ہوتا۔ وہ خود اپنی چوری شدہ نائجم ہی محکمے کو بھاری قیمت پر سپلائی کر دیتا۔ بہرحال میں نے چونکہ صرف تجسس کی خاطر اس سے رابطہ کیا تھا۔ اس لئے میں خاموش ہو گئی اور پھر میں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ وہ سر سلطان سے بات کریں تا کہ کوئی ایجنسی اس

سلسلہ میں صحیح طور پر تحقیق کر سکے۔ لیکن آپ سردار اسلم حیات سے ملے تھے "۔۔۔۔۔۔ جائسی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ہاں میں آپ کی حویلی سے واپسی پر سیدھا سردار اسلم حیات کے پاس ہی گیا تھا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو میرا سلام دے دیں۔ گڈ بائی "۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر مزید لکیریں نمودار ہو گئی تھیں۔ اس نے جیب سے ڈائری نکالی اور اسے ایک بار پھر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ ڈائری کا کاغذ۔ چھپائی۔ بائنڈنگ سب سے یہی پتہ چلتا تھا کہ ڈائری غیر ملکی ساختہ ہے لیکن یہ اس قسم کی ڈائری نہ تھی جیسی کہ عام طور پر لوگ اپنی جیبوں میں رکھتے ہیں۔ جس میں ضروری معلومات بھی موجود ہوتی ہیں بلکہ یہ صرف سفید کاغذوں پر مشتمل ایک سادہ سی ڈائری تھی۔ لیکن ڈائری کی بیرونی جلد پر ایک سنہرے رنگ کا سٹار بنا ہوا تھا اور ڈائری کے ہر کاغذ کے کونے میں بھی ایسا ہی سٹار موجود تھا۔ ڈائری میں یوں تو بے شمار رقومات درج تھیں لیکن سوائے سردار اسلم حیات اور ڈی سلوا کے اور کوئی نام درج نہ تھا اور حیرت کی بات یہ تھی کہ سردار اسلم حیات کے سامنے محکمہ معدنیات اور پاکیشیا کے الفاظ درج تھے جب کہ ڈی سلوا کے آگے بریکٹ میں صرف بلگارنیہ لکھا ہوا تھا۔ ان دونوں کے ناموں کے آگے بھی بڑی بڑی رقومات درج تھیں۔ عمران لکھائی پر غور کرتا رہا اور پھر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور سٹنگ روم سے نکل کر اپنے خصوصی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب اس لکھائی کا

ماہرانہ انداز میں تجزیہ کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اس لکھائی سے لکھنے والے کی
شخصیت اور کردار کا تجزیہ کر سکے۔ اسے چونکہ اس مخصوص علم کے
بارے میں بنیادی باتوں کا علم تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ کسی حد
تک لکھنے والے کے متعلق بنیادی معلومات حاصل کر لے گا۔ وہ چونکا
اسی لئے تھا کہ غور کرنے سے اسے محسوس ہوا تھا کہ ڈائری کی تحریر اسے
نسوانی محسوس ہوئی تھی۔ خاص کمرے میں آکر اس نے ایک الماری
سے آتشی شیشہ نکالا اور پھر ٹیبل لیمپ جلا کر اس نے اس آتشی شیشے کی
مدد سے تحریر کو بغور دیکھنا شروع کر دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک
مسلسل اسے دیکھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
آتشی شیشہ ایک طرف رکھا اور ٹیبل لیمپ بند کر کے اس نے آنکھیں
بند کر لیں۔ مسلسل غور سے اور تیز روشنی میں تحریر کو دیکھنے کی وجہ
سے اس کی آنکھوں میں درد سا ہونے لگ گیا تھا۔ اس لئے وہ آنکھیں
بند کیے بیٹھا رہا۔ لیکن بہرحال وہ ایک نتیجہ اخذ کر چکا تھا۔ تحریر واقعی
نسوانی تھی اور تحریر کے مطابق لکھنے والی نوجوان تھی اور ایکریمی تھی۔
کیونکہ ایکریمی فطری طور پر چار کا ہندسہ ایک مخصوص انداز میں لکھتے
ہیں اور اس پوری ڈائری میں یہ ہندسہ اسی طرح ہی لکھا گیا تھا۔ گو
بظاہر دیکھنے سے یہ فرق محسوس نہ ہوتا تھا لیکن غور سے دیکھنے پر یہ فرق
واضح ہو گیا تھا۔ ڈائری کے کاغذ پر واٹر مارک موجود تھا اور اس واٹر
مارک میں ایکریمیا کا جھنڈا اور اس کے نیچے مور کی تصویر تھی اس کا ذہن
جائسی کی طرف جا رہا تھا۔ جائسی بھی خاتون تھی ایکریمین تھی اور

نوجوان بھی۔ لیکن جائسی کا کردار اور اس کا رویہ اس ساری بات کی نفی
کر رہا تھا۔ گو سردار اسلم حیات بھی بظاہر ایماندار اور باکردار آدمی نظر
آتا تھا اس کے باوجود کہیں نہ کہیں کوئی ایسی بات ضرور تھی جو عمران
کے ذہن میں کھٹک رہی تھی اس نے آنکھیں کھولیں۔ شیشہ واپس
الماری میں رکھا اور ڈائری اٹھا کر وہ خاص کمرے سے نکل کر ایک بار
پھر سٹنگ روم میں آگیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب اس ڈائری
میں درج دوسرے نام ڈی سلوا کو ٹٹولے گا۔ اس کے بعد ہی کوئی
فیصلہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ فلیٹ سے باہر آیا چونکہ اس کی کار رانا
ہاؤس میں تھی۔ اس لئے خالی ٹیکسی کی تلاش میں وہ سڑک پر آگیا۔
سڑکوں پر ٹریفک قدرے بحال ہو گئی تھی کیونکہ بارش کو تھمے کافی
وقت ہو گیا تھا اور بڑی اور معروف شاہراہوں پر سے پانی کو پمپوں کے
ذریعے نکال دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک ٹیکسی مل گئی اور
عمران نے اسے دانش منزل والے چوک پر چلنے کا کہا اور ٹیکسی کی عقبی
سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"صاحب بڑی خوفناک بارش ہوئی ہے۔ بے پناہ نقصان ہوا ہے
آدھے سے زیادہ شہر تو سمجھیں گر گیا ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو
عمران چونک پڑا۔

"ہاں یہ بارش نہیں تھی ایک طوفان تھا"...... عمران نے
جواب دیا۔

"صاحب یہ تو شہر ہے یہاں تو پکی عمارتیں ہیں۔ شہر سے باہر جا

کر کی آبادیوں کو دیکھیں ۔ ہزاروں لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے ہیں ۔
ان کے اثاثے بھی ختم ہو گئے ہیں اور یہاں اس ملک میں کوئی ایسا
ادارہ بھی نہیں ہے کہ جو ایسے لوگوں کو دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا
ہونے کے لئے فوری امداد دے "...... ٹیکسی ڈرائیور نے کے لہجے میں
تلخی تھی ۔

"حکومت لازماً اس سلسلے میں امداد کرے گی "...... عمران نے
کہا ۔

"نہیں جناب حکومت نے صرف امداد کے اعلانات کرنے ہیں ۔
سرکاری افسران دورے کریں گے ۔ اخبارات میں ان کے دوروں کی
خبریں چھپیں گی اور مسئلہ ختم ۔ کسی کو کوئی پرواہ ہی نہ ہو گی کہ
لوگوں کے ساتھ کیا گزر رہی ہے ۔ جو امداد حکومت دے گی وہ بھی یا تو
افسر رجسٹروں پر جعلی نام و پتے درج کر کے اور انگوٹھے لگا کر کھا جائیں
گے یا پھر زیادہ سے زیادہ سو دو سو روپے فی خاندان چند خاندانوں کو
دے کر اخبارات میں تصویریں چھپوالیں گے اور معاملہ ختم "......
ٹیکسی ڈرائیور بھی کافی دل جلا نظر آرہا تھا اور عمران کو بطور ایکسٹو وہ
باتیں یاد آگئیں جو اس نے سیکرٹری وزارت معدنیات سے کی تھیں ۔

"تم درست کہہ رہے ہو ۔ واقعی ہمارے ہاں کا نظام کچھ ایسا ہی ہے
بہرحال یہاں کچھ ایسے فلاحی ادارے موجود ہیں جو صحیح معنوں میں
لوگوں کی بحالی کا کام کریں گے "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا ۔

"جی ہاں ایک دو ادارے واقعی ایسے ہے جو منصفانہ طور پر کام
کرتے ہیں لیکن "...... ڈرائیور نے کہا اور پھر بات کرتے کرتے
خاموش ہو گیا کیونکہ وہ چوک آگیا تھا جہاں عمران نے اترنا تھا ۔

"تمہارے اپنے گھر کی کیا حالت ہے "...... عمران نے دروازہ
کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا ۔

"اللہ کا شکر ہے جناب ۔ بچ گیا ہے ۔ میں اپنی بات نہیں کر رہا تھا ۔
دوسروں کی بات کر رہا تھا "...... ڈرائیور نے جواب دیا اور عمران اس
کے خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا ورنہ اسے یقین تھا کہ بھاری ٹپ
حاصل کرنے کے لئے اس نے فوراً اپنی مظلومیت کا رونا رونا شروع کر
دینا ہے ۔ لیکن بہرحال ہر طبقے میں اچھے اور برے دونوں طرح کے
لوگ ہوتے ہیں ۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بڑا نوٹ نکال
کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا ۔

"یہ تو کافی بڑا نوٹ ہے جناب ۔ میرے پاس تو کھلا نہیں ہے "۔
ڈرائیور نے کہا ۔

"تم اپنا کرایہ کاٹ لینا اور باقی رقم کسی ایسے آدمی کو دے دینا جسے
تمہاری نظروں میں اس وقت اس کی فوری ضرورت ہو "...... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا ۔

"اوہ عمران صاحب آپ ۔ بارش نے کیا حال کر دیا ہے ۔ آپ نے
تو دیکھا ہو گا "...... بلیک زیرو نے عمران کے آپریشن روم میں داخل
ہوتے ہی استقبال کے لئے اٹھتے ہوئے کہا ۔

"ہاں بارش نے واقعی تباہی مچادی ہے" ...... عمران نے کہا اور پھر کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ بلیک زیرو اس کی سنجیدگی اور موڈ کو دیکھ کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

"رانا ہاؤس" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف۔ میری کار رانا ہاؤس میں موجود ہے۔ اسے یہاں دانش منزل پہنچا دو اور تم خود جوانا کے ساتھ شہر کے نواحی علاقوں کا تفصیلی دورہ کرو اور ایسے لوگوں کی فہرستیں تیار کرو جنہیں اس بارش کے ہاتھوں نقصانات پہنچے ہوں اور وہ حقیقتاً امداد کے مستحق ہوں اور پھر ان فہرستوں کے مطابق جتنی بھی رقم کی ضرورت ہو وہ میرے سپیشل اکاؤنٹ سے نکلوا کر ان میں تقسیم کر دو۔ کسی بھی ٹرسٹ کا نام لے دینا لیکن دو باتیں ذہن میں ضرور رکھنا۔ ایک تو یہ کہ یہ رقم صحیح ضرورت مندوں تک پہنچنی چاہئے اور دوسری یہ کہ ان کی ضرورت کے مطابق ہونی چاہئے۔ تھوڑی تھوڑی رقم سب میں بانٹنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ سمجھ گئے ہو" ...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ...... جوزف نے جواب دیا۔

"اگر رقم کم ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ میں مزید بندوبست کر دوں گا"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا ...... بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا

تھا۔

"اس کے لئے بہت بڑی رقم چاہئے عمران صاحب" ...... بلیک زیرو نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ سر سلطان سے کہہ کر سرکاری طور پر اس کا فوری بندوبست کیا جا سکتا ہے۔ لیکن لوگوں کی مشکلات تو کسی حد تک حل ہونی چاہئیں۔ میں نے تو خود اس بارش میں جوانا کے ساتھ جمشید نگر تک سفر کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ کس قدر خوفناک بارش ہوئی ہے" ...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"اس بارش میں جمشید نگر۔ وہ کیوں۔ خیریت تھی" ...... بلیک زیرو کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے اور عمران نے اسے تفصیل سے سر سلطان کا فون آنے اور پھر رانا ہاؤس سے کار اور جوانا کو ساتھ لے کر جمشید نگر جانے سے لے کر ڈائری میں موجود تحریر کی چیکنگ تک اس نے پوری تفصیل بتا دی۔ بلیک زیرو حیرت بھرے انداز میں بیٹھا یہ سب کچھ سنتا رہا۔

"یہ تو بے حد الجھی ہوئی بات سامنے آئی ہے" ...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں میں بھی ذہنی طور پر بے حد الجھ گیا ہوں۔ پچاس پونڈ ناہم کی بے حد قیمت ہے۔ لیکن اصل میں بات صرف اس حد تک نہیں ہے۔ اگر اس تنظیم کو یا اس گروہ کو پکڑا نہ گیا تو پھر نجانے ایسی کتنی قیمتی

دھاتیں پاکیشیا سے چوری ہوتی رہیں گی اور میرے خیال میں یہ مسئلہ ملک کے مجموعی مفاد کا مسئلہ ہے "...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ ڈائری ذرا دینا جس میں فارن ایجنٹوں کے نام و پتے درج ہیں۔ آج تک تو ضرورت ہی نہیں پڑی لیکن میرا خیال ہے۔ اب بلگارنیہ میں فارن ایجنٹ کو کہہ کر اس ڈی سلوا کے بارے میں تحقیقات کرائی جائیں۔ شاید اس الجھی ہوئی ڈور کا کوئی سرا ہاتھ آ جائے "...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور ایک ڈائری نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری کھولی۔ چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہا پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس گرین وڈ ہوٹل "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کاروباری سی آواز سنائی دی۔

"یہاں چیف سپروائزر ہیں۔ مسٹر اجمل۔ ان سے بات کرائیں میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں "...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کیجئے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو چیف سپروائزر اجمل بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سپیشل لائن پر بات کرو "...... عمران نے اس بار ایکسٹو کے

مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ کی خاموشی کے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو "...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اجمل بول رہا ہوں جناب۔ مجھے چھٹی کر کے فوری طور پر اپنے خصوصی آفس آنا پڑا ہے اس لئے کال میں کچھ دیر ہو گئی ہے "۔ دوسری طرف سے اجمل نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے...... اب غور سے سنو۔ بلگارنیہ میں کوئی ماہر معدنیات ہیں۔ ڈی سلوا۔ تم نے اسے تلاش کرنا ہے اور پھر اس کے کوائف کی چھان پھٹک اس انداز میں کرنی ہے کہ اس کا تعلق معدنیات چوری کرنے والی کسی مجرم تنظیم سے تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو کس سے۔ پوری تفصیلات معلوم کر کے رپورٹ دو "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر "...... دوسری طرف سے اجمل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام تم نے کرنا ہے۔ لیکن پوری ذمہ داری کے ساتھ "...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں سر "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں لائبریری میں جا کر ایسی تنظیموں کی پڑتال کرتا ہوں جو اس قسم کا دھندہ کرتی ہیں۔ لیکن ایک منٹ۔ اس جائسی کے بارے میں تو کسی سے پوچھ لیا جائے۔ ہو سکتا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر واپس کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فائیو سٹار"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسز ولیم سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے پرنس بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"یس ہولڈ آن کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ولیم رتھمین بول رہا ہوں"...... بولنے والے کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"رتھ دو گھوڑوں والی ہے یا چار گھوڑوں والی یا ابھی اسی بوڑھی گھوڑی لال لگام سے کام چل رہا ہے"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ کون۔ اوہ اوہ۔ آواز تو علی عمران کی لگتی ہے"۔ دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"چلو شکر ہے۔ ابھی اتنے حواس قائم ہیں کہ آواز تو پہچان لیتے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تم شیطان۔ تم نے کیسے کال کر ڈالی۔ کتنا طویل عرصہ ہو گیا ہے تمہاری کال ہی نہ آئی تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ کسی سنجیدہ آدمی نے تمہاری اس مذاق والی عادت کی بنا پر لازماً تمہیں گولی مار دی ہو گی"۔ دوسری طرف سے اس بار ہنستے ہوئے جواب دیا گیا۔

"سنجیدہ آدمیوں کو اپنی سنجیدگی سے اتنی فرصت کہاں کہ وہ کسی کو گولی مارنے جیسا غیر سنجیدہ کام کر سکیں۔ میں نے تو اس انتظار میں کال نہ کی تھی کہ جب بھی رتھ میں مزید گھوڑیوں کا اضافہ ہو گا۔ رتھمین خود ہی مجھے سیر کی دعوت دے ڈالے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی کافی ہے۔ اس کے ناز نخرے پورے نہیں ہو سکتے مجھ سے۔ ویسے اگر میں اسے بتا دوں کہ تم نے اسے بوڑھی گھوڑی کہا ہے تو یقین کرو کہ وہ پاکیشیا پہنچ جائے گی اور پھر وہ غیر سنجیدہ کام یعنی تمہیں گولی مارنے والا لازماً مکمل ہو جائے گا"...... ولیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے میں نے ساتھ لال لگام کے الفاظ بھی تو کہے تھے۔ کیا ہوا۔ کیا لگام بے چاری کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو ولیم اتنے زور سے ہنسا کہ عمران کو بے اختیار رسیور کان سے ہٹانا پڑ گیا۔

"اس قدر زور سے تمہارا ہنسنا تو بتا رہا ہے کہ لگام کا رنگ ابھی گہرا سرخ ہے۔ میرا مطلب ہے محبت کی لگام"...... عمران نے ساتھ ہی

وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں تمہاری باتیں ۔ بہرحال اب یہ بھی بتا دو کہ کال کیوں کی تھی ۔ کیونکہ اب مجھ میں مزید ہنسنے کی تاب نہیں ہے اور آفس سے باہر بیٹھی میری سیکرٹری مجھے ہنستا دیکھ کر اس طرح آنکھیں پھاڑ رہی ہے جیسے اس نے کوئی عجوبہ دیکھ لیا ہو"...... ولیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک ایکریمین محترمہ ہے ۔ نام ہے جائسی ۔ مشہور ماہر معدنیات جن کا تعلق پاکیشیا سے ہے ۔ ان کی دو سال سے نصف بہتر ہیں ۔ آج کل پاکیشیا میں ہی رہائش پذیر ہے ۔ اس کے متعلق معلومات چاہئیں تھیں ۔ میرا مطلب ہے ۔ اس کے ماضی کے متعلق"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جائسی نام تو آشنا لگتا ہے ۔ بہرحال چھان بین میں کچھ وقت لگے گا"۔ ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے متعلق تو صرف چھان کرنا ۔ البتہ بین کے لئے ایک اور مسئلہ حاضر ہے ۔ میرے ہاتھ ایک ڈائری نما بک لگ گئی ہے ۔ اس کی جلد پر سنہرے رنگ کا سٹار بنا ہوا ہے اور اندرونی کاغذات کے کونوں پر بھی یہی سٹار موجود ہے ۔ سارے صفحات خالی ہیں ۔ مطلب ہے عام ڈائریوں کی طرح اس پر ضروری معلومات وغیرہ چھپی ہوئی نہیں ہیں ۔ کاغذ کے اندر جو واٹر مارک ہے ۔ اس میں ایکریمیا کا جھنڈا اور اس کے نیچے مور کی تصویر ہے ۔ اگر تم اس بارے میں بھی چیکنگ کر لو کہ یہ

ڈائری کون چھاپتا ہے اور کس مقصد کے لئے تو پھر چھان بین دونوں مکمل ہو جائیں گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ کے نمبر بتا دو میں تمہیں فون کر لوں گا"...... ولیم نے کہا۔

"کتنی دیر لگے گی"...... عمران نے پوچھا۔

"کم از کم ایک گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا"...... ولیم نے جواب دیا۔

"او ۔ کے میں ڈیڑھ گھنٹے بعد خود ہی فون کر لوں گا ۔ گڈ بائی"۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا ۔ اس بار اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

سفید رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے پاکیشیا دارالحکومت کے نواح میں جانے والی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی نوجوان تھا۔ جب کہ عقبی سیٹ پر میجر پرمود اور توفیق بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن دونوں میک اپ میں تھے۔ وہ دونوں تھوڑی دیر پہلے ایک فلائٹ کے ذریعے پاکیشیا دارالحکومت پہنچے تھے۔ کار چلانے والا نوجوان بلگارنیہ کا پاکیشیا میں ایجنٹ تھا لیکن بظاہر وہ یہاں ہوٹل بزنس سے متعلق تھا۔ اس کا نام آصف تھا۔ اسے میجر پرمود نے فون پر اپنے آنے کی اطلاع دے دی تھی۔ اس لئے وہ کار لے کر ایئر پورٹ پر موجود تھا اور کار میں بیٹھتے ہی پرمود نے اسے نواحی قصبے جمشید نگر جانے کا کہہ دیا تھا اس لئے کار اب جمشید نگر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"تم پہلے کبھی گئے ہو جمشید نگر"...... میجر پرمود نے آصف سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر کئی بار گیا ہوں۔ وہاں میرا ایک دوست رہتا ہے"۔ آصف نے جواب دیا۔

"تو پھر تم ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی کی رہائش گاہ کے متعلق بھی جانتے ہو گے"...... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

"یس سر اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرا دوست بھی ان کی حویلی کے قریب ہی رہتا ہے"...... آصف نے جواب دیا۔

"تمہارا دوست کیا کرتا ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"میری طرح ہوٹل بزنس سے متعلق ہے"...... آصف نے جواب دیا۔

"سنو میں ڈاکٹر سیلانی کی بیوی جانسی سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس طرح کہ ڈاکٹر کو یا کسی دوسرے کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ کیا تم اس کا کوئی انتظام کر سکتے ہو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"سر جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ڈاکٹر سیلانی اور اس کی غیر ملکی بیوی اکیلے رہتے ہیں۔ ان کی کوئی اولاد بھی نہیں ہے اور ان کی حویلی میں کوئی ملازم بھی نہیں ہے۔ ویسے بھی وہ قصبے میں کسی سے ملتے جلتے نہیں ہیں۔ اس لئے اگر اندر جا کر ڈاکٹر کو بے ہوش کر دیا جائے تو کسی کو علم نہ ہو سکے گا"...... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا آئیڈیا ہے۔ کیا تمہاری کار میں بے ہوش کرنے والی گیس کے میزائل موجود ہیں"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"یس سر ایسا سامان تو ایمرجنسی کے لئے رکھنا ہی پڑتا ہے"۔ آصف نے جواب دیا۔

"او۔ کے پھر ایسا کرو کہ کار کو کسی ایسی جگہ روکو جہاں اس پر کسی کی نظر نہ پڑے اور تم جا کر اس حویلی میں بے ہوشی کے کیپسول فائر کر دو۔ پھر ہم دوسروں کی نظروں میں آئے بغیر اندر جا کر اپنا کام مکمل کر لیں گے"...... پرمود نے کہا۔

"میرا دوست آج کل دارالحکومت میں ہی ہے۔ اس کی بھی چھوٹی سی حویلی ہے۔ وہاں اس کا ایک ملازم رہتا ہے جو میرا واقف ہے۔ ہم کار وہاں لے جاتے ہیں پھر آسانی سے باقی کام مکمل ہو جائے گا"۔ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کار باہر روک کر پہلے ایک میزائل اپنے دوست کی رہائش گاہ میں فائر کر دینا۔ تاکہ اس ملازم کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ ہم یہاں آئے تھے"...... پرمود نے کہا۔

"یس سر جیسے آپ حکم دیں"...... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ شاید یہاں کی سیکرٹ سروس کی وجہ سے کارروائی خفیہ رکھنا چاہتے ہیں"...... توفیق نے کہا۔

"ہاں جاسی بہر حال یہاں رہتی ہے اور ڈاکٹر سیلانی بے حد معروف آدمی ہے۔ اس لئے میں تمام صورت حال سامنے آجانے سے پہلے ان لوگوں کو کسی بات کی خبر نہیں ہونے دینا چاہتا۔ اسی لئے تو میں نے

اپنا اور تمہارا میک اپ کیا ہے"...... پرمود نے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہاں ہر طرف پانی ہی پانی پھیلا ہوا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے سیلاب آیا ہو"...... توفیق نے چند لمحوں بعد آصف سے کہا۔

"دو روز پہلے یہاں انتہائی طوفانی بارش ہوئی ہے جناب۔ یہ اس قدر طوفانی بارش تھی کہ اس نے پورے علاقے میں تباہی مچا دی تھی"۔ آصف نے جواب دیا اور توفیق اور میجر پرمود دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"بارش کے متعلق میں نے اخبارات میں تو پڑھا تھا لیکن یہ خیال نہ تھا کہ اس قدر زور دار بارش ہو گی"...... میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ تصور بھی نہیں کر سکتے جناب جس قدر بارش ہوئی ہے۔ یہ ساری سڑکیں پانی میں ڈوب گئی تھیں"...... آصف نے کہا۔

"ہاں دو روز بعد جمع شدہ پانی کی کیفیت بتا رہی ہے کہ دو روز پہلے کیا حال ہوا ہو گا"...... میجر پرمود نے جواب دیا۔ اور پھر کار میں خاموشی طاری ہو گئی۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد قصبے کے آثار دور سے نظر آنے لگ گئے۔ آصف نے قصبے کے آغاز سے پہلے ہی ایک سائیڈ پر کار روک دی۔

"میں پہلے وہ بے ہوشی والا کام کر آؤں پھر اطمینان سے چلیں گے"۔ آصف نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور میجر پرمود نے سر ہلا دیا۔

آصف نے ڈگی کھول کر اس میں سے سامان نکال کر جیبوں میں ڈالا اور
پھر ڈگی بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا قصبے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی
واپسی بیس پچیس منٹ بعد ہوئی۔

"کام ہو گیا"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"یس سر ویسے میں نے دونوں رہائش گاہوں کے پھاٹک بھی اندر
سے کھول دیئے ہیں۔ تاکہ کوئی الجھن باقی نہ رہے"...... آصف نے
کہا اور میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آصف دوبارہ ڈرائیونگ
سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی اور تھوڑی دیر
بعد وہ اسے ایک چھوٹی سی کوٹھی نما عمارت کے کھلے گیٹ سے سیدھا
اندر لے گیا۔

"یہ میرے دوست کی کوٹھی ہے۔ میں نے اس کا پھاٹک کھول دیا
تھا"...... آصف نے کہا اور پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آصف نے
کار پورچ میں لے جا کر روکی اور پھر وہ سب کار سے نیچے اتر آئے۔

"بڑا پھاٹک بند کر دو اور ہمیں ڈاکٹر کی رہائش گاہ کے متعلق بتا دو۔
اس کے بعد تم نے یہیں رہنا ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"آیئے یہاں سے نظر آتی ہے حویلی"...... آصف نے کہا اور پھر صحن
میں لا کر اس نے ذرا فاصلے پر موجود ایک اونچی عمارت کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ یہی ڈاکٹر سیلانی کی حویلی ہے۔

"اس گیس کا انٹی مجھے دے دو"...... میجر پرمود نے اثبات میں
سر ہلاتے ہوئے کہا اور آصف نے جیب سے ایک شیشی نکال کر میجر

پرمود کی طرف بڑھا دی۔ پرمود اور توفیق دونوں اس عمارت سے باہر
آئے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے وہ اس حویلی کے بڑے سے پھاٹک پر پہنچ
گئے۔ اس کی چھوٹی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے
اور پھر میجر پرمود کے اشارے پر توفیق نے یہ کھڑکی بند کر دی اور وہ
دونوں تیز تیز قدم اٹھائے اصل عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔
تھوڑی دیر بعد انہوں نے جائسی اور ڈاکٹر سیلانی کو دریافت کر لیا۔
جائسی کچن میں بے ہوش پڑی ہوئی تھی جب کہ ڈاکٹر سیلانی ایک دفتر
نما کمرے کی کرسی پر بے ہوش موجود تھا۔

"اس جائسی کو اٹھا کر کسی بڑے کمرے میں لے آؤ"...... میجر
پرمود نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ توفیق نے جائسی کو اٹھا کر کاندھے پر
ڈالا اور تھوڑی دیر بعد وہ اسے لے کر ایک سٹنگ روم کے انداز میں
سجے ہوئے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ توفیق نے جائسی کو ایک صوفے پر
ڈال دیا۔

"اب کہیں سے رسی بھی ڈھونڈ لاؤ۔ مجھے یہ عورت خاصی جاندار
لگ رہی ہے"...... پرمود نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور توفیق
خاموشی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں
رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔ پرمود نے توفیق کی مدد کی اور چند لمحوں
میں جائسی کرسی سے اچھی طرح بندھ چکی تھی۔ میجر پرمود نے جیب
سے شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے جائسی کی ناک سے لگا
دیا۔ پھر اس نے شیشی ہٹائی اور ڈھکن لگا کر اس نے اسے واپس جیب

میں رکھ لیا۔

"وہ خنجر مجھے دے دو تاکہ زیادہ وقت ضائع نہ ہو"...... پرمود نے کہا اور توفیق نے خاموشی سے جیب سے تیز دھار خنجر نکال کر پرمود کی طرف بڑھا دیا۔ چند منٹ بعد جائسی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں لیکن ابھی ان میں شعور کی چمک نہ آئی تھی۔

"تمہارا نام جائسی ہے"...... پرمود نے سخت لہجے میں کہا تو جائسی یکلخت چونکی اور اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک تیزی سے ابھر آئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر اپنے آپ کو بندھا ہوا محسوس کر کے اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کک کک کون ہو تم اور یہ تم نے مجھے باندھ کیوں رکھا ہے"۔ جائسی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ تمہارا نام جائسی ہے اور تم ڈاکٹر سیلانی کی بیوی ہو"...... پرمود کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ لٹیرے ہو۔ ڈاکو ہو۔ کون ہو اور تم اندر کیسے آگئے"...... جائسی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں ڈی سلوا نے بھیجا ہے"...... پرمود نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈی سلوا۔ وہ کون ہے"...... جائسی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بلگارنیہ کا ماہر معدنیات جس کی ٹپ پر تم لوگوں نے بلگارنیہ سے "این۔سی" حاصل کی اور پھر اسے ناقص قرار دے کر ڈی سلوا کو معاوضہ دینے سے انکار کر دیا"...... پرمود نے تیز اور درشت لہجے میں کہا۔

"بلگارنیہ سے "این۔سی" حاصل کیا۔ اسے ناقص قرار دیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ نہ میں نے ایسا کیا ہے اور نہ میں کسی ڈی سلوا سے واقف ہوں"۔ جائسی نے جواب دیا اور پرمود اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہارا فون نمبر کیا ہے"...... پرمود نے پوچھا۔

"فون نمبر۔ کیوں"...... جائسی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"دیکھو جائسی ہم یہاں تم سے باتیں کرنے یا تمہارے اس خوبصورت جسم کی زیارت کرنے نہیں آئے۔ تمہارا تعلق ایک مجرم تنظیم راسکو سے ہے۔ تم اس کی اہم ایجنٹ ہو اور راسکو کا دھندہ انتہائی قیمتی معدنیات چوری کرنا ہے۔ ڈی سلوا نے بلگارنیہ میں انتہائی قیمتی دھات "این۔سی" دریافت کی اور اس نے ایکریمیا میں تمہارے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی جب اسے اس کا طے شدہ معاوضہ نہ ملا تو اس نے ہیڈ کوارٹر سے دوبارہ رابطہ کیا تو ہیڈ کوارٹر سے اسے بتایا گیا کہ "این۔سی" ناقص تھی اور یہ رپورٹ تم نے دی ہے۔ اس پر ڈی سلوا یہاں آکر تم سے ملا اور تم نے اسے پھٹکار دیا۔ پھر ڈی سلوا نے ہمارے سامنے تم سے فون پر بات کی اور تم نے جو جواب دیا وہ ہم نے بھی سنا

تمہارا لہجہ اور تمہاری آواز بھی وہی ہے۔ تم نے اسے بتایا کہ "این۔سی واقعی ناقص تھی اور تم نے اسے ضائع کر دیا ہے اور تم نے اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے دوبارہ تمہیں فون کیا تو تم ہیڈ کوارٹر اس کی رپورٹ کر دو گی اور اسے ختم کر دیا جائے گا۔ چونکہ تمہاری آواز میں پہچانتا ہوں۔ اس لئے تمہارے انکار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تم ہمیں راسکو کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیف کے متعلق تفصیلات بتا دو ہم تمہیں زندہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ لیکن اگر تم نے بتانے سے انکار کیا تو پھر سوچ لو۔ تمہارا بوڑھا ڈاکٹر بے ہوش پڑا ہوا ہے اور اتنی بڑی حویلی میں تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہیں ہوگا اور میں اس خنجر کی مدد سے تم جیسی عورتوں کی ایک ایک بوٹی کاٹنے میں اب خاصا ماہر ہو چکا ہوں"...... پرمود نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور جائسی اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پرمود کو دیکھتی رہی جیسے وہ انتہائی دلچسپ اور پراسرار الف لیلوی کہانی سنا رہا ہو۔

"کیا تم واقعی ہوش میں ہو مسٹر۔ میں جب کسی ڈی سلوا کو جانتی تک نہیں۔ تو میں اس سے کیوں باتیں کروں گی اور کس ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہے ہو اور کس تنظیم کی۔ میرا تو ان میں سے کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... جائسی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پرمود کا چہرہ یکلخت آگ کی طرح تپ اٹھا۔

"تم مجھے بے وقوف بنانا چاہتی ہو۔ اپنا فون نمبر بتاؤ"...... پرمود نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو جائسی نے فون نمبر بتا دیا۔

"بالکل یہی فون نمبر تھا۔ اب تو کسی شبے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہی ہے"...... پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے زہریلے لہجے میں کہا۔

"تمہیں ڈی سلوا نے کیا بتایا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔ جائسی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ایکریمیا میں"...... پرمود نے جواب دیا تو جائسی بے اختیار ہنس پڑی۔

"تو وہ تمہیں احمق بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ سنو یہ ہیڈ کوارٹر بھی پاکیشیا میں ہے اور محکمہ معدنیات کا ایک بڑا افسر سردار اسلم حیات اس کا چیف ہے اور اس تنظیم کا کوئی نام نہیں ہے۔ یہ ایک گروپ ہے۔ جہاں سے بھی انتہائی قیمتی معدنیات ملتی ہیں یہ حاصل کر لیتا ہے اور پھر اسے پاکیشیا یا کسی بھی دوسرے ملک کو فروخت کر کے بھاری رقم وصول کر لی جاتی ہے۔ بلگارنیہ میں ان معدنیات کا سراغ ڈی سلوا لگاتا ہے اور یہاں پاکیشیا میں یہ کام میں کرتی ہوں اور اس کے نکلنے کا کام سردار اسلم حیات اور اس کے آدمی کرتے ہیں۔ لیکن اس کی صحیح قیمت وصول کرنے کے لئے اس کا تجزیہ میرا شوہر ڈاکٹر سیلانی کرتا ہے اور یہ بتا دوں کہ بلگارنیہ سے ملنے والی "این۔سی" واقعی بے حد ناقص تھی۔ اس میں ایکسم کی اس قدر ملاوٹ تھی کہ وہ کسی کام نہ آ سکتی تھی۔ اس لئے سردار اسلم حیات نے میری رپورٹ پر اسے معاوضہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ ہے اصل بات۔ اب چاہے تم مجھے

گولی مار دو یا میری بوٹیاں اڑا دو۔ میں ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں "........ جائسی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پرمود کو احساس ہو گیا کہ جائسی جو کچھ کہہ رہی ہے وہ درست ہے۔

"لیکن ڈی سلوا نے تو بتایا تھا کہ وہ ایکریمیا جا کر اخبار میں اشتہار دیتا ہے اور پھر اس اشتہار کے جواب میں کوئی آدمی اس سے ملنے آتا ہے وغیرہ وغیرہ "........ پرمود نے کہا۔

"ہاں ۔ اس نے یہ سب کچھ درست کہا ہے ۔ سردار اسلم حیات بے حد کایاں آدمی ہے ۔ اس نے واقعی ایکریمیا میں یہ سیٹ اپ کر رکھا ہے تاکہ کوئی مر کر بھی یقین نہ کر سکے کہ ہیڈ کوارٹر ایکریمیا میں نہیں بلکہ پاکیشیا میں ہے "........ جائسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سردار اسلم حیات کہاں رہتا ہے "........ پرمود نے پوچھا۔

"آفیسرز کالونی میں ۔ لیکن میں اس کی کوٹھی کا نمبر نہیں جانتی اور یہ بھی بتا دوں کہ سردار اسلم حیات کو یہ علم نہیں ہے کہ میں اس بات سے واقف ہوں کہ وہی چیئرمین ہے ۔ مجھے بھی بس اتفاق سے اس کا علم ہو گیا تھا اور میں نے تمہیں اس لئے وہ سب کچھ بتا دیا ہے جو میں جانتی تھی کہ ڈی سلوا کی کال تم نے سن لی ہے ۔ اس لئے اب کسی بات سے انکار کرنا ممکن ہی نہیں رہا۔ لیکن ایک درخواست ہے کہ تم میرا جو جی چاہے حشر کرو۔ لیکن میرے خاوند کو اس بات کا پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ میرا تعلق کسی تنظیم سے ہے ۔ وہ انتہائی معصوم آدمی ہے

اور مجھ سے اندھی محبت کرتا ہے "........ جائسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ "این ۔ سی" جو تم نے ناقص قرار دے دی تھی وہ اس وقت کہاں ہے "........ پرمود نے پوچھا۔

"میرے پاس محفوظ ہے "........ جائسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ۔ میرے آدمی کو بتاؤ یہ لے آئے گا "........ پرمود نے چونک کر کہا اور جائسی نے اسے ایک تہہ خانہ اور اس میں موجود الماری کا تفصیل سے پتہ دے دیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ پچاس پونڈ "این ۔ سی" سرخ رنگ کے ایک بڑے تھیلے میں رکھی ہے ۔ اس کا منہ سنہرے دھاگے سے بندھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ لیبارٹری تجزیے کی چٹ بھی منسلک ہے ۔

"جاؤ توفیق یہ "این ۔ سی" لے آؤ"........ پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تمہاری تنظیم نے اب تک بلگارنیہ سے اور کتنی اور کون کون سی معدنیات چوری کی ہیں "........ پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ۔ یہ ڈی سلوا اور سردار اسلم حیات کو معلوم ہو گا مجھے تو ڈی سلوا کے بارے میں بھی پہلی بار اس وقت علم ہوا جب یہ "این ۔ سی" ناقص ثابت ہوئی اور سردار اسلم حیات نے بتایا کہ اسے ڈی سلوا نے دریافت کیا تھا"........ جائسی نے جواب دیا اور پرمود نے

اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد توفیق ایک سرخ رنگ کا تھیلا
اٹھائے واپس آیا۔ پرمود نے اس سے تھیلا لیا اور اس کے ساتھ منسلک
چٹ کو پڑھنے لگا۔ واقعی اس پر لیبارٹری تجزیہ رپورٹ تھی اور نیچے ڈاکٹر
سیلانی کے دستخط تھے اور ڈاکٹر سیلانی نے مکمل طور پر ناقص قرار دے
دیا تھا۔ پرمود کافی دیر تک اس رپورٹ کو پڑھتا رہا۔ پھر اس نے ایک
طویل سانس لیا۔

"او۔کے جائسی میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن اگر بعد
میں مجھے معلوم ہو گیا کہ تم نے مجھ سے معمولی سی بھی غلط بیانی کی ہے
تو پھر تمہارا حشر عبرت ناک ہو گا"....... پرمود نے صوفے سے اٹھتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ گھوما اور جائسی کے حلق سے
ایک زوردار چیخ نکلی۔ کنپٹی پر ایک زوردار ضرب کھا کر اس کی گردن
ڈھلک گئی تھی۔

"یہ لو شیشی اور اس ڈاکٹر سیلانی کو ہوش میں لا کر سادہ طریقے سے
بے ہوش کر دینا ورنہ وہ بوڑھا ڈاکٹر اس گیس کی وجہ سے زیادہ دیر بے
ہوش رہا تو اس کا ذہن ہمیشہ کے لئے خراب بھی ہو سکتا ہے"......
پرمود نے جیب سے شیشی نکال کر توفیق کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس "این۔سی" کا کیا کرنا ہے"........ توفیق نے پوچھا۔

"اسے ہم ساتھ لے جائیں گے"..... پرمود نے کہا اور توفیق کے
جانے کے بعد اس نے آگے بڑھ کر جائسی کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں
رسیاں کھول کر اس نے اسے صوفے پر لٹا دیا۔ اسی لمحے توفیق واپس

گیا۔

"اب اس سردار اسلم حیات کا کیا کرنا ہے"...... توفیق نے وہ
تھیلا اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہمارا دردِ سر نہیں ہے۔ ہمارا دردِ سر وہ ڈی سلوا ہے۔ اس کا
خاتمہ اب ضروری ہو گیا ہے۔ باقی رہا یہ سردار اسلم حیات اس کے
بارے میں سرکاری طور پر حکومت پاکیشیا کو رپورٹ کر دی جائے گی
اور پھر وہ جانیں اور یہ"........ پرمود نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا لان
کراس کرتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران لائبریری سے واپس آیا تو اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور ولیم رتھمین کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو کچن میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد ولیم لائن پر آگیا۔

"عمران بول رہا ہوں ولیم۔ اس بین بجانے کا کوئی نتیجہ نکلا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈائری کی حد تک تو معلومات مل گئی ہیں لیکن جانسی کے بارے میں ہماری ایجنسی میں کوئی مواد موجود نہیں ہے اور میں نے تمہاری خاطر دو اور ایجنسیوں سے بھی ذاتی طور پر معلومات کی ہیں وہاں بھی اس کے متعلق کچھ موجود نہیں ہے"...... ولیم نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈائری کے متعلق کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ سٹار ڈائری کہلاتی ہے اور ایکریمیا میں عام بکتی ہے۔ اس میں خصوصیت یہ ہے کہ اس پیپر پر ایسا کیمیکل لگا ہوتا ہے کہ اس کی فوٹو سٹیٹ بھی نہیں ہو سکتی اور نہ تصویر بنائی جا سکتی ہے۔ سٹار کمپنی ٹارک اسے تیار کرتی ہے"...... ولیم نے جواب دیا۔

"ارے پھر تو تم نے واقعی بھینس کے آگے ہی بین بجائی ہے۔ او کے شکریہ۔ بھابی کو میرا سلام دے دینا۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کچھ پتہ چلا"...... کچن سے بلیک زیرو نے برآمد ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی دو پیالیاں تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری لے کر وہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

"کچھ بھی نہیں پتہ چلا۔ مجھے تو ایسے احساس ہو رہا ہے جیسے دو متحارب قوتیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ہمیں استعمال کر رہی ہوں"...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ایک کا پتہ نہیں چل رہا آپ نے دو قوتیں بنا دیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک تو یہ جانسی ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس ڈائری پر تحریر جانسی کی اپنی ہے اور دوسری قوت شاید یہ ڈی سلوا ہو۔ اب ڈی سلوا کے متعلق کچھ معلوم ہو جائے تب بات آگے بڑھ سکے گی ورنہ نہیں"...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو سمجھ میں نہیں آرہی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سردار اسلم حیات کو ڈی سلوا کے متعلق کچھ معلوم ہو اور جالسی چاہتی ہو کہ ہم سردار اسلم حیات سے مل کر ڈی سلوا کے متعلق معلومات حاصل کریں"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن ڈی سلوا کا تعلق تو بلگارنیہ سے ہے۔ جائسی کو اگر ڈی سلوا کے خلاف کوئی کارروائی کرنی ہوتی تو وہ بلگارنیہ حکومت سے رابطہ قائم کرتی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں دو جمع دو کے حساب سے تو واقعی یہی نتیجہ نکلتا ہے جو تم نے نکالا ہے لیکن میرا خیال ہے۔ نتیجہ چار کی بجائے پانچ نکلتا ہو گا۔ کیسے نکلتا ہو گا۔ یہی بات ہم نے سمجھنی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے چائے کی پیالی ختم کی اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں واپس فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ اب جب تک بلگارنیہ سے اجمل کی کال نہ آجائے بات آگے نہیں بڑھ سکتی"...... عمران نے کہا۔

"جوزف کار پہنچا گیا تھا۔ آپ اس وقت لائبریری میں تھے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا آپریشن روم سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ دانش منزل سے نکلتے وقت تو اس کا ارادہ واپس فلیٹ میں جانے کا ہی تھا لیکن راستے میں اس کا ارادہ بدل گیا۔ اس نے سوچا کہ بڑے دن ہو گئے ہیں فیاض سے ملاقات نہیں ہوئی اور اس وقت وہ یقیناً اپنی رہائش گاہ پر ہی ہو گا۔

اس لئے اس سے بھی مل لیا جائے اور بھابی سلمیٰ اور بچوں کی خیریت پوچھ لی جائے چنانچہ اس خیال کے تحت اس نے کار کا رخ بدلا اور تھوڑی دیر بعد وہ فیاض کی کوٹھی کے گیٹ پر موجود تھا۔ اس نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا تو چند لمحوں بعد اسے ملازم کی شکل نظر آئی لیکن یہ کوئی نیا ملازم تھا۔ کیونکہ عمران نے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔

"جی صاحب"...... ملازم نے چھوٹا پھاٹک کھول کر باہر آتے ہوئے کہا۔

"صاحب اندر ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں لیکن اس وقت وہ آرام کر رہے ہیں۔ انہوں نے منع کیا ہوا ہے کہ کسی کو اندر نہ بلایا جائے"...... ملازم نے بڑے روکھے سے لہجے میں کہا۔

"اچھا بھابی اور بچے تو ہوں گے انہیں جا کر کہو عمران آیا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی موجود نہیں ہیں جناب"...... ملازم نے جواب دیا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"ارے ارے کہاں جا رہے ہو۔ کمال ہے۔ چلو صاحب سو رہے ہیں۔ ان کے بچے موجود نہیں ہیں تم تو موجود ہو۔ کیا نام ہے تمہارا۔ کہاں سے آئے ہو۔ کب آئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مصروف ہوں جناب میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ آپ سے باتیں کرتا رہوں"...... ملازم نے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ روکھے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر اس نے پھاٹک بند کیا اور بغیر مڑ کر دیکھے واپس چلا گیا۔

"یہ ملازم تو فیاض سے بھی دو جوتے آگے ہے"...... عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر آگے بڑھ کر اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور اس وقت تک انگلی رکھے رکھی جب تک کہ ملازم کی جھلائی ہوئی شکل اسے دوبارہ برآمدے میں نظر نہ آئی۔ غصے کی وجہ سے ملازم کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ نظر آ رہا تھا۔ آنکھوں سے چنگاریاں سی نکل رہی تھیں۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے جناب میں نے کہا ہے کہ صاحب سو رہے ہیں آپ مسلسل گھنٹی بجائے چلے جا رہے ہیں"...... ملازم نے قریب آکر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تو صاحب کو اٹھا دو اور انہیں کہو کہ علی عمران آیا ہے۔ سمجھے۔ ورنہ قیامت تک اسی طرح گھنٹی بجاتا رہوں گا اور اگر گھنٹی مسلسل چلنے کی وجہ سے جل گئی تو پھاٹک کھٹکھٹانا شروع کر دوں گا اور اگر پھاٹک ٹوٹ گیا تو زور زور سے چیخ چیخ کر آوازیں دینا شروع کر دوں گا اور اگر گلا بیٹھ گیا تو کرایے پر آدمی لے آؤں گا جو میری طرف سے آوازیں دے گا اور اگر وہ بھی تھک کر بھاگ گیا تو پھر آخری صورت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں گا کہ وہ فوراً قیامت قائم کر دے اور جلد

از جلد صور حضرت اسرافیل سے پھونکوا دے تاکہ تمہارے صاحب کی نیند ختم ہو جائے اور وہ اٹھ بیٹھے"...... عمران کی زبان چل پڑی اور ملازم ایسی نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین آتا جا رہا ہو کہ عمران کی کھوپڑی ذہن نام کی ہر چیز سے خالی ہے۔

"میں آپ کو کیسے سمجھاؤں جناب"...... ملازم نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"سمجھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میرے ڈیڈی ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سر عبدالرحمان آج تک مجھے سمجھا سمجھا کر تھک گئے ہیں کہ میں کوئی ڈھنگ کا کام کروں اور ان کی معاشرے میں موجود عزت کی لٹیا ویسے یار یہ بھی عجیب سی بات ہے کہ بڑے لوگوں کی عزت لٹیا میں بند ہوتی ہے۔ جسے ہر وقت آسانی سے ڈبویا جا سکتا ہے"۔ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔ لیکن ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کے الفاظ نے ملازم پر جادو کا سا اثر کیا اس کا سخت اور تنا ہوا چہرہ یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"اوہ اوہ آپ ڈائریکٹر جنرل صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ سوری صاحب۔ مجھے معلوم نہ تھا صاحب۔ آیئے میں آپ کو ڈرائنگ روم میں بٹھاتا ہوں۔ میں صاحب کو اٹھاتا ہوں جناب"...... ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جلدی سے پھاٹک کھول کر وہ واپس برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے شاید جان بوجھ کر یہ الفاظ کہے تھے اور چند لمحوں بعد جب عمران ڈرائنگ روم میں

داخل ہوا تو بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ ڈرائنگ روم کا فرنیچر بھی مختلف تھا اور اس کی سیٹنگ بھی مختلف تھی۔ یہ وہ سوپر فیاض کی کوٹھی والا ڈرائنگ روم تھا ہی نہیں۔

"کیا مطلب یہ فیاض یا بھابی کی کایا پلٹ گئی ہے۔ یہ کیا ہو گیا ہے ملازم بھی نیا فرنیچر بھی نیا اور سیٹنگ بھی نئی"...... عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس کی نظریں ایک کونے میں موجود تصویر کے فریم پر پڑ گئیں۔ جس میں کوئی پرانی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔ جو خاصی مدھم تھی۔ اس لئے دور سے واضح طور پر نظر نہ آ رہی تھی۔ عمران تیزی سے اس تصویر کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے بے اختیار اس کے حلق سے حیرت سے بھرا ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ تصویر کسی بزرگ کی تھی جس نے سر پر بڑا سا پگڑ باندھ رکھا تھا اس کی بڑی بڑی سفید رنگ کی مونچھیں ہوا میں لہرا سی رہی تھیں۔ چہرہ عمروعیار کے چہرے کی طرح سوکھا ہوا تھا۔

"یہ یہ۔ فیاض کے بزرگ بھی بدل گئے ہیں شاید۔ یا اللہ یہ میری کار کہیں ٹائم مشین میں تو تبدیل نہیں ہو گئی کہ یہاں تک پہنچتے پہنچتے ہر چیز ہی بدل گئی ہے"...... عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

اسی لمحے اسے باہر سے کسی کی بڑبڑاہٹ کی آواز سنائی دی لیکن لہجہ نامانوس سا تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف دیکھنے لگا اور پھر دروازہ کھول کر جو آدمی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ وہ اس کے لئے قطعی اجنبی

سا تھا۔ لمبوترا سا چہرہ۔ آنکھوں پر موٹے فریم اور سیاہ رنگ کی عینک۔ سر آدھے سے زیادہ گنجا۔ چہرے پر شدید بیزاریت کے آثار اور جسم پر سلیپنگ گاؤن پہنے وہ اندر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کی کیفیت سے ہی نظر آ رہا تھا کہ اسے گہری نیند سے اٹھایا گیا ہے۔

"میں تو سوپر فیاض سے ملنے آیا تھا"...... عمران نے آگے بڑھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

"تو۔ تو۔ آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملنے آئے ہیں۔ یہ بات ہے ورنہ مجھے حیرت تھی کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا مجھ سے ملنے کیوں آئے گا"...... آنے والے نے چونک کر کہا۔

"لیکن یہ کوٹھی تو سپرنٹنڈنٹ فیاض کی رہائش گاہ ہے"۔ عمران نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا اور وہ شخص بے اختیار مسکرا دیا۔ اب اس کے چہرے پر موجود بیزاری اور تناؤ دور ہو گیا تھا۔

"تشریف رکھیئے۔ میرا نام رانا بلال ہے اور میں محکمہ سپیشل سروے میں چیف سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ اس کوٹھی میں پہلے واقعی سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب رہتے تھے۔ لیکن انہیں اے بلاک میں بڑی کوٹھی مل گئی ہے اور وہ وہاں شفٹ ہو گئے ہیں۔ یہ بی بلاک ہے جب کہ میں بہتر رہائش گاہ نہ ملنے کی وجہ سے مجبوراً اسی بلاک میں رہ رہا تھا۔ اب یہ کوٹھی مجھے الاٹ ہو گئی ہے اور میں دو روز سے یہیں ہوں ملازم چونکہ آپ سے واقف نہ تھا اور میں گزشتہ دو روز سے بیمار ہوں۔ اس لئے میں نے ملازم کو تاکید کر دی تھی کہ کوئی بھی ملنے آئے وہ مجھے

ڈسٹرب نہ کرے ۔ آپ کا نام علی عمران ہے ۔ میں نے آپ کا نام سنا ہوا ہے لیکن آپ سے ملاقات نہ ہوئی تھی "...... رانا بلال نے پوری تفصیل سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب ساری صورت حال کی وضاحت ہوئی تھی اسے سوپر فیاض سے ملے چونکہ کئی ہفتے ہو گئے تھے اس لئے اسے سرکاری طور پر اس تبدیلی کا علم ہی نہ تھا۔

"اوہ پھر تو واقعی آپ سے زیادتی ہوئی ہے ۔ آپ کو میں نے جبراً ڈسٹرب کیا ہے ۔ مجھے اجازت دیجئے "...... عمران نے اخلاقاً مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں اب آپ بغیر چائے پئے نہیں جا سکتے ۔ میرا تعلق رانا خاندان سے ہے اور رانا خاندان کی یہ روایت ہے کہ مہمان کو بغیر تواضع کے واپس نہیں جانے دیا جاتا ۔ تشریف رکھیئے ۔ احمد حسین چائے بنا رہا ہے ۔ وہ چائے بے حد اچھی بناتا ہے ۔ آپ کو یقیناً پسند آئے گی "۔ رانا بلال نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔ رانا بلال کے لہجے میں خلوص تھا اور اس خلوص کی وجہ سے عمران کو مجبوراً بیٹھنا پڑا تھا۔

"یہ سپیشل سروے کیا ہوتا ہے ۔ آج کل ایک نیا لفظ متعارف کرایا گیا ہے ۔ " سپیشل لوگ " یعنی ایسے افراد جو ذہنی یا جسمانی طور پر معذور ہوں انہیں سپیشل لوگ کہا جاتا ہے ۔ کیا آپ کا سروے بھی اسی طرح کا سپیشل سروے تو نہیں ہے "...... عمران نے کہا تو رانا

بلال بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب آپ واقعی بے حد دلچسپ باتیں کرتے ہیں ۔ سروے تو حکومت کی طرف سے عام طور پر ہوتے ہی رہتے ہیں ۔ لیکن سپیشل سروے کا مطلب ہے کہ حکومت جب بھی کسی خاص مقصد کے لئے سروے کرانا چاہئے تو ہمارا محکمہ حکومت کی ہدایت کو سامنے رکھتے ہوئے خصوصی سروے کرتا ہے اور اس کی رپورٹ حکومت کو دے دی جاتی ہے ۔ مثلاً کسی خاص موقع پر یا کسی خاص واقع کے سلسلے میں رائے عامہ کا سروے ۔ مثلاً ملک میں تیل اور گیس کی پیداوار بڑھ رہی ہے یا نہیں وغیرہ وغیرہ "...... رانا بلال نے پوری تفصیل سے اپنے کام کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا چائے کے ساتھ ساتھ مختلف ورائٹی کے بسکٹ بھی موجود تھے ۔ اس نے چائے بنا کر ایک ایک پیالی دونوں کے درمیان موجود میز پر رکھی اور پھر بسکٹ کی پلیٹیں رکھ کر وہ خاموشی سے ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"لیجئے "...... رانا بلال نے کہا تو عمران نے شکریہ ادا کر کے پیالی اٹھالی اور پھر رانا بلال کے اصرار پر اس نے چند بسکٹ بھی لئے۔

"آپ کو شاید حیرت ہو لیکن آپ کا نام میں نے تقریباً ایک ہفتہ پہلے ایک غیر ملکی خاتون کے منہ سے سنا تھا۔ اسی نے ہی مجھے یہ بتایا تھا کہ آپ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کے اکلوتے صاحبزادے ہیں ۔ وہ خاتون آپ سے بے حد متاثر تھی "...... رانا بلال نے چائے کی

چسکی لیتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"غیر ملکی خاتون۔ کون تھیں وہ"...... عمران نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"مشہور ماہر معدنیات جناب ڈاکٹر سیلانی کی اہلیہ مسز جائسی تھیں"۔ رانا بلال نے سرسری سے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سر پر بم مار دیا ہو۔ کیونکہ جائسی سے تو وہ پہلی بار آج ہی ملا تھا۔ جب کہ رانا بلال ایک ہفتہ پہلے کی بات کر رہا تھا۔

"کیا موضوع تھا جس کی وجہ سے میرا ذکر آیا"...... عمران نے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ایک ماہ پہلے حکومت کی طرف سے ہدایات ملی تھیں کہ ہم پاکیشیا میں ملنے والی معدنیات کے سلسلے میں خصوصی سروے کریں۔ مطلب ہے کہ سرکاری ریکارڈ کے طور پر کس قسم کی معدنیات ملک میں دستیاب ہیں۔ کتنی مقدار میں نکل رہی ہیں۔ ان کی کھپت کتنی ہے اور محکمہ معدنیات مزید اس سلسلے میں کیا کر رہا ہے اور خصوصی طور پر ہم نے یہ سروے کرنا تھا کہ جن علاقوں سے یہ معدنیات نکل رہی ہیں۔ ان علاقے کے لوگوں کو ان سے کوئی فائدہ حاصل ہو رہا یا نہیں۔ ہم نے تقریباً دو ہفتے تک کام کیا اور رپورٹ تیار کر کے حکومت کو بھجوا دی۔ اس رپورٹ کی تیاری کے سلسلے میں ہمارے آدمیوں نے

ڈاکٹر سیلانی صاحب سے بھی رابطہ قائم کیا تھا۔ میں بھی ایک بار ان سے ملا تھا۔ وہاں ان کی مسز سے بھی بات چیت ہوتی رہی۔ وہ اسی سلسلے میں تشریف لائی تھیں۔ رپورٹ کی ایک کاپی ان کے پاس پہنچ چکی تھی۔ شاید حکومت نے خود انہیں یا ان کے شوہر کو بھیجی ہو۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ رپورٹ نامکمل ہے۔ اس میں ان عام معدنیات کا ذکر تو تفصیل سے ہے جو ہر ملک میں مل جاتی ہیں لیکن ان انتہائی قیمتی معدنیات کا سرے سے کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ جو آج کل سب سے قیمتی سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے ایک دھات "این۔سی" کا بھی ذکر کیا تھا۔ میں تو دفتری آدمی ہوں مجھے تو اس بارے میں تفصیل کا علم نہ تھا اس لئے میں نے اپنے محکمے کے ایک صاحب کو بلا کر ان سے ملوایا"...... رانا بلال نے کہا۔

"لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ میرا ذکر کیسے آیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں سوری...... وہ بات تو میں بھول ہی گیا تھا۔ دراصل اب عمر اتنی ہو گئی ہے کہ وہ پہلے جیسی یادداشت نہیں رہی۔ دراصل باتوں باتوں میں انہوں نے مجھ سے میری بیوی بچوں کے متعلق پوچھا تو میں نے انہیں بتایا کہ وہ گاؤں گئے ہوئے ہیں اور شاید ایک ہفتے بعد وہ واپس آجائیں لیکن میں نے انہیں ابھی آنے سے روک دیا ہے۔ کیونکہ مجھے بڑی کوٹھی الاٹ ہو رہی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہاں شفٹ ہونے کے بعد انہیں واپس بلاؤں تو انہوں نے مجھ سے مزید پوچھا کہ

میں کون سی کوٹھی میں شفٹ ہو رہا ہوں ۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ کوٹھی سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی کوٹھی ہے جس پر وہ چونک پڑیں اور انہوں نے کہا کہ اچھا وہ فیاض صاحب جو سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے اکلوتے لڑکے علی عمران کا دوست ہے ۔ میں تو تفصیل نہیں جانتا تھا۔اس لئے میں نے تو کوئی جواب نہ دیا اور پھر وہ چلی گئیں "...... رانا بلال نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ مسز جائسی کا حلیہ بتا سکتے ہیں ۔نام تو میرے ذہن میں نہیں ہے شاید میں حلیے سے انہیں پہچان جاؤں "...... عمران نے کہا تو رانا بلال نے حلیہ بتانا شروع کر دیا لیکن عمران حلیہ سن کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ حلیہ اس جائسی سے قطعی مختلف تھا جس سے عمران ملا تھا۔

"او۔کے آپ کی اس لذیذ چائے کا شکریہ اور اس بات کی معذرت کہ آپ کو ڈسٹرب کیا ۔اب اجازت دیجئے اور ہاں میری طرف سے بڑی کوٹھی میں شفٹنگ پر مبارکباد قبول کیجئے "...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور رانا بلال نے اس کی مبارکباد کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ اسے کار تک چھوڑنے آیا۔

"ارے اوہ میں نے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ سوپر فیاض اے بلاک کی کون سی کوٹھی میں شفٹ ہوا ہے "...... عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"سوری عمران صاحب...... مجھے اس کوٹھی کے نمبر کا تو علم نہیں ہے ۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ اے بلاک میں شفٹ ہوئے ہیں "...... رانا بلال نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار موڑی اور ان کی کوٹھی سے باہر آ گیا ۔اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی ۔رانا بلال جس جائسی کی بات کر رہا تھا وہ اس سے اور فیاض دونوں سے واقف تھی ۔لیکن جس جائسی سے وہ ملا تھا ۔ وہ اس سے واقف ہی نہیں تھی اور دونوں کے حلیوں میں بھی زمین آسمان کا فرق تھا ۔یہ ایسی بات تھی جس نے واقعی عمران کے ذہن کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور اب اس نے فیاض سے فوری طور پر ملنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔کیونکہ رانا بلال سے ملنے والی جائسی نے فیاض کا حوالہ اس طرح دیا تھا جیسے وہ فیاض کی دیرینہ واقف ہو ۔ حالانکہ فیاض نے کبھی اس کا ذکر عمران کے سامنے نہیں کیا تھا اور پھر تھوڑی دیر کی تلاش کے بعد وہ آخر کار فیاض کی نئی کوٹھی تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا ۔ کوٹھی خاصی بڑی اور پہلے کی نسبت زیادہ وسیع اور شاندار تھی ۔فیاض گھر پر موجود نہیں تھا لیکن اس کی بیوی سلمیٰ ۔بچے اور ملازم سب موجود تھے ۔

"مبارک ہو بھابی ۔ بڑی کوٹھی ملنے سے شاید اب فیاض کا ذہن بھی بڑا ہو جائے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ذہن بڑا ہو جائے ۔کیا مطلب "...... فیاض کی بیوی نے حیران ہو کر کہا۔اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے ۔

"ارے آپ تو گھبرا گئیں۔ خدانخواستہ یہ کوئی بیماری نہیں ہے۔ جیسے دل کا بڑا ہو جانا بیماری کہلاتا ہے۔ میرا مطلب تھا ذہن میں بھی کوٹھی کی طرح وسعت آجائے" ...... عمران نے کہا اور سلمیٰ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں تو ڈر گئی تھی کہ نجانے اس بات سے آپ کا مطلب کیا ہے"۔ سلمیٰ نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اسی لمحے فیاض بھی جو شاید ابھی واپس آیا تھا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

"واہ بہن بھائی میں بڑی رازدارانہ باتیں ہو رہی ہیں" ...... فیاض نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کا موڈ بے حد خوشگوار لگ رہا تھا۔

"بے چاری بہن بھائی کو رازدار نہ بنائے گی تو اور کسے بنائے گی۔ لیکن میں کیا کر سکتا ہوں جب اللہ تعالیٰ نے بہن کی قسمت ہی ایسی بنائی ہو" ...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا اسے" ...... فیاض نے عمران کی بات سن کر بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی خواہ مخواہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ آپ جانتے تو ہیں عمران بھائی کی طبیعت کو۔ آپ بیٹھیں میں چائے بنا لاتی ہوں" ...... سلمیٰ نے اٹھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے بھائی ابھی چائے پی کر آیا ہوں۔ اس لئے ابھی رہنے دیں"۔ عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا لیکن سلمیٰ انکار میں سر ہلاتی ہوئی

کمرے سے باہر نکل گئی۔

"ہاں اب بتاؤ۔ کس قسمت کی بات کر رہے تھے تم" ...... فیاض ابھی تک اسی بات پر اٹکا ہوا تھا۔

"دیکھو یار اتنی بڑی کوٹھی رہائش کے لئے مل جائے۔ سوپر فیاض جیسا وجیہہ خوبصورت اور دولت مند شوہر ہو اور خاص طور پر جب اس کی دوسری منزل بھی خالی ہو۔ اتنے پیارے پیارے بچے ہوں۔ شاندار نوکری ہو۔ رعب و دبدبہ ہو۔ گھر میں نوکر چاکر ہوں تو اس سے زیادہ اچھی قسمت کس خاتون کی ہو سکتی ہے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"لیکن تم نے تو ایسے بات کی تھی جیسے سلمیٰ کی قسمت خراب ہو۔ ارے ہاں یہ دوسری منزل خالی ہونے کا کیا مطلب۔ یہ تم نے کیا کہا ہے اور کیوں کہا ہے" ...... فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ کوٹھی دومنزلہ ہے ناں" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیا تم اوپر والی منزل پر گئے تھے" ...... فیاض نے چونک کر کہا۔

"نہیں مجھے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ دوسری منزل خالی ہو گی" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ خالی ہو گی۔ میں نے وہاں نیا فرنیچر ایڈجسٹ کیا ہے اور بچوں کے کمرے بھی اوپر ہیں" ...... فیاض نے قدرے غصیلے لہجے میں

کہا۔

"یہ تو کوٹھی کی بات تھی۔ تمہاری اپنی دوسری منزل کا کیا حال ہے سنا ہے آج کل جائسی اس پر قابض ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جائسی ...... کون جائسی"...... فیاض نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر سیلانی کی بیوی جائسی۔ سنا ہے بڑی خوبصورت اور طرح دار خاتون ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاک طرحدار ہے وہ۔ تمہارا کیا ہے۔ بس تمہیں تو کسی عورت کا نام معلوم ہو جائے۔ جھٹ سے اسے خوبصورت اور طرحدار سمجھ لیتے ہو۔ ویسے جائسی انتہائی شریف اور باکردار خاتون ہے۔ تمہاری ڈیڈی نے ہی مجھے اس کے پاس بھجوایا تھا"...... فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو پھر کامیابی ہوئی"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"کامیابی۔ کیسی کامیابی"...... فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"اس نئے پیشے کی بات کر رہا ہوں جو تم نے شاید سائیڈ پروفیشن کے طور پر اختیار کر رکھا ہوگا۔ مم۔ میرا مطلب ہے۔ شادی دفتر والا پیشہ"...... عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ اب تم اتنا بے حیا ہو گئے ہو کہ اپنے باپ کو بھی نہیں بخشتے۔ نانسنس۔ وہ سرکاری مسئلہ تھا۔ محکمے کو اطلاع دی

گئی تھی کہ کوئی گروپ مشہور ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی سے کوئی غیر قانونی کام کروانا چاہتا ہے۔ لیکن ان کے انکار پر انہیں قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ تمہارے ڈیڈی نے مجھے وہاں بھیجا تھا تاکہ ان سے تفصیلات معلوم کی جا سکیں۔ ڈاکٹر سیلانی سے تو ملاقات نہ ہو سکی کیونکہ وہ کسی کام میں مصروف تھے البتہ ان کی بیگم جائسی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر سیلانی صاحب وہم کے مریض ہیں۔ انہیں اکثر ایسا وہم ہوتا رہتا ہے کہ ان کی جان کو خطرہ لاحق ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ تمہارے ڈیڈی کو اچھی طرح جانتی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ خود فون پر تمہارے ڈیڈی کو کہہ دیں گی۔ اس پر میں واپس چلا آیا اور تمہارے ڈیڈی کو رپورٹ دے دی وہ بھی خاموش ہو گئے"...... فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن جس جائسی کو میں جانتا ہوں وہ تو نوجوان۔ انتہائی خوبصورت اور طرحدار عورت ہے۔ تم کہہ رہے ہو ایسا نہیں۔ کہیں تم کسی غلط جائسی کے پاس تو نہیں پہنچ گئے تھے۔ ذرا حلیہ بتانا اس کا"۔ عمران نے کہا اور فیاض نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔ یہ وہی حلیہ تھا جو اس سے قبل رانا بلال بتا چکا تھا لیکن یہ اس جائسی سے قطعی مختلف تھا جس سے عمران مل کر آیا تھا۔ اتنی دیر میں سلمیٰ چائے بنا کر لے آئی اور پھر انہوں نے اکٹھے بیٹھ کر چائے پی اور پھر عمران ان سے اجازت لے کر ان کی کوٹھی سے باہر آ گیا۔

"مجھے ایک بار پھر جائسی سے ملنا ہوگا"...... عمران نے سوچا اور کار

کارخ اس نے نواحی علاقے کی طرف موڑ دیا لیکن پھر اسے اچانک خیال آگیا کہ وہ سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کی ڈیوٹی لگا دے کہ وہ اس جانسی کی نگرانی کرے۔ ہو سکتا ہے اس طرح کچھ زیادہ مفید باتیں سامنے آجائیں۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر کار کا رخ دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔

میجر پرمود تیز تیز قدم اٹھاتا کرنل ڈی کے دفتر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کرنل ڈی نے اسے فوری طور پر کال کیا تھا۔ دفتر کا دروازہ حسب معمول بند تھا۔ میجر پرمود نے اپنے خاص انداز میں دستک دی۔

"یس کم آن"...... اندر سے کرنل ڈی کی مخصوص آواز سنائی دی اور میجر پرمود دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہوا۔ کرنل ڈی اپنی مخصوص کرسی پر موجود تھا۔ میجر پرمود نے سلام کیا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل ڈی کے سامنے ایک فائل موجود تھی۔

"نامجم کی چوری کے سلسلے میں تمہاری رپورٹ پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تم اس کیس کو صحیح طور پر سمجھ ہی نہیں سکے ہو"۔ کرنل ڈی نے خشک لہجے میں کہا۔

"جی۔ کیا مطلب میں آپ کی بات نہیں سمجھا"...... میجر پرمود نے حیران ہو کر کہا۔

"تم نے یہی رپورٹ دی ہے کہ یہ ایک گروپ ہے ۔ جس کا
سرغنہ پاکیشیا کے محکمہ معدنیات کا ایک اعلیٰ افسر سردار اسلم حیات
ہے اور بلگارنیہ میں ڈی سلوا اور پاکیشیا میں ڈاکٹر سیلانی کی غیر ملکی
بیوی جائسی اس گروپ کے لئے کام کرتی ہے ۔ یہ دونوں انتہائی قیمتی
معدنیات کو تلاش کرتے ہیں ۔ سردار اسلم حیات کا گروپ اسے چوری
کرتا ہے اور پھر اسے بین الاقوامی منڈی میں فروخت کر دیا جاتا ہے" ۔
کرنل ڈی کا لہجہ اسی طرح خشک تھا ۔

"یس سر" ...... میجر پرمود نے جواب دیا ۔

"اور تمہاری یہ رپورٹ ہے کہ ڈی سلوا کے کہنے پر اس گروپ نے
بلگارنیہ سے "این ۔ سی" چوری کی لیکن جب ڈاکٹر سیلانی نے اس کا
تجزیہ کیا تو یہ ناقص نکلی اور اس طرح ڈی سلوا کو اس کا طے شدہ
معاوضہ نہ مل سکا اور اس نے یہ سمجھا کہ جائسی نے جان بوجھ کر اسے
معاوضہ نہ دینے کے لئے ایسی رپورٹ دی ہے ۔ اس لئے اس نے انتقاماً
حکومت کو مخبری کر دی کہ "این ۔ سی" چوری ہو گئی ہے اور اس چوری
میں پاکیشیا والوں کا ہاتھ ہے اور یہ بھی تمہاری رپورٹ میں شامل ہے
کہ تم جائسی سے جا کر ملے اور پھر اس سے وہ ناقص "این ۔ سی" معہ
ڈاکٹر سیلانی کی تجزیہ رپورٹ کے واپس لے آئے" ...... کرنل ڈی نے
کہا ۔

"جی ہاں" ...... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"تم نے واپس آکر ڈی سلوا سے پھر ملاقات کی تھی" ...... کرنل

ڈی نے غور سے میجر پرمود کو دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

"نہیں اس کی میں نے ضرورت ہی نہیں سمجھی ۔ حکومت خود اس
سے نمٹ لے گی" ...... میجر پرمود نے کہا ۔

"اب پہلی بات تو یہ سن لو کہ تم جو کچھ "این ۔ سی" کے طور پر لے
آئے ہو ۔ وہ "این ۔ سی" نہیں ہے ۔ بلکہ ایک معدنی پاؤڈر ہے ۔
دوسری بات یہ کہ جو لیبارٹری رپورٹ اس بیگ کے ساتھ منسلک تھی
اور جسے تم نے ڈاکٹر سیلانی کی تجزیاتی رپورٹ کہا ہے وہ تجزیاتی رپورٹ
اس پاؤڈر سے متعلق تھی اور اس پاؤڈر کو سائنسی زبان میں این ۔ کیو
کہا جاتا ہے اور اس رپورٹ پر "این ۔ سی" کی بجائے این ۔ کیو درج ہے
جسے تم نے شاید جلدی میں "این ۔ سی" سمجھ لیا تھا ۔ تیسری بات یہ کہ
ڈی سلوا غائب ہو گیا ۔ لیکن اس کی رہائش گاہ کے تہہ خانے سے اس
کی سڑی گلی لاش برآمد ہوئی ہے اور طبی ماہرین کے مطابق یہ لاش ایک
ماہ پرانی ہے ۔ مطلب یہ ہوا کہ تم جس ڈی سلوا سے ملے تھے وہ اصل
ڈی سلوا نہیں تھا ۔ تمہاری ملاقات اس سے دو روز پہلے ہوئی تھی جب
کہ اصل ڈی سلوا کو فوت ہوئے ایک ماہ گزر چکا ہے اور چوتھی بات یہ
کہ ڈاکٹر سیلانی اور اس کی اہلیہ جائسی گزشتہ تین ماہ سے یونان میں
موجود ہیں ۔ وہ حکومت یونان کی خصوصی دعوت پر وہاں کے معدنیاتی
سروے میں مصروف ہیں اور اس کا مطلب تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ
جس جائسی سے تمہاری ملاقات ہوئی وہ بھی جعلی تھی" ...... کرنل ڈی
نے رک رک کر کہا اور میجر پرمود کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ

شرمندگی کے تاثرات بھی پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ ویری بیڈ سر۔ واقعی مجھ سے اس رپورٹ میں شدید کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ میں اس کوتاہی پر ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں"۔ میجر پرمود نے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا اور کرنل ڈی کے سخت اور پتھریلے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ ابھری۔

"مجھے تمہارے اس اعلیٰ کردار پر فخر ہے میجر پرمود کہ تم نے اپنی کوتاہیوں کا اس برملا طور پر اور فوری اعتراف کر لیا ہے۔ لیکن میں اسے کوتاہی نہیں سمجھتا۔ اگر میں اسے کوتاہی سمجھتا تو تمہیں اس طرح طلب کر کے تم سے اس بارے میں گفتگو کرنے کی بجائے تمہارے کورٹ مارشل کرائے جانے کا حکم صادر کر دیتا۔ میں نے اسی لئے پہلے بھی یہی کہا تھا کہ تم اس کیس کو سمجھ نہیں سکے ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ تمہاری تربیت اس انداز میں نہیں ہوئی جس انداز کا یہ کیس تھا۔ اصل میں تو یہ کیس سیکرٹ ایجنٹوں کا تھا۔ کیونکہ وہ پہلے تحقیقات اور انکوائریاں انتہائی صبر سے کرتے ہیں اور پھر جب وہ کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں تو ایکشن لیتے ہیں۔ لیکن بحیثیت ڈی ایجنٹ تمہیں صرف ایکشن لینے کی ہی ٹریننگ دی گئی ہے۔ اس لئے تم نے اپنی فطرت کے مطابق فوری ایکشن لیا اور ڈی سلوا کی نگرانی کرانے اور اصل حقائق تک پہنچنے کی بجائے تم نے جا کر اس کی گردن پکڑ لی اور اس نے تمہیں ایک کہانی سنا کر واپس بھیج دیا اور خود وہ غائب ہو گیا۔ اس نے تمہیں جانسی کا کلیو دیا اور تم نے اسی انداز میں جا کر جانسی کو

پکڑ لیا۔ جانسی نے بھی تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا جو ڈی سلوا نے کیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ تم مطمئن ہو کر واپس آ گئے کہ تم نے مشن مکمل کر لیا ہے اور جہاں تک مشن کو نہ سمجھنے کی بات ہے۔ اصل مشن یہ نہیں تھا کہ تم نے چوری شدہ "این۔ سی" برآمد کرنی ہے۔ اصل مشن یہ تھا کہ بلگارنیہ سے انتہائی قیمتی معدنیات مسلسل چوری ہو رہی ہیں۔ تم نے اس گروپ اور اس کے چیف یا ہیڈ کوارٹر کا کھوج لگانا تھا اور پھر حکومت کو رپورٹ دے دینی تھی۔ حکومت خود ہی ان سے اپنے طور پر نمٹ لیتی"۔ کرنل ڈی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس حوصلہ افزائی کا بے حد شکریہ جناب۔ مجھے واقعی اب احساس ہو رہا ہے کہ میں نے مشن کو درست طور پر نہ سمجھا تھا۔ لیکن اب میں اس مشن کو سمجھ چکا ہوں اور اب اس پر کام کرنے کے لئے تیار ہوں اور انشاء اللہ اس بار کوئی کوتاہی نہ ہو گی"۔۔۔۔۔۔ میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم کیا لائحہ عمل اختیار کرو گے"۔۔۔۔۔۔ کرنل ڈی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس نقلی ڈی سلوا اور اس نقلی جانسی کو تلاش کروں گا"۔ میجر پرمود نے جواب دیا۔

"کہاں تلاش کرو گے"۔۔۔۔۔۔ کرنل ڈی نے کہا تو میجر پرمود خاموش ہو گیا۔ جب کافی دیر تک میجر پرمود نے کوئی جواب نہ دیا تو کرنل ڈی بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہارا کوئی قصور نہیں ہے میجر پرمود...... اصل میں یہ میری غلطی تھی کہ میں نے صرف حب الوطنی کے جوش میں یہ کیس لے لیا۔ یہ تمہارے مزاج کا اور تمہاری تربیت کا کیس ہی نہیں ہے۔ تمہیں تو ایک فکسڈ ٹارگٹ ملنا چاہئے اور پھر تم اس فکسڈ ٹارگٹ پر بھوکے عقاب کی طرح جھپٹ سکتے ہو۔ لیکن ٹارگٹ فکسڈ کرنے سے پہلے کا کام تمہارے بس کا نہیں ہے اور چونکہ اب یہ کیس میں لے چکا ہوں اس لئے اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کیس کو سرانجام دینے کے لئے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو سے تعاون کی درخواست کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میری درخواست رد نہیں کریں گے اور یقیناً انہوں نے یہ کیس عمران کے ذمہ لگا دینا ہے اور چونکہ اس میں بہرحال پاکیشیا کے افراد بھی ملوث ہیں اس لئے وہ یقیناً اس کی تفصیلی انکوائری کریں گے اور جب حتمی ٹارگٹ فکسڈ ہو جائے گا تو پھر تم حرکت میں آؤ گے اور مشن مکمل ہو جائے گا"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"جناب اس طرح درخواست کرنا ہمارے ملک کی توہین نہ سمجھا جائے گا کہ پورے بلگارنیہ میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو اس کام کو سرانجام دے سکے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹارگٹ فکسڈ کرے گی تو پھر باقی کام بھی وہی سرانجام دینے کی خواہش کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں اس سلسلے میں ہوا بھی نہ لگنے دے"...... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"دیکھو پرمود بلگارنیہ اور پاکیشیا دونوں مسلم ممالک ہیں اور ان کے درمیان انتہائی گہرے اور دوستانہ تعلقات بھی ہیں اور ان کی سرحدیں بھی آپس میں ملتی ہیں۔ نقلی جائنسی کی موجودگی یہ بتا رہی ہے کہ یہ چوری صرف بلگارنیہ میں ہی نہیں ہو رہی۔ پاکیشیا میں بھی ہو رہی ہے اور دوست ممالک ایک دوسرے سے تعاون طلب کرتے رہتے ہیں۔ اس میں کوئی توہین کی بات نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اگر تم اسے توہین سمجھتے ہو تو پھر میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے طور پر علی عمران سے ملو اور اس سے اس سلسلے میں بات کرو۔ علی عمران کی طبیعت اور فطرت میں جانتا ہوں وہ اس میں ضرور دلچسپی لے گا اور اپنے چیف سے بھی وہ خود ہی اجازت لے لے گا۔ اس طرح تم دونوں کے درمیان مزید دوستانہ تعلقات بھی قائم ہو جائیں گے اور سابقہ چند کیسوں میں جس طرح تم ایک دوسرے کے مخالف کام کرتے رہے ہو یہ مخالفت ختم ہو جائے گی اور تمہارے یہ دوستانہ تعلقات آئندہ بھی تم دونوں کے درمیان کام آتے رہیں گے۔ کرنل فریدی کو تو تم جانتے ہو۔ آج کل کرنل فریدی اسلامی سیکورٹی سے منسلک ہے لیکن اس سے پہلے وہ کافرستان کا ہی نمائندہ تھا اور کافرستان جو مسلم ملک نہیں ہے اس لئے پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان ازلی دشمنی ہے۔ اس کے باوجود کرنل فریدی اور عمران دونوں کے درمیان انتہائی گہرے تعلقات قائم ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے رہتے ہیں اور اپنے اپنے ملک کے مفاد میں ایک دوسرے سے ٹکراتے بھی رہتے ہیں

لیکن اس ٹکراؤ کے باوجود بھی ان کے ذاتی تعلقات میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں چاہتا ہوں تم بھی ایسے ہی دوستانہ تعلقات عمران سے قائم کر لو۔ اس سے جہاں عمران کو تمہاری صلاحیتوں سے فائدہ پہنچے گا وہاں تمہیں بھی عمران سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع مل جائے گا"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"یس سر آپ کا مشورہ بہترین ہے لیکن سر وہ عمران فضول باتیں بہت کرتا ہے۔ آدمی زچ ہو جاتا ہے اس کی فضول اور لایعنی باتوں سے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کرنل فریدی سے زیادہ سنجیدہ آدمی نہیں ہو۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں تم میں حس مزاح خاصی طاقتور ہے۔ عمران کی باتوں کو انجوائے کرو تو تمہیں اس سے باتیں کرنے میں لطف آئے گا۔ وہ انتہائی ذہین اور باصلاحیت آدمی ہے۔ وہ گھٹیا اور غیر شائستہ مذاق نہ کرتا ہے اور سنتا ہے۔ اتنا تو میں بھی جانتا ہوں"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"او کے سر ٹھیک ہے...... آپ کیس میرے حوالے کر دیں میں توفیق کے ساتھ پاکیشیا جا کر عمران سے ملتا ہوں اور پھر دیکھوں گا کہ کیا ہوتا ہے"...... میجر پرمود نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ بس ایک بات کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ علی عمران پاکیشیا کے مفادات میں کسی قسم کی لچک کا کبھی مظاہرہ نہیں کرتا اور ایسی بے لچک حب الوطنی تمہاری بلگارنیہ کے ساتھ ہے اس لئے کبھی

عمران کو کسی ایسی بات پر مجبور کرنے کی کوشش نہ کرنا کہ جس سے پاکیشیا کے مفاد پر ضرب پڑتی ہو۔ ایسی صورت میں تمہیں لامحالہ شرمندگی اٹھانی پڑے گی"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ مجھے یقین ہے کہ جب یہ مشن مکمل ہو گا تو عمران کو بھی اس بات کا احساس ہو جائے گا کہ میجر پرمود اگر اس سے زیادہ صلاحیتوں کا مالک نہیں ہے تو کم بھی نہیں ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"او کے وش یو گڈ لک۔ یہ لو فائل اور اب میں ہر صورت میں اس گروپ کو پس زندان دیکھنا چاہوں گا"...... کرنل ڈی نے ایک بار پھر خشک لہجے میں کہا۔

"انشاء اللہ سر"...... میجر پرمود نے کہا اور فائل کرنل ڈی سے لے کر وہ مڑا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر باہر نکلتے ہی انتہائی سختی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کرنل ڈی نے عمران کے متعلق اس سے جو کچھ کہا تھا در حقیقت میجر پرمود کو وہ سخت ناگوار گزرا تھا۔ لیکن وہ کرنل ڈی کو زبانی طور پر کچھ کہنے کی بجائے عملی طور پر اس پر ثابت کر دینا چاہتا تھا کہ وہ عمران سے کم نہیں ہے۔ دفتر سے نکل کر وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا اپنے آفس پہنچ گیا۔ اس کا یہ آفس بظاہر ایک امپورٹ ایکسپورٹ کا آفس تھا۔ لیکن اس آفس کے نیچے تہہ خانوں میں اس نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کے باقاعدہ دفاتر بنا رکھے تھے۔

"کیا بات ہے میجر آپ کے چہرے پر کچھ ناخوشگوار سے تاثرات ہیں" ۔ کیپٹن توفیق نے میجر پرمود کے دفتر میں داخل ہوتے ہی اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ میجر پرمود کے دفتر میں ہی بیٹھتا تھا اور ہر لحاظ سے اس کا دست راست تھا۔

"آج زندگی میں پہلی بار انتہائی شرمندگی کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے اور باس سے معافیاں بھی مانگنی پڑی ہیں" .... میجر پرمود نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کو میز پر پٹختے ہوئے کہا۔

"شرمندگی ۔ معافیاں ۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں میجر"....... توفیق کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور میجر پرمود نے کرنل ڈی سے ہونے والی تمام بات چیت اسے تفصیل سے سنا دی۔

"اوہ ..... ویری بیڈ میجر ۔ یہ تو واقعی انتہائی شرمندگی والی بات ہے" ۔ توفیق نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈی سلوا اور جائسی دونوں نے ہمیں انتہائی خوبصورت طریقے سے ڈاج دیا ہے اور اب کرنل ڈی اس کیس کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے حل کروانا چاہتا ہے اور ہمارے سیکشن کا منہ مزید کالا کروانا چاہتا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے اسے اس ارادے سے روکا ہے ۔ لیکن پھر اس نے مجھ پر زور دیا ہے کہ میں جا کر عمران کے پیر پکڑ لوں اور اس سے درخواست کروں کہ وہ میری خاطر یہ کیس حل کر دے ۔ کرنل ڈی کا انداز ایسا تھا کہ میں اس وقت اس کی مخالفت

کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا لیکن ایسا ممکن ہی نہیں ہے ۔ اس نے کرنل فریدی کی مثالیں دی ہیں ۔ لیکن میجر پرمود میجر پرمود ہے نہ ہی وہ کرنل فریدی ہے اور نہ علی عمران ۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں یہ کیس خود حل کروں گا اور کرنل ڈی پر ثابت کر دوں گا کہ میجر پرمود کرنل فریدی اور عمران سے کم نہیں ہے" .... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس میجر..... یہ ہمارا کیس ہے اور ہم نے اسے حل کرنا ہے ۔ یہ بات طے ہے" .... کیپٹن توفیق نے بھی انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور میجر پرمود کے چہرے پر بے اختیار تحسین آمیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

"گڈ ایسا ہی ہو گا ۔ لیکن اب ہم نے اپنے مشن کا آغاز کہاں سے کرنا ہے ۔ سب سے پہلے تو میرا خیال ہے اس جعلی ڈی سلوا کا سراغ لگایا جائے کہ وہ کہاں غائب ہو گیا" .... میجر پرمود نے کہا۔

"میجر جعلی ڈی سلوا تو غائب ہے ۔ وہ یقیناً ملک سے فرار ہو گیا ہو گا اور اب وہ ڈی سلوا کے میک اپ میں بھی نہ ہو گا ۔ نجانے اس کی اصل شکل کیا ہو ۔ اس لئے اس کا سراغ لگانے کی نسبت اگر ہم کام کا آغاز جعلی جائسی سے کریں تو زیادہ بہتر ہے ۔ وہ یقیناً پاکیشیا میں موجود ہو گی اور اس بار اگر وہ ہاتھ آ جائے تو پھر اس سے اس جعلی ڈی سلوا کا بھی سراغ لگایا جا سکتا ہے اور گروہ کا بھی" .... توفیق نے جواب دیا۔

"ہاں میں معلوم کرتا ہوں کہ اس کی کیا پوزیشن ہے" .... میجر

پرمود نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور اس نے میز پر رکھا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن میجر پرمود یہ آواز سنتے ہی بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ یہ آواز جائسی کی نہیں تھی۔

"میں نے مسز جائسی سے ملنا ہے"...... پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں جائسی ہی بول رہی ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں"...... دوسری طرف سے اسی نسوانی آواز نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"میں پاکیشیا سے ہی بول رہا ہوں اور میرا نام راشد ہے۔ میرا تعلق محکمہ معدنیات سے ہے۔ میں نے چند روز پہلے مسز جائسی سے ملاقات کی تھی لیکن ان کی آواز تو آپ سے قطعی مختلف تھی"...... پرمود نے کہا۔

"چند روز پہلے جائسی سے بات کی تھی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں تو دو روز پہلے یونان سے واپس آئی ہوں۔ چند روز پہلے تو میں یہاں موجود ہی نہ تھی"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے آپ سے آپ کی حویلی جمشید نگر میں ہی ملاقات کی تھی"...... پرمود نے کہا۔

"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ مسٹر راشد۔ حویلی لاک تھی۔ آپ کیسے مجھ سے ملاقات کر سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔ پرمود نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"عجیب گورکھ دھندہ ہے یہ"...... میجر پرمود نے بڑبڑاتے ہوئے کہا

"اس کا مطلب ہے میجر کہ وہ جعلی جائسی بھی جعلی ڈی سلوا کی طرح غائب ہو چکی ہے"...... توفیق نے جو لاؤڈر پر دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سن رہا تھا ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اس گورکھ دھندے کا مقصد کیا تھا۔ میرا خیال ہے۔ اس کیس میں ہمیں ٹھنڈے دماغ سے مغز ماری کرنی پڑے گی ورنہ ہم اس طرح کام کرتے رہے تو مزید الجھتے چلے جائیں گے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے میجر۔ اگر ہمیں اس سارے گورکھ دھندے کا مقصد سمجھ میں آجائے تو ہمیں کلیو بھی مل جائے گا"۔ توفیق نے کہا۔

"آؤ سٹیپ بائی سٹیپ اس پر غور کریں۔ پہلے ہونے والے واقعات کو چیک کر لیں۔ پھر اس کا تجزیہ کریں گے۔ بلگارنیہ سے این۔ سی "چوری ہوتی ہے۔ ڈی سلوا جو کہ ماہر معدنیات ہے اور سرکاری آدمی ہے۔ اس کی طرف سے حکومت کو باقاعدہ اطلاع دی جاتی

ہے۔ حکومت تفتیش کرتی ہے۔ لیکن کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ تو کیس ہمیں سونپا جاتا ہے۔ ہم ڈی سلوا سے ملتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جائسی اس کی روح رواں ہے اور چوری اس نے کی ہے۔ ہم جائسی کے پاس جاتے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ سردار اسلم حیات اس گروہ کا سرغنہ ہے اور جو "این۔سی" چوری ہوئی وہ ناقص نکلی ہے۔ وہ ہمیں ناقص "این۔سی" معہ لیبارٹری تجزیہ رپورٹ دے دیتی ہے۔ ہم حکومت کو رپورٹ دے کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ پھر نئے انکشافات ہوتے ہیں کہ ڈی سلوا جعلی تھا اور جائسی بھی جعلی تھی۔ اصل جائسی یونان میں تھی اور اب واپس اپنی حویلی میں پہنچ گئی ہے۔ اصل ڈی سلوا کی لاش تہہ خانے سے ملتی ہے۔ یہ ہیں بنیادی واقعات"...... میجر پرمود نے کہا۔

"میرا خیال ہے میجر کہ جعلی ڈی سلوا اور جعلی جائسی دونوں کا تعلق علیحدہ علیحدہ گروپوں سے ہے۔ اصل ڈی سلوا محب وطن آدمی تھا۔ اس نے اپنے طور پر اس چوری کا پتہ چلایا اور حکومت کو اطلاع کر دی۔ اس کا علم جعلی ڈی سلوا کے گروپ کو ہو گیا۔ انہوں نے اصل ڈی سلوا کو ہلاک کر دیا اور اس کی جگہ جعلی ڈی سلوا کو بٹھا دیا۔ ادھر اصل جائسی یونان گئی ہوئی تھی۔ اس کی جگہ جعلی جائسی نے سنبھال لی اور ڈاکٹر سیلانی بھی جعلی تھا۔ ہم جعلی ڈی سلوا سے ملے تو اس نے ہمارا رخ جعلی جائسی کی طرف موڑ دیا اور جب ہم جعلی جائسی سے ملے تو اس نے ہمارا رخ جعلی ڈی سلوا کی طرف موڑ دیا اور پھر وہ دونوں ہی غائب ہو گئے"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"تمہارا تجزیہ خاصا قابل امکان ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اصل ڈی سلوا کے قتل کے بعد جعلی ڈی سلوا کو کیوں اس کی جگہ دی گئی۔ اس کی وجہ کیا تھا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"یس میجر یہ واقعی قابل غور نکتہ ہے"...... توفیق نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈی سلوا کے پاس معدنیات کے بارے میں مزید کوئی تحقیقاتی رپورٹ ہو گی جسے یہ گروپ حاصل کرنا چاہتا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ سرکاری طور پر ڈی سلوا یہ معدنیات نکال بھی رہا ہو۔ اس طرح ڈی سلوا بن کر اس گروپ نے وہ تحقیقاتی رپورٹ بھی اڑا لی اور ہو سکتا ہے کہ وہ معدنیات بھی حاصل کر لی ہو اور پھر غائب ہو گیا ہو"...... میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"یس میجر...... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جعلی ڈی سلوا اس لئے وہاں موجود رہا ہو کہ حکومت اصل ڈی سلوا کی رپورٹ کی تحقیقات کے لئے اس سے رابطہ کرے تو وہ جائسی پر ملبہ ڈال دے"...... توفیق نے کہا۔

"لیکن جائسی بھی تو جعلی تھی۔ نہ ہی جعلی جائسی نے کہا کہ ڈی سلوا جعلی ہے اور نہ ڈی سلوا نے کہا کہ جائسی جعلی ہے۔ اگر ڈی سلوا سارا ملبہ جائسی پر ڈالنا چاہتا تو یقیناً وہ ہمیں اس کے جعلی ہونے کا اشارہ بھی کر دیتا۔ اس طرح جعلی جائسی نے بھی ڈی سلوا کی موت اور اس کے جعلی ہونے کی کوئی بات نہیں کی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ دونوں ایک ہی گروپ سے منسلک تھے اور کسی پراسرار وجہ سے

انہوں نے یہ سارا کھیل کھیلا ہے" ...... میجر پرمود نے کہا۔

"میجر ہم اس سردار اسلم حیات کو تو بھول رہے ہیں۔ کیا اسے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے۔ اس سے ہمیں کوئی کلیو مل جائے"۔ توفیق نے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے۔ اس تکون کا تیسرا زاویہ وہ سردار اسلم حیات ہے۔ اسے مزید چیک کرنا چاہئے۔ میرا خیال ہے پہلے مجھے فون پر اس بات کو کنفرم کر لینا چاہیئے کہ وہ موجود بھی ہے یا وہ بھی غائب ہو چکا ہے" ...... میجر پرمود نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کا فون نمبر کیسے معلوم ہو گا" ...... توفیق نے چونک کر پوچھا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ پاکیشیا کے محکمہ معدنیات میں اعلیٰ افسر ہے۔ اس لئے پاکیشیا ایکس چینج سے اس کا سرکاری اور رہائشی دونوں فون نمبر معلوم کیے جا سکتے ہیں" ...... میجر پرمود نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پاکیشیا کا رابطہ نمبر ڈائل کرنے کے بعد انکوائری کا نمبر ڈائل کر دیا۔

"یس۔ انکوائری پلیز" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی

"محکمہ معدنیات کے ایک اعلیٰ آفیسر ہیں جناب سردار اسلم حیات ان کا آفس فون نمبر اور رہائشی فون نمبر دونوں چاہئیں" ...... میجر پرمود نے کہا۔

"یس ہولڈ آن کریں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انکوائری آپریٹر نے دونوں نمبر بتا دیئے۔

"شکریہ" ...... میجر پرمود نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے پہلے سردار اسلم حیات کا آفس فون نمبر ڈائل کیا۔

"یس۔ پی اے ٹو اسسٹنٹ جنرل مینجر" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"میں ملٹری انٹیلی جنس سے کرنل توفیق بول رہا ہوں۔ سردار اسلم صاحب سے بات کرائیں" ...... میجر پرمود نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو سر گزشتہ ایک ہفتے سے ایکریمیا کے سرکاری ٹور پر ہیں۔ اور ایک ہفتہ بعد ان کی واپسی ہے" ...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ایکریمیا میں ان کا فون نمبر" ...... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سوری سر انہوں نے بہت سی ریاستوں کا ٹور کرنا ہے۔ اس لئے ان کا کوئی فون نمبر فکس نہیں ہے" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن اگر ان سے ایمرجنسی بات کرنی ہو تو" ...... میجر پرمود نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو سر سیکرٹری صاحب کو علم ہو گا۔ ان سے آپ معلوم کر لیں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور میجر پرمود نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ یقیناً یہ سردار اسلم حیات بھی نقلی ہو گا جو ٹور کا چکر چلا کر جعلی جانسی اور جعلی ڈی سلوا کی طرح فرار ہو گیا ہے"...... میجر پرمود نے جواب دیا اور توفیق نے اثبات میں سرہلا دیا۔ اب دونوں ہی خاموش تھے اور ان دونوں کے چہروں پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ کیونکہ کسی طرف سے بھی کوئی کلیو دستیاب نہ ہو رہا تھا۔

"اب کیا کریں"...... میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سر میرا خیال ہے۔ آپ اس سردار اسلم حیات کے بارے میں عمران سے بات کر لیں وہ بڑی آسانی سے اس کا کلیو نکال لے گا اور ایک بار کوئی سرا ہاتھ آگیا تو پھر ہم آسانی سے آگے بڑھ کر مشن مکمل کر لیں گے"...... توفیق نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں رہا۔ بہرحال چونکہ سردار اسلم حیات پاکیشیا کا سرکاری افسر ہے۔ اس لئے ہم عمران سے بات کر سکتے ہیں تاکہ اسے کل کو یہ شکایت نہ ہو کہ ہم نے بالا بالا اس کے ملک کے سرکاری افسر پر ہاتھ ڈال دیا ہے"۔ میجر پرمود نے باقاعدہ جواز بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن توفیق نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"او۔ کے پھر اٹھو۔ میں خود عمران سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ جیسے ہی بات آگے بڑھے ہم اس کی کال کا انتظار نہ کرتے رہیں بلکہ ہم اپنا کام

تیزی سے آگے بڑھا سکیں"۔ میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کیپٹن توفیق بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ میجر پرمود نے فائل دراز میں ڈال کر اسے لاک کیا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سلیمان چونکہ گاؤں سے واپس آ چکا تھا۔ اس لئے عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

"سلیمان۔ سلیمان ذرا دیکھنا۔ یہ ٹیلی فون کی گھنٹی اتنے زور سے کیوں بج رہی ہے۔ کہیں اس میں کوئی خرابی تو نہیں ہو گئی"۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"آپ کے کان بجنے لگے ہیں جناب۔ روغن بادام کانوں میں ڈالا کریں خشکی بہت ہو گئی ہے"...... کچن سے سلیمان کا ترت جواب آیا ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

"کمال ہے۔ دنیا اس حد تک سکڑ گئی ہے کہ اب خشکی کانوں کے اندر پہنچ گئی ہے۔ حد ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"میں سمندروں کے علاوہ زمین والی خشکی کی بات نہیں کر رہا صاحب۔ یہ بڑھاپے کی خشکی ہے"...... سلیمان نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولا قوۃ ایک فون کی گھنٹی بجنے سے اب بڑھاپے تک پہنچ جانے کی نوبت آ گئی ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس بوڑھا اور خشک کانوں والا علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ بوڑھے بھی ہو گئے اور کانوں میں خشکی بھی آ گئی۔ خیریت"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سلیمان کے نقطہ نظر سے فون کی گھنٹی نہیں بج رہی تھی بلکہ میرے کان بج رہے تھے اور اس حکیم الحکما صاحب نے فوراً ہی اس کی وجہ بھی بتا دی ہے کہ ایسا خشکی کی وجہ سے ہوتا ہے اور خشکی بڑھاپے کی نشانی ہے اور مجھے کانوں میں روغن بادام ڈالنا چاہئے۔ اب تم بتاؤ اس مہنگائی کے دور میں ایسے حکیموں کے نسخوں کا کیا کیا جائے۔ میرا خیال ہے دس کلو باداموں سے شاید دس پندرہ قطرے روغن نکلتا ہو گا اور بڑھاپے میں ایک چھٹانک بادام خریدنے جتنی پنشن تو حکومت دیتی نہیں۔ کہاں دس کلو بادام خریدے جائیں پھر ان کا روغن بھی نکلوایا جائے۔ ظاہر ہے اس پر بھی خاصی رقم خرچ آ جائے گی اور پھر حکیم صاحب کی فیس بھی۔ یہ تو پنشن کے ساتھ ساتھ پراویڈنٹ فنڈ اور

دوسرے سارے الاؤنس بھی بوڑھے کو خرچ کرنے پڑ جائیں گے"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"آپ نے ضرور اسے فون سننے کے لئے کہا ہو گا۔ اس لئے اس نے یہ بات کی ہو گی۔ اس قدر خرچ کرنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ آپ خود ہی رسیور اٹھا لیا کریں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارے اس مشورے کی فیس کا کتنا بل ہو گا۔ کیونکہ آج کل حکیموں اور ڈاکٹروں سے زیادہ فیس مشورہ دینے والے وصول کر لیتے ہیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میرا مشورہ تو مفت ہے جناب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو پھر یہ مشورہ بھی دے دو کہ آغا سلیمان پاشا کی سابقہ تنخواہوں اور اوور ٹائم اور الاؤنسوں کے بل سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اس کی شادی کرا دیجئے۔ سارے بل بھول جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے ارے یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اسی لئے مفت مشورے دیتے ہو کہ تمہارے یہ مفت مشورے۔ دوسروں کو اس قابل ہی نہیں چھوڑتے کہ وہ فیس دے سکیں۔ سلیمان کے بل تو ادا نہیں ہوتے۔ اس کی بیگم کے میک اپ اور نت نئے لباسوں کے اخراجات اور پھر ان

کے چیاؤں میاؤں کے اخراجات۔ نہ بھائی تم بے شک فیس لے لو۔ دو چار پیسے جو لینے ہوں۔ ایسے خطرناک مفت مشورے مت دو"۔ عمران نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میں ایک سائنسی رسالے کا مطالعہ کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہوں۔ اگر اجازت دو تو اس ناکام کوشش کو کامیاب بنانے کی جدوجہد جاری رکھوں۔ ویسے میں نے سن لیا ہے کہ تمہاری ہنسی بڑی دلکش ہے۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے جلترنگ بج رہا ہو۔ اگر کہو تو ایک سرٹیفکیٹ بھی بنا کر دے دوں"...... عمران نے کہا۔

"سوری عمران صاحب واقعی میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا ہے۔ آپ نے خود ہی ایسی باتیں شروع کر دیں۔ بہرحال میں نے کال اس لئے کیا تھا کہ بلگارنیہ سے فارن ایجنٹ اجمل کی کال آئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ماہر معدنیات ڈی سلوا کی لاش تہہ خانے سے برآمد ہوئی ہے جو ایک ماہ پرانی تھی۔ جب کہ اس کی تحقیق کے مطابق اس دوران وہاں کئی روز تک ڈی سلوا لوگوں سے ملتا جلتا بھی رہا ہے اور سب سے اہم بات اس نے یہ بتائی ہے کہ اس سے ملنے میجر پرمود اور کیپٹن توفیق بھی آئے تھے۔ لیکن پھر وہ ڈی سلوا غائب ہو گیا اور اس کی ایک ماہ پرانی لاش حکومت کو اس کوٹھی کی تلاشی کے دوران ملی ہے"۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اسے کیسے معلوم ہوا کہ میجر پرمود اور توفیق اس جعلی ڈی سلوا

سے ملے تھے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"میں نے اس سے پوچھا تھا۔ اس نے میرے سوال کے جواب میں بتایا کہ ذی سلوا دارالحکومت کی بجائے ایک چھوٹے سے نوآباد قصبے میں رہتا تھا۔ جہاں وہ سیمنٹ فیکٹری میں ملازم تھا۔ وہاں اسے میجر پرمود اور کیپٹن توفیق والی بات ایک ایسے آدمی نے بتائی ہے جو ان دونوں کو جانتا تھا۔ وہ ان کے سیکشن میں ملازمت کرتا رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں بھی کوئی چکر چل رہا ہے۔ جائسی کی نگرانی کی کوئی رپورٹ ملی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ دونوں مستقل حویلی میں موجود ہیں۔ باہر ہی نہیں نکلتے۔ صفدر نے ان کا فون چیک کیا تھا۔ اس نے البتہ ایک عجیب سی رپورٹ دی ہے کہ ایک کال جائسی نے اٹنڈ کی ہے۔ کوئی راشد بات کر رہا تھا۔ اس نے جائسی سے کہا ہے کہ وہ چند روز پہلے اس سے ملنے آیا تھا تو اس کی آواز مختلف تھی لیکن اب اس کی آواز مختلف ہے۔ اس پر جائسی نے حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ تو چند روز پہلے ہی یونان سے واپس آئی ہے۔ اس دوران حویلی لاک رہی ہے۔ اس لئے اسے ضرور غلط فہمی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی جائسی نے کال بند کر دی اور کوئی کال نہیں آئی"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ جائسی دو روز پہلے یونان سے آئی ہے

کیسے ممکن ہے۔ چند روز پہلے تو میں نے اس سے اور ڈاکٹر سیلانی سے ملاقات کی ہے"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس نے اس راشد کو ٹالنے کے لئے یہ بات کہہ دی ہو"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں البتہ ایسا ممکن ہے۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واقعی کوئی گھپلا ہو۔ پھر تو مجھے خود اس سے بات کرنی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... کچھ دیر تک دوسری طرف گھنٹی بجنے کے بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے مسز جائسی کیا آپ نے کسی وائس سنٹر سے اپنی آواز اور لہجہ بھی تبدیل کرا لیا ہے۔ کمال ہے۔ پہلے تو بیوٹی پارلر ہوا کرتے تھے جو میک اپ سے چہرے بدل دیا کرتے تھے۔ بالوں کا سٹائل بدل دیا کرتے تھے۔ بوتیک ہوا کرتے تھے جو نئے سے نئے لباس ڈیزائن کر کے فیشن ہی بدل دیا کرتے تھے۔ اب وائس سنٹر بھی بن گئے ہیں جو خواتین کی آواز اور لہجہ بھی بدل دیتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"کمال ہے ...... یعنی قوت سماعت بھی بدل گئی کہ آپ میری آواز ہی نہیں پہچان رہیں ۔ میں وہی حقیر فقیر پر تقصیر ۔ ہیچ مندان بندہ نادان ۔ علی عمران ولد سر عبدالرحمان بول رہا ہوں ۔ آپ کو اب یاد آگیا یا آپ نے یاد داشت بھی تبدیل کرالی ہے" ...... عمران نے کہا لیکن اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ ظاہر ہے یہ اس جانسی کی آواز اور انداز نہ تھا جس سے وہ مل کر آیا تھا۔

"آپ انہی سر عبدالرحمان کے صاحبزادے ہیں جو سنٹرل انٹیلی جنس میں ڈائریکٹر جنرل ہیں" ...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ارے کمال ہے ۔ یعنی آپ کو ڈیڈی کا تو تفصیلی تعارف معلوم ہے لیکن" ۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی ۔ البتہ آپ کے ڈیڈی سے ایک فنکشن میں ملاقات ہو چکی ہے ۔ لیکن آپ کا نام اور آپ کی دلچسپ باتیں کرنے کی شہرت مجھ تک پہنچ چکی ہے ۔ لیکن معاف کیجئے آپ بڑا لو سٹینڈرڈ مذاق کرتے ہیں ۔ کسی خاتون سے اس طرح کی باتیں اب آؤٹ آف فیشن ہو چکی ہیں ۔ جب تعارف حاصل کرنے کے لئے اس طرح پرانی واقفیت جتائی جایا کرتی تھی ۔ بہرحال ۔ فرمایئے کیسے فون کیا ہے آپ نے" ...... جانسی نے خاصے تلخ اور خشک لہجے میں کہا۔

"آپ شاید کہیں گئی ہوئی تھیں ۔ لیکن آپ کی جوانی اوہ معاف کیجئے نوجوانی سے یہاں آپ کی حویلی میں موجود تھی اور ڈاکٹر سیلانی صاحب کا پاپا بھی اور میں نے آپ دونوں سے بڑی بھرپور ملاقات کی تھی ۔ یہ چند روز پہلے کی بات ہے ۔ جب یہاں طوفانی بارش ہوئی تھی اور مجھے [illegible] کو کشتی بنا کر آپ کی حویلی میں تیرتے ہوئے آنا پڑا تھا" ۔ عمران نے کہا۔

"مجھے حیرت ہو رہی ہے عمران صاحب ۔ پہلے کسی صاحب راشد کا فون آیا تھا ۔ انہوں نے بھی یہی بات کی تھی کہ وہ مجھ سے حویلی میں ملاقات کر چکا ہے لیکن میں تو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ گذشتہ ایک ماہ سے یونان میں تھی ۔ ڈاکٹر صاحب حکومت یونان کی خصوصی دعوت پر گئے تھے ۔ اس دوران حویلی لاک رہی ہے اور اب ہم نے واپس آکر اس کا لاک کھولا ہے ۔ اس راشد صاحب کے فون پر تو میں یہی سمجھی تھی کہ اسے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ۔ لیکن اب آپ بھی وہی بات کر رہے ہیں" ...... جانسی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور عمران کی پیشانی پر موجود شکنوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"آپ نے محسوس کیا ہے کہ آپ کی غیر حاضری میں یہاں کون رہتا رہا ہے ۔ کوئی چیز چوری تو نہیں ہوئی" ...... عمران نے کہا۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات میں نے اور ڈاکٹر صاحب دونوں نے ہی محسوس نہیں کی" ...... جانسی نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ شکریہ اب آپ سے جلد ہی باقاعدہ ملاقات ہو گی پھر

تفصیل سے باتیں ہوں گی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی الجھن اور حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی پراسرار چکر چل رہا ہے اور چکر بھی اس قدر اعلیٰ پیمانے کا ہے کہ اس کا اپنا ذہن بھی چکرا گیا تھا۔

"یہ راشد کون ہو سکتا ہے۔ جس نے اس جائسی سے ملاقات کی تھی"...... عمران نے چونک کر سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھا اور سٹنگ روم سے نکل کر خاص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری سے لانگ رینج مخصوص ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر صفدر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا کیونکہ دارالحکومت سے جمشید نگر کا فاصلہ کافی تھا۔ اس لئے عمران نے لانگ رینج ٹرانسمیٹر کا سہارا لیا تھا۔ ورنہ وہ واچ ٹرانسمیٹر پر بھی بات کر لیتا۔ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ارکان دارالحکومت سے باہر جاتے ہوئے لازماً ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاتے ہیں اور وہی ہوا چند لمحوں بعد ہی صفدر نے کال کا جواب دے دیا۔

"ایکسٹو اوور"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ صفدر بول رہا ہوں سر اوور"...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"سر ابھی چند لمحے پہلے مسز جائسی کو عمران صاحب نے فون پر کال

کیا ہے اوور"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کالیں ٹیپ بھی کر رہے ہو یا نہیں اوور"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر ٹیپ کر رہا ہوں سر اوور"...... دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے جو کال تم نے راشد کی ٹیپ کی ہے وہ سنواؤ اوور"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر کی آواز ابھری۔

"سر کال سنیئے اوور"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کے بعد راشد کی آواز ابھری تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ یہ آواز لاکھوں میں پہچانتا تھا۔ یہ بلگارنیہ کے میجر پرمود کی آواز تھی لیکن وہ خاموشی سے کال سنتا رہا۔ جب کال ختم ہوئی تو صفدر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"سر عمران صاحب کی کال بھی سنواؤں اوور"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہاں اوور"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا۔ عمران کو معلوم تھا کہ اگر اس نے یہ کال سننے سے انکار کیا تو صفدر جیسے آدمی کے ذہن میں فوراً شک کا کیڑا رینگنا شروع ہو جائے گا کہ کہیں عمران ہی تو ایکسٹو نہیں ہے۔ پھر صفدر نے اس کی کال سنوانی

شروع کر دی اور عمران خاموش بیٹھا اپنی ہی کال خود سنتا رہا۔

"او۔کے ٹھیک ہے۔ابھی نگرانی جاری رکھو۔اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کال کے اختتام پر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے واپس الماری میں رکھا اور پھر خاص کمرے سے نکل کر واپس اپنے مخصوص سٹنگ روم میں آ گیا۔

"عجیب گورکھ دھندہ بن گیا ہے یہ۔جعلی جائسی۔جعلی ڈاکٹر۔جعلی ڈی سلوا۔ارے کہیں وہ سردار اسلم حیات اور وہ سیکرٹری عبداللہ حسین وہ سب بھی جعلی نہ ہوں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"محکمہ معدنیات کے اسسٹنٹ جنرل مینجر سردار اسلم حیات کے آفس کا نمبر دیں"۔عمران نے کہا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی۔اے ٹو اسسٹنٹ جنرل مینجر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سردار اسلم حیات سے بات کراؤ۔میں سنٹرل انٹیلی جنس سے بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ سر وہ تو ایکریمیا کے ٹور پر گئے ہوئے ہیں۔ایک ہفتے بعد ان

کی واپسی ہو گی"...... دوسری طرف سے پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب گئے ہیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔جناب"...... پی۔اے نے جواب دیا تو عمران کے بھنچے ہوئے ہونٹ مزید بھنچ گئے۔کیونکہ اسے سردار اسلم حیات سے ملاقات کیے ایک ہفتہ نہ گزرا تھا۔

"ان کے گھر کا نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"صاحب گھر میں صرف ملازم ہوں گے ان کی فیملی تو ان سے بھی ایک ہفتہ قبل چھٹیاں گزارنے پہاڑ پر گئی ہوئی ہے"...... پی۔اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نمبر تو بتاؤ"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پی اے نے نمبر بتا دیا۔

"سر اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں"...... پی۔اے نے قدرے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں پوچھو کیا بات ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"سر ہمارے صاحب تو انتہائی شریف اور دیانتدار افسر ہیں۔ان کی نیک نامی اور دیانت داری کا تو پورا محکمہ گواہ ہے۔لیکن نجانے کیا بات ہے کہ اچانک ملٹری انٹیلی جنس اور سنٹرل انٹیلی جنس کو ان سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے"...... پی۔اے نے ڈرتے ڈرتے کہا تو عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

"ملٹری انٹیلی جنس نے کیا دلچسپی لی ہے"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"صاحب تین چار گھنٹے پہلے ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل توفیق صاحب کا فون آیا تھا وہ بھی صاحب کا پوچھ رہے تھے۔ اب آپ بھی سنٹرل انٹیلی جنس سے انہیں پوچھ رہے ہیں۔ اس لئے مجھے فکر ہو گئی کہ کہیں ہمارے صاحب سے کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی"...... پی اے نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے آفس میں یقیناً تمام سرکاری کالیں ٹیپ بھی ہوتی ہوں گی"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر"...... پی۔ اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کرنل توفیق والی کال مجھے سنواؤ۔ یہ اہم معاملہ ہے۔ اگر تم کہو تو تمہارے سیکرٹری سے فون کرادوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نو سر آپ ذمہ دار آدمی ہیں اور آپ سے تعاون تو ہمارا فرض ہے پھر کرنل صاحب نے کال کو سیکرٹ رکھنے کے لئے بھی نہیں کہا تھا اس لئے آپ ہولڈ کریں۔ میں آپ کو کال سناتا ہوں"...... دوسری طرف سے پی۔ اے نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ اس نے جان بوجھ کر سیکرٹری کا نام لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ سیکرٹری کا حوالہ نہ دیتا تو شاید پی۔ اے سرکاری کال سنوانے میں لیت ولعل سے کام لیتا۔

"ہیلو سر"...... تھوڑی دیر بعد پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"کال سنیئے جناب"...... پی اے نے کہا اور چند لمحوں بعد جیسے ہی ایک آواز ابھری۔ عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ یہ وہی آواز تھی میجر پرمود کی وہ ملٹری انٹیلی جنس کا کیپٹن توفیق بن کر کال کر رہا تھا۔

عمران خاموش بیٹھا کال سنتا رہا۔

"آپ نے کال سن لی ہے جناب"...... کال کے اختتام پر پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ہاں یہ واقعی کرنل توفیق کی ہی کال ہے۔ لیکن تم گھبراؤ نہیں۔ تمہارے صاحب سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ ایک کیس کے سلسلے میں ان سے صرف انفارمیشن حاصل کرنی تھی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ شکریہ سر"...... پی۔ اے کی مطمئن آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ مار کر کریڈل دبا دیا۔ اس کا تو صاف مطلب تھا کہ اس نے بارش والے دن جس سردار اسلم حیات سے اس کی رہائش گاہ پر بات کی تھی وہ بھی جعلی تھا۔

"حد ہو گئی ہے۔ اب تو مجھے سر سلطان۔ بلیک زیرو بلکہ اپنے آپ پر بھی شک ہونے لگ گیا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ایک بار پھر اٹھایا اور سردار اسلم حیات کی رہائش گاہ کا نمبر ڈائل کر دیا۔

"جی صاحب"...... ایک آواز سنائی دی۔ بولنے والا لہجے سے ہی ملازم لگتا تھا۔ لیکن یہ وہ آواز نہ تھی جس سے کوٹھی کے پھاٹک پر

عمران کی بات ہوئی تھی۔

"یہ سردار اسلم حیات کی رہائش گاہ ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جی جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ لیکن لہجہ پہلے کی نسبت زیادہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔ شاید یہ عمران کے سخت لہجے کا رد عمل تھا۔

"میں سنٹرل انٹیلی جنس سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بول رہا ہوں"۔ عمران نے اور زیادہ سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی جناب فرمایئے جناب"...... ملازم کا لہجہ یکلخت بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔

"سردار صاحب کب ایکریمیا گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جناب میں تو چھٹی پر گاؤں گیا ہوا تھا۔ میں تو کل واپس آیا ہوں۔ یہاں دوسرا ملازم رشید موجود ہو گا۔ لیکن میں کل جب آیا ہوں تو رشید موجود نہ تھا اور چابی ساتھ والی کوٹھی کے ملازم کے پاس تھی۔ اس ملازم نے بتایا کہ صاحب اور رشید دونوں تین چار روز پہلے کوٹھی بند کر کے چلے گئے ہیں اور چابی اس کے بیٹے کو دے گئے ہے۔ کیونکہ بقول اس کے وہ اس وقت موجود نہ تھا"...... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس ملازم کا بیٹا رشید کو پہچانتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب وہ تو کسی کالج میں پڑھتا ہے اور وہیں ہوسٹل میں

رہتا ہے۔ کبھی کبھار باپ سے ملنے آتا ہے اور رشید کو ملازم ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے"...... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ صورت حال واقعی بری طرح الجھ گئی تھی۔ لیکن اس ساری الجھن کا کوئی مقصد اسے سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ میجر پرمود بھی باقاعدہ اس کیس میں کام کر رہا تھا اور اس نے نہ صرف اس جعلی ڈی سلوا سے ملاقات کی تھی بلکہ وہ یہاں پاکیشیا آ کر اس جعلی جائسی سے بھی مل چکا تھا اور اس کے بعد اس نے سردار اسلم حیات کے بارے میں بھی پوچھا تھا اور ابھی عمران اس سوچ بچار میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"اب کوئی اور جعلی آدمی تو نہیں آ گیا"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"سلیمان۔ آغا سلیمان پاشا۔ اگر تم اصل سلیمان ہو تو جا کر دروازہ کھول دو"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"جناب اب آپ مجھے نقلی کہہ کر میرا بل ہضم نہیں کر سکتے اور یہ بھی سن لیں کہ یہ آخری وارننگ ہے۔ کسی اصل آدمی کو نقل کہنا اس کی توہین ہے اور اس توہین کا معاوضہ عدالت کے ذریعے بھی وصول کیا جا سکتا ہے"...... سلیمان کی غصیلی آواز باورچی خانے سے قریب آتی ہوئی سنائی دی اور آخری الفاظ کہتا ہوا وہ دروازے کے سامنے سے گزر کر آگے بڑھ گیا۔

"عدالت میں یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ تم واقعی اصل سلیمان ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن سلیمان نے اس بار کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شاید بیرونی دروازے تک پہنچ گیا تھا۔

"کیا عمران صاحب موجود ہیں"...... عمران کے کانوں میں میجر پرمود کی آواز پڑی اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں تشریف لائیے"...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر قدموں کی آواز ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتی سنائی دی۔ دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں تھیں۔ چونکہ ڈرائینگ روم سٹنگ روم سے پہلے آتا تھا۔ اس لئے آوازیں اس طرف کو مڑ گئیں۔

"عمران صاحب سے کہیں کہ بلگارنیہ سے میجر پرمود آیا ہے"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"بہتر جناب"...... سلیمان نے جواب دیا اور عمران مسکراتا ہوا اٹھا اور سٹنگ روم سے نکل کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان چونکہ جانتا تھا کہ عمران نے میجر پرمود کی آواز سن لی ہو گی۔ اس لئے اس نے کوئی بات نہ کی اور سیدھا کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آج تو شاید میرے اس فلیٹ کی قسمت جاگ اٹھی ہے کہ بھاری بوٹوں کی آوازیں یہاں تک بھی پہنچ گئی ہیں"...... عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور صوفے پر بیٹھا ہوا میجر پرمود اور اس کے ساتھ بیٹھا اس کا اسسٹنٹ کیپٹن توفیق مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"وعلیکم السلام عمران صاحب لیکن یہ بھاری بوٹوں کا کیا مطلب ہوا"...... پرمود نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میجر اور کیپٹن جہاں آئیں وہاں دھمک تو آتی ہی ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور توفیق دونوں ہنس پڑے۔

"تشریف رکھیں"...... عمران نے کہا اور وہ دونوں دوبارہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"عمران صاحب آپ کو ایک اطلاع دینی تھی۔ کیونکہ یہ مسئلہ تو آپ کے ملک کا تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ میں بالا بالا کام کروں اور جب آپ کو معلوم ہو تو آپ ناراض ہو جائیں"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اتنی بلندی پر پرواز کرنے کا ارادہ تھا۔ کمال ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بلندی پر پرواز"...... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

"بالا بالا سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ اب دیکھئے یہ فلیٹ دوسری منزل پر ہے۔ اس لئے یہ بھی بالا ہی ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ اس سے بھی بالا بالا آپ کام کرنا چاہتے تھے۔ پھر تو واقعی کافی بلندی ہو جاتی ہے"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی باتوں کو سمجھنے کے لئے واقعی خصوصی دماغ چاہئے۔

بہرحال آپ کے محکمہ معدنیات میں ایک اعلیٰ افسر ہیں "...... میجر
پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سردار اسلم حیات اسسٹنٹ جنرل مینجر اور وہ ایکریمیا گئے ہوئے
ہیں۔ لیکن میجر صاحب حقیقت یہ ہے کہ مجھے بھی ایکریمیا میں اس کے
فون نمبر کا علم نہیں ہے"...... عمران نے مسکرا کر اس کی بات کاٹتے
ہوئے کہا اور میجر پرمود اور توفیق دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے
تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"...... میجر
پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے سردار اسلم حیات کے پی۔ اے کو بحیثیت پاکیشیا ملٹری
انٹیلی جنس کے کرنل توفیق فون کیا تھا اور اس سے آپ نے پوچھنے کی
کوشش کی تھی کہ سردار اسلم حیات جو ایکریمیا سرکاری ٹور پر گیا ہوا
ہے۔ اس کا فون نمبر کیا ہے۔ لیکن اس نے کہا تھا کہ اسے معلوم نہیں
ہے۔ جس پر آپ ناراض ہو گئے اور پی۔ اے نے آپ کو رائے دی کہ
آپ سیکرٹری وزارت معدنیات سے معلوم کریں۔ آپ وہی فون نمبر
معلوم کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھے
اس کا علم نہیں ہے۔ ورنہ آپ جیسے معزز مہمان سے میں کیوں
چھپاتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ حیرت ہے۔ آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا ہے"۔
میجر پرمود نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی

دھکیلتا ہوا اندر آیا۔ وہ کافی اور سینکس بنا لایا تھا۔ اس نے کافی کی
پیالیاں اور سنیکس کی پلیٹیں سب کے سامنے رکھیں اور پھر ٹرالی لے
کر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"لیجئے کافی پیجئے اور پریشان ہونا چھوڑ دیجئے کیونکہ پریشانی سے کچھ
حاصل نہیں ہوتا۔ سوائے مزید پریشانی کے۔ آپ میجر پرمود صاحب
صرف اس فون کی بات کر رہے ہیں جب کہ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ
آپ بلگارنیہ کے ماہر معدنیات ڈی سلوا سے ملے تھے۔ لیکن بعد میں
اصل ڈی سلوا کی لاش اس کی کوٹھی کے تہہ خانے سے دریافت ہو گئی
اور یہ لاش ایک ماہ پرانی تھی...... مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ
جائسی سے یہاں آکر اس کی حویلی میں ملے تھے۔ لیکن پھر جب آپ نے
اسے راشد بن کر فون کیا تو اس وقت جعلی جائسی غائب ہو چکی تھی اور
اس کی جگہ اصل جائسی یونان سے واپس آ گئی تھی اور سارا چکر ایک
انتہائی قیمتی دھات نائیم یا اس کا سائنسی نام لے لیجئے "این۔ سی" کا
ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں پریشان نہیں ہوں اور آپ بھی پریشان
نہ ہوں۔ اطمینان سے کافی پئیں۔ سنیکس لیں۔ اللہ صبر کرنے والوں
کے ساتھ ہوتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ ہو۔ اس کو مزید کسی
سہارے کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ شرط صرف صبر کرنا ہے۔ ویسے دنیا
میں یہی سب سے مشکل کام ہے۔ لیکن بہادر وہی کہلاتے ہیں جو مشکل
کاموں کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ آسان کام تو سب کر لیتے ہیں۔ میرا مطلب
ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر تو آسان کام ہے۔ لیکن آزمائشوں میں صبر

کرنا بڑے جگرے اور بڑے حوصلے کا کام ہے .... عمران نے مسکراتے ہوئے پوری تقریر کر ڈالی اور میجر پرمود نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"میں واقعی آپ کی بے پناہ ذہانت ۔ آپ کی بے پناہ باخبری اور آپ کے اعلیٰ اور وسیع ظرف کا آج دل سے قائل ہو گیا ہوں ۔ مجھے آج احساس ہوا ہے کہ میں آپ کے مقابلے میں محض ایک طفل مکتب ہوں ...... میجر پرمود نے احساس سے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اتنی جلدی مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کچھ وقت تو لیجئے ۔ ہو سکتا ہے یہ سب ایک چانس ہو ۔ ورنہ آپ سوچیئے مجھے ولی ہونے کا قطعی دعویٰ نہیں ہے ۔ علم نجوم میں محض ایک علم سمجھتا ہوں اور بس ۔ صرف ظنی علم ایک ایسا علم جس میں صحیح اندازے بھی لگائے جا سکتے ہیں اور یکسر غلط بھی ۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسا علم نہیں ہے جس سے میں آپ کی ان ساری سرگرمیوں اور فون کالوں سے اس حد تک واقف ہو سکوں ۔ یہ واقعی ایک چانس ہے ۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں ۔ تاکہ آپ نے میرے متعلق اپنے ذہن میں جو تاثر قائم کر لیا ہے وہ دور ہو سکے اور آپ مجھے بھی اپنی طرح کا ایک طفل مکتب ہی سمجھ لیں اور حقیقت یہی ہے کہ انسان ساری زندگی طفل مکتب ہی رہتا ہے ۔ مطلب ہے سیکھتا رہتا ہے ۔ مزید جاننے کی کوشش کرتا رہتا ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ ڈاکٹر سیلانی صاحب نے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو جو میرے محسن اور بزرگ ہیں اور مجھ پر بے

پناہ شفقت کرتے رہتے ہیں ۔ فون کیا اور ان سے کہا کہ ان کے پاس ایک اہم ترین راز ہے ۔ انتہائی اہم راز اور ان کی جان کو بھی شدید خطرہ ہے ۔ اس لئے فوراً کسی ایسے ذمہ دار آدمی کو بھیجئے جسے میں قتل ہونے سے پہلے یہ راز بتا سکوں تاکہ پاکیشیا کے مفاد پر ضرب نہ پڑے ۔ اب یہ الگ داستان ہے کہ سر سلطان مجھ جیسے آدمی کو کیسے ذمہ دار سمجھ لیتے ہیں ۔ بہرحال انہوں نے مجھے فون کیا اور فوری طور پر مجھے ڈاکٹر سیلانی کے پاس جمشید نگر پہنچنے کا حکم دے دیا چونکہ ڈاکٹر سیلانی نے کہا تھا کہ چونکہ وہ روزانہ تین گھنٹے روز دس بجے سے ایک بجے تک سوتے ہیں اس لئے اس دوران انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے ورنہ ان پر بلڈ پریشر کا شدید دورہ بھی پڑ سکتا ہے ۔ اتفاق سے اس روز یہاں پاکیشیا میں انتہائی خوفناک طوفانی بارش ہو رہی تھی ۔ لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات مجھے جمشید نگر جانا تھا ۔ چنانچہ میں اپنے ساتھی جوانا کے ساتھ کار میں بیٹھ کر جمشید نگر روانہ ہو گیا ۔ راستے میں سڑکیں دریا بنی ہوئی تھیں ہماری گاڑی پھنس گئی ۔ لیکن بارش مسلسل ہو رہی تھی لیکن میں نے دیکھا کہ اس وقت بارہ بجے تھے ۔ میں نے سوچا کہ ابھی ایک گھنٹہ دیر ہے اور اگر میں ایک بجے سے پہلے وہاں پہنچ گیا تو ان ڈاکٹر صاحب کو بلڈ پریشر کا دورہ پڑ جائے گا اور میں بلڈ پریشر کو ہمیشہ بلڈ پریشان ہی کہتا ہوں ۔ لہذا میں ان کے بلڈ کو کسی پریشانی سے دوچار نہ کرنا چاہتا تھا ۔ بہرحال میں وہاں بارش میں پھنسا وقت گزارتا رہا جب ایک بج گیا تو میں نے کار کا ہائیڈرالک سسٹم آن کیا ۔ گاڑی کا انجن اور

سیٹیں پانی سے بلند ہو گئیں اور ہم اسے آہستہ آہستہ چلاتے ہوئے اس
حویلی میں پہنچ گئے۔ وہاں ڈاکٹر سیلانی اور ان کی نوجوان اور طرحدار
اہلیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک سرحدی گاؤں کے
سردار اعظم خان کی کتیا نے گہرے سرخ رنگ کا بچہ دیا ہے۔ انتہائی
گہرے سرخ رنگ کا۔ اب یہ اتفاق ہے کہ کچھ روز پہلے میں نے ایک
تحقیقی مضمون پڑھا تھا جس میں اس بات کا ذکر تھا کہ اگر کسی پہاڑی
میں ناہئم جیسی قیمتی دھات موجود ہو اور کوئی جانور اس دھات کو کافی
حد تک چاٹ لے تو پھر اس جانور کی اولاد میں سے لازماً ایک بچے کا
رنگ گہرا سرخ ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کی بات سنتے ہی میں سمجھ گیا کہ
اس کتیا نے ناہئم چاٹی ہو گی۔ اگر میں نے یہ مضمون نہ پڑھا ہوتا تو
لازمی بات ہے میں یہی سمجھتا کہ ڈاکٹر سیلانی کا بلڈ پریشان ہو گیا ہے۔
بہرحال میری بات کی انہوں نے تصدیق کی پھر انہوں نے بتایا کہ سردار
اعظم خان بلگارنیہ اور پاکیشیا کی مشترکہ سرحدی پہاڑی پر واقع ایک
گاؤں سے وہ کتیا لے آیا تھا اور وہ اس وقت حاملہ تھی۔ اس کے بعد
انہوں نے بتایا کہ وہ وہاں گئے تھے اور انہوں نے وہاں وہ جگہ تلاش کر
لی جہاں ناہئم موجود تھی۔ لیکن بقول ان کے ناہئم وہاں سے نکالی جا چکی
تھی۔ یہ تھا وہ اہم ترین راز جو وہ بتانا چاہتے تھے۔ خطرے کی بات پر
انہوں نے بتایا کہ کچھ لوگ سردار اعظم خان کے پاس ان کے متعلق
پوچھنے گئے تھے اور وہ لوگ سردار اعظم خان کو اچھے نہ لگے تھے۔ اس
لئے انہیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کچھ لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں

مزید بات کرنے پر انہوں نے بتایا کہ جہاں سے ناہئم نکالی گئی ہے۔
وہاں سے انہیں ایک ڈائری ملی ہے جس میں بے شمار رقومات درج
ہیں لیکن اس میں دو نام بھی درج ہیں۔ ایک پاکیشیا کے محکمہ
معدنیات کے اعلیٰ افسر سردار اسلم حیات کا اور دوسرا بلگارنیہ کے ماہر
معدنیات ڈی سلوا کا۔ چنانچہ میں وہاں سے واپس آیا اور سیدھا سردار
اسلم حیات کے گھر پہنچا ان سے ملاقات ہوئی۔ وہ ہر بات سے صاف مکر
گئے بلکہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جائسی تو ان کے پاس ایک پونڈ ناہئم
فروخت کرنے آئی تھی لیکن وہ قیمت اتنی طلب کر رہی تھی کہ سیکرٹری
صاحب نے خریدنے سے انکار کر دیا اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے۔
چنانچہ میں واپس آ گیا۔ میں نے یہ سارا کیس سیکرٹ سروس کے چیف
جناب ایکسٹو کے گوش گزار کر دیا۔ انہوں نے فوری طور پر باقاعدہ یہ
کیس مجھے سونپ دیا کہ میں معلوم کروں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور
کون یہ قیمتی معدنیات چوری کر رہا ہے اور خود انہوں نے سیکرٹری
وزارت معدنیات سے بات کر کے اسلم حیات کے متعلق تسلی کی تو
سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ اسلم حیات واقعی ایک فرض شناس محب
وطن اور دیانت دار آدمی ہے اور اس نے واقعی جائسی کی آفر کے متعلق
بات کی تھی لیکن چونکہ جائسی رقم زیادہ مانگ رہی تھی اس لئے سودا نہ
ہو سکا ان حالات میں جائسی کا کردار مشکوک ہو گیا میں نے جائسی سے
فون پر بات کی تو جائسی نے بتایا کہ ڈائری میں چونکہ سردار اسلم حیات
کا نام درج تھا اس لئے وہ تجسس مٹانے کی خاطر اس سے ملی تھی اور

وجہ ملاقات بتانے کے لئے اس نے نائم کی فروخت کی بات کی تھی ۔ لیکن رقم اتنی بتا دی کہ وہ خرید نہ سکیں ۔ ان کے کہنے کے مطابق سردار اسلم حیات اچھا آدمی نظر آیا تھا ۔ اس لئے وہ خاموش ہو گئیں اور انہوں نے ڈاکٹر سیلانی کو مجبور کیا کہ وہ سر سلطان کو فون کر کے انہیں یہ سب کچھ بتا دیں ۔ بات کسی حد تک قرین قیاس تھی اس لئے میں خاموش ہو گیا ۔ پھر اتفاقاً ایک صاحب سے میری ملاقات ہو گئی تو اس نے مجھے بتایا کہ جائسی اس سے ملی تھی اور میرے متعلق ذاتی طور پر جانتی تھی ۔ میں بے حد حیران ہوا کیونکہ جب میں پہلی بار جائسی سے ملا تھا تو اس نے ایسا کوئی تاثر نہ دیا تھا ۔ مجھے اچانک ایک خیال آیا تو میں نے اس سے جائسی کا حلیہ پوچھا ۔ جو حلیہ اس نے بتایا تھا وہ اس موجودہ جائسی سے قطعی مختلف تھا ۔ ایک اور صاحب سے ملاقات ہوئی اور اس مختلف حلیے کی تصدیق ہو گئی اب معاملہ اور زیادہ مشکوک ہو گیا تھا ۔ چنانچہ میں نے معلومات فروخت کرنے والی بین الاقوامی ایجنسیوں سے رجوع کیا کہ شاید جائسی کا سابقہ ریکارڈ موجود ہو ۔ جس سے اس کی اصل حیثیت کا علم ہو سکے لیکن کسی طرف سے کوئی ریکارڈ موصول نہ ہوا تو مجھے اس تکون کے تیسرے زاویے ڈی سلوا کا خیال آیا میں نے چیف سے درخواست کی کہ وہ اپنے ذرائع سے ڈی سلوا کے متعلق رپورٹ حاصل کریں ۔ انہوں نے جو رپورٹ حاصل کی ۔ اس نے مجھے مزید حیران کر دیا کہ اصل ڈی سلوا ایک ماہ پہلے ہلاک ہو چکا تھا ۔ اس کی جگہ کوئی جعلی ڈی سلوا وہاں رہا اور آپ اور کیپٹن توفیق

بھی اس قصبے میں اس جعلی ڈی سلوا سے ملنے گئے تھے ۔ آپ کے سیکشن میں کوئی صاحب کام کرتے رہے تھے وہ اس قصبے میں اب رہتے ہیں انہوں نے آپ کو دیکھا تھا ۔ اس طرح آپ کے وہاں جانے کا علم ہو گیا اس کے بعد میں نے چیف کو کہہ کر جائسی کی نگرانی شروع کرا دی ۔ اس کا فون بھی ٹیپ ہونا شروع ہو گیا ۔ پھر آپ نے اس سے فون پر بات کی یہ کال بھی ٹیپ ہو گئی ۔ یہ ٹیپ جب مجھ تک پہنچی تو میں آپ کی آواز پہچان گیا اور اس گفتگو سے مجھے معلوم ہو گیا کہ جعلی جائسی غائب ہو چکی ہے اور یہ اصل جائسی واپس آ گئی ہے ۔ شاید یہ تبدیلی اس دوران ہوئی جب اس کی نگرانی نہ ہو رہی تھی ۔ اس کے بعد میں نے اصل جائسی سے بات کی تو اس نے پہلے آپ کی کال کا ذکر کیا ۔ بہرحال یہ دوسری جعلی واردات سامنے آئی تھی ۔ چنانچہ میں سردار اسلم حیات کے بارے میں مشکوک ہو گیا ۔ میں نے اس کے پی ۔ اے سے بات کی تو اس نے بتایا کہ وہ ایک ہفتے سے ایکریمیا گیا ہوا ہے ۔ حالانکہ میں اس سے اس کے گھر ملاقات کر چکا تھا ۔ اس پی ۔ اے نے مجھے بتایا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل توفیق بھی سردار صاحب کے متعلق پوچھ رہے تھے ۔ یہاں ہر سرکاری کال ریکارڈ ہوتی ہے اور ایک ہفتے تک اس کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے ۔ میں نے پی ۔ اے سے کہہ کر وہ کال سنی تو آپ اپنی اصل آواز میں کرنل توفیق بنے ہوئے تھے ۔ بہرحال یہ معلوم ہو گیا کہ جس سردار اسلم حیات سے میں ملا تھا وہ بھی جعلی تھا اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ بھی اس چکر میں الجھے ہوئے

ہیں۔ اتنے میں آپ تشریف لے آئے اور میں نے آپ کو مرعوب کرنے کے لئے آپ کی کالوں اور جائسی سے ملنے کی باتیں کیں اور آپ میرے داؤ میں آکر مجھ سے مرعوب ہو گئے۔ حالانکہ اصل بات یہ تھی اس لئے آپ اب یہ مرعوبیت ذہن سے جھٹک دیجئے اور مجھے بھی اپنی طرح کا ایک سیدھا سادھا انسان ہی سمجھئے"...... عمران نے پوری تفصیل سے سارے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

"بہرحال میرا تاثر آپ کے متعلق آپ کی اس تفصیلی وضاحت کے باوجود قائم ہے۔ آپ نے جس طرح یہ تفصیل بتائی ہے۔ اس سے آپ کی اعلیٰ ظرفی اور وسعت قلبی کا مزید اظہار ہوتا ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"سلیمان۔ ارے جناب آغا سلیمان پاشا صاحب"...... عمران نے میجر پرمود کی بات کا جواب دینے کی بجائے سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں اور میجر پرمود ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر البتہ ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میرے مرید اول جناب میجر پرمود صاحب کی زیارت کرو تم تو مجھے گھاس بھی نہیں ڈالتے۔ ہر وقت اپنی تنخواہوں، اوور ٹائموں اور سابقہ الاؤنسوں کا رونا روتے رہتے ہو۔ حالانکہ میں نے تمہیں لاکھ بار سمجھایا ہے کہ کم از کم مہمانوں کے سامنے تو یہ رونا نہ رویا کرو لیکن تم باز ہی نہیں آتے۔ لیکن اب میں نے مرید بنا لیا ہے اور مرید بھی دیکھ

لیا عالی شان ہے۔ اب تم نے اگر مہمانوں کے سامنے یہ رونا رویا تو میں اپنے مرید کو حکم دے دوں گا کہ وہ تمہیں میری اعلیٰ ظرفی اور وسعت قلبی کے بارے میں سمجھا دے اور جب تم نے میرے اعلیٰ ظرفی اور وسعت قلبی کا لوہا مان لیا تو پھر تم اپنی سابقہ تنخواہوں کا بل مانگ ہی سکو گے۔ بولو کیسی رہی"...... عمران نے بڑے چیلنج بھرے لہجے میں کہا اور میجر پرمود عمران کے اس انتہائی گہرے طنز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مسٹر سلیمان آپ کا کتنا بل رہتا ہے۔ مرشد حضرت علی عمران کے ذمے۔ مجھے بتایئے میں آپ کو ادا کر دیتا ہوں"...... میجر پرمود نے اب تکلف کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔

"حساب کرنا پڑے گا جناب۔ شہر کے تمام کمپیوٹر اکٹھے کرنے ہوں گے اور اس کے باوجود سارے حساب کتاب میں دو چار ماہ تو لگ جائیں گے۔ ہو سکتا ہے زیادہ بھی لگ جائیں۔ اس لئے آپ فکر نہ کریں جب بل فائنل ہو جائے گا تو میں آپ کو بھی اس کی ایک کاپی دوں گا"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور میز پر سے سامان ٹرالی میں رکھنا شروع کر دیا۔

"تاکہ آپ بھی عبرت پکڑ سکیں اور اپنی آئندہ آنے والی سات بلکہ سات تک ہی محدود کیوں خدا کرے سات ہزار نسلیں ہوں انہیں سمجھا سکے کہ باورچی رکھنے پر ایسے بل ادا کرنے پڑتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور توفیق دونوں بے اختیار ہنس

پڑے۔

" صاحب...... آپ کچھ تو خدا کا خوف کریں مہمانوں کی اور خاطر
تواضع نہیں کر سکتے تو کم از کم انہیں بددعا تو نہ دیں اور بددعا بھی ایسی
خوفناک کہ سات ہزار نسلوں تک اس کے اثرات چلتے رہیں "
سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ میجر پرمود اور کیپٹن توفیق
بڑی دلچسپی سے ان دونوں کے درمیان ہونے والی اس نوک جھوک
سن رہے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر شدید دلچسپی کے تاثرات نمایاں
تھے۔

" بددعا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ مجھ جیسا اعلیٰ ظرف اور وسعت قلبی کا
مالک بھلا بددعا کیسے دے سکتا ہے "...... عمران نے حیران ہوتے
ہوئے کہا اور میجر پرمود کے چہرے پر بے اختیار ایک رنگ آ کر گزر گیا
وہ عمران کی طرف سے اعلیٰ ظرف اور وسعت قلبی کے الفاظ کے بار
اور معنی خیز استعمال کا مطلب سمجھ رہا تھا۔

" یہ آپ کی وسعت قلبی کا ہی مظاہرہ ہے کہ آپ نے بددعا کو
سات ہزار نسلوں تک وسعت دے دی ہے "...... سلیمان نے
بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سامان بھی
میں سیٹ کرتا جا رہا تھا۔

" سپنس یونیورسٹی کے وائس چانسلر صاحب اب کچھ بتا
بھی نہیں کہ میں نے کون سی بددعا دے دی ہے یا اس طرح
ہی پھیلاتے چلے جاؤ گے "...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ

گیا ہو۔

" آپ نے یہی کہا ہے ناں کہ میجر صاحب کی آئندہ سات ہزار
نسلوں کو بھی باورچی رکھنے کی توفیق نہ ہو "...... سلیمان نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

" توفیق کی بات تو میں نے نہیں کی۔ صرف عبرت کی بات کی
تھی "۔ عمران نے کہا۔

" ایک ہی بات ہے۔ حالانکہ اس پوری دنیا میں باورچی صرف وہ
رکھتے ہیں جو صاحب حیثیت ہوتے ہیں۔ جو مفلس اور قلاش ہوتے
ہیں وہ بے چارے باورچی کہاں رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح آپ نے
دراصل میجر صاحب کو بددعا دی ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں اس قدر
مفلس و قلاش ہوں کہ باورچی ہی نہ رکھ سکیں "...... سلیمان نے بات
کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں بے
اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" یا اللہ اس قدر عالم فاضل باورچی میری ہی قسمت میں رہ گیا تھا۔
لیکن ایک بات ہے پیارے سلیمان کہ تم نے آج کم از کم یہ تو تسلیم
کر ہی لیا کہ میں بھی صاحب حیثیت ہوں "...... عمران نے اس طرح
خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے اس نے سلیمان کی بات سے بڑا زوردار
نکتہ نکالا ہو۔

" ہر اصول میں مستثنیات بھی ہوتی ہیں اس لئے آپ بھی اس
زمرے میں شامل ہیں "...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا

اور پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا اور عمران نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے وہ سلیمان کے مقابلے میں اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا ہو۔

"بہت خوب عمران صاحب۔ جواب نہیں۔ آپ تو آپ۔ آپ کا باورچی سلیمان بھی حاضر جوابی میں مہارت رکھتا ہے"...... میجر پرمود نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مہارت تو وہی رکھتا ہے جناب میں تو بس حاضر تک ہی محدود رہتا ہوں۔ جواب دینے کی کبھی اس نے نوبت ہی نہیں آنے دی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر پرمود ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اب فضا میں وہ پہلے جیسا تکلف نہ رہا تھا۔

"میجر صاحب جائسی اور آپ کی ملاقات کیسی رہی تھی"۔ اچانک عمران نے کہا تو میجر پرمود مسکرا دیا اور پھر اس نے پہلے ڈی سلوا اور پھر جائسی سے ملاقات اور پھر آخر میں اپنی رپورٹ کا حشر اور پھر کرنل ڈی کی ساری باتیں تفصیل سے سنا دیں۔

"کرنل صاحب ہمارے چیف کی طرح بڑے آدمی ہیں۔ ان کی مہربانی ہے کہ وہ مجھے ایسا سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس سارے گورکھ دھندے کو میں بھی ابھی تک نہیں سمجھ سکا"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب اگر اس کا مقصد سمجھ میں آ جائے تو شاید کوئی بات بن جائے"...... کیپٹن توفیق نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"مقصد تو واضح ہے۔ انتہائی قیمتی معدنیات کی چوری۔ اصل بات

ان کا طریقہ کار ہے۔ آپ دیکھیں ادھر ڈی سلوا نے اپنی حکومت کو مخبری کی ادھر اس نقلی ڈاکٹر سیلانی نے اپنی حکومت کو مخبری کر دی اور وہ نقلی جائسی بھی اس مخبری میں شامل تھی اور پھر خصوصی طور پر ایک ڈائری میرے حوالے کی گئی جس میں سردار اسلم حیات اور ڈی سلوا کا نام سامنے لے آیا گیا۔ اب یہ فرق ہو سکتا ہے کہ آپ کے ہاں اصل ڈی سلوا نے مخبری کی اور ہمارے ہاں نقلی لوگوں نے۔ لیکن انہوں نے یقیناً ایک خاص مقصد کے لئے یہ کام کیا اور وہ مقصد تھا ان چوریوں پر حکومت کو چونکانے کا اور جب دونوں حکومتیں اس بارے میں چونک پڑیں تو اصل ڈی سلوا کو ہلاک کر دیا گیا اور نقلی لوگ ایک ایک کر کے سارے غائب ہو گئے"...... عمران نے کہا۔

"پھر تو توفیق کا آئیڈیا درست ثابت ہوتا ہے کہ ڈی سلوا اور جائسی دو علیحدہ علیحدہ گروپوں سے متعلق تھے اور ان کا مقصد ایک دوسرے کے خلاف حکومتوں کو ہوشیار کرنا تھا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ دراصل انہوں نے ایک خوبصورت جال پھینکا ہے اور ہم واقعی اس جال میں الجھ گئے ہیں۔ انہوں نے دونوں حکومتوں کو خاص طور پر نائیجم کی طرف متوجہ کیا ہے لیکن میرے نزدیک نائیجم ایک قیمتی دھات ضرور ہے۔ لیکن اس قدر قیمتی بھی نہیں ہے کہ قطعی نایاب ہو۔ دنیا کے تقریباً ہر معدنی علاقے سے نائیجم کم یا زیادہ مقدار میں دریافت ہو ہی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے نائیجم کی طرف ہمیں متوجہ کرنے سے ان کا مقصد کسی اور انتہائی قیمتی

دھات کی چوری پر پردہ ڈالنا ہوگا۔ ایک منٹ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے۔ میں اسے کنفرم کرلوں۔ اس کے بعد اس پر بات ہو گی"۔ عمران نے کہا اور میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جس کے آپ داور ہیں یعنی حاکم اس کا تو آپ نے نام ہی نہیں لیا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم عمران۔ کس کا نام نہیں لیا میں نے"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سر کا وہ تو ایک چیز آپ کی حاکیت میں ہے۔ بلکہ اسی سے آپ کی داوری یعنی حاکیت قائم ہے۔ ورنہ بے سر کے حاکم تو اس ملک میں لاتعداد ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سے سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"کیسے فون کیا۔ میں ایک انتہائی پیچیدہ مسئلے میں الجھا ہوا ہوں"۔ سرداور ہنستے ہوئے کہا۔

"پیچیدہ میں الجھنے کی کیا بات ہے جناب بس پیچ ڈھیلے کر دیں"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"اچھا اب اصل بات بھی کر دو کہ کیوں فون کیا تھا"...... سرداور

نے کہا۔

"یہ بتائیں کہ نائم دھات جسے سائنسی زبان میں "این۔سی" کہا جاتا ہے۔ یہ جہاں سے نکلتی ہے۔ وہاں سے کوئی ایسی دھات بھی نکلتی ہے جو نائم سے بھی زیادہ قیمتی ہو"...... عمران نے کہا۔

"اس کا جواب تو تمہیں کوئی ماہر معدنیات ہی دے سکتا ہے۔ البتہ اتنا مجھے معلوم ہے کہ جہاں نائم پائی جاتی ہے وہاں تسام نامی دھات بھی لازماً پائی جاتی ہے۔ تسام کا سائنسی نام ٹی ایکس ہے۔ یہ انتہائی قیمتی اور نایاب دھات سمجھی جاتی ہے۔ اس کی قیمت کا اندازہ تم یوں لگا سکتے ہو کہ دس پونڈ نائم اور ایک گرام تسام کی قیمت تقریباً برابر ہو گی"...... سرداور نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تسام نائم کے ذخیرے کے اندر ہی موجود ہوتی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ البتہ پروفیسر ہمایوں اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ وہ گریٹ لینڈ میں رہتے ہیں۔ ان کا فون نمبر میرے پاس ہے۔ اگر تم کہو تو میں ان سے رابطہ کر کے تمہارے متعلق بتا دوں کہ وہ تمہیں اس بارے میں بتا دیں"...... سرداور نے کہا۔

"پروفیسر ہمایوں۔ آپ کا مطلب کہیں پروفیسر ایم ایچ شیخ سے تو نہیں۔ دنیا کے سب سے معروف ماہر معدنیات جو آکسفورڈ یونیورسٹی میں بھی پڑھاتے ہیں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں وہی ۔ کیا تم انہیں جانتے ہو" ...... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ مجھے جانتے ہیں ۔ آکسفورڈ میں طالب علمی کے زمانے میں ہمارے ہوسٹل انچارج تھے ۔ میں بھلا ان جیسے قابل آدمی کو کیسے جان سکتا ہوں" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سرداور عمران کی اس گہری بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"وہ اب یونیورسٹی سے ریٹائر ہو چکے ہیں اور صرف لکھنے پڑھنے تک محدود ہیں ۔ گزشتہ سال ایک کانفرنس میں ان سے ملاقات ہو گئی تھی وہ ہمارے عزیزوں میں سے ہیں اسی لئے انہوں نے کمال شفقت سے مجھے اپنا فون نمبر دے دیا تھا" ...... سرداور نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو وہ نمبر ضرور بتائیں ۔ ویسے آپ تعارف نہ کرائیں میں خود اپنے متعلق ان کی یادداشت تازہ کرا لوں گا" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سرداور نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ کا مطلب ہے کہ اصل ٹارگٹ ناہجم نہیں ہے ۔ بلکہ کچھ اور ہے" ...... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرا یہی خیال ہے" ...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ...... دوسری طرف سے ایک سخت سی آواز سنائی دی لیکن بولنے والا جوان آدمی لگتا تھا۔

"پروفیسر صاحب سے کہیں کہ پاکیشیا سے علی عمران بات کرنا چاہتا ہے" ۔ عمران نے کہا۔

"سوری جناب پروفیسر صاحب کسی سے بات نہیں کرتے" ۔ دوسری طرف سے پہلے سے بھی خشک لہجے میں کہا گیا۔

"آپ ان کے سیکرٹری ہیں" ...... عمران نے پوچھا۔

"میں ان کا ہاؤس کیپر ہوں جناب میرا نام آرنلڈ ہے" ...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تو مسٹر آرنلڈ آپ صرف جا کر ان سے اتنا کہہ دیں کہ سرپرانڈہ توڑنے کی تھیوری تلاش کر لی گئی ہے اور میں وہ تھیوری انہیں بتانا چاہتا ہوں ۔ اس کے باوجود بھی اگر وہ بات نہ کرنا چاہیں تو مجھے کوئی گلہ نہ ہوگا" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ہولڈ آن کریں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند منٹ بعد ایک بوڑھی اور قدرے بلغم زدہ آواز سنائی دی ۔

"ہیلو کون صاحب" ...... بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی اور عمران آواز سے ہی پہچان گیا کہ پروفیسر صاحب خود بات کر رہے ہیں ۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں جناب ۔ آپ کو یقیناً یاد ہو گا کہ آپ نے ڈیوک ہوسٹل میں مجھے سرپرانڈا توڑنے کی تھیوری تلاش کرنے کا کام سونپا تھا" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون پر خاموشی چھا گئی ۔

"اوہ اوہ تم ۔ تم وہی علی عمران ہو ۔ وہ آفت کے پرکالے ۔ مجسم

شیطان .... اوہ اوہ واقعی ۔ میں اب تمہاری آواز پہچان گیا ہوں" ۔ اچانک پروفیسر صاحب کی آواز سنائی دی ۔ لہجے میں بے پناہ جوش اور محبت تھی ۔

"شکر یہ آپ کی یادداشت کام کر رہی ہے ۔ ورنہ واقعی مجھے سرپر انڈہ توڑنے کا عملی مظاہرہ کرنا پڑتا" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر جیسا خشک مزاج آدمی بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا ۔

"بڑے طویل عرصے بعد تم سے بات ہو رہی ہے ۔ لیکن تمہاری باتیں سن کر تو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے اب بھی ہوسٹل کے ہر کمرے میں رہنے والے طالب علم کے سر پر پراسرار انداز میں انڈے ٹوٹ رہے ہوں" ۔ پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا ۔

"آپ اپنا سنائیں ۔ آپ کے مضمون آج کل چھپ نہیں رہے ۔ خیریت ہے" .... عمران نے کہا ۔

"ہاں گزشتہ کئی ماہ سے میں بیمار ہوں ۔ اب کچھ آرام آیا ہے ۔ اب کام کروں گا ۔ تم نے میرا یہ ذاتی فون نمبر کہاں سے لے لیا" ۔ پروفیسر نے کہا ۔

"ہمارے پاکیشیا میں ایک مشہور سائنس دان ہیں سرداور ۔ انہوں نے مہربانی کی ہے" .... عمران نے جواب دیا ۔

"اوہ اچھا اچھا ۔ ٹھیک ہے ۔ ان سے ملاقات ہوئی تھی ۔ کیا کوئی خاص مسئلہ پیش آگیا ہے کہ انہوں نے میرا فون نمبر دیا ہے تمہیں" ۔

پروفیسر نے چونک کر کہا ۔

"جی ہاں ۔ دراصل ایک الجھن پیش آگئی تھی ۔ سرداور سے بات ہوئی تو انہوں نے آپ کا ریفرنس دیا کہ آپ اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں ۔ میرا تعلق پاکیشیا حکومت سے ہے ۔ یہاں ہمیں ایک رپورٹ ملی کہ پاکیشیا سے قیمتی دھات نائیٹم چوری کی جاری ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ رپورٹ خود نائیٹم چوری کرنے والوں نے ہی دی اور پھر خود غائب ہو گئے ۔ اب ہم الجھن میں پھنسے ہوئے ہیں کہ انہیں یہ رپورٹ دینے کی کیا ضرورت پیش آئی ۔ مجھے خیال آیا کہ کہیں بہانہ ہو کہ وہ حکومت کو اس بات پر چونکا کر کے کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتے ہوں ۔ مثلاً نائیٹم کی وجہ سے کوئی ایسی دھات مل سکتی ہو جسے وہ لوگ اپنے طور پر نہ نکال سکتے ہوں البتہ حکومت اپنے ذرائع سے یہ کام کر سکتی ہو ۔ سرداور نے صرف اتنا بتایا ہے کہ جہاں نائیٹم ہوتی ہے وہاں اس سے زیادہ قیمتی دھات تسام بھی ملتی ہے لیکن مسئلہ حل نہیں ہو سکا" .... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"تمہارا مطلب ہے کہ نائیٹم چوری کرنے والوں نے خود حکومت کو خبر دی کی کہ نائیٹم چوری ہو رہی ہے" .... پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"جی ہاں" .... عمران نے جواب دیا ۔

"تو پھر یقیناً ان کا مقصد یہی ہو گا کہ حکومت اس بات سے آگاہ ہو کہ ان کے علاقے سے نائیٹم جیسی قیمتی دھات مل رہی ہے ۔ نائیٹم کی

مزید تلاش کے لئے منصوبہ بندی کرے اور جب نائجم کا سراغ ملے تو
پھر وہ لوگ اسے بالا ہی بالا حاصل کرلیں اور سرداور نے درست بتایا
ہے کہ جہاں نائجم ملتی ہے وہاں تسام نامی زیادہ قیمتی دھات بھی لازماً
ملتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ان کا مقصد یہی ہو کہ حکومت نائجم حاصل
کرے جبکہ وہ تسام حاصل کرلیں۔ لیکن ٹھہرو ایک اور بات بھی
میرے ذہن میں آرہی ہے۔ کہیں یہ سارا کھیل روکاکس کے حصول
کے لئے نہ کھیلا جارہا ہو"...... پروفیسر نے بات کرتے کرتے اس
طرح چونک کر کہا جیسے اچانک انہیں کوئی خیال آگیا ہے۔

"روکاکس وہ کیا ہے"...... عمران نے بھی چونک کر پوچھا۔

"یقیناً یہی بات ہوگی۔ مجھے معلوم ہے کہ اب دنیا میں ایسی مجرم
تنظیمیں بھی وجود میں آچکی ہیں جو انتہائی قیمتی دھاتیں چوری چوری
نکالتی ہیں اور پھر اسے فروخت کر کے بے پناہ دولت کماتی ہیں۔
روکاکس ایک نو دریافت مائع عنصر ہے جو نائجم سے ہی نکلتا ہے۔ نائجم
دھات کو اگر مخصوص کیمیکلز کے ساتھ ملا کر مخصوص انداز میں تیار کیا
جائے تو اس میں سے مائع صورت میں چند قطرے روکاکس کے بن
جاتے ہیں اور یہ چند قطرے روکاکس بے پناہ توانائی کے حامل ہوتے
ہیں۔ آج کل سپر پاورز میں ان کے بے پناہ مانگ ہے۔ کیونکہ خلائی
تحقیقات میں روکاکس کے استعمال سے انقلاب لایا جاسکتا ہے اور
جب یہ عمل کیا جاتا ہے تو نائجم ضائع ہو جاتی ہے۔ وہ ایک دوسرے
معدنی پاؤڈر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جسے سائنسی زبان میں این کیو

کہا جاتا ہے جو ناقص اور بے وقعت ہو جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان
لوگوں نے نائجم کی معمولی سی مقدار دریافت کی ہو اور وہ لوگ اب
چاہتے ہوں کہ اس کی تلاش کا کام وسیع پیمانے پر ہو اور یہ وسیع
پیمانے پر کام ظاہر ہے کوئی حکومت ہی کر سکتی ہے اور جب کثیر مقدار
میں نائجم دریافت ہو جائے تو اس حکومت کے محکمہ معدنیات کے
افسروں سے ساز باز کر کے یہ نائجم آسانی سے اڑائی جاسکتی ہے۔ اسی
لئے انہوں نے حکومت کو مخبری کی ہو"...... پروفیسر نے جواب دیتے
ہوئے کہا اور عمران معنی خیز نظروں سے میجر پرمود کو دیکھنے لگا کیونکہ
میجر پرمود اسے بتا چکا تھا کہ نقلی جائسی نے اسے نائجم کی جگہ این کیو
دے کر ٹال دیا تھا۔

"ایسی کسی تنظیم کا نام جانتے ہیں پروفیسر آپ"۔ عمران نے پوچھا۔

"ایک نام سننے میں آیا تھا۔ راسکوا ایکریمیا کا کوئی گروپ ہے۔ مزید
میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا۔ ہاں البتہ تمہیں ایک ریفرنس
دے سکتا ہوں۔ لیکن شرط یہی ہے کہ تم میرا نام درمیان میں نہ لاؤ
گے کیونکہ میں بوڑھا آدمی ہوں اور یہ لوگ دولت کے لالچ میں وحشی
ہوتے ہیں"...... پروفیسر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں پروفیسر۔ آپ کی زندگی مجھے اپنی زندگی سے بھی
عزیز ہے۔ آپ میرے استاد ہیں"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ بیٹے۔ یہ شخص ایکریمیا میں رہتا ہے۔ جان ولسن اس کا نام
ہے۔ ایکریمیا کے محکمہ معدنیات سے منسلک رہا ہے۔ اس نے ایک

بار مجھے بتایا تھا کہ وہ ان تنظیموں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔
لیکن چونکہ یہ میری فیلڈ نہ تھی اس لئے میں نے اس کی باتوں میں کوئی
دلچسپی نہ لی تھی۔ بوڑھا آدمی ہے۔ ناراک میں اس نے ایک ہوٹل بنایا
ہوا ہے۔ اس ہوٹل کا نام بھی ہوٹل جان ولسن ہے۔ نارتھ ایونیو میں
ڈیوس روڈ پر یہ ہوٹل ہے۔ میں ایک بار اس کی خصوصی دعوت پر
وہاں گیا تھا۔ ویسے اس سے ملاقات ہوئے چار پانچ سال ہو گئے ہیں۔
اب پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ بہرحال اگر تم اس سے لے
طور پر رابطہ کرو تو شاید وہ تمہیں اس معاملے میں کچھ بتا سکے" ......
پروفیسر نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ پروفیسر۔ میں اب جب بھی گریٹ لینڈ آیا تو
آپ سے شرف ملاقات ضرور حاصل کروں گا۔ خدا حافظ" ...... عمران
نے کہا اور رسیور رکھ دیا چونکہ لاؤڈر کی وجہ سے ساری گفتگو میجر پرمود
اور کیپٹن توفیق بھی بیٹھے سن رہے تھے۔ اس لئے جو کچھ پروفیسر نے
بتایا تھا وہ ان دونوں نے بھی سن لیا تھا۔

"میرا خیال ہے پروفیسر نے صحیح سمت بتا دی ہے۔ ہوا بھی ایسا
ہو گا۔ اس گروپ نے بلگارنیہ سے ناہٹم نکالی ہو گی اور اصل ڈی
کو اس کا علم ہو گیا ہو گا۔ اس نے حکومت کو اطلاع کر دی۔
گروپ کو علم ہو گیا ہو گا۔ اس نے ڈی سلوا کو ہلاک کر دیا اور پھر
آدمی انہیں ڈی سلوا کی جگہ اس لئے رکھنا پڑا کہ حکومت ظاہر ہے
رپورٹ پر انکوائری کرے گی تو ڈی سلوا کی اچانک گمشدگی سے صورت

حال بگڑ نہ جائے۔ ادھر اس گروپ نے ناہٹم حاصل کر کے ڈاکٹر سیلانی
کی خالی لیبارٹری کو استعمال کیا اور وہاں اس سے روڈاکس حاصل کی
اور مزید ناہٹم کی تلاش کے لئے انہوں نے بھی مخبری کر دی اور پھر خود
غائب ہو گئے۔ سردار اسلم حیات کی جگہ انہوں نے اس لئے اپنا آدمی
رکھا ہو گا کہ وہ اس کے معمولات سے اچھی طرح واقف ہو جائے تاکہ
کل کو جب حکومت ناہٹم تلاش کرے تو وہ اس کی جگہ یقیناً اپنا آدمی
رکھ کر آسانی سے ناہٹم اڑا لیں" ...... عمران نے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہوا ہو گا۔ آپ کے اس تعاون کا بے حد شکریہ۔ اب
ہمیں اجازت دیجئے۔ اب باقی کام ہم آسانی سے کر لیں گے" ...... میجر
پرمود نے مسکرا کر کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیپٹن توفیق بھی
اٹھ کھڑا ہوا۔

"بس اتنا خیال رکھیں کہ اگر پاکیشیا کا مفاد ملوث ہو تو آپ مجھے
ضرور مطلع کریں گے۔ اس کے علاوہ اگر میری کہیں بھی ضرورت ہو تو
مجھے برادر اسلامی ملک بلگارنیہ کی مدد کر کے خوشی ہو گی" ...... عمران
نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یقیناً اب تو آپ میرے مرشد بن چکے ہیں۔ خدا حافظ" ...... میجر
پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اور کیپٹن توفیق تیزی سے
دروازے کی طرف مڑ گئے۔

"یا اللہ تو ہی عزت دینے والا ہے۔ اب یہ زمانہ بھی آ گیا ہے کہ میں
بھی کسی کا مرشد بن گیا ہوں" ...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تاکہ

دروازے تک جاتے ہوئے میجر پرمود اور کیپٹن توفیق تک اس کی آواز بخوبی پہنچ سکے۔چند لمحوں بعد دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی اور عمران نے جلدی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"مرشد پرمود بول رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مرشد پرمود۔کیا مطلب یہ کوئی نئی اصطلاح سوچی ہے آپ نے"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں مگر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے میجر پرمود اور کیپٹن توفیق کی آمد اور پھر ان سے ہونے والی بات چیت اور پروفیسر سے گفتگو کے بنیادی پوائنٹس بتا دیئے۔

"مگر عمران صاحب نائٹم تو پاکیشیا سے ہی چوری ہوئی ہے۔کیا آپ اس سلسلے میں کچھ نہیں کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم پہلے تو صفدر اور دوسرے لوگوں کو جانسی کی رہائش گاہ سے واپس بلوا لو۔باقی رہی میرے کام کرنے کی بات تو میں نے اس کے لئے ایک لائحہ عمل سوچ لیا ہے۔میں اس سلسلے میں تھوڑا سا کام کر کے وہیں دانش منزل میں آرہا ہوں پھر تفصیل سے بات ہو گی"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کمرے میں میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے بوڑھے آدمی نے چونک کر سامنے رکھی ہوئی فائل سے سر اٹھایا۔

"کم ان"...... اس نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔اس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔چہرے پر فطری سختی نمایاں تھی۔بھاری اور آگے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی اس کے سنگدل اور سفاک ہونے کو ظاہر کرتی تھی۔اس کی آنکھوں میں چمک تھی اور تنگ پیشانی بتا رہی تھی کہ وہ دماغ سے کام لینے کا عادی ہی نہیں ہے۔

"آؤ ڈیوس میں تمہارا انتظار کر رہا تھا"...... بوڑھے نے نرم لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے بیٹھنے کے لئے کہا۔

نوجوان خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔اس نے زبان سے کوئی لفظ ادا

نہ کیا تھا۔

"تازہ ترین رپورٹ تمہیں مل چکی ہو گی"...... بوڑھے نے قدرے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ملی تو ہے۔ لیکن میں نے اسے پڑھا نہیں ہے"...... نوجوان نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں"...... بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ مجھے ایسی رپورٹیں پڑھنے سے وحشت ہوتی ہے۔ مجھے تو سیدھا سادھا سا مشن بتایا جائے اور بس"...... ڈیوس نے اسی طرح خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ڈیوس موجودہ معاملہ بے حد اہم بھی ہے اور بے حد نازک بھی۔ اس معاملے میں بیک وقت دو حکومتیں ملوث ہیں اس لئے میں نے تمہیں وہ رپورٹ بھجوائی تھی تاکہ تم اسے پڑھ کر ساری صورت حال کو اچھی طرح سمجھ سکو"...... بوڑھے کا لہجہ قدرے سخت ہو گیا۔

"آپ بنیادی باتیں بتا دیں۔ مجھ سے ایسی پیچیدہ اور تفصیلی رپورٹ نہیں پڑھی جا سکے گی"...... ڈیوس نے اسی طرح خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بلگارنیہ کے میجر پرمود اور پاکیشیا کے علی عمران کو جانتے ہو"۔ بوڑھے نے کہا۔

"میں یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں"...... ڈیوس نے جواب دیا تو بوڑھا چند لمحوں تک خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک

طویل سانس لیا اور سامنے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ڈیوس کو میں تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ اسے مشن کے بارے میں پوری طرح بریف کر دو۔ اس نے رپورٹ نہیں پڑھی اور نہ وہ پڑھنا چاہتا ہے"...... بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس آپ بے فکر رہیں۔ میں اسے اچھی طرح بریف کر دوں گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور بوڑھے نے رسیور رکھ دیا۔

"آرتھر کے پاس جاؤ وہ تمہیں بریف کر دے گا۔ پھر میرے پاس آنا پھر بات ہو گی"...... بوڑھے نے کہا۔

"یس باس"...... ڈیوس نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا تو بوڑھے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے نظریں دوبارہ سامنے رکھی ہوئی فائل پر جما دیں لیکن اسی لمحے سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بوڑھے نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... بوڑھے نے سرد لہجے میں کہا۔

"ڈریبر بول رہا ہوں باس۔ ایک اہم رپورٹ دینی ہے آپ کو"۔ دوسری طرف سے تیز تیز بولتے ہوئے کہا گیا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

"باس میجر پرمود کو ناراک میں دیکھا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور بوڑھا اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ناراک میں کب کی بات ہے۔ کس نے دیکھا ہے اسے"۔ بوڑھے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"سیکشن تھری نے چیک کیا ہے اور وہ اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ میجر پرمود نے جان ولسن سے بھی ملاقات کی ہے اور اس وقت بھی وہ اس ہوٹل کے ایک کیبن میں اپنے ساتھی کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے شراب منگوائی ہے۔ ویسے سیکشن تھری نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ رالف ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کی احتیاط سے نگرانی کرو لیکن سیکشن تھری سے کہہ دینا کہ اسے نگرانی کا بالکل شک نہیں ہونا چاہئے۔ میں جلد ہی اس بارے میں مزید ہدایات دوں گا"...... بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔

"جان ولسن سے ملاقات۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ غیر متوقع طور پر ہماری راہ پر لگ گیا ہے"...... بوڑھے نے کہا اور پھر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ریموٹ کنٹرول جیسا ایک آلہ نکال کر اس نے میز پر رکھا اور اس پر موجود بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ تو اس آلے سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ بوڑھا خاموشی سے بیٹھا یہ آواز سنتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور اس پر ایک مردانہ آواز ابھری لیکن آواز سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ بولنے والا خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

"ہیلو ولسن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ماریو بول رہا ہوں جان ولسن۔ سنا ہے بلگارنیہ کے میجر پرمود نے تم سے ملاقات کی ہے"...... بوڑھے نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں میں تمہیں رپورٹ دینے ہی والا تھا کہ تمہاری کال آ گئی۔ اسے کسی نے راسکو کے بارے میں بتا دیا ہے۔ وہ مجھ سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ میں راسکو کے بارے میں کتنا جانتا ہوں۔ میں نے اسے یہی تاثر دیا ہے کہ میں نے صرف اس کا نام سن رکھا ہے۔ لیکن تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ میں نے اسے کریدنے کی بے حد کوشش کی ہے کہ اس نے یہ نام کہاں سے سنا ہے اور وہ کیوں اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ ٹال گیا ہے۔ بہرحال میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو میں اس بارے میں تفصیلات حاصل کر سکتا ہوں۔ لیکن اس میں ایک دو روز لگ جائیں گے۔ وہ اس بات کو مان گیا ہے۔ اب پرسوں اس سے ملاقات ہو گی"...... دوسری طرف سے جان ولسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اول تو وہ پرسوں تک زندہ نہیں رہے گا۔ اگر زندہ رہے تو تم اسے زیرو تفصیلات بتا دینا۔ پھر میں اسے سنبھال لوں گا"۔ بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے جیسے تمہارا حکم لیکن ایک بات ضرور کہوں گا کہ یہ آدمی مجھے انتہائی خطرناک لگ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ راسکو کو کوئی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے"...... جان ولسن نے کہا۔

"تم اس کی فکر مت کرو۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے"...... بوڑھے

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر رابطہ آف کیا اور پھر اس آلے کو اٹھا کر اس نے واپس دراز میں رکھ دیا۔ ابھی اس نے دراز بند کی ہی تھی کہ دروازے پر ایک بار پھر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... بوڑھے نے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ڈیوس اندر داخل ہوا۔

"بریف کر دیا تمہیں آرتھر نے"...... بوڑھے نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ڈیوس نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ایک شکار تو ناراک پہنچ گیا ہے۔ رالف ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ میں میجر پرمود کی بات کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ایک اور ایک آدمی بھی ہے۔ تم نے بہرحال میجر پرمود کو نشانہ بنانا ہے۔ لیکن یہ بتا دوں کہ وہ انتہائی خطرناک ڈی ایجنٹ ہے اس لئے اگر تمہیں ناکامی ہوئی تو پھر تمہاری اپنی جان بھی جا سکتی ہے"...... بوڑھے نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھتا ہوں"...... ڈیوس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے جاؤ۔ آرتھر نے تمہیں اس کا حلیہ بتا دیا ہو گا۔ جا کر اپنا مشن مکمل کرو پھر دوسرے مشن کے بارے میں تمہیں احکامات دیئے جائیں گے"...... بوڑھے نے کہا اور ڈیوس سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"باس مشن آپ ڈائریکٹ مکمل کرانا چاہتے ہیں یا ان ڈائریکٹ"۔

ڈیوس نے اسی طرح خشک لہجے میں پوچھا۔

"صورت حال دیکھ کر تم خود فیصلہ کر لینا۔ مجھے بہرحال مشن کی کامیابی کی خبر چاہئے"...... بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈیوس سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد بوڑھے نے انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"آرتھر ڈیوس کو میں نے میجر پرمود کو ٹارگٹ بنانے کا مشن دے دیا ہے۔ میجر پرمود ناراک میں پہنچ چکا ہے اور رالف ہوٹل میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے۔ تم ایسا کرو کہ ایس۔ وی۔ ایس کو آن کر دو۔ اگر ڈیوس ناکام ہوتا ہے تو پھر تم نے اسے فوری طور پر فنش کر دینا ہے"...... بوڑھے نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور بوڑھے نے رسیور رکھا اور پھر سامنے پڑی ہوئی فائل بند کر کے اس نے میز کی سب سے نچلی دراز میں رکھی اور کرسی سے اٹھ کر عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی راہداری کے اختتام پر ایک ٹھوس دیوار تھی۔ اس نے دیوار پر اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبایا تو دیوار ہلکی سی سرر کی آواز نکالتی ہوئی درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ دوسری طرف ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ بوڑھے نے جیسے ہی دوسری طرف قدم رکھا اس کے عقب میں دیوار خود بخود برابر ہو گئی۔ بوڑھا

ایک طرف دیوار میں موجود دروازے کو کھول کر ایک نسبتاً چھوٹے سے کمرے میں آگیا جو ڈریسنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ بوڑھے نے لباس اتارنا شروع کر دیا اور پھر اس نے اپنی پشت کی طرف ہاتھ بڑھائے دوسرے لمحے سر کی آواز کے ساتھ جیسے اس کے جسم سے کھال خود بخود اترتی چلی گئی۔ سر کے بالوں سے لے کر پیروں کے ناخنوں تک سب کچھ اتر گیا اور اب وہاں ایک خوبصورت نوجوان آدمی موجود تھا جس کے جسم کی رنگت بھی مختلف تھی اور چہرے کے نقش ونگار بھی۔ اس نے فرش پر پڑی وہ کھال سمیٹ کر اسے ایک الماری کے نچلے خانے میں پھینکا اور پھر اسے بند کر کے وہ دوسری الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس الماری میں انتہائی قیمتی کپڑوں کے مختلف رنگوں کے سوٹ موجود تھے اس نے براؤن رنگ کا سوٹ نکال کر پہننا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کی شخصیت اور عمر مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ وہ اب بالکل قطعی ایک مختلف آدمی تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھا ایک کوٹھی کے گیٹ سے باہر نکل رہا تھا۔ آنکھوں پر جدید انداز کے فریم کی گاگل تھی اور وہ اب ایک کھلنڈرا اور لاابالی سا نوجوان لگ رہا تھا۔ کار چلاتا ہوا وہ آگے بڑھا چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک اور رہائشی کالونی میں پہنچ گیا۔ اس نے پھاٹک کے سامنے کار روکی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو کوٹھی کا بڑا سا پھاٹک خود

بخود کھلتا چلا گیا۔ نوجوان کار اندر لے گیا۔ برآمدے میں چار مسلح آدمی موجود تھے۔ نوجوان نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔

"مادام موجود ہیں"...... اس نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس مائیکل"...... مسلح آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کمرے کے بند دروازے پر موجود تھا۔ اس نے آہستہ سے اس پر دستک دی۔

"کون"...... اندر سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

"مائیکل"...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ کم ان مائیکل"...... اندر سے آواز سنائی دی اور مائیکل دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوا تو سامنے ایک آرام کرسی پر ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی نیم دراز تھی۔ کمرے میں ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز ایک کونے سے ابھر رہی تھی۔ لڑکی کے ایک ہاتھ میں شراب کا جام اور دوسرے ہاتھ میں ایک فیشن میگزین تھا۔

"خوب عیش ہو رہے ہیں لزا"...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاک عیش ہو رہے ہیں۔ بیکاری کی وجہ سے سخت بور ہو رہی ہوں۔ تم کوئی کام ہی نہیں دیتے"...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارے مطلب کا کام آ گیا ہے" ...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ایک سائیڈ پر موجود شراب کی بوتلوں سے بھرے ہوئے ریک کی طرف بڑھ گیا۔ لڑکی کام کا سن کر بے اختیار سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ مائیکل نے ریک سے ایک شراب کی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر وہ اسے لئے ہوئے مڑا اور لڑکی کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

"یہ تو تم نے واقعی خوشخبری سنائی ہے مجھے۔ بولو کیا کام ہے"۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل تمہارے مطلب کا کام ہے اور معاوضہ بھی شاندار۔ بڑی مشکل سے کام ہاتھ میں لیا ہے ورنہ وہ بوڑھا ماریو تو پٹھے پر ہاتھ ہی نہ دھرنے دیتا تھا" ...... مائیکل نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"وہ بوڑھا کھوسٹ وہ کسی دن میرے ہاتھوں قبر میں اتر جائے گا"۔ لزا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کسی اور کے سامنے یہ بات نہ کہنا ورنہ دوسرا سانس نہ لے سکو گی۔ وہ دنیا کا سب سے خطرناک آدمی ہے۔ اس کی آنکھ کا اشارہ ہو جائے تو ایکریمیا کے صدر کو دوسرا سانس لینے کی مہلت نہیں دی جاتی" ...... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ بس تم مجھے اس سے زیادہ نہ ڈرایا کرو۔ بہرحال وہ کام بتاؤ۔ میں تو واقعی بے کار رہ رہ کر زندگی سے بیزار ہو چکی تھی"۔ لزا نے کہا۔

"بلگارنیہ کے ڈی ایجنٹ میجر پرمود کو جانتی ہو" ...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میجر پرمود کو ہاں کیوں کیا ہوا ہے اسے" ...... لزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے کچھ ہونے کے لئے تو تمہاری خدمات حاصل کی جارہی ہیں"۔ مائیکل نے شراب کا ایک اور گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔ کھل کر بات کرو۔ ایک تو یہ تمہاری پہیلی بجھوانے والی عادت مجھے زہر لگتی ہے" ...... لزا نے جھنجلا کر کہا۔

"اسے فنش کرنا ہے" ...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا تو لزا بے اختیار کرسی سے اچھل پڑی۔

"ارے کیا واقعی۔ لیکن کیوں۔ کیا قصور کیا ہے اس نے"۔ لزا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا اس کا یہ قصور کم ہے کہ وہ راسکو کی راہ پر لگ چکا ہے"۔ مائیکل نے جواب دیا تو لزا کی موٹی اور خوبصورت آنکھیں تیزی سے کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

"میجر پرمود اور راسکو کی راہ پر۔ یہ کیسے ممکن ہے مائیکل۔ یہ تو اس کی فیلڈ ہی نہیں ہے۔ میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں" ...... لزا نے کہا۔

"اسی لئے تو ماریو تمہیں یہ کام دینے پر آمادہ بھی ہو گیا ہے"۔ مائیکل نے شراب کا ایک اور گھونٹ لیتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے لزا نے

ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے بوتل جھپٹ لی۔

"پہلے مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ پھر شراب بھی پی لینا"۔ لزا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم تفصیل کیوں پوچھ رہی ہو۔ کیا کام پسند نہیں آیا۔ معاوضہ شاندار ہے۔ تمہاری ڈیمانڈ کے عین مطابق"...... مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ تم تو یقیناً ہر بات جانتے ہو گے"۔ لزا نے بوتل ایک طرف رکھتے ہوئے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں مائیکل سے کون سی بات چھپی رہ سکتی ہے۔ تم اگر ضد کرتی ہو تو میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ ورنہ تو بڑی لمبی کہانی ہے۔ راسکو کو اطلاع ملی کہ بلگارنیہ اور پاکیشیا کی سرحدی پہاڑیوں میں "ڈبل کے" کا خاصا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اب تم تو جانتی ہی ہو کہ ڈبل کے کی آج کل قیمت کہاں جا رہی ہے۔ یہ اطلاع بلگارنیہ کے ڈی سلوا نے دی۔ راسکو نے کام ہاتھ میں لے لیا۔ ویلری اپنا گروپ لے کر پاکیشیا پہنچ گئی۔ اتفاق سے وہاں ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی اپنی بیوی جانسی کے ساتھ رہتا تھا اور وہ یونان گیا ہوا تھا ویلری نے اپنے آپ کو مکمل طور پر کیموفلاج کرنے کے لئے جانسی کا روپ دھار لیا اور کارسن کو ڈاکٹر سیلانی بنا دیا گیا۔ تم جانتی تو ہو کارسن ڈاکٹر سیلانی کی کس طرح کاپی کر لیتا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں ان کی حویلی میں رہائش پذیر ہو گئے اور گروپ نے کام شروع کر دیا۔ لیکن ڈی سلوا کی دی ہوئی

رپورٹ غلط ثابت ہوئی۔ وہاں سے نانیم کی اتنی مقدار نہ مل سکی جس سے ڈبل کے تیار کی جا سکے۔ بہت تھوڑی مقدار ملی۔ جس سے بہت معمولی سی مقدار تیار ہوئی جو کارسن نے ڈاکٹر سیلانی کی لیبارٹری میں ہی تیار کر لی۔ لیکن گروپ کو یہ بہرحال علم ہو گیا کہ ڈبل کے وہاں کافی بڑی مقدار میں موجود ہے۔ لیکن وہ اس قدر گہرائی میں ہے کہ اسے اگر گروپ نکالے تو اس میں اخراجات بھی کافی آ سکتے ہیں اور وقت بھی بے حد لگ سکتا ہے اور حکومت کو بھی اس کی اطلاع مل سکتی ہے۔ ادھر ڈی سلوا کو جب معاوضہ کم ملا تو وہ بگڑ گیا اور اس نے انتقامی طور پر حکومت کو مخبری کر دی کہ نانیم چوری کی جا رہی ہے اور اس نے پاکیشیا کا نام جان بوجھ کر اس رپورٹ میں لے دیا تاکہ حکومت پاکیشیا اور بلگارنیہ جب حرکت میں آئیں گی تو ویلری خوفزدہ ہو کر اسے زیادہ معاوضہ دینے پر مجبور ہو جائے گی۔ لیکن ویلری کو تم جانتی ہو وہ بھی ایک ضدی عورت ہے۔ اس نے ڈی سلوا کے خلاف کارروائی شروع کر دی۔ ڈی سلوا کا ساتھی محکمہ معدنیات کا ایک اعلیٰ افسر سردار اسلم حیات ہے۔ چنانچہ اس نے ایک ڈائری تیار کی۔ اس میں ان دونوں کا نام واضح طور پر لکھا اور کارسن کے ذریعے اس نے پاکیشیا حکومت کے ایک اعلیٰ عہدے دار تک یہ راز پہنچا دیا کہ نانیم چوری کی جا رہی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ڈی سلوا اور اس کا ساتھی سردار اسلم حیات دونوں ہی حکومت کے ہاتھ آ جائیں گے۔ لیکن اسی دوران ماریو کو اس ساری چکر بازی کی رپورٹ مل گئی۔ اس نے فوری

طور پر چند فیصلے کیے۔ ڈی سلوا کو ہلاک کر دیا گیا اور اس کی رپورٹ کا
تاثر ختم کرنے کے لئے اس کی جگہ نقلی ڈی سلوا کو دے دی گئی۔ ادھر
سردار اسلم حیات کا بھی خاتمہ کرا دیا گیا اور سرکاری طور پر اسے ایکریمیا
کے ٹور پر دکھایا گیا۔ پلاننگ یہ تھی کہ یہاں کسی بھی ایکسیڈنٹ میں
اس کی جلی ہوئی اور قدرے ناقابل شناخت لاش پولیس کو دکھا کر یہ
باب بھی ختم کر دیا جائے گا۔ لیکن سردار اسلم حیات کے پاس چونکہ
معدنیات کے متعلق اہم تحقیقاتی رپورٹیں موجود تھیں اس لئے
گروپ کا ایک آدمی اس کے روپ میں اس کی کوٹھی میں پہنچا دیا گیا۔
اس کے ملازم کی جگہ بھی یہی کارروائی کی گئی۔ تاکہ اطمینان سے یہ
تحقیقاتی رپورٹیں حاصل کی جا سکیں۔ لیکن آدمی جو سوچتا ہے اور جس
انداز میں سوچتا ہے۔ ضروری نہیں کہ سب کچھ ویسے ہی ہو جائے۔
چنانچہ واقعات میں تبدیلیاں آنی شروع ہو گئیں۔ ویلری کے پاس
پاکیشیا کا انتہائی خطرناک ترین آدمی علی عمران پہنچ گیا۔ حالانکہ ویلری
کا خیال تھا کہ کسی ماہر معدنیات کو بھیجا جائے گا۔ کیونکہ ڈاکٹر سیلانی
کا تعلق معدنیات سے ہی تھا۔ لیکن آ گیا علی عمران۔ ویلری نے
بہرحال اسے ڈیل کیا اور پھر وہ ڈائری اس کے حوالے کر دی۔ تاکہ یہ
سردار اسلم حیات اور ڈی سلوا کے خلاف کام کرتا رہے گا۔ ماریو کو یہ
معلوم ہی نہ تھا کہ ویلری انتقامی طور پر یہ کارروائی کر چکی ہے۔ ورنہ
ڈی سلوا کی طرح وہ اس کا کوئی بھی بندوبست کرتا۔ عمران ویلری سے
ملنے کے بعد فوراً جا کر اس نقلی سردار اسلم حیات سے ملا۔ سردار اسلم

حیات نے بھی اسے مشکل سے ٹالا اور ماریو سے بات کی۔ تب ماریو کو
اصل حالات کا علم ہوا۔ اس نے فوری طور پر اس نقلی سردار اسلم
حیات کو اس کے ملازم سمیت وہاں سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔
ادھر نقلی ڈی سلوا کے پاس بھی کوئی ماہر معدنیات آنے کی بجائے ڈی
سیکشن کا میجر پرمود پہنچ گیا۔ میجر پرمود جس انداز میں کام کرتا ہے۔ تم
اس کے بارے میں اچھی طرح جانتی ہو۔ نقلی ڈی سلوا نے اپنی جان
بچانے کے لئے اسے جانسی کے متعلق بتا دیا۔ اس کا خیال تھا کہ
ویلری اسے آسانی سے سنبھال لے گی اور میجر پرمود کے جانے کے بعد
اس نے ماریو کو رپورٹ دی تو ماریو اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ اس نے
اسے بھی سکرین سے فوری طور پر ہٹا دیا۔ ادھر میجر پرمود آندھی اور
طوفان کی طرح سیدھا ویلری کے پاس پہنچ گیا اور اس نے ویلری کو
رسیوں سے جکڑ کر اس پر تشدد شروع کر دیا۔ ویلری نے بڑی مشکل
سے اسے این کیو دے کر اور ادھر ادھر کی ہانک کر اپنی جان بچائی اور
میجر پرمود کے جاتے ہی اس نے ماریو سے بات کی تو ماریو نے اسے اور
کارسن دونوں کو فوری طور پر واپس آنے کا کہہ دیا۔ اس طرح وہ بھی
واپس آ گئے اور معاملہ ہر لحاظ سے بظاہر ختم ہو گیا۔ لیکن پھر بلگارنیہ میں
ماریو کے مخبروں نے اطلاع دی کہ اصل ڈی سلوا کی لاش تہہ خانے
سے دستیاب ہو چکی ہے اور کرنل ڈی نے میجر پرمود کو علی عمران سے
رابطہ کرنے اور اس مسئلے کو حل کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر اطلاع ملی کہ
میجر پرمود جا کر اس عمران سے ملا ہے اور ان کے درمیان کافی طویل

ملاقات ہوئی ہے۔ اس پر ماریو نے فوراً ہی فیصلہ کر لیا کہ اب دونوں کو ختم کرائے بغیر تنظیم نہیں بچ سکتی کیونکہ اسے معلوم ہے کہ یہ دونوں اب کسی عفریت کی طرح تنظیم کے پیچھے لگ جائیں گے اور چاہے تنظیم کتنی ہی خفیہ کیوں نہ ہو۔ یہ لوگ اپنے سابقہ ریکارڈ کے مطابق بہرحال اس کا سراغ لگا ہی لیں گے۔ چنانچہ اس نے اس کام کے لئے سپیشل کلرز کے چیف ڈیوس کی خدمات حاصل کر لی ہیں لیکن چونکہ ماریو کا تعلق ان خفیہ تنظیموں سے کافی گہرا رہا ہے۔ اس لئے اس نے ان پر تابڑ توڑ حملوں کا پروگرام بنایا ہے اور اس کے لئے اس نے میری سفارش پر تمہارے گروپ کا بھی انتخاب کر لیا ہے۔ اسی دوران توقع کے عین مطابق ایک اور اطلاع ملی کہ میجر پرمود ناراک پہنچ گیا ہے اور اس نے بوڑھے جان ولسن سے ملاقات کر کے اس سے راسکو کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ماریو کا اندازہ درست ہے۔ ان لوگوں نے انتہائی پراسرار انداز میں نہ صرف راسکو کا پتہ چلا لیا بلکہ جان ولسن کے بارے میں بھی معلوم کر لیا ہے۔ حالانکہ پاکیشیا اور بلگارنیہ میں نہ ہی راسکو کا نام استعمال ہوا ہے اور نہ ہی راسکو کا کوئی آدمی پکڑا جا سکا ہے۔ اس کے باوجود میجر پرمود یہاں پہنچ بھی گیا ہے اور اس نے جان ولسن جیسے آدمی کی ٹپ بھی تلاش کر لی ہے۔ ماریو کا پہلے ارادہ یہ تھا کہ وہ ڈیوس کو میجر پرمود کے پیچھے لگائے گا اور تمہیں علی عمران کے پیچھے۔ لیکن اب میجر پرمود کی یہاں آمد کی اطلاع ملتے ہی اس نے فیصلہ بدل دیا ہے۔

اب تم بھی میجر پرمود پر حملہ کرو گی۔ اگر وہ ڈیوس سے بچ نکلے تو تمہارے ہاتھوں ختم ہو جائے۔ اس کے خاتمے کے بعد پھر علی عمران کا نمبر آئے گا۔ ویسے تنظیم کے آدمی پاکیشیا میں موجود ہیں اور علی عمران کی نقل و حرکت کی نگرانی کی جا رہی ہے"...... مائیکل نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ واقعی لمبی کہانی ہے۔ ابھی تو تم نے مختصر کر کے سنائی ہے۔ کہاں ہے یہ میجر پرمود اور اس کا ساتھی"...... لزا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل رالف میں رہائش پذیر ہے"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"او۔ کے"...... لزا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر رکھا ہوا انٹرکام اٹھا لیا۔

"یس مادام"...... ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"رالف سے کہو کہ مجھے فوراً آکر ملے"...... مادام نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اگر ڈیوس نے پہلے میجر پرمود کو ہلاک کر دیا تو پھر مجھے تو معاوضہ نہیں ملے گا"...... لزا نے کہا۔

"جس نے کامیابی حاصل کی اسے پورا۔ دوسرے کو آدھا"۔ مائیکل نے جواب دیا اور لزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"رالف تمہارے ہم نام ہوٹل میں بلگارنیہ کا ایک ڈی ایجنٹ میجر

پرمود اپنے ایک ساتھی کے ساتھ آکر ٹھہرا ہے ۔ ہم نے اسے فنش کرنے کا کام لے لیا ہے ۔ ڈیوس کو بھی یہ کام دیا گیا ہے ۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ یہ کام ہمارے ہاتھوں مکمل ہو ۔ تم فوری طور پر اپنے چند آدمیوں کو لے کر وہاں جاؤ اور اس کی نگرانی کرو ۔ میں وہیں پہنچ رہی ہوں ۔ ہم نے فوری اور ڈائریکٹ ایکشن لینا ہوگا "...... لزا نے کہا ۔

" یس مادام "...... رالف نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔

" تم ساتھ چلو گے یا "...... لزا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا ۔

" تم اپنا کام کرو میں صرف تماشا دیکھوں گا "...... مائیکل نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ بھی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ جب کہ لزا ایک سائیڈ پر موجود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی ۔

جولیا اپنے فلیٹ میں بیٹھی ٹیلی ویژن پر ایک ایڈونچر فلم دیکھنے میں مصروف تھی کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی ۔ جولیا چونک پڑی ۔ اس نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ٹیلی ویژن آف کیا اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔

" کون "...... جولیا نے احتجاجاً اونچی آواز میں پوچھا ۔

" در دل پر ہمارے علاوہ اور کون دستک دے سکتا ہے " ۔ باہر سے عمران کی آواز سنائی دی اور جولیا بے اختیار مسکرا دی ۔

" در دل اب تم پر نہیں کھل سکتا "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" کوئی بات نہیں ہم قیامت تک انتظار کر سکتے ہیں "...... باہر سے عمران نے جواب دیا اور جولیا نے ہنستے ہوئے دروازہ کھول دیا ۔

" اب کم از کم تمہیں تو قیامت تک انتظار نہیں کروا سکتی "۔ جو

نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے تو قیامت تک انتظار کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ فوراً ہی قیامت آجائے گی اور مجھے جلوہ حور دیکھنے کو مل جائے گا"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور جولیا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتی اور سمجھتی تھی کہ عمران یہ ساری باتیں صرف دل لگی کے طور پر کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھی جو عمران کی فطرت سمجھنے کے باوجود خود بخود عمران کی انہی باتوں سے تیز دھڑکنا شروع کر دیتا تھا۔

"آج کیسے میرا فلیٹ تمہیں یاد آگیا"...... جولیا نے دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے کہا۔

"آج ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ دل باغ باغ ہو گیا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ باغ میں پھول ہی نہ تھا۔ کانٹے ہی کانٹے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا کہ چلو اس باغ کو سدا بہار پھول سے مزین کر لوں"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا کا چہرہ مسرت اور شرم کے ملے جلے جذبات سے گلگوں سا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی اور پہلے ہی تیزی سے دھڑکتا ہوا دل کچھ اس قدر تیز دھڑکنے لگا جیسے ابھی اچھل کر باہر آجائے گا۔

"کک کک کیسی اطلاع"...... جولیا نے فرط مسرت سے اٹکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"چیف نے حکم دیا ہے کہ جولیا کو لے کر یہاں سے فوراً ایکریمیا جاؤ اور پھر جو جی چاہے کرو۔ مطلب ہے تفریح کرو۔ جشن مسرت مناؤ۔ وغیرہ وغیرہ تاکہ حاسدان عمران کو خبر نہ ہو سکے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"...... جولیا نے خلاف توقع خوش ہونے کی بجائے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نیا کیس۔ ارے یہ کیس تو ازل سے شروع ہے۔ تم اسے نیا کہہ رہی ہو۔ بابا آدم اور اماں حوا سے یہ کیس شروع ہوا تھا اور نجانے اس کیس کا آخری جوڑا کون سا ہو۔ بہر حال یہ کیس بہت پرانا ہے نیا نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا کے چہرے پر ایک بار پھر رنگ سے بکھرنے لگے۔

"میں اسے کبھی تسلیم ہی نہیں کر سکتی کہ چیف تمہیں اور مجھے ایکریمیا تفریح کرنے بھیجے گا۔ اصل بات بتاؤ"...... جولیا نے مصنوعی غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ چیف نے یہاں اپنا کیس شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ اس لئے وہ تمہیں باہر بھیجنا چاہتا ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

"شٹ اپ۔ چیف کے متعلق کوئی بکواس نہیں چلے گی۔ میں چیف سے خود بات کرتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور فون کی طرف مڑنے ہی لگی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جولیا نے چونک کر

پہلے سر گھما کر عمران کی طرف دیکھا جو بڑے مطمئن انداز میں پیر پسارے کرسی پر نیم دراز ہو چکا تھا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو۔ عمران پہنچ گیا ہے تمہارے پاس"...... دوسری طرف سے مخصوص سرد آواز سنائی دی۔

"یس سر ابھی چند لمحے پہلے آیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ آپ نے مجھے اور عمران کو ایکریمیا تفریح پر جانے کی اجازت دی ہے"...... جولیا نے دھڑکتے ہوئے دل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تفریح بھی کر سکتی ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم فوری طور پر عمران کے ساتھ ایئر پورٹ پہنچ جاؤ۔ تم نے اس کے ساتھ ایکریمیا جانا ہے۔ فوراً بغیر کسی توقف کے"...... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات تھے۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے"...... جولیا نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

"کیا ممکن نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ چیف مجھے اور تمہیں بغیر کسی مقصد کے ایکریمیا بھیج دے ضرور کوئی ایسی بات ہے جو مجھ سے چھپائی جا رہی ہے"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اصل بات بتا دوں یقین کرو گی"...... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بتاؤ"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"میں نے اس بار تمہارے چیف کو مہا الو بنا دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ سیدھی طرح بات کرو"...... جولیا نے جھنجھلا کر کہا۔

"ارے تم سنو تو سہی۔ وہی تو بتا رہا ہوں۔ بلگارنیہ میں ایک سائنسی دھات چوری ہوئی ہے جس کے مجرم یہاں پاکیشیا میں بھی کام کر چکے ہیں لیکن یہاں چوری کی کوئی رپورٹ نہیں ہے۔ البتہ بلگارنیہ حکومت اس چوری اور چوری کرنے والوں کے خلاف حرکت میں آگئی ہے اور کیس میجر پرمود کے سپرد کر دیا گیا۔ اب کرنل فریدی تو میرا مرشد ہے۔ لیکن بد قسمتی سے وہ میجر پرمود مجھے اپنا مرشد سمجھتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھی کیپٹن توفیق کے ساتھ میرے فلیٹ پر سلام کرنے اور مجھ سے کامیابی کا تعویز لینے کے لئے پہنچ گیا۔ تعویز تو میں نے اپنے خلیفہ سلیمان پاشا سے دلوا دیا۔ جب کہ سلام خود وصول کر لیا۔ اس نے تعویز کے ساتھ دعا کی درخواست کی تو میں نے اسے بتایا کہ بچہ دعا تو میں کر دیتا ہوں لیکن دعا کی منظوری کے لئے تمہیں ایکریمیا جانا پڑے گا۔ چنانچہ وہ فوراً ایکریمیا روانہ ہو گیا۔ لیکن اسے ایکریمیا کا مشورہ دینے کے بعد میرے اپنے دل میں کھد بد ہونے لگ گئی کہ مزید

تو ایکریمیا کی سیر کرے اور میں یہاں فلیٹ پر بیٹھا مکھیاں مارتا رہوں۔ چنانچہ میں نے چیف کو فون کر کے اسے کہانی سنا دی کہ جناب جس گروپ کے پیچھے میجر پرمود گیا ہے۔ وہ گروپ یقیناً پاکیشیا کی معدنیات بلکہ پوری پہاڑی بھی چوری کر سکتا ہے اس لئے مجھے بھی ضرور حفظ ماتقدم کے طور پر جانا چاہئے۔ تاکہ اگر میجر پرمود اس گروپ کا خاتمہ نہ کر سکے تو ان کا خاتمہ بالخیر میرے ہاتھوں انجام پذیر ہو جائے مگر تمہارا چیف ایک کنجوس آدمی ہے۔ اس نے صاف جواب دے دیا کہ جب پاکیشیا کا کیس ہی نہیں ہے تو پاکیشیا کے عوام کا ٹیکس اس پر ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ مجبوراً مجھے اسے آفر دینی پڑی کہ جناب آپ عوام کے ٹیکسوں کا پیسہ خرچ نہ کریں۔ میں سوپر فیاض کے بنک اکاؤنٹ کو حرکت میں لے آؤں گا۔ مگر اس کے باوجود چیف نے سیکرٹ سروس کو بھیجنے سے صاف انکار کر دیا اور مجھے کہا کہ تم چونکہ سیکرٹ سروس کے ملازم نہیں ہو۔ اس لئے جہاں چاہے جا سکتے ہو۔ ایکریمیا چھوڑ جہنم میں بھی جا سکتے ہو۔ اس پر میں نے درخواست کی کہ اگر جہنم میں بھیجنا ہے تو جولیا کو ساتھ بھجوا دو۔ تاکہ کم از کم جہنم کی سختیاں جولیا جیسی نیک روح کی وجہ سے قدرے کم ہو جائیں گی۔ خرچہ میرے ذمے۔ تو پتہ نہیں کیوں چیف مان گیا اور ساتھ ہی حکم دے دیا کہ اگر جانا ہے ہی تو پھر فوراً جاؤ۔ چنانچہ میں یہاں آگیا۔ یہ ہیں تفصیلات اب تم بتاؤ کہ کیا تم میرے ساتھ ایکریمیا جانے کے لئے تیار بھی ہو یا نہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم ایکریمیا کہہ رہے ہو میں تمہارے ساتھ واقعی جہنم میں بھی جانے کے لئے تیار ہوں"۔۔۔ جولیا نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا واپس آئی تو وہ لباس تبدیل کر چکی تھی۔

"چلو"۔۔۔ جولیا نے عمران سے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ کرایہ اور وہاں رہائش کی رقم بھی لے لی ہے"۔۔۔ عمران نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسی رقم"۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"مم۔ مم میرا مطلب ہے۔ تم جانتی تو ہو کہ میں تو۔۔۔ میں نے سوپر فیاض سے مانگے تھے مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔ ڈیڈی تو ایک نمبر کنجوس ہیں۔ وہ تو ایئر پورٹ تک پہنچنے کا کرایہ نہیں دیتے کہاں ایکریمیا کا کرایہ دیں گے۔ اماں بی سے اس لئے نہیں مانگے کہ اماں بی ایکریمیا کا نام سنتے ہی بگڑ جاتی ہیں کہ وہ سدا کافروں کا ملک ہے ایک ثریا کا سہارا ہوا کرتا تھا وہ اپنے جیب خرچ سے کبھی کبھار ضرورت کے وقت مدد کر دیا کرتی تھی مگر اب اس کی بھی شادی ہو چکی ہے۔ اس لئے اب میں کیا کروں۔ مجبوری ہے۔ ویسے تم فکر نہ کرو یہ ساری رقم ادھار ہو گی۔ میں لازماً وہاں کوئی نہ کوئی کیس [illegible] کروں گا اور پھر چیف نے جو چیک دے گا وہ میں تمہیں دے دوں گا۔ مگر اب"۔۔۔ عمران نے جھجکتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے اب اسے بات کرتے ہوئے بھی شرم آ رہی ہو۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔راستے میں بینک ہو کر ایئرپورٹ چلیں گے۔
لیکن یہ سن لو تم نے وہاں کوئی کیس وغیرہ نہیں بنانا ہم نے صرف
تفریح کرنی ہے۔صرف تفریح"...... جولیا نے کہا۔
"مگر پھر وہ چیک اور وہ ادھار وہ کیسے اترے گا"...... عمران نے
چونک کر کہا۔
"کوئی ادھار وغیرہ نہیں ہے۔سب خرچہ میری طرف سے ہوگا۔
چلو"۔جولیا نے کہا۔
"ارے واہ پھر تو مزہ آگیا۔وہ کیا کہتے ہیں مفت کی شراب تو......
ارے نہیں مشروب کا ذکر چھوڑو مفت کی تفریح اور وہ بھی جولیا کے
ساتھ۔واہ جب اللہ تعالیٰ کرم کرنے پر آئے تو سارے راستے کھل
جاتے ہیں۔لیکن"...... عمران نے کرسی سے اٹھ کر انتہائی مسرت
بھرے لہجے میں کہا مگر فقرے کے آخر میں لیکن کہہ کر اس طرح خاموش
ہو گیا جیسے کسی بات کی وجہ سے یکلخت جھجک کر رک گیا ہو۔
"اب کیا ہوا ہے"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔
"وہ وہ رقم تو تم اپنے پاس رکھو گی"...... عمران نے ہونٹ چباتے
ہوئے پوچھا۔
"اپنے پاس رکھوں گی۔کیا مطلب میں سمجھی نہیں"...... جولیا نے
حیران ہو کر پوچھا۔
"دراصل ہم مردوں کی عجیب سی نفسیات ہوتی ہے۔خاص طور پر
مشرقی مردوں کی۔اسے خوشی اس وقت ہوتی ہے جب رقم اس کے

ں ہو اور وہ خود اسے آزادانہ طور پر خرچ کرے۔عورتوں سے رقم
نے سے ساری تفریح اور خوشی کافور ہو جاتی ہے اور پھر تم نے ہر بار
نا ہے۔یہ کیوں اور وہ کیوں۔چلو چھوڑو جولیا۔تم آرام کرو میں بھی
ں فلیٹ جاتا ہوں۔جب میرے پاس کچھ رقم اکٹھی ہو جائے گی تو
پروگرام بنا لیں گے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے
ئے انتہائی مردہ سے لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف اس طرح
نے لگا جیسے جواری اپنی آخری بازی بھی ہار کر جا رہا ہو۔
"ٹھہرو مرد نہیں۔میں رقم تمہیں دے دوں گی جس طرح چاہنا
چ کرنا مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے
اور عمران بے اختیار خوشی سے اچھل پڑا۔
"واہ پھر تو واقعی مزہ آجائے گا۔آؤ پھر دیر کیوں کر رہی ہو۔چیف کا
م نہیں سنا تھا تم نے کہ دیر مت کرو"...... عمران نے خوش ہوتے
ئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔
"عجیب ہوتی ہے تم مردوں کی نفسیات بھی"...... جولیا نے ہنستے
ئے کہا۔
"اب کیا کروں مرد جو ہوا۔مجبوری ہے"...... عمران نے
ازے سے باہر آتے ہوئے کاندھے اچکا کر کہا اور جولیا اس کے اس
ے پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔تھوڑی دیر بعد وہ دونوں
ی میں بیٹھے ہوئے مین مارکیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔
نکہ عمران بھی وہاں ٹیکسی پر ہی آیا تھا۔مین مارکیٹ وہاں سے

قریب ہی تھی اور مین مارکیٹ میں واقع بینک میں جولیا کا اکاؤنٹ تھا۔

"کتنی رقم نکلواؤں" .... بینک کے سامنے ٹیکسی رکوا کر جولیا نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"دس پندرہ کروڑ تو نکلوا ہی لو۔ آخر تفریح کرنی ہے اور وہ بھی ایکریمیا میں سنا ہے بڑا مہنگا ملک ہے" .... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اتنی رقم دماغ تو نہیں خراب" .... جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیکسی ڈرائیور کی طرف ایک چھوٹا نوٹ بڑھایا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی بینک کی طرف بڑھ گئی۔ عمران کاندھے اچکاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ جولیا بینک میں داخل ہوتے ہی سیدھی مینجر کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ چونکہ یہاں اس کا کافی طویل عرصے سے اکاؤنٹ تھا۔ اس لئے یہاں کا سب عملہ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔

"اوہ مادام آپ۔ آیئے تشریف رکھیے" .... مینجر نے اخلاقاً کرسی سے اٹھ کر جولیا کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" .... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران خاموشی سے ساتھ والی کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کا اس معاملے سے قطعی لاتعلق ہو۔ جولیا نے جیکٹ کی جیب سے چیک بک نکالی اور اسے سامنے رکھ کر اس نے میز پر موجود قلمدان سے قلم اٹھایا اور چیک بھرنے میں مصروف ہو گئی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار بینک میں آیا ہو۔

"یہ چیک لیجئے اور اس رقم کے چھوٹے اور بڑے فارن کرنسی ٹریولز چیک دے دیجئے۔ ایکریمین سپاف کمپنی کے" .... جولیا نے چیک مینجر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تو ایکریمیا جانے کا پروگرام ہے" .... مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ مینجر نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو ہدایات دینے لگا اور پھر اس نے چپڑاسی کو بلا کر چیک اس کے حوالے کر کے کسی کو پہنچانے کا

"آپ کچھ پینا پسند فرمائیں گی" .... مینجر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ جولیا سے ہی مخاطب تھا۔ اس نے عمران کی طرف ذرا سی بھی توجہ نہ دی تھی۔

"جی نہیں شکریہ" .... جولیا نے جواب دیا۔

"مجھ سے اگر آپ پوچھیں تو میرا جواب یہ ہو گا کہ میں پینا پسند کروں گا" .... اچانک عمران نے مینجر سے مخاطب ہو کر کہا اور مینجر چونک کر عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

"جی فرمایئے۔ کیا پینا پسند کریں گے" .... مینجر نے اخلاقاً پوچھا۔

"پینے کے لئے کیا کیا ملتا ہے یہاں" .... عمران نے ایسے پوچھا جیسے مینجر کسی ہوٹل کا ویٹر ہو۔

"خاموش رہو ہمیں جلدی ہے" .... جولیا نے عمران کا موڈ ... کرتے ہی اس سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا تو جھاڑ بھی ملتی ہے پینے کے لئے یہاں۔ بہت خوب"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں جناب۔ آپ جو حکم دیں وہ مل جائے گا"۔۔۔ نے اخلاقاً کہا۔

"بلیک ہارس مل جائی گی"۔۔۔۔ عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں ۔۔ منیجر یوں کرسی پر اچھلا جیسے کرسی میں اچانک طاقتور ایک کرنٹ آگیا ہو۔

"جج۔ جی۔ کیا کہا آپ نے"۔۔۔ منیجر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے دونوں بینک کے کوئی معزز گاہک لگتے تھے۔ انہیں دیکھ کر منیجر کھڑا ہوا۔

"خاموش بیٹھے رہو سمجھے"۔۔۔۔ جولیا نے دانت پیستے ہوئے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا لیکن لہجہ سرگوشیانہ ہی

"اگر تم نے مجھے ایسے ہی ڈانٹنا ہے تو پھر میں باز آیا تفریح عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے چپڑاسی اندر اس نے ایک لفافہ منیجر کی طرف بڑھا دیا۔ منیجر نے لفافے سے چیک نکالے اور انہیں چیک کرنے کے بعد اس نے انہیں لفافے میں ڈالا اور لفافہ جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لیجئے چیک کر لیجئے"۔۔۔۔ منیجر نے کہا وہ اب جان عمران کی طرف نہ دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہوں گے شکریہ"۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور لفافہ لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آؤ"۔۔۔۔ جولیا نے عمران سے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"پلانے کی آفر ادھار رہی"۔۔۔۔ عمران نے مسکرا کر منیجر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ لو تم رکھ لو اور جس طرح چاہے خرچ کرو۔ اب تو خوش ہو"۔ بینک کی عمارت سے باہر آ کر جولیا نے لفافہ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کتنی مالیت کے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے لفافہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"دس لاکھ روپے کے ہیں"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے ایک جاتی ہوئی خالی ٹیکسی دیکھ کر اسے ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کر دیا۔ اتنے میں ٹیکسی قریب آ کر رک گئی اور جولیا دروازہ کھول کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ عمران بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"ایئر پورٹ چلو"۔۔۔۔ جولیا نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"کنگ روڈ سے ہو کر چلنا۔ میں نے وہاں چند لمحوں کے لئے رکنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیوں۔ فلیٹ پر کیوں جا رہے ہو"۔۔۔۔ جولیا نے مشکوک سی

نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہی نہ تھا کہ تم رقم خرچ کرنے پر آمادہ ہو جاؤ گی۔ اس لئے میں نے سلیمان کو بتایا ہی نہیں کہ میں ایکریمیا جا رہا ہوں جب کہ اسے بتانا ضروری ہے۔ تاکہ کہیں وہ رات کا کھانا نہ تیار کر دے اس طرح بجٹ کا نقصان ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہاں ایئرپورٹ سے فون کر دینا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں چلو اب تو کنگ روڈ نزدیک آ گئی ہے"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے فون کا خیال ہی نہ آیا ہو۔ کنگ روڈ پر پہنچتے ہی عمران نے کار فلیٹ کے سامنے رکوائی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کرنے کی بجائے دروازے پر دستک دی تو دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا اور دروازے پر جوزف موجود تھا۔

"کیا ہوا"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ غیر ملکی سٹنگ روم میں پڑا ہے"...... جوزف نے عمران کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"گڈ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے سٹنگ روم میں پہنچ گیا جہاں ایک غیر ملکی فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"اسے اٹھا کر عقبی طرف سے لے جا کر طاہر تک پہنچا دو۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور

جوزف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے جھک کر غیر ملکی کو کاندھے پر اٹھایا اور تیزی سے سٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب میں جولیا کے ساتھ ایئرپورٹ جا رہا ہوں۔ ایک آدمی میرے فلیٹ کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے اسے چیک کر لیا تھا۔ لیکن میں یہاں الجھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے جوزف کو بلا کر اسے ٹریپ کرا لیا تھا۔ جوزف اسے دانش منزل لے آ رہا ہے۔ فلائٹ کی روانگی میں ابھی ایک گھنٹہ دیر ہے۔ آپ اس سے پوچھ گچھ کر کے مجھے ایئرپورٹ فون کر دیں"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا پوچھ گچھ کرنی ہے"...... دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

"یہی جناب کہ وہ کس کے کہنے پر نگرانی کر رہا تھا۔ ایکریمیا میں وہ رپورٹ کسے دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ باقی آپ خود سمجھدار ہیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ گو اسے معلوم تھا کہ جولیا فلیٹ سے باہر ہے۔ لیکن وہ جولیا کی عادت کو اچھی طرح جانتا تھا کہ ہو سکتا ہے وہ عمران کے اس طرح اچانک فلیٹ میں آنے سے مشکوک ہو کر بلی کی طرح دبے پاؤں چلتی ہوئی اندر آ چکی ہو

اس لئے وہ احتیاط کر رہا تھا۔

"سلیمان"...... عمران نے رسیور رکھ کر سلیمان کو آواز دی۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے کچن سے باہر نکل کر آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ چیک ہیں انہیں ابھی جا کر جولیا کے اکاؤنٹ میں واپس جمع کرا دو۔ سٹی بینک مین مارکیٹ برانچ"۔ عمران نے جیب سے لفافہ نکال کر سلیمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور خود تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا باہر ہی تھی۔ پھر عمران جیسے ہی فلیٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اس نے جولیا کو انتہائی احتیاط بھرے انداز میں سیڑھیاں چڑھتے دیکھ لیا۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ کیا ٹیکسی والا بھاگ گیا ہے"...... عمران نے تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔

"تم نے اتنی دیر کیوں لگا دی"...... جولیا نے چونک کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ دراصل سلیمان ضد کر رہا تھا کہ اگر مس جولیا کا خرچہ ہو رہا ہے تو میں بھی ساتھ جاؤں گا۔ بڑی مشکل سے ٹافیوں کے ایک پیکٹ کا لالچ دے کر اسے بہلایا ہے"...... عمران نے سیڑھیاں اتر کر ٹیکسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور جولیا خاموشی سے مڑ کر اس کے پیچھے آ گئی۔ چند لمحوں بعد ٹیکسی تیزی سے ایئرپورٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"کیا ٹکٹیں فوری طور پر مل جائیں گی"...... جولیا نے اچانک

چونک کر کہا۔

"اب اتنا بھی کیا گزرا نہیں ہے سلیمان کہ اس کے کچن کی پرانی کیتلیوں اور چائے دانیوں میں سے دو آدمیوں کے ایکریمیا تک کا کرایہ ہی نہ نکل سکے۔ اس لئے فکر مت کرو ٹکٹیں میں نے پہلے ہی بک کرا لی تھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تو سلیمان رقم کیتلیوں اور چائے دانیوں میں چھپا کر رکھتا ہے"۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بے چارہ کوشش تو بہت کرتا ہے کہ ایسی جگہوں پر رقم چھپائے جہاں سے میں اسے تلاش نہ کر سکوں۔ لیکن اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بیگمات والی خصوصیات عنایت کر رکھی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بیگمات والی۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"جب تم مس سے بیگم بنو گی تو پھر تمہیں مطلب بھی سمجھ میں آ جائے گا۔ بیچارہ شوہر لاکھ رقم کو بیگم کی نظروں سے چھپا کر رکھے لیکن بیگم ایک لمحے میں تلاش کر لیتی ہے اور بیچارہ شوہر پھر نئی جگہ سوچنا شروع کر دیتا ہے"...... عمران نے کہا اور جولیا ایک بار پھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ایسا وہ بیویاں کرتی ہوں گی جنہیں ان کے شوہر رقم نہ دیتے ہوں گے"...... جولیا نے لطف لیتے ہوئے کہا۔

"ارے کچھ نہ کچھ تو تنخواہ پر بیچارے شوہر کا بھی حق ہوتا ہے۔ چائے پینی ہوتی ہے۔ کبھی دوستوں کی پارٹی کرنی پڑ جاتی ہے لیکن بیگم تو کھڑے کھڑے ساری تنخواہ وصول کر لیتی ہے۔ اس لئے مجبوراً بیچارے شوہر کو ٹی اے بل۔ میڈیکل بل اور ایسی ہی رقومات چھپا کر رکھنی پڑتی ہیں۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ بیگم ہو اور اس کی نظروں سے رقم چھپ سکے۔ ناممکن اور بیچارے شوہر کو اسی طرح بس کا کرایہ لینے کے لئے گھنٹہ بیگم کو سمجھانا پڑتا ہے کہ پیدل چلنے سے صحت ضرور بنتی ہے لیکن آدمی تھک جاتا ہے اور تھکا ہوا آدمی دفتر میں کام صحیح طور پر نہیں کر سکتا اور کام صحیح طریقے پر نہ کیا جائے تو نوکری سے چھٹی بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح سالم تنخواہ کے بھی لالے پڑ سکتے ہیں اور مجبوراً بیگم کو ساری تنخواہ کے خاتمے کی منحوس بات سننے کی وجہ سے بس کا کرایہ دینا پڑتا ہے"...... عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی اور جولیا کا چہرہ ہنسی روکنے کی وجہ سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔ کیونکہ اس نے بیک مرر میں ڈرائیور کو بھی ہنستا ہوا دیکھ لیا تھا اور اسے خیال آگیا تھا کہ وہ بہرحال ٹیکسی میں بیٹھی ہوئی ہے۔

"بیچارے شوہر"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں شوہر بیچارے ہی ہوتے ہیں کیوں مسٹر ڈرائیور تم بیچارے ہو یا باچارے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ ڈرائیور سے مخاطب ہو گیا۔

"میں بھی بے چارہ ہی ہوں جناب۔ آپ نے جو کچھ کہا ہے۔ سو

فیصد ایسا ہی ہوتا ہے"...... ڈرائیور نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن تم تو تنخواہ دار نہیں ہو اور تمہاری بیوی کو کیا معلوم کہ تم کتنا کما لاتے ہو۔ لازمی بات ہے کبھی کم کماتے ہو گے اور کبھی زیادہ"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ شاید اسے خیال آگیا تھا کہ بات عورتوں کے خلاف ہو رہی ہے اور وہ بہرحال ان دو مردوں کے درمیان عورتوں کی واحد نمائندہ ہے۔

"اسے میری شکل دیکھ کر ہی پتہ چل جاتا ہے کہ آج کتنی کمائی ہوئی ہے"...... ڈرائیور نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا اور اس بار جولیا کے ساتھ ساتھ عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایئر پورٹ پہنچ چکے تھے۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔

"باقی بھی رکھ لو اور سنو باقی رقم میں سے ایک چھوٹی سی پرفیوم کی شیشی اپنی بیوی کے لئے خرید لینا۔ عورت کو جب تحفہ ملتا ہے تو اسے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ اس کی باقی صلاحیتیں میں سب ماؤف ہو جاتی ہیں۔ اس لئے باقی رقم آسانی سے چھپا لو گے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ایئر پورٹ کی طرف بڑھ گیا۔ البتہ مڑتے ہوئے اس نے ڈرائیور کے چہرے پر ایسے تاثرات ضرور دیکھ لئے تھے جیسے اسے عمران کا یہ قیمتی مشورہ بے حد پسند آیا ہو۔

عمران نے جا کر بورڈنگ کارڈ لئے اور پھر وہ دونوں اندر لاؤنج میں جا کر بیٹھ گئے۔ ابھی فلائٹ کی روانگی میں ایک گھنٹہ دیر تھی۔

"مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا کہ چیف نے واقعی تفریح کے لئے ہمیں بھیجا ہو گا"...... جولیا نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیوں کیا تفریح ہمارا حق نہیں ہے۔ ہم مشینیں تو نہیں ہیں کہ چوبیس گھنٹے اور بارہ مہینے بس کام ہی کیے جائیں۔ جیتے جاگتے انسان ہیں اور انسانوں کو بہرحال تفریح کی ضرورت ہوتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے۔ کبھی کبھی واقعی میں بھی یکسانیت سے بیزار ہو جاتی ہوں۔ ویسے ایک بات ہے۔ اگر ہم نے ذاتی خرچہ ہی کرنا تھا تو پھر باقی ساتھیوں کو ساتھ لے جایا جا سکتا تھا"۔ جولیا نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے۔ ساری تفریح غارت ہو جائے۔ وہ صفدر بزرگوں کی طرح نصیحتیں کرنا شروع کر دیتا ہے۔ کیپٹن شکیل مفکروں کی طرح یہ سوچنا شروع کر دیتا ہے کہ جہاز میں اگر سیٹوں کی ترتیب بدل دی جاتی تو اس سے مسافروں کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ تنویر تمہیں گھورتا رہتا ہے اور مجھ پر غصہ نکالتا رہتا ہے۔ نعمانی۔ چوہان صدیقی اور خاور چاروں معصوم بھیڑوں کی طرح بس کان ہلاتے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔ کیا خاک تفریح ہونی تھی"...... عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تمہاری بات درست ہے"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایئرپورٹ ملازم کو اپنی میز کی طرف بڑھتے دیکھ کر

چونک پڑی۔ عمران بھی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ ملازم کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

"آپ کا نام علی عمران ہے ناں جناب۔ آپ کی کال ہے"۔ ملازم نے قریب آکر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا اور فون پیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا تم مجھے پہچانتے ہو"...... عمران نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب آپ اکثر یہاں آتے رہتے ہیں اور میرا ایک ساتھی آپ کا ہمسایہ ہے۔ اس نے مجھے آپ کے متعلق بتایا تھا"...... ملازم نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

"یہ کس کا فون ہو سکتا ہے"...... جولیا نے قدرے مشکوک سے لہجے میں کہا۔

"ایک ہی آدمی کو پتہ ہے کہ ہم دونوں ایکریمیا جا رہے ہیں اور ہے وہ تمہارا چیف"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کا بٹن دبا کر رابطہ آن کر دیا۔

"ہیلو بے سر عمران ولد سر عبدالرحمن ولد سر جہاندار خان۔ اس سے آگے کا شجرہ نسب مجھے معلوم نہیں ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ میں بے چارہ ہی بغیر سر کا ہوں باقی سارے سر والے ہی ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے سرد آواز سنائی دی اور جولیا جو

سامنے بیٹھی دوسری طرف سے آتی ہوئی ہلکی سی آواز سن رہی تھی بے اختیار چونک پڑی۔

" یس سر۔اسی لئے تو میں نے صرف دو نسلوں تک کے سر بتائے تھے۔یعنی ٹو سر "...... عمران نے جواب دیا اور جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

" فضول باتیں مت کیا کرو۔ ناراک کے الیگزینیڈر گروپ کو چیک کر لینا۔الیگزینیڈر بار سمتھ فیلڈ روڈ ناراک "...... ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

" مم۔مم۔مگر سر یہ تو سرکاری کام شروع ہو گیا۔ہم تفریح کے لئے جا رہے ہیں اور خرچہ بھی ہمارا اپنا ہے سر۔یہ تو زیادتی ہے سر"۔عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

" اس اطلاع کے بعد اب یہ مشن سرکاری ہو چکا ہے۔اس لئے جولیا اور تم سرکاری طور پر جا رہے ہو "...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

" شش شش شکریہ۔بڑی بڑی مہربانی۔اب اس گروپ تو کیا میں پورے ناراک کو چیک کر سکتا ہوں "...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور فون پیس آف کر کے میز پر رکھ دیا۔کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ آف ہو چکا تھا۔

" مبارک ہو جولیا اب ہم سرکاری تفریح پر جا رہے ہیں۔دیکھا کیسا داؤ لگایا ہے کہ تمہارا چیف چاروں شانے چت گرا ہے۔ہونہہ کہہ رہا

تھا کہ میں تو خرچہ نہیں کرتا اپنے خرچے پر جاؤ۔اب کیسے مانا ہے"۔عمران کے لہجے میں ایسی مسرت تھی جیسے اس نے کوئی بہت بڑا قلعہ لڑ کر فتح کر لیا ہو۔

" میری رقم نکالو "...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

" رقم کیسی رقم "...... عمران نے چونک کر کہا۔اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ جولیا کو سرکاری خرچے کا بتا کر اب پچھتا رہا ہو۔

" وہ دس لاکھ روپے کے ٹریولرز چیک "...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

" اچھا وہ..... ٹھیک ہے لے لینا۔اب واپس جا کر ہی تم نے بینک میں جمع کرانے ہیں۔اتنی بھی کیا بے صبری ہے کچھ دیر مجھے خوش ہو لینے دو کہ میرے پاس جولیا کے دس لاکھ روپے ہیں "...... عمران نے کہا۔

" نہیں نکالو انہیں "...... جولیا کا لہجہ اور سخت ہو گیا۔

" لیکن وہ تو تم نے مجھے دے دیئے تھے "...... عمران نے کہا۔

" ہاں لیکن اس وقت ذاتی خرچے کی بات تھی لیکن اب ایسا نہیں ہے۔اس لئے میری رقم واپس کرو "...... جولیا نے کہا۔

" کمال ہے۔کیا مجھ پر دس لاکھ روپے کا بھی اعتبار نہیں ہے"۔عمران نے کہا۔

" ہرگز نہیں۔دو مجھے یہ میری ذاتی رقم ہے "...... جولیا بھی شاید

ضد پر اتر آئی تھی۔

"ارے تم اپنے آپ میں اور مجھ میں فرق سمجھتی ہو۔ لاحول ولا قوۃ۔ میں نے تو کبھی فرق نہیں سمجھا"...... عمران نے ایک اور انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم پہلے وہ ٹریولز چیک دو بس میں نے کہہ دیا ہے۔ اب میں تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گی"...... جولیا واقعی عورتوں کی مخصوص نفسیات کی بنا پر ضد پر اتر آئی تھی۔

"مگر وہ۔ وہ تو میں نے سلیمان کو دے دیئے تھے۔ اس کی تنخواہوں کے بل میں۔ میں نے سوچا چلو کچھ تو ادھار اترے گا۔ وہاں ایکریمیا میں کچھ نہ کچھ ہو ہی جائے گا۔ کسی پرانے دوست کے گلے پڑ جائیں گے"۔ عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"کیا...... کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے رقم سلیمان کو دے دی ہے۔ ہونہہ اسی لئے فلیٹ پر گئے تھے۔ چلو اٹھاؤ فون کرو سلیمان کو اور اسے کہو کہ فوراً رقم یہاں ایئر پورٹ پر دے کر جائے۔ اٹھاؤ فون ورنہ"...... جولیا نے غصے سے آگ بگولا ہوتے ہوئے کہا عمران چند لمحے خاموشی سے جولیا کو دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون پیس اٹھایا اور اپنے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جولیا اسی طرح ہونٹ بھینچے انتہائی سخت نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز

سنائی دی۔

"سلیمان میں عمران بول رہا ہوں۔ وہ مس جولیا کے ٹریولز چیک اس کے بینک میں جمع کرا دیئے ہیں"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"جی ہاں صاحب ابھی جمع کرا کر واپس آ رہا ہوں۔ فلیٹ میں داخل ہوتے ہی آپ کی کال اٹنڈ کی ہے"۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا ایسا کرو۔ سپیشل سیف میں سے بیس لاکھ روپے نکال کر ابھی جا کر مس جولیا کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دو۔ اس بیچاری کو بے حد ضرورت ہے اور ساتھیوں کی ضرورت کا خیال تو بہرحال کرنا ہی پڑتا ہے"...... عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جی صاحب"...... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا اور عمران نے بٹن آف کر کے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ وہ بینک مینجر کے دفتر میں کافی دیر بیٹھا رہا تھا اس لئے اس نے فون پر لکھے ہوئے نمبر دیکھ لئے تھے۔

"مینجر سٹی بینک مین مارکیٹ برانچ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مس جولیا کے اکاؤنٹ میں دس لاکھ روپے کے ٹریولز چیک جمع ہو چکے ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر ابھی واپس جمع کرائے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"وہی آدمی بیس لاکھ روپے کیش لے کر آ رہا ہے وہ بھی مس صاحبہ کے اکاؤنٹ میں جمع کر لینا"........ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب۔آپ کون صاحب بول رہے ہیں"........ منیجر نے جواب دیا۔

"وہی جسے تمہارے دفتر میں کسی مشروب کی بجائے جھاڑ پینی پڑی تھی۔مس جولیا کی"........ عمران نے جواب دیا اور بٹن آف کر کے اس نے فون پیس میز پر رکھ دیا۔جولیا بت بنی بیٹھی ہوئی تھی۔اس کے چہرے پر شدید ترین شرمندگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم نے بینک منیجر کی آواز سن لی ہو گی۔یہ میں نے اس لئے کنفرمیشن نہیں کی کہ مجھے سلیمان پر اعتماد نہیں تھا۔بلکہ اس لئے کی ہے کہ تم کنفرم ہو جاؤ۔ورنہ ہو سکتا ہے۔تم اسے بھی ڈرامہ سمجھتیں میں اس لئے فلیٹ پر گیا تھا تاکہ میں سلیمان کو ٹریولز چیک دے کر اسے واپس بینک بھجوا دوں۔اللہ کا کرم ہے۔اب اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہوں میں۔میں نے تو تم سے رقم اس لئے لی تھی کہ مجھے اس سے مسرت ہوئی تھی کہ تم میرا اتنا خیال رکھتی ہو اور میں نے بیس لاکھ روپے بھی اس لئے تمہارے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیئے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ عمران کو تم سے صرف رقم لے کر خوشی نہیں ہوئی۔دے کر بھی خوشی ہوئی ہے۔اس رقم سے تم اپنی آئندہ سالگرہ پر میری طرف سے کوئی تحفہ خرید لینا"........ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور پھر فون پیس اٹھا کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا تاکہ فون پیس

واپس کرنے کے ساتھ ساتھ کاؤنٹر پر کالوں کی ادائیگی بھی کر دے۔

"میں سخت شرمندہ ہوں عمران۔مجھے واقعی ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا۔نجانے کیوں بس مجھ پر ضد سوار ہو گئی تھی میں واپس آ کر تمہاری رقم بھی تمہیں دے دوں گی اور وہ دس لاکھ روپے بھی۔تم بے شک میری طرف سے انہیں کسی فلاحی ادارے کو دے دینا لیکن دینا اپنے ہاتھوں سے۔مجھے معاف کر دو"........ جولیا نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔اس کی آواز جذبات کی وجہ سے لرز رہی تھی۔

"وعدہ"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں وعدہ"........ جولیا نے جواب دیا۔

"گڈ اس کا مطلب ہے ڈرامہ کامیاب رہا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"ڈرامہ۔کیسا ڈرامہ"........ جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہی رقم واپس کرنے والا اور بیس لاکھ روپے مزید دینے والا۔سلیمان اب واقعی بہت بڑا اداکار بن گیا ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب سلیمان کی اداکاری کا اس میں کیا تعلق"........ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سنو مجھے معلوم تھا کہ ایکسٹو نے کسی بھی لمحے ہمیں کام بتا دینا ہے اس طرح خرچہ سرکاری ہو ہی جائے گا۔یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایکسٹو

جیسا پتھر دل آدمی یہ برداشت کر سکے کہ ہم بغیر کسی کام کے یوں
ایکریمیا میں تفریح کرتے پھریں اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ جیسے ہی
ایکسٹو نے کام بتایا تم نے اپنی رقم واپس ڈیمانڈ کر لینی ہے اس سے
حفظ ماتقدم کے طور پر میں نے رقم اپنی تحویل میں لے لی تھی۔ میں
فلیٹ پر اترا اس لئے تھا کہ سلیمان کو پورا ڈرامہ سمجھا دوں۔ اسے میں
نے لفافہ دے کر کہا کہ تھا وہ تمہارے بینک جا کر مینجر سے ملے اور یہ
ٹریولز چیک بھی کیش کرا لائے اور مینجر کی آواز بھی اچھی طرح سن لے
باقی باتیں بھی میں نے اسے سمجھا دی تھیں۔ تم نے غور نہیں کیا کہ
دوسری بار میں نے بینک میں نہیں بلکہ دوبارہ اپنے فلیٹ پر ہی فون
کیا تھا اور سلیمان نے مینجر کی آواز کی نقل کامیابی سے کر لی۔ اس طرح
دو کالوں کی معمولی سی رقم خرچ کر کے دس لاکھ روپے کما لینا گھاٹے کا
سودا نہیں رہا ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا کے
چہرے پر ایک بار پھر غصے کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"لیکن میں نے تو وعدہ یہ رقم کسی فلاحی ادارے کو دینے کا کیا
ہے" ...... جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"دارالحکومت میں سب سے بڑا فلاحی ادارہ تو میرا فلیٹ ہے
سلیمان اس کا مینجر ہے۔ اگر تم چاہو گی تو باقاعدہ رسید بھی جاری کر دی
جائے گی" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا بے
اختیار ہنس پڑی۔

"تم دونوں واقعی شیطان ہو۔ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کہ تم

پیشگی یہ سب کچھ سوچ سکتے ہو" ...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دولت کمانی بڑی مشکل ہے مس جولیا۔ خاص طور پر ہم جیسے فری
لانسر کے لئے۔ تمہیں تو بھاری تنخواہیں مل جاتی ہیں اور سارے
اخراجات سیکرٹ سروس ادا کرتی ہے۔ جب کہ ہمیں ایک معمولی سا
چیک دے کر ٹرخا دیا جاتا ہے۔ اس لئے ایسے ڈرامے نہ کیے جائیں تو
واقعی آدمی بھوکا مر جائے" ...... عمران نے کہا۔ اس نے یہ بات اس
لئے بنائی تھی کہ جولیا واقعی انتہائی شرمندہ ہو رہی تھی۔

"تم اگر کہو تو میں چیف سے اصرار کر کے تمہیں سیکرٹ سروس
میں باقاعدہ شامل کرا دوں۔ مجھے یقین ہے کہ جب میں نے اصرار کیا تو
چیف میری بات نہیں ٹالے گا" ...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ایسا غضب نہ کرنا ورنہ میرا روشن مستقبل تاریک
ہو کر رہ جائے گا" ...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"روشن مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ کیا مطلب" ...... جولیا نے
حیران ہو کر کہا۔

"اگر میں سیکرٹ سروس میں شامل ہو گیا تو تمہیں معلوم ہے کہ
میری ملازمت کا آغاز اب ہو گا۔ اس طرح میں پوری ٹیم میں سب سے
جونیئر ممبر ہوں گا اور ساتھ ہی سرکاری قواعد و ضوابط بھی مجھ پر لاگو ہو
جائیں گے اور جونیئر آدمی کو صدر مملکت بھی چاہیں تو سیکرٹ سروس کا
چیف نہیں بنا سکتے۔ جب کہ اب میں فری لانسر ہوں اور آئین کے
مطابق سیکرٹ سروس کے سربراہ کی موت کے بعد اس وقت کے صدر

مملکت کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ سیکرٹری وزارت خارجہ کی سفارش
پر اس سیٹ کے لئے کسی کی بھی نامزدگی کر سکتا ہے اور چاہئے تو
سنیارٹی کے لحاظ سے سیکرٹ سروس کے ممبر کو چیف کی جگہ دی جا سکتی
ہے اور میں نے سر سلطان سے وعدہ لے رکھا ہے کہ جیسے ہی تمہارے
باس صاحب اس جہان فانی سے انتقال فرمائیں وہ فوراً میری بطور
ایکسٹو سفارش صدر مملکت سے کر کے مجھے چیف بنا دیں اس لئے میں
تو سیکرٹ سروس کا چیف بن کر اپنا روشن مستقبل ہمیشہ کے لئے
روشن کرنا چاہتا ہوں اور تم مجھے سیکرٹ سروس میں شامل کرا کر میرا
روشن مستقبل تاریک کر دینا چاہتی ہو" ...... عمران نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم یہ امید لگائے بیٹھے ہو اور چیف کے خلاف سازشوں میں
مصروف ہو لیکن تمہاری یہ حسرت کبھی پوری نہیں ہوگی۔ اول تو اللہ
تعالیٰ چیف کو پاکیشیا کے بارہ کروڑ عوام کی دعاؤں سے عمر خضر عطا
فرمائے گا لیکن اگر کبھی ایسا موقع آ بھی گیا تب بھی اس عہدے پر کوئی
نامزدگی نہیں ہوگی سمجھے" ...... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے۔ کیوں نہیں ہو سکتی نامزدگی" ...... عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ سیکرٹ سروس کے اپنے رولز ہیں جنہیں قومی اسمبلی
بھی تبدیل نہیں کر سکتی اور ان رولز کے مطابق سیکرٹ سروس کا
چیف سیکرٹ سروس سے ہی ہو سکتا ہے۔ باہر سے نہیں" ...... جولیا

نے بڑے حتمی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے اب دو اور صورتوں پر سوچنا پڑے گا" ۔
عمران نے چونک کر کہا۔

"کون سی دو صورتیں" ...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ چیف سے منت کی جائے کہ وہ
اپنے وصیت نامے میں مجھے اپنا جانشین مقرر کر جائے۔ مجھے امید ہے
کہ حکومت چیف کی خدمات کے عوض ان کی وصیت کا احترام کرے
گی" ۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"منہ دھو رکھو ایسا ممکن ہی نہیں۔ چیف سختی سے اصول و ضوابط
کا پابند ہے وہ کوئی ایسی وصیت کر ہی نہیں سکتا" ...... جولیا نے
جواب دیا۔

"دوسری صورت ذرا رومانٹک سی ہے۔ چلو پھر کبھی کریں گے۔ آؤ
کچھ کھا پی لیں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ آج کل فلائٹ میں انسانوں کو
چیونٹیوں جیسی خوراک دی جاتی ہے" ...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"نہیں اب فلائٹ جانے میں زیادہ وقت نہیں رہا بیٹھو۔ تم پہلے
بتاؤ دوسری کون سی ایسی صورت ہے جسے تم رومانٹک کہہ رہے ہو"۔
جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا کرو گی پوچھ کر تم پھر خواہ مخواہ ناراض ہو جاؤ گی" ...... عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ"...... وعدہ ناراض نہیں ہوں گی"...... جولیا نے ایک بار پھر ضد کرتے ہوئے کہا۔

"تم سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف ہو اور ظاہر ہے ۔ قواعد کے مطابق فرسٹ چیف کے بعد سیکنڈ چیف کا ہی نمبر آتا ہو گا ۔ اس لئے یقیناً چیف کے بعد تم سیکرٹ سروس کی چیف بن جاؤ گی ۔ اس طرح بھی تو کام بن سکتا ہے ۔ چاہے نصف بدتر جیسا کام ہی کیوں نہ ہو ۔ بہر حال نصف تو ہے ۔ باقی نصف کا بھی بندوبست ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اور قدرے شرماتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا منہ پھاڑے چند لمحوں تک اسے اس طرح دیکھتی رہی جیسے اسے عمران کی بات کی سمجھ ہی نہ آئی ہو ۔

"نصف بدتر ۔ کیا مطلب ۔ کیا کہنا چاہتے ہو"۔ جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب بیگم کو نصف بہتر کہا جائے گا تو بیچارہ شوہر نصف بدتر ہی کہلائے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور جولیا یکلخت اس طرح مسکرا دی جیسے کوئی سہانا خواب دیکھتے ہوئے نیند میں سونے کے باوجود آدمی کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ رینگنے لگتی ہے۔

"پھر ۔ پھر تو نصف کیا بلکہ"...... جولیا نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر بہار کے سارے رنگ بیک وقت بکھر گئے تھے ۔

"لیکن"...... اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا

بے اختیار چونک پڑی ۔

"لیکن کیا"...... جولیا کا رنگ تیزی سے بدلنے لگا تھا۔

"لیکن مجبوری یہ ہے کہ رقیب روسیاہ ۔ اوہ سوری رقیب روسفید کی موجودگی میں یہ خیال است و محال است والا معاملہ ہو جاتا ہے ۔ اب دیکھو ابھی صرف بات ہی ہوئی ہے کہ وہ صاحب آن پہنچے ہیں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون ۔ کون آن پہنچا ہے"...... جولیا نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ واقعی تنویر کو تیزی سے اپنی میز کی طرف بڑھتے دیکھ کر حیران رہ گئی ۔

"تنویر تم اور یہاں کیسے آنا ہوا"...... جولیا نے تنویر کے قریب پہنچنے پر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کے ساتھ ایکریمیا جاؤں گا ۔ چیف نے فون کر کے کہا ہے کہ میں فوراً ایئر پورٹ پہنچ جاؤں ۔ میری ٹکٹ اور سیٹ کا بندوبست ہو چکا ہے ۔ وہاں مس جولیا اور عمران موجود ہوں گے"...... تنویر نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور بڑے اطمینان سے ایک خالی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"مگر ہم دونوں تو تفریح کے لئے جا رہے ہیں ۔ چیف نے اجازت دی ہے"...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں پہلے تم واقعی تفریح کے لئے جا رہے تھے ۔ لیکن اب نہیں ۔ چیف نے مجھے خود بتایا ہے کہ پہلے وہ دونوں اپنے ذاتی خرچ پر تفریح کے

لئے جا رہے تھے۔ لیکن پھر سرکاری کام نکل آیا اور اب چونکہ خرچہ سرکاری ہے اس لئے اب میں بھی ساتھ جاؤں گا اور انہوں نے کہا کہ اگر عمران صاحب ضرورت محسوس کریں تو باقی ٹیم کو بھی بھجوایا جا سکتا ہے"...... تنویر نے مزے لے لے کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ اس طرح یہاں آنے اور ساتھ جانے پر بے حد مسرت محسوس کر رہا ہو لیکن جولیا کے ہونٹ بھینچ گئے تھے۔

"دیکھا جولیا ابھی معاملہ صرف تجویز کی حد تک ہی تھا کہ تمہارے چیف کو خبر ہو گئی۔ عجیب نجومی قسم کے چیف سے پالا پڑ گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ تنویر نے آخری لمحات میں انہیں جوائن کرنا ہے۔ وہ شروع سے ہی تنویر اور جولیا کو ساتھ لے جانے کا پروگرام بنا کر چلا تھا۔ لیکن صرف شرارت کی بنا پر جولیا کو تنگ کرنے کی خاطر اس نے یہ سارا ڈرامہ کھیلا تھا۔

"ہونہہ اب کہا بھی کیا جا سکتا ہے"...... جولیا نے بے بسی سے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ میرے ساتھ جانے پر خوش نہیں ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ کیسے واپس جا سکتے ہو۔ تمہارے ہونے سے کم از کم میں تو پولیس کے ہاتھوں محفوظ رہوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پولیس کے ہاتھوں کیا مطلب"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"جب بھائی ساتھ ہو تو پولیس کچھ نہیں کہتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی مگر تنویر نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے غصے سے دانت پیس رہا ہو۔ اسی لمحے فلائٹ کی روانگی کا اعلان ہونا شروع ہو گیا اور وہ تینوں باقی مسافروں کے ساتھ کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میجر اس جان ولسن کا رویہ کچھ پراسرار سا لگتا ہے ۔ مجھے تو یوں محسوس ہوا ہے جیسے وہ جان بوجھ کر غلط بیانی کر رہا ہو "...... جان ولسن کے کمرے سے باہر نکل کر ہوٹل کے ہال کی طرف آتے ہوئے کیپٹن توفیق نے کہا۔

"ہاں وہ سب کچھ جانتا ہے ۔ مگر ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہا ہے "۔ میجر پرمود نے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف جانے کی بجائے وہ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے کیبنز کی طویل قطار کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک خالی کیبن میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ میجر پرمود نے ویٹر کو شراب لانے کے لئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر کے اس نے یہ باکس دوبارہ جیب میں ڈال لیا ۔ ویٹر نے شراب سے بھرے ہوئے دو جام لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے ۔

"پردہ برابر کر دو "...... میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے ہاتھ بڑھا کر پردہ برابر کر دیا اور دوسرے لمحے پرمود کی جیب سے سیٹی جیسی آواز برآمد ہوئی اور میجر پرمود کے ساتھ ساتھ توفیق بھی چونک پڑا ۔ میجر پرمود نے جلدی سے جیب سے وہی باکس نکال کر میز پر رکھ دیا ۔

"ہیلو ولسن بول رہا ہوں "...... جان ولسن کی آواز سنائی دی ۔

"ماریو بول رہا ہوں جان ولسن ۔ سنا ہے بلگارنیہ کے میجر پرمود نے تم سے ملاقات کی ہے "...... ایک دوسری آواز سنائی دی ۔ بولنے والے کی آواز اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بوڑھا آدمی ہے اور پھر ان دونوں کے درمیان بات چیت شروع ہو گئی ۔ پرمود اور توفیق دونوں خاموش بیٹھے سنتے رہے ۔ آواز اتنی ہلکی تھی کہ انہیں یقین تھا کہ آواز کیبن سے باہر نہ جا رہی ہو گی اور ایسے کیبنز کے اصولوں کو بھی وہ جانتے تھے کہ جب تک پردہ برابر رہے گا ۔ ویٹر اندر داخل نہیں ہو گا ۔ اس لئے وہ دونوں اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے ۔ گفتگو ختم ہوتے ہی باکس سے آوازیں نکلنی بھی بند ہو گئیں ۔ میجر پرمود نے باکس کا بٹن آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا ۔

"دونوں جام ادھر گملے میں الٹا دو اور سنو ہماری نگرانی ہو رہی ہے ۔ اس لئے پہلے مجھے اس نگرانی کرنے والوں کا بندوبست کرنا ہو گا ۔ پھر اس بوڑھے جان ولسن سے باتیں ہوں گی ورنہ ماریو کو پھر خبر مل جائے گی کہ میں دوبارہ جان ولسن کے پاس گیا ہوں "...... میجر پرمود نے کہا ۔

"لیکن کس طرح چیکنگ ہو گی۔ نجانے کتنے افراد ہوں"۔ توفیق نے کہا۔

"یہاں ایک دو سے زیادہ آدمی نہ ہوں گے اور لازمی بات ہے کہ ایک اندر ہو گا اور ایک باہر ہم دونوں یہاں سے اکٹھے باہر جائیں گے۔ پھر تم ادائیگی کے لئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ جانا جب کہ میں دروازے کے پاس تمہارے انتظار کے لئے رک جاؤں گا۔ اندر موجود آدمی ظاہر ہے یہی سمجھے گا کہ ادائیگی کے بعد ہم لامحالہ باہر جائیں گے اس لئے نفسیاتی طور پر وہ ہم سے پہلے باہر جا کر اپنے ساتھی کو آگاہ کرنا چاہے گا اور اس کے بعد ان دونوں کو اغوا کرنا اور اس ہوٹل کی عقبی گلی میں لے آنا ہمارا کام ہو گا"...... میجر پرمود نے کہا اور توفیق نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ دونوں اٹھے اور کیبن سے باہر آ گئے۔ توفیق جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا جب کہ میجر پرمود آہستہ آہستہ چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ لیکن اس کی تیز نظروں نے ایک لمحے میں ہال میں موجود افراد کا جائزہ لے لیا تھا اور پھر وہ دروازے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اس نے میز پر اکیلے بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس نے ایک نوٹ میز پر پڑے ہوئے جام کے نیچے اس طرح رکھ دیا تھا جیسے اسے جانے کی انتہائی جلدی ہو اور وہ ویٹر کے آنے اور اسے بل دینے کا انتظار نہ کر سکتا ہو اس کے اس انداز سے ہی پرمود سمجھ گیا کہ یہی آدمی ان کی نگرانی پر مقرر ہے۔ وہ آدمی پرمود کے قریب سے تیزی سے گزر کر باہر نکل گیا۔

اسی لمحے توفیق بھی آ گیا۔

"آؤ میں نے اسے چیک کر لیا ہے"...... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے باہر نکل آیا۔ اس نے اس آدمی کو دیکھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پرمود نے بھی اپنا رخ پارکنگ کی طرف موڑ دیا پرمود اسے پارکنگ کی طرف جاتے دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ یہ اکیلا ہی نگرانی کر رہا ہے۔ اس لئے باہر نکلا ہے تاکہ کار میں بیٹھ کر ان کے پیچھے جا سکے۔ چنانچہ جب وہ دونوں پارکنگ میں پہنچے تو وہ آدمی سفید رنگ کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔ پرمود اور توفیق ہوٹل رالف کی کار پر یہاں پہنچے تھے اور یہ بھی پارکنگ میں موجود تھی پرمود نے آنکھ سے توفیق کو اشارہ کیا اور پرمود تیزی سے گھوم کر سفید کار کے سائیڈ دروازے کی طرف آیا اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اچھل کر اس آدمی کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ توفیق عقبی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

"خاموشی سے کار چلاتے ہوئے باہر چلو ورنہ"...... میجر پرمود نے ہاتھ میں موجود ریوالور کی نال اس کی پسلیوں میں گھسیڑتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کک کک کون ہو تم"...... اس آدمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے ہاتھ میں بھی ریوالور ہے مسٹر۔ ایک لمحے میں ڈھیر کر دوں گا"...... عقبی سیٹ سے توفیق کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چلو اور سنو اگر تم نے کسی کو اشارہ دینے کی کوشش کی تو پھر دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے" .... میجر پرمود نے کہا اور اس آدمی کے چہرے پر خوف کے حقیقی تاثرات ابھر آئے۔ اس نے کار آگے بڑھا دی۔

"عقبی گلی میں لے چلو۔ ہم نے صرف تم سے چند باتیں پوچھنی ہیں" ۔ پھاٹک پر پہنچتے ہی میجر پرمود نے کہا اور اس آدمی کے چہرے پر قدرے چمک سی ابھر آئی اور پھر اس نے واقعی بڑے سعادت مندانہ انداز میں کار کو آگے بڑھا کر سائیڈ روڈ پر لے جاتے ہوئے ہوٹل کی عقبی گلی میں موڑ دیا۔ عقبی گلی آگے جا کر بند ہو جاتی تھی لیکن وہاں عقبی سمت بھی ہوٹل کے کئی دروازے تھے۔

"ان دروازوں کے پیچھے کیا ہے" .... میجر پرمود نے اسی آدمی سے پوچھا۔

"سٹورز ہیں مگر تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو" .... اس آدمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نیچے اترو" .... میجر پرمود نے کہا اور اسی لمحے توفیق بجلی کی سی تیزی سے پہلے نیچے اتر گیا اور پھر اس آدمی کے نیچے اترتے ہی میجر پرمود بھی کار سے باہر آ گیا۔ اسی لمحے اس آدمی کی چیخ سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کار سے ٹکرایا اور پھر نیچے جا گرا۔ توفیق کا مکا پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑا تھا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنا ہی چاہا تھا کہ توفیق کی لات چلی اور وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

"یہ جیب میں ہاتھ ڈال رہا تھا" .... توفیق نے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیزی سے ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ لاکڈ تھا۔ پرمود نے جیب سے ایک تار نکالی اور اسے کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی وہ تالا کھول لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے ہینڈل دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ پرمود اندر داخل ہوا۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا جس میں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔ اندرونی طرف ایک اور دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ پرمود تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے ہینڈل دبا کر دروازے کو کھولا اور دوسری طرف جھانک کر اس نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔ دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی۔ وہ مطمئن ہو گیا اور پھر واپس بیرونی دروازے کی طرف آ گیا۔

"اسے اندر لے آؤ" .... پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے توفیق اس آدمی کو کاندھے پر لاد کر تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"تم باہر نگرانی کرو گے" .... پرمود نے کہا اور توفیق اس آدمی کو نیچے فرش پر ڈال کر واپس باہر چلا گیا۔ پرمود نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے ایک رسی کا بنڈل نظر آ گیا۔ اس نے رسی اٹھائی اور اس آدمی کے دونوں ہاتھ عقب میں باندھ کر اس نے اسے اٹھایا اور ایک بڑے سے کسی سیال سے بھرے ہوئے ڈرم کے ساتھ کھڑا کر کے باقی رسی سے اس نے اسے ڈرم کے ساتھ ہی باندھ دیا۔ ایک ہاتھ سے اس نے اسے

تھامے رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے رسی کو ڈرم کے عقب سے لے جا کر اس نے اسے باندھا تھا۔ دو چار بل دے کر اس نے گانٹھ لگائی اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے اس آدمی کے چہرے پر لگاتار تھپڑوں کی جیسے بارش سی کر دی۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کا چہرہ تھپڑوں کی ضرب سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

"ج جیمز۔ مم۔ مگر۔ مگر"...... اس آدمی نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"ماریو کا اڈہ کہاں ہے"...... پرمود نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نال اس آدمی کے سینے پر رکھ کر اسے دباتے ہوئے کہا۔

"ماریو۔ کون ماریو"...... جیمز نے حیران ہو کر کہا۔

"جو تمہارا چیف ہے اور جس کے حکم پر تم ہماری نگرانی کر رہے تھے۔ دیکھو سچ سچ بتا دو ورنہ تم جانتے ہو کہ یہاں تمہارا کیا حشر ہو سکتا ہے۔ سچ تو بہرحال تمہیں اگلنا ہی پڑے گا لیکن پھر باقی زندگی تم سسک سسک کر گزارو گے اور میں جانتا ہوں کہ جس قسم کے طبقے سے تمہارا تعلق ہے وہ تمہاری کوئی مدد کرنے کی بجائے ایک گولی تمہارے سینے میں اتارنا زیادہ آسان سمجھیں گے لیکن میرا وعدہ کہ اگر تم سچ سچ بتا دو تو میں تمہیں بے ہوش کر کے یہاں سے نکل جاؤں گا۔ پھر بعد میں تم جو بہانہ چاہے اپنے ساتھیوں سے کرتے رہنا مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا"۔ پرمود نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا تم واقعی ایسا کرو گے میجر پرمود"...... جیمز نے چونک کر کہا۔

"ہاں میں اپنا وعدہ پورا کرنے کا عادی ہوں اور ویسے بھی مجھے لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کا کوئی شوق نہیں ہے"...... پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"میرا تعلق راسکو کے سیکشن تھری سے ہے۔ سیکشن تھری کا کام نگرانی ہے۔ تمہیں اور تمہارے ساتھی کو ایئرپورٹ پر ہی چیک کر لیا گیا تھا۔ پھر تم رالف ہوٹل پہنچے اور وہاں سے سیدھے جان ولسن کے ہوٹل میں آ گئے۔ تم نے جان ولسن سے ملاقات کی تو میں نے رپورٹ دے دی اپنے باس کو۔ باس کا نام بیکر ہے اور سیکشن تھری کا اڈہ باسٹن روڈ پر واقع ٹاپ ہلز بار کے نیچے تہہ خانوں میں ہے۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے"...... جیمز نے جلدی جلدی سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

"ماریو کا اڈہ کہاں ہے"...... پرمود نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میں کسی ماریو کو نہیں جانتا۔ ہو سکتا ہے بیکر جانتا ہو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میں نہیں جانتا"...... جیمز نے کہا۔

"بیکر کا حلیہ بتاؤ اور اڈے کے بارے میں پوری تفصیل وہاں کتنے لوگ ہوتے ہیں اور کہاں کہاں ہوتے ہیں"...... پرمود نے پوچھا تو جیمز نے پوری تفصیل بتا دی۔

"فون نمبر کیا ہے"...... پرمود نے پوچھا تو جیمز نے وہ بھی بتا دیا۔

"بیکر کی رہائش گاہ کہاں ہے"...... پرمود نے پوچھا۔

"وہ براڈوے کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ بی میں رہتا ہے۔ٹاپ ہلز بار کا مالک ہے اس لئے عام طور پر وہ بار میں اپنے مخصوص کمرے میں ہی بیٹھتا ہے"...... جیمز نے جواب دیا اور پرمود نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ گھمایا اور جیمز کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔اس کا جسم تیزی سے تڑپا لیکن پھر ساکت ہو گیا۔وہ کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب سے بے ہوش ہو چکا تھا۔پرمود نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کے دل کی دھڑکن چیک کی اور پھر تیزی سے باہر کی طرف مڑ گیا۔باہر توفیق موجود تھا۔

"چلو اب اس جان ولسن سے بھی دو دو باتیں ہو جائیں"۔پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کار یہیں کھڑی رہے"...... توفیق نے پرمود کو پیدل ہی سڑک کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا اور پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بار پھر ہوٹل کے ہال میں داخل ہو رہے تھے۔جان ولسن کے کمرے کا چونکہ انہیں علم تھا اس لئے وہ سیدھے اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔جان ولسن کے دروازے پر چونکہ کوئی دربان وغیرہ نہ تھے اس لئے پرمود اور توفیق کو کسی نے نہ روکا۔پرمود نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا اور میجر پرمود اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔بوڑھا جان ولسن ایک آرام کرسی پر نیم دراز تھا۔

"ارے وہ تم تم۔پھر آ گئے۔خیریت۔میں نے تو پرسوں کی بات کی تھی"...... بوڑھے جان ولسن نے پرمود کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر

چونکتے ہوئے کہا۔

"کچھ باتیں رہ گئی تھیں۔میں نے سوچا کہ وہ بھی ہو جائیں"۔پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا تو جان ولسن کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"دروازہ بند کر دو توفیق۔کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔اس لئے مجھے یقین ہے کہ بوڑھے جان ولسن کی چیخیں باہر تک نہ جا سکیں گی"۔پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا۔کیا کہہ رہے ہو"...... جان ولسن نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"خبردار اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا"۔میجر پرمود نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نال جان ولسن کی جھریوں بھری گردن سے لگاتے ہوئے غرا کر کہا تو جان ولسن کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"م۔م۔مگر۔تم۔یہ تم کیا کر رہے ہو۔میں تو"...... جان ولسن نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"توفیق جان ولسن کی تلاشی لو"...... پرمود نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے توفیق کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"م۔م۔میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔میں تو بوڑھا آدمی ہوں۔تم مجھ سے کیا سلوک کرنا چاہتے ہو۔تم آخر چاہتے کیا ہو"...... بوڑھے جان ولسن نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن پرمود نے کوئی جواب نہ دیا۔وہ خاموش کھڑا رہا۔جب کہ توفیق نے ایک

لمحے میں بوڑھے جان ولسن کی تلاشی مکمل کر لی۔

"کچھ نہیں ہے"...... توفیق نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی ہے جان ولسن۔ حالانکہ میں نے تمہیں ایک بھاری رقم بھی دی تھی اور مزید بھی بھاری رقم دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اگر تم مجھے صاف صاف کہہ دیتے کہ تم مجھے کچھ نہیں بتا سکتے تو میں خاموشی سے واپس چلا جاتا لیکن تم نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں صاف گوئی کی بنا پر اپنا بڑے سے بڑا نقصان تو گوارا کر لیتا ہوں لیکن میں جھوٹ، دھوکہ اور منافقت کسی صورت اور کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا"...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی کہ بوڑھے جان ولسن کا جسم بے اختیار جھرجھریاں سی لینے لگا۔

"تم۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے تم سے کوئی دھوکہ کوئی فریب نہیں کیا"۔ جان ولسن نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے ماریو سے جو گفتگو کی ہے۔ اس کی ٹیپ میری جیب میں ہے۔ کہو تو سنوا دوں۔ تمہیں اس نے یہی کہا ہے ناں کہ اول تو میں پرسوں تک زندہ نہیں رہوں گا۔ لیکن اگر زندہ رہوں تو تم مجھے غلط تفصیلات بتا دینا۔ یہی کہا تھا ناں اس نے۔ بولو اب بھی یہی کہو گے کہ تم نے کوئی دھوکہ نہیں کیا"...... پرمود کے لہجے میں غراہٹ تھی

اور بڑھ گئی اور جان ولسن کا چہرہ یکلخت ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں سے شدید خوف جھلکنے لگا۔ وہ بولنے کے لئے منہ کھولتا لیکن آواز اس کے منہ سے نہ نکل رہی تھی۔

"سنو جان ولسن۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ تمہاری یہ بوڑھی گردن ایک لمحے میں ٹوٹ سکتی ہے۔ لیکن میری اور تمہاری کوئی جنگ نہیں ہے۔ میرے ملک کے خلاف راسکو نے کام کیا ہے۔ اس لئے میری دشمنی راسکو سے ہے اور اب بھی اگر تم سچ سچ مجھے بتا دو کہ راسکو کا اڈہ کہاں ہے۔ کون کون لوگ اس سے متعلق ہیں تو اب بھی تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک بار پھر بتا دوں کہ دوبارہ جھوٹ بولنے کی صورت میں میرا تو کچھ نہیں بگڑے گا لیکن تمہارا حشر عبرت ناک ہو گا"...... پرمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں وہ سب کچھ بتا دیتا ہوں جو میں جانتا ہوں اور سنو میں اب کوئی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ تم واقعی ایک خطرناک آدمی ہو۔ ماریو راسکو کے مین سیکشن کا چیف ہے۔ میری طرح بوڑھا آدمی ہے۔ ایکریمیا کی کئی خفیہ ایجنسیوں سے متعلق رہا ہے۔ اس کا اڈہ رولز روڈ پر بائیسویں نمبر کی عمارت ہے اس عمارت کے نچلے حصے میں شاپنگ سنٹر ہے۔ اوپر والے حصے میں دفاتر ہیں۔ ان میں ایک دفتر ماریو کا ہے۔ ماریو امپورٹ ایکسپورٹ کارپوریشن اس دفتر کا نام ہے۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ راسکو کوئی چھوٹی تنظیم نہیں ہے۔ اس کے بے شمار سیکشنز ہیں۔ بین الاقوامی

تنظیم ہے "...... جان ولسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اس تنظیم کا چیف کون ہے ۔ کیا یہی ماریو ہے "...... پرمود نے پوچھا۔

" نہیں اس کا چیف خفیہ رہتا ہے ۔ ماریو محض مین سیکشن کا چیف ہے ۔ تمام سیکشنز کو کنٹرول کرتا ہے ۔ شاید اسے معلوم ہو کہ چیف کون ہے ۔ باقی کسی کو معلوم نہیں ہے "...... ولسن نے کہا۔

" او ۔ کے لیکن تم نے مجھ سے جھوٹ بول کر اپنے زندہ رہنے کا حق کھو دیا ہے "...... پرمود نے کہا اور اس سے پہلے کہ جان ولسن کچھ کہتا پرمود نے ٹریگر دبا دیا ۔ جان ولسن کے جسم نے جھٹکا کھایا اور پھر اس کا چہرہ تیزی سے بگڑتا چلا گیا ۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھتی گئیں ۔ براہ راست دل میں اتر جانے والی گولی نے اسے چند سیکنڈز سے زیادہ تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی اور وہ آگے کی طرف جھکا اور پھر پہلو کے بل نیچے گر کر ساکت ہو گیا ۔ اس کے سینے سے خون نکل کر قالین میں جذب ہونا شروع ہو گیا۔

" آؤ "...... پرمود نے ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے توفیق سے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" میجر میرا خیال ہے ہمیں میک اپ وغیرہ کر لینا چاہئے " ۔ توفیق نے کہا۔

" نہیں میں اب مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک لمحہ دیر کیے بغیر اس ماریو کی گردن ناپ لوں "...... میجر پرمود

نے کہا اور ہوٹل سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے پارکنگ کی طرف بڑھ گئے ۔ چند لمحوں بعد وہ رالف ہوٹل کی طرف سے لی گئی کار میں بیٹھے ۔ پوری رفتار سے رولز روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ رولز روڈ وہاں سے کافی فاصلے پر تھا اور انہیں وہاں تک پہنچنے کے لئے شہر کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک جانا پڑ رہا تھا ۔ پرمود کار دوڑائے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور چہرے پر پتھریلی سختی نمایاں تھی ۔ یہ اس کا مخصوص انداز تھا ۔ وہ جب بھی ایکشن میں ہوتا تھا تو اس کے چہرے پر ایسی ہی پتھریلی سختی ابھر آتی تھی ۔ کار آندھی اور طوفان کی طرح اڑی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک موڑ مڑتے ہی اسے عقب سے پولیس کار کے سائرن سنائی دینے لگے اور پرمود نے کار کی رفتار یکلخت کم کر دی ۔

" نانسنس یہ کہاں سے ٹپک پڑے "...... پرمود نے کار کو ایک سائیڈ پر کرتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے پولیس کار ان کے سامنے آکر رکی اور اس میں سے دو آدمی نیچے اترے ۔

" جلدی سے جرمانے کا کوپن دو آفیسر میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے "...... پرمود نے ان کے قریب آتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

" کوپن ابھی دیتے ہیں "...... ایک نے بڑے استہزائیہ انداز میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ اٹھا تو پرمود بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی جس کا رخ پرمود کی طرف تھا ۔ جبکہ

دوسری طرف موجود پولیس آفیسر نے بھی مشین گن کا رخ سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے توفیق کی طرف کر دیا تھا۔

"کیا مطلب یہ گنیں"...... پرمود نے حیران ہو کر کہا کیونکہ وردی تو انہوں نے ٹریفک پولیس والوں کی ہی پہنی ہوئی تھی۔

"تم نے کوپن مانگا تھا ناں میجر پرمود۔ وہی دے رہے ہیں تمہیں موت کا کوپن"...... اسی آدمی نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا لیکن دوسرے لمحے پرمود نے یکلخت کار کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور دروازے کی ضرب کھا کر وہ آدمی بری طرح چیختا ہوا الٹ کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ میجر پرمود نے چھلانگ لگائی اور اچھل کر اس کے اوپر جا گرا۔ دوسری طرف توفیق نے دوسرا کام کیا تھا۔ اس نے یکلخت نیچے سے ہاتھ اٹھا کر اس کی گن کو ایک زوردار جھٹکے سے واپس دھکیل دیا تھا اور گن کی ہی ضرب کھا کر وہ آدمی لڑکھڑاتا ہوا جیسے ہی پیچھے ہٹا۔ توفیق نے پوری قوت سے دروازہ کھولا اور وہ شخص بھی چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا اور پھر توفیق اور پرمود نے ان دونوں کو بے ہوش کرنے میں چند لمحوں سے زیادہ نہ لگائے۔ یہ سڑک چونکہ آف روڈ تھی۔ اس لئے اس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ یہی وجہ تھی کہ پولیس آفیسروں سے لڑائی کے دوران کوئی مداخلت نہ ہوئی تھی۔ پرمود نے ان دونوں کو اٹھا کر پولیس کار کی عقبی نشست پر ڈالا۔

"تم پولیس کار لے کر ادھر بائیں طرف چلو۔ ادھر درختوں کا ایک جھنڈ ہے۔ یہ مجھے پولیس آفیسر نہیں لگتے۔ یہاں کے پولیس والے ایسے

کام نہیں کیا کرتے"...... پرمود نے توفیق سے کہا اور پھر بھاگ کر وہ اپنی کار میں آ کر بیٹھا اور اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا کر اسے بائیں طرف موڑ دیا۔ درختوں کے گھنے جھنڈ میں پہنچ کر اس نے جیسے ہی کار روکی۔ عقب میں توفیق بھی پولیس کار لے کر پہنچ گیا۔ پرمود نے توفیق کی مدد سے ان دونوں کو کار سے باہر نکالا اور پھر ان کی بیلٹس سے لٹکی ہوئی کلپ ہتھکڑیوں کی مدد سے اس نے ان دونوں کے ہاتھ عقب میں کلپ کر دیئے۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ یہ زیادہ باتیں کر رہا تھا"...... پرمود نے اس آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس نے پرمود سے باتیں کی تھیں اور کیپٹن توفیق نے جھک کر اس آدمی کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی اس آدمی نے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور توفیق پیچھے ہٹ گیا۔

"ہاں اب بولو کون ہو تم"...... پرمود نے یکلخت اس آدمی کی پسلیوں میں لات مارتے ہوئے غرا کر کہا۔ وہ چیختا ہوا اچھلا مگر پرمود کی لات تو جیسے مشین میں تبدیل ہو گئی۔ اس آدمی کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ پسلیوں، سینے اور چہرے پر پڑنے والی زوردار لاتوں نے چند لمحوں میں ہی اسے بے حال کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا۔ چہرے کا گوشت کئی جگہ سے پھٹ گیا تھا۔

"بتاؤ کون ہو تم"...... پرمود نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ کاش میں نے ڈیوس کے حکم

کے مطابق تمہیں دیکھتے ہی تم پر فائر کھول دیا ہوتا۔ میرا نام جانسن ہے یہ میرا ساتھی ہے۔ کلارک۔ ہم دونوں واقعی پولیس آفیسر ہیں۔ لیکن ہمارا تعلق ڈیوس گروپ سے ہے۔ پیشہ ور قاتلوں کے گروپ سے۔ ڈیوس نے تمہارا اور تمہارے ساتھی کا حلیہ سب کو بتا دیتا تھا کہ تم رالف ہوٹل کی کار لے کر کہیں گئے ہو۔ لیکن تم کہیں نظر نہ آرہے تھے اس نے حکم دیا تھا کہ تم لوگ جہاں بھی نظر آؤ تمہیں فوراً بغیر کسی ہچکچاہٹ کے گولیوں سے اڑا دیا جائے ہم یہاں ڈیوٹی پر موجود تھے۔ ہم نے تمہاری کار چیک کی اور پھر تمہیں دیکھ لیا۔ لیکن ہم سے غلطی ہوئی ہم نے تمہیں فوری گولی نہ ماری۔ ہم تمہیں حتمی طور پر نشانہ بنانا چاہتے تھے "...... جانسن نے رک رک کر اور اٹک اٹک کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" ڈیوس کہاں ہے اب "...... میجر پرمود نے پوچھا۔

" ہمیں نہیں معلوم ہمیں تو آرڈر ٹرانسمیٹر پر ملے تھے "...... جانسن نے جواب دیا اور پرمود نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔

" چلو چل کر اسے بتاؤ کہ تم نے ہمیں اس جھنڈ میں مار گرایا ہے اور اسے یہاں آنے پر مجبور کرو۔ ابھی اور اسی وقت ورنہ میں تمہیں گولیوں سے اڑا دوں گا۔ چلو "...... پرمود نے اسے پولیس کار کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

" وہ یہاں نہیں آئے گا۔ وہ اپنے آدمی بھیجے گا یا ہمیں کہے گا کہ ہم

چلے جائیں وہ آدمی بھیج کر تمہاری لاشیں منگوا لے گا۔ وہ صرف احکامات دیتا ہے۔ خود عملی طور پر سامنے نہیں آتا "...... جانسن نے پولیس کار سے ٹکرا کر واپس مڑتے ہوئے کہا۔

" کتنے آدمی ہیں اس گروپ میں "...... پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" بہت ہیں۔ ناراک کا بہت بڑا گروپ ہے "...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس ڈیوس کا حلیہ بتاؤ "...... پرمود نے پوچھا اور جانسن نے حلیہ بتا دیا۔

" تم نے کس فریکونسی پر اسے کال کرنی تھی "...... پرمود نے پوچھا اور جانسن نے فریکونسی بتا دی۔

" تم یہ فریکونسی ایڈجسٹ کرو اور سنو جانسن میں پولیس آفیسرز کے خون سے ہاتھ نہیں رنگنا چاہتا۔ لیکن مجبوری کی صورت میں ایسا کر بھی گزروں گا۔ اس لئے اگر تم ڈیوس کو یہاں بلا سکو تو تمہاری زندگی بھی بچ سکتی ہے ورنہ نہیں۔ اب یہ تمہاری اپنی مرضی ہے کہ تم موت چاہتے ہو یا زندگی "...... پرمود نے پولیس کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

" میں نے کہا ہے کہ وہ نہیں آئے گا۔ لیکن میں کوشش کر لیتا ہوں "۔ جانسن نے کہا اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جب کہ دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے توفیق نے پولیس کار میں

نصب ٹرانسمیٹر پر اس کی بتائی ہوئی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو جانسن کالنگ اوور"...... جانسن نے تیز لہجے میں کال دینا شروع کر دی تھی۔

"یس ڈیوس اٹنڈنگ یو اوور"...... چند لمحوں بعد ایک خشک سی آواز سنائی دی۔

"باس میں نے اور کلارک نے میجر پرمود اور اس کے ساتھی کو مار گرایا ہے۔ وہ رالف ہوٹل کی کار میں اچانک ڈربی روڈ پر نمودار ہوئے ہم وہاں ڈیوٹی پر تھے۔ ہم نے پولیس سائرن آن کر کے ان کی کار رکوائی اور پھر ان پر مشین گن کا اچانک فائر کھول دیا۔ ان دونوں کے جسم چھلنی ہو چکے ہیں۔ ہم انہیں اور ان کی کار کو لارڈک بائی روڈ پر واقع درختوں کے گھنے جھنڈ میں لے آئے ہیں۔ آپ یہاں آ جائیں اور انہیں چیک کر لیں کیونکہ قریب سے دیکھنے سے مجھے شک پڑ رہا ہے کہ وہ میک اپ میں ہیں۔ میں نے اپنے طور پر تو چیک کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں حتمی طور پر کچھ کہہ نہیں سکتا اوور"...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میک اپ میں۔ کیا مطلب۔ وہ میک اپ میں کیسے ہو سکتے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے اسی طرح خشک لہجے میں کہا گیا۔

"میرا شک ہے باس۔ ہو سکتا ہے غلط۔ اوور"...... جانسن نے کہا۔

"تم وہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ میرے آدمی خود ہی ان کی لاشیں اٹھا

لائیں گے۔ پھر چیکنگ ہو جائے گی۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ توفیق نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میں نے کہا تھا کہ وہ خود نہیں آئے گا"...... جانسن نے پرمود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہیں مرنا پڑے گا"...... پرمود نے خشک لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ اس نے اس کے سینے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولی سیدھی اس کے دل میں اتر گئی اور جانسن ایک چیخ مار کر ڈرائیونگ سیٹ پر پہلو کے بل گرا۔ جب کہ توفیق پہلے ہی باہر نکل گیا تھا۔ چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ اوندھے منہ آگے خالی جگہ پر گرا اور ساکت ہو گیا۔ پرمود نے تیزی سے رخ موڑا اور دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور گولی زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے کلارک کے سینے میں اتر گئی۔ کلارک کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"آؤ نکل چلیں یہاں سے۔ ورنہ دھماکے سن کر کوئی بھی یہاں آ سکتا ہے"...... میجر پرمود نے ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد ان کی کار درختوں کے جھنڈ سے نکل کر دوبارہ مین روڈ پر پہنچ گئی۔

"میجر اب ہمیں ہر صورت میں میک اپ کر لینا چاہئے۔ نہ جانے ڈیوس کے کتنے آدمی کہاں کہاں اور کس کس روپ میں موجود ہوں

توفیق نے کہا اور میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہمارا سامان تو رالف ہوٹل میں ہے۔ لیکن وہاں ہمارا ان حلیوں میں جانا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں میک اپ کا سامان بھی نیا خریدنا پڑے گا اور یہ کار بھی چھوڑنی پڑے گی"...... میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اس نے اب کار کا رخ آف روڈ سے شہر کے اس حصے کی طرف کر دیا تھا جہاں کمرشل مارکیٹیں تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بخیر و عافیت ایک مارکیٹ تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ میجر پرمود نے کار ایک پارکنگ میں روکی اور دوسرے لمحے وہ کار سے نیچے اتر آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے نئے لباس، جوتے اور میک اپ کا ضروری سامان خرید چکے تھے۔ ڈیپارٹمنٹل سٹور بہت وسیع و عریض تھا اور وہاں گاہکوں کا بھی خاصا رش تھا۔ میجر پرمود کو معلوم تھا کہ یہاں ضرور گاہکوں کے لئے باتھ روم بھی بنائے گئے ہوں گے۔ وہ ابھی ان باتھ رومز کو تلاش کر ہی رہا تھا کہ اچانک ایک نوجوان لڑکی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ میجر پرمود تیزی سے اس کی طرف مڑا۔

"آپ کا نام میجر پرمود ہے اور آپ کا تعلق بلگارنیہ سے ہے"۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن تم مجھے کیسے جانتی ہو"...... میجر پرمود نے حیران ہو کر کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ تم یہاں خطرے میں ہو۔ مادام گروپ کے آدمی

کسی بھی لمحے تمہیں گولی سے اڑا سکتے ہیں۔ میں تمہاری ہمدرد ہوں"۔ اس لڑکی نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گئی...... میجر پرمود نے حیرت بھرے انداز میں کاندھے اچکائے اور پھر وہ اس کے پیچھے چل پڑا۔ لڑکی انہیں اس راہداری سے گزار کر ڈیپارٹمنٹل سٹور کے عقبی طرف لے آئی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک سڑک پر گھومتے ہوئے ایک چھوٹی سی کوٹھی میں پہنچ چکے تھے۔ لڑکی نے کوٹھی کا پھاٹک بند کیا اور اس کے ساتھ ہی اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"مجھے ہر لمحے یہی خطرہ تھا کہ کسی طرف سے بھی گولیوں کی بوچھاڑ آئے گی اور تمہاری جان لے گی لیکن شکر ہے کہ تم بچ کر یہاں آ گئے"۔ لڑکی نے پھاٹک بند کر کے عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم پہلے اپنا تعارف کراؤ ہماری فکر چھوڑ۔ ہمارا ایمان ہے موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے"...... میجر پرمود نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ لڑکی اس طرح حیرت سے پرمود کی طرف دیکھنے لگی جیسے اس کے اطمینان پر اسے حیرت ہو رہی ہو۔

"بتاتی ہوں"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد وہ سٹنگ روم میں پہنچ گئی۔

"میرا نام جینٹ ہے اور میرا تعلق مادام لزا کے گروپ سے ہے۔ اس مادام لزا کے گروپ سے جس کو تمہارے قتل کا مشن سونپا گیا ہے اس لئے مجھے تمہارے حلیوں کا پوری طرح علم تھا۔ لیکن میرا تعلق فیلڈ سے

نہیں ہے مادام لزا کے دفتر میں کام کرتی ہوں۔ بظاہر لزا کا کھلونوں کا
کاروبار ہے لیکن دراصل مادام لزا ایک انتہائی خطرناک پیشہ ور قاتلہ
ہے۔ میرا چونکہ بچپن اور نوجوانی کا طویل حصہ بلگارنیہ میں گزرا ہے
اور میں وہیں پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے بلگارنیہ سے مجھے بالکل اسی طرح
محبت ہے جس طرح کسی بلگارنوی کو ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اب میں
ایکریمیا کی شہری ہوں۔ میرے والد بلگارنیہ فوج میں طویل عرصے
تک انسٹرکٹر رہے ہیں۔ ہم وہیں رہتے تھے۔ پھر ریٹائر ہو کر مستقل
طور پر واپس آگئے۔ میں نے اپنی زندگی کے پندرہ سال بلگارنیہ میں
گزارے ہیں اور اب مجھے یہاں آئے ہوئے دس سال ہو چکے ہیں۔ میں
اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ میرے والدین کا ہوائی جہاز کے ایک
حادثے میں انتقال ہو گیا تھا۔ اس لئے اب میں اکیلی اس کوٹھی میں
رہتی ہوں۔ میں نے تو اپنے طور پر کھلونوں والی کارپوریشن میں
ملازمت کی تھی لیکن پھر بعد میں مجھ پر یہ راز کھلا کہ مادام لزا کا تعلق
قاتلوں کے ایک گروپ سے ہے۔ لیکن چونکہ میرا تعلق آفس ورک
سے ہے اس لئے میں خاموش رہی۔ تنخواہ چونکہ وہاں انتہائی معقول ملتی
ہے اس لئے میں نے ملازمت بھی جاری رکھی۔ مادام لزا نے جب
تمہارے قتل کا مشن لیا اور اس نے اپنے گروپ کو ہدایات دیں تو میں
نے بھی وہ ہدایات سن لیں۔ تمہارے حلیے بھی تفصیل سے بتائے گئے
تھے اور تمہارے نام بھی۔ جب میں نے سنا کہ تمہارا تعلق بلگارنیہ سے
ہے۔ تو میرے دل میں بلگارنیہ کی محبت امڈ آئی۔ لیکن میں کچھ بھی نہ کر

سکتی تھی۔ اس لئے میں نے صرف دعا کی کہ تم محفوظ رہو۔ آج میرا دفتر
سے آف ہے اور میں خریداری کے لئے شاپنگ سنٹر میں گئی تو مجھے تم
نظر آگئے اور میں تمہیں یہاں لے آئی ہوں اور یہ سب کچھ صرف بلگارنیہ
کی خاطر میں نے کیا ہے۔ ورنہ اگر مادام لزا کو معلوم ہو جائے کہ میں
نے ایسا کیا ہے تو میری لاش سے بھی لوگ عبرت حاصل کریں گے"
...... جینٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ مجھے تمہارے جذبات کی قدر ہے۔ تم قطعی بے فکر رہو۔ ہم
فوراً یہاں سے چلے جائیں گے۔ لیکن تم سے چند مزید معلومات ضرور
حاصل کریں گے۔ پہلے ہم میک اپ کر لیں اور لباس تبدیل کر
لیں"۔ میجر پرمود نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ اس طرح وہ تمہیں پہچان نہ سکیں گے
تم یہ کام کرو میں تمہارے لئے کافی بناتی ہوں"...... جینٹ نے خوش
ہوتے ہوئے کہا اور میجر پرمود بھی مسکرا دیا۔ جینٹ کے اس انداز نے
اسے بتا دیا تھا کہ جینٹ واقعی ایک سیدھی سادھی اور پرخلوص لڑکی
ہے۔ ورنہ اب تک وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ بھی کوئی نئی
چال ہو اور تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ دوبارہ سٹنگ روم میں بیٹھے
کافی پی رہے تھے تو میجر پرمود اور توفیق دونوں کے نہ صرف لباس یکسر
بدل چکے تھے بلکہ وہ اب بلگارنوی کی بجائے ایکریمی نظر آ رہے تھے۔

"تم لوگ تو جادوگر ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم لوگ
اس طرح بھی بدل سکتے ہو۔ اب تو کوئی تمہیں نہ پہچان سکے گا"۔

جینٹ نے حیرت اور مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"تم ابھی اس فیلڈ کو اچھی طرح جانتی نہیں ہو جینٹ ۔ جو لوگ اس فیلڈ میں کام کرتے ہیں وہ پہچان بھی لیتے ہیں ۔ بہرحال چھوڑو اس بات کو ۔ تم اب یہ بتاؤ کہ مادام لزا کہاں مل سکے گی "...... پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ تو نجانے کہاں ہو گی ۔ جب بھی کوئی مشن وہ ہاتھ میں لیتی ہے تو پھر وہ اپنے کسی خاص اور خفیہ اڈے میں منتقل ہو جاتی ہے اور جب تک مشن مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک وہ سامنے نہیں آتی "۔ جینٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کسی ڈیوس کو جانتی ہو "...... پرمود نے کہا۔

"ہاں وہ بھی مادام لزا کی طرح پیشہ ور قاتلوں کا ایک خطرناک گروپ ہے ۔ کیوں ۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو "...... جینٹ نے چونک کر پوچھا۔

"وہ بھی ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے ۔ اس کا مطلب ہے ۔ راسکو نے ہم دونوں کے قتل کے لئے بیک وقت دو گروپوں کو میدان میں اتارا ہے "۔ پرمود نے کہا۔

"راسکو نے ۔ وہ کون ہے "...... جینٹ نے چونک کر پوچھا۔

"ایک تنظیم ہے جو بلگارنیہ سے انتہائی قیمتی معدنیات چوری کر رہی ہے اور اس کے خلاف کام کرنے ہم یہاں آئے ہیں "...... پرمود نے جواب دیا۔

"معدنیات ۔ اوہ اوہ معدنیات کی چوری کے سلسلے میں تو یہاں ایک تنظیم بڑی مشہور ہے ۔ اس کا نام بلیک گولڈ ہے ۔ میں نے اس کا نام چیری سے سنا تھا ۔ چیری کا تعلق اس تنظیم سے ہے "...... جینٹ نے کہا۔

"چیری ۔ وہ کون ہے "...... پرمود نے چونک کر پوچھا۔

"چیری میرا دوست تھا ۔ اس نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا ۔ لیکن پھر اس نے بے وفائی کی ہے اور اس نے ایک اور لڑکی سے شادی کر لی تو میں نے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے ۔ وہ لارڈز ہوٹل میں چیف سپروائزر ہے ۔ انتہائی جھوٹا اور کمینہ آدمی ہے ۔ اس نے مجھ سے پانچ سال تک کورٹ شپ کی ۔ شادی کے وعدے کیے ۔ لیکن "۔ جینٹ نے انتہائی مغموم سے لہجے میں کہا۔

"کیا تم اب بھی اس سے محبت کرتی ہو "...... پرمود نے پوچھا۔

"نہیں اب تو میں اس کے منہ پر تھوکنا بھی گوارہ نہیں کروں گی اور ویسے بھی اس نے شادی کر لی ہے ۔ اب تو میں اس سے کبھی دوبارہ دوستی نہیں کر سکتی "...... جینٹ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"او ۔ کے جینٹ ۔ تمہارا بے حد شکریہ تم نے بروقت ہماری مدد کی ہے ۔ اب ہمیں اجازت دو اور سنو کسی کو ہرگز نہ بتانا کہ تم نے ہماری مدد کی ہے ۔ تم سیدھی سادھی لڑکی ہو ۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری وجہ سے تمہیں کوئی نقصان پہنچ جائے "...... پرمود نے کہا۔

"میں خود محتاط رہوں گی ۔ ورنہ مادام لزا تو مجھے کچا چبا جائے گی ۔

لیکن تم مجھے ملتے رہنا۔ اس کے علاوہ کبھی بھی تمہیں میری مدد کی ضرورت ہو تو جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں ضرور کروں گی۔ مجھے بلگاریہ سے اپنی ماں کی طرح محبت ہے "...... جینٹ نے کہا تو پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے اس کوٹھی سے باہر آ گئے۔

"مارکیٹ سے کوئی ٹیکسی پکڑیں اور پہلے ماریو سے بات کر لیں پھر بعد میں ڈیوس اور مادام لزا سے بھی نمٹ لیں گے "...... پرمود نے کوٹھی کے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مائیکل ایک دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور چہرے پر شدید اضطراب اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ میجر پرمود اور اس کا ساتھی غائب ہو چکے تھے۔ جان ولسن کو اس کے دفتر میں قتل کی رپورٹ بھی اسے مل چکی تھی اور اس کے قتل سے مائیکل کو احساس ہو گیا تھا کہ اس نے جس کو آسان شکار سمجھا ہے وہ اتنا بھی آسان شکار نہیں ہے اور اس نے یقیناً اس بوڑھے جان ولسن سے ماریو اور اس کے دفتر کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہوں گی لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ وہاں سے کچھ حاصل نہ کر سکے گا۔ اس نے ڈیوس کو بتا دیا تھا کہ میجر پرمود اور اس کا ساتھی ماریو کے آفس پر چھاپہ مار سکتے ہیں۔ اس لئے ڈیوس نے وہاں بھی اپنے آدمی تعینات کر دیئے تھے۔ اسے ڈیوس نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس کے گروپ سے متعلق دو پولیس آفیسرز ان دونوں

سے ٹکرا گئے تھے اور گو پولیس آفیسر جانسن نے اسے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی تھی کہ اس نے دونوں کو مار گرایا ہے۔ لیکن جب اس کے آدمی وہاں پہنچے تو وہاں جانسن اور اس کے ساتھی آفیسر کلارک کی لاشیں پڑی ہوئی ملیں۔ ان دونوں کے ہاتھ عقب میں انہی کی سرکاری ہتھکڑیوں میں کلپ کر دیئے گئے تھے اور جانسن کی لاش جس حالت میں ملی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ پہلے اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے اور پھر اس سے کال کرائی گئی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ڈیوس وہاں پہنچ جائے لیکن جب ڈیوس نے بذات خود وہاں آنے سے حسب عادت انکار کر دیا تو انہوں نے ان دونوں کو ہلاک کیا اور نکل گئے۔ رالف ہوٹل کی کار جو ان کے استعمال میں تھی۔ ایک مارکیٹ کی پارکنگ میں کھڑی مل گئی تھی۔ لیکن ان دونوں کا کوئی پتہ نہ تھا اور اس سے بھی زیادہ پریشان کرنے والی ایک اور اطلاع بھی اسے پاکیشیا سے ملی تھی کہ پاکیشیا کا علی عمران ایک عورت اور ایک مرد کے ہمراہ ناراک کے لئے روانہ ہو گیا ہے۔ مائیکل نے ایئر پورٹ پر ہی ان تینوں کے خاتمے کا بندوبست کر لیا تھا اور اب وہ اس اطلاع کے انتظار میں تھا۔ کیونکہ فلائٹ اب ناراک پہنچ چکی تھی اور ابھی وہ سب سوچ رہا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے پلٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس مائیکل بول رہا ہوں"...... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"روڈی بول رہا ہوں باس۔ ماریو کے آفس میں دو افراد کو ماریو کے متعلق پوچھ گچھ کرتے ہوئے چیک کیا گیا ہے۔ وہ دونوں ایکریمی ہیں

لیکن ان کے قد و قامت میجر پرمود اور اس کے ساتھی سے ملتے ہیں۔ وہ پوچھ گچھ کرنے کے بعد واپس چلے گئے ہیں۔ ٹی ایس ان کی نگرانی کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نگرانی کیوں کر رہے ہیں انہیں گولیوں سے اڑا دو"...... مائیکل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"وہ چونکہ ایکریمی ہیں اس لئے آپ کی اجازت کی ضرورت تھی باس"۔ دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو سمجھے۔ یہ میرا حکم ہے"...... مائیکل نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور مائیکل نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور مائیکل نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"یس مائیکل بول رہا ہوں"...... مائیکل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"الیگزنیڈر بول رہا ہوں چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی ناراک نہیں پہنچے۔ وہ راستے میں کلاڈیو ایئر پورٹ پر ہی ڈراپ ہو گئے ہیں"۔ الیگزنیڈر نے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ انہیں کسی طرح یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ہم ان کے خلاف یہاں جال پھیلائے ہوئے ہیں۔ بہرحال سارے گروپ کو کہہ دو کہ وہ ایئر پورٹ اور دوسرے ان تمام راستوں کی نگرانی کریں جہاں سے ناراک میں کوئی داخل ہو سکتا ہے اور سنو جو

بھی مشکوک آدمی نظر آئے چاہے وہ کسی حلیے میں ہو۔ اسے گولی سے اڑا
دو"...... مائیکل نے چیختے ہوئے کہا۔
"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس بار مائیکل نے
رسیور کریڈل پر پٹخا اور بجائے ٹہلنے کے کرسی پر بیٹھ گیا۔
"مجھے اب ان کے خلاف کوئی اور لائحہ عمل سوچنا پڑے گا۔
مائیکل نے کرسی پر بیٹھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند
کر کے کرسی کی نشست سے سر ٹکا دیا۔ کافی دیر بعد اس نے آنکھیں
کھولیں اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے
جیسے وہ کسی حتمی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔ کرسی سے اٹھ کر وہ اس کمرے کی
عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کی دوسری
طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک ٹھوس دیوار
تھی۔ اس دیوار کے قریب پہنچ کر مائیکل رکا اور اس نے تیزی سے پیر
دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر مارا تو دیوار درمیان سے شق ہو کر
سائیڈوں میں کھسک گئی۔ دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی
دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا نیچے چلا گیا اور پھر
جیسے ہی اس نے آخری سیڑھی پر قدم رکھا اس کے عقب میں دیوار برابر
ہو گئی۔ اب وہ ایک خاصے بڑے ہال نما کمرے میں موجود تھا جو بالکل
خالی پڑا تھا۔ چاروں طرف بند دیواریں تھیں۔ مائیکل ایک دیوار کی
طرف بڑھا اور اس نے ایک جگہ پر اپنا ہاتھ دیوار پر رکھا اور اسے زور
سے دبا دیا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ وہاں سے دیوار

سائیڈوں میں ہٹی اور اندر ایک بڑی سی الماری نمودار ہو گئی اس
الماری کا ایک ہی بڑا سا خانہ تھا اور اس کے اندر ایک جدید ساخت کا
بڑا سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ مائیکل نے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع
کر دیئے۔ تو ٹرانسمیٹر پر لگے ہوئے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور اس
کے اندر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور مختلف ڈائلوں پر
سوئیاں حرکت کرنے لگیں۔ مائیکل نے ان تمام ڈائلوں کے نیچے
موجود نابیں گھما کر اور ڈائلوں پر موجود سوئیوں کو مختلف ہندسوں پر
ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ ٹرانسمیٹر پر چھ ڈائل تھے۔ جب اس نے
چھ کے چھ ڈائلوں کو ایڈجسٹ کر دیا تو اس نے ایک بڑا سا سرخ بٹن
دبایا تو مشین میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ایک سائیڈ پر
لچھے دار تار کے ساتھ منسلک مائیک ایک ہک پر لٹکا ہوا تھا۔ مائیکل
نے وہ مائیک اتار کر ہاتھ میں لیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا ایک اور بٹن دبا دیا۔
"ہیلو ہیلو سر چیف کالنگ آل دی سیکشنز چیفس آف راسکو اوور"۔
مائیکل نے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔ وہ مسلسل کال دیتا رہا اور
پھر باری باری ہر ڈائل کے اوپر لگا ہوا بلب سبز رنگ میں جلنا شروع ہو گیا
جب تک تمام بلب سبز نہ ہو گئے وہ مسلسل کال دیتا رہا۔
"سیکشن چیفس کو حکم دیا جاتا ہے کہ تا حکم ثانی تمام سیکشنز مکمل
طور پر کلوز کر دیئے جائیں۔ متعلقہ اور اہم افراد ایکریمیا سے باہر چلے
جائیں۔ یہاں رہنے والے تمام افراد مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جائیں۔
تمام سٹورز۔ تمام متعلقہ عمارتیں مکمل طور پر کیمو مفلوج کر دی جائیں

ہر قسم کی سرگرمی تاحکم ثانی بند کر دی جاتی ہے۔اس حکم پر فوری طور
پر عمل درآمد ہو گا۔فوری طور پر بارہ گھنٹوں کے اندر اندر حکم پر مکمل
طور پر عمل درآمد ہو جانا چاہئے۔جوابی کاشن نمبر وار دواوور"۔ مائیکل
نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا اور اسی لمحے ایک ڈائل پر جلنے والا سبز رنگ
کا بٹن جھماکے سے سرخ ہو گیا۔پھر دوسرا۔پھر تیسرا۔اس طرح یکے
بعد دیگرے چھ کے چھ بلب سرخ ہو گئے۔

"او۔کے اوور اینڈ آل"...... مائیکل نے کہا اور وہ بڑا سا سرخ بٹن
آف کر دیا۔پھر مائیک کا بٹن آف کر کے اس نے اسے دوبارہ ہک کے
ساتھ لٹکایا اور پھر باری باری سارے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔
چند لمحوں بعد وہ دیوہیکل ٹرانسمیٹر پہلے کی طرح خاموش اور بے جان ہو
گیا تو اس نے الماری کے نیچے دیوار کی جڑمیں مخصوص انداز میں پیر مارا
تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ دیوار برابر ہو گئی۔اب کوئی تصور بھی نہ کر
سکتا تھا کہ یہاں کوئی الماری بھی ہو سکتی ہے۔

"اب تلاش کر لو راسکو کو اور کر لو اس کے خلاف کارروائی"۔
مائیکل نے پیچھے ہٹتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا اور پھر وہ ایک
اور دیوار کی طرف بڑھ گیا۔اس نے وہاں بھی وہی پہلے والا عمل دوہرایا
یہاں بھی ایک الماری کے اندر ایسی ہی ایک مشین موجود تھی۔لیکن
اس مشین کا رنگ سیاہ تھا اور اس کے گرد سنہرے رنگ کا باڈر بنا ہوا
تھا جب کہ پہلی مشین کا رنگ سفید تھا۔اس نے مشین کے مختلف
بٹن دبانے شروع کر دیئے اور پھر پہلے کی طرح اس نے ہر ڈائل کے نیچے

موجود نابوں کو گھما کر ڈائلوں پر موجود سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر
ایڈجسٹ کیا اور اس کے بعد سائیڈ پر لٹکا ہوا مائیک اتار کر اس نے
سرخ رنگ کا بٹن دبایا اور مائیک کے ساتھ لگا ہوا بٹن دبا کر اس نے
کال دینا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو سپر چیف کالنگ آل دی سیکشنز چیف آف بلیک گولڈ
اوور"...... مائیکل تیز تیز لہجے میں مسلسل بولتا چلا جا رہا تھا۔اس
مشین پر چار ڈائل تھے اور پھر کافی وقفے وقفے سے ایک ایک کر کے
چاروں ڈائلوں کے اوپر موجود بلب روشن ہو گئے لیکن ان کے رنگ
سرخ تھے۔

"سیکشن چیفس کو حکم دیا جاتا ہے کہ بلیک گولڈ کو اوپن کیا جا رہا
ہے۔تمام سرگرمیاں شروع کر دی جائیں۔تمام اڈے کھول دیئے
جائیں اور تمام متعلقہ افراد کو بلا لیا جائے۔چوبیس گھنٹوں کے اندر
بلیک گولڈ کا کاروبار مکمل طور پر شروع ہو جانا چاہئے۔چیف آف
بلیک گولڈ گیلارڈ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر
اپنا آفس سنبھال لیں اور کام کا آغاز کر دیا جائے۔جوابی کاشن نمبر وار
دیا جائے اوور"...... مائیکل نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا اور پھر ایک
ایک کر کے چاروں سرخ بلب سبز ہوتے چلے گئے۔

"او۔کے اوور اینڈ آل"...... مائیکل نے کہا اور ایک بار پھر اس
نے مشین کو آف کرنا شروع کر دیا۔مشین کو مکمل طور پر آف کرنے
کے بعد اس نے دیوار برابر کی اور پھر اطمینان سے مڑ کر وہ ایک سائیڈ پر

موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے پر لگا ہوا مخصوص انداز کا لاک کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جو بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ مائیکل نے دروازہ بند کیا اور پھر دو قدم اندر بڑھ کر اس نے یکے بعد دیگرے مخصوص انداز میں باری باری چار بار دونوں پیروں کو اٹھا کر زمین پر مارا تو تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں فرش کے نیچے سے سنائی دینے لگیں اور پھر کمرے کے وسط میں فرش تیزی سے سائیڈوں پر ہٹتا چلا گیا اور پھر اس میں سے ایک کافی چوڑی سی مشین اوپر کو ابھرنا شروع ہو گئی۔ گڑگڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ مشین اوپر آتی چلی گئی اور جب اس کی اونچائی تقریباً دس فٹ کے قریب ہو گئی تو وہ رک گئی اور اس کے ساتھ ہی سائیڈوں سے فرش تیزی سے واپس اس مشین کی سائیڈوں سے آ کر لگ گیا۔ اب دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ مشین شروع سے ہی فرش میں نصب شدہ ہو۔ مائیکل آگے بڑھا اور اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ مشین کی دونوں سائیڈوں پر اوپر سے نیچے تک ڈائل، نابیں، بٹن اور بلب لگے ہوئے تھے جب کہ درمیانی جگہ جو کہ تقریباً چھ فٹ چوڑی تھی یکسر ہر قسم کی چیز سے صاف تھی۔ مائیکل دونوں اطراف پر بٹن پریس کرتا رہا۔ نابوں کو دائیں بائیں گھما کر ڈائلوں پر موجود سوئیوں کو مخصوص ہندسوں میں ایڈجسٹ کرتا رہا۔ دونوں حصوں پر بے شمار چھوٹے بڑے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور ان میں سے مخصوص قسم کی گھوں گھوں اور زوں زوں کی آوازیں

نکلنی شروع ہو گئیں تو مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں اطراف میں سب سے نیچے لگے ہوئے بٹن پریس کیے تو ان بٹنوں کے اوپر دو چھوٹی چھوٹی سکرینیں روشن ہو گئیں اور ان پر ریڈی فار ورک کے الفاظ جلنے بجھنے لگے۔ مائیکل سیدھا کھڑا ہوا اور اس نے اپنے جسم پر موجود لباس اتارنا شروع کر دیا۔ جب اس کے جسم پر صرف انڈرویئر رہ گیا تو اس نے دائیں طرف لگے ہوئے ایک بڑے سے ہینڈل کو ایک جھٹکے سے کھینچا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہینڈل باہر نکلا تو درمیانی قد آدم خالی جگہ درمیان سے پھٹی اور اس کی دیواریں سائیڈوں پر غائب ہوتی چلی گئیں۔ اب اندر ایک چوڑا اور اونچا خانہ سا نظر آنے لگا۔ مائیکل نے اس خانے کی طرف پشت کی اور الٹے قدموں چلتا ہوا اس خالی خانے کے اندر جا کر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے آدمی تنگ سی لفٹ میں کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اس نے ایک پیر کو اٹھا کر آہستہ سے مشین کے فرش پر مارا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی درمیانی جگہ برابر ہو گئی اور مائیکل اب اندر گھپ اندھیرے میں کھڑا تھا۔ اس کے ذہن پر جیسے تیز روشنی کی بارش سی ہونے لگی اور پھر اس کا شعور تیزی سے تاریک دلدل میں دھنستا چلا گیا۔ اس کے تمام احساسات جیسے فنا ہو کر رہ گئے۔ پھر جس طرح گہرے سیاہ بادلوں میں آسمانی بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی سیاہی میں روشنی کی لکیر سی نمودار ہوئی اور آہستہ آہستہ یہ روشنی واضح ہوتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ جیسے ہی اس کا شعور بیدار

ہوا سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار ہٹی اور مائیکل قدم بڑھاتا مشین سے باہر آگیا۔ باہر آکر اس نے اپنے جسم کو دیکھنا شروع کر دیا اب اس کی جسمانی رنگت پہلے سے یکسر تبدیل ہو چکی تھی۔ اس کے جسم پر ہر جگہ برص کے داغ موجود تھے جو قطعی حقیقی تھے۔ اس کے باہر آنے پر خانہ خود بخود بند ہو گیا اور اب اس کی بیرونی سطح کسی آئینے کی طرح چمکدار ہوتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ جگہ ایک قد آدم آئینے میں تبدیل ہو چکی تھی اور اس آئینے میں مائیکل کا بگڑا ہوا اور یکسر مختلف چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تمام خدوخال یکسر تبدیل ہو چکے تھے۔ چہرے پر بھی جگہ جگہ برص کے داغ تھے۔ اس کے علاوہ مندمل شدہ زخموں کے نشانات۔ بالوں کا ڈیزائن اور رنگ بھی یکسر بدل چکا تھا۔ آنکھوں کا رنگ بھی تبدیل ہو چکا تھا اور اب اس کا چہرہ دیکھ کر کسی ایسے آدمی کا تاثر ابھرتا تھا جس کی ساری عمر لڑائی بھڑائی میں گزری ہو اور جو حد درجے ظالم اور سفاک آدمی ہو۔ وہ کافی دیر تک آئینے میں اپنے آپ کو دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر اس نے فرش پر پڑا ہوا لباس اٹھا کر اسے پہننا شروع کر دیا۔ لباس پہننے کے بعد اس نے مشین آف کی اور پیچھے ہٹ گیا۔ ایک بار پھر تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ مشین زمین میں غائب ہونی شروع ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد جب وہ مکمل طور پر زمین میں غائب ہو گئی تو فرش تیزی سے برابر ہو گیا۔ مائیکل مڑا اور واپس اس دروازے کو کھول کر اس بڑے ہال میں آگیا جہاں سے سیڑھیاں

اوپر کو جا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں موجود تھا جہاں اس نے ٹیلی فون رسیو کیے تھے۔ وہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"واکر سپیکنگ" .... دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"گیلارڈ بول رہا ہوں" .... مائیکل کے حلق سے ایسی غراہٹ آمیز آواز نکلی جیسے کوئی بھوکا بھیڑیا غرا رہا ہو۔ لہجہ اور آواز پہلے سے یکسر بدل چکی تھی۔

"یس باس" ..... واکر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"رپورٹ دو" .... گیلارڈ نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"سیکشن اے نے مکمل طور پر کام شروع کر دیا ہے باس"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔کے۔ تفصیلی ہدایات تمہیں مین آفس سے پہنچ جائیں گی"۔ مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فرانسو سپیکنگ چیف آف سیکشن بی" .... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"گیلارڈ بول رہا ہوں" .... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے رپورٹ طلب کر کے اسے بھی تفصیلات بھیجنے کا کہہ کر اس نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کیے تو اس بار دوسری طرف سے

سیکشن سی کے چیف ہمیرالڈ نے بات کی۔اس سے بھی اس نے وہی پہلے
والی بات چیت کی اور ایک بار پھر کریڈل دبا کر اس نے نمبر ڈائل کیے
اور اس بار سیکشن ڈی کے چیف سلفرڈ نے بات کی۔اس سے بھی وہی
پہلے تینوں کی طرح بات کر کے مائیکل نے رسیور رکھا اور ایک طویل
سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے
تاثرات نمایاں تھے۔تھوڑی دیر بعد وہ اپنی اس مخصوص کمین گاہ سے
نکل کر سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھا۔شہر کی مصروف سڑکوں سے ہوتا ہوا
آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک رہائشی کالونی میں
داخل ہوئی اور پھر اس نے کار ایک کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے
روکی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو بڑا سا گیٹ خود بخود
کھلتا چلا گیا۔مائیکل کار اندر لے گیا۔پورچ میں جا کر اس نے کار روکی
تو برآمدے میں موجود چار مشین گنوں سے مسلح افراد نے اس کے کار
سے اترتے ہی اسے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ مارا۔

"آل از۔او کے"......مائیکل نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

"یس باس"......چاروں نے جواب دیا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا
تیزی سے راہداری کراس کرتا ہوا ایک بڑے سے کمرے کے دروازے
کے سامنے رکا۔اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا۔یہ بڑا سا کمرہ دفتر
کے انداز میں سجا ہوا تھا۔بڑی سی میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھ کر اس
نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"......دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی لہجہ
مؤدبانہ ہی تھا۔

"گیلارڈ سپیکنگ"......مائیکل نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے
میں کہا۔

"یس باس مرفی بول رہا ہوں باس۔آپ تشریف لے آئے ہیں"۔
دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں مسرت تھی۔

"ہاں اور سنو روتھ کو فوراً میرے پاس بھیج دو۔تاکہ میں تمام
سیکشنز کو ضروری ہدایات اسے لکھوا دوں"......مائیکل نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔اب وہ مکمل طور پر بلیک گولڈ نامی اس
تنظیم کے چیف گیلارڈ کے روپ میں آ چکا تھا۔اس نے شروع سے ہی
سیٹنگ ایسی کر رکھی تھی کہ بیک وقت دو علیحدہ علیحدہ تنظیمیں بنائی
ہوئی تھیں جن کا ایک دوسرے سے کوئی رابطہ یا کوئی تعلق نہ تھا۔
ایک تنظیم کا نام راسکو تھا۔وہ بحیثیت ماریو راسکو کا سر چیف تھا۔
جب کہ دوسری تنظیم کا نام بلیک گولڈ تھا اور بحیثیت گیلارڈ وہ اس کا
سر چیف تھا۔وہ اس کا خصوصی اڈہ تھا۔جس کا علم سوائے اس کی
ذات کے اور کسی کو نہ تھا۔ماریو کے لحاظ سے وہ بوڑھا تھا جب کہ
گیلارڈ کے لحاظ سے برص زدہ اور اس مشین کی مدد سے اس نے جو حلیہ
تبدیل کیا تھا۔اسے نہ تو اس مشین کے علاوہ تبدیل کیا جا سکتا تھا اور
نہ کسی میک اپ واشر کی مدد سے اس کی اصلیت کو چیک کیا جا سکتا تھا
چہرہ کھال کی رنگت۔بالوں اور آنکھوں کا رنگ سب اوریجنل انداز

میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ آواز اور لہجہ بھی یکسر بدل جاتا تھا۔ اس کی
عادت تھی کہ وہ جب بھی ضرورت محسوس کرتا۔ راسکو کو حرکت میں
لے آتا اور جب ضرورت محسوس کرتا بلیک گولڈ کو حرکت میں لے آتا
راسکو کا سیٹ اپ اس نے ایسا کر رکھا تھا کہ یہ تنظیم صرف براعظم
ایشیا کے ممالک کو ڈیل کرتی تھی اور وہاں سے انتہائی قیمتی معدنیات
تلاش کر کے پھر انہیں فروخت کیا جاتا تھا۔ جب کہ بلیک گولڈ کا دائرہ
کار یورپ، ایکریمیا اور براعظم افریقہ تھا اور جب وہ بحیثیت سرچیف
خصوصی ٹرانسمیٹروں کے ذریعے آرڈر کرتا تھا تو تنظیم قطعی آف کر دی
جاتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے آرڈر کے بعد اب راسکو کا نام
ونشان ہی صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہوگا۔ تمام سرکردہ افراد ایکریمیا سے
باہر چلے جائیں گے۔ دفاتر اور سٹورز بند کر دیئے جائیں گے۔ راسکو سے
متعلقہ تمام افراد روپوش ہو جائیں گے اور پھر جب تک وہ دوبارہ آرڈر
نہیں کرے گا۔ یہ تنظیم دوبارہ سامنے نہ آئے گی اور اب اس نے بلیک
گولڈ کو اوپن کر دیا تھا۔ جب کہ گذشتہ آٹھ ماہ سے اس نے اسے کلوز
کیا ہوا تھا۔ لیکن اب اس کے آرڈر پر سب لوگ اس طرح دوبارہ کام کر
دیں گے جیسے یہ تنظیم کبھی کلوز ہی نہ ہوئی ہو اور پہلے تو وہ کاروباری
طور پر ایسا کرتا رہتا تھا لیکن اس بار اس نے بلگارنیہ اور پاکیشیا کے
ایجنٹوں کی وجہ سے مجبوراً ایسا کیا تھا۔ کیونکہ ڈی سلوا اور ولیری کی
غلطی کی وجہ سے ان دونوں ممالک کے ایجنٹ راسکو کے پیچھے لگ گئے
تھے اور چونکہ اس کا اپنا تعلق بھی سرکاری تنظیم سے رہا تھا اس لئے

ان دونوں اور ان کے علاوہ براعظم ایشیا کے دوسرے مشہور سیکرٹ
ایجنٹوں کے بارے میں ساری تفصیلات جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ
پرمود اور علی عمران دونوں ہی عفریت کی طرح راسکو کے پیچھے لگ
جائیں گے اس لئے اس نے مجبوراً اسے مکمل طور پر آف کر دیا تھا۔ اب
دو ہی صورتیں تھیں یا تو لزا اور ڈیوس گروپوں کے ہاتھوں یہ لوگ
مارے جائیں گے یا پھر یہ راسکو کی تلاش میں ٹکریں مار مار کر آخر کار
ناکام ہو کر واپس چلے جائیں گے۔ ویسے اس نے علی عمران کے بارے
میں بھی ڈیوس اور لزا کو تفصیلات بھجوا دی تھیں۔ تاکہ وہ اس کے
خلاف بھی کام کر سکیں اور خود وہ اب اطمینان سے گیلارڈ کے روپ
میں کام کرتا رہے گا اور اس تک کوئی بھی نہ پہنچ سکے گا۔ اس طرح یقینی
طور پر اس نے ان دونوں کو مکمل طور پر شکست دے دی تھی۔

عمران، جولیا اور تنویر تینوں کلاڈیو کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے کلاڈیو ایئرپورٹ پر آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا اور پھر وہ تینوں ٹیکسی میں بیٹھ کر اس ہوٹل میں پہنچے اور عمران نے یہاں مختلف ناموں سے تین کمرے حاصل کیے لیکن اس وقت تینوں ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے کمرے میں آتے ہی رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس بیورفورڈ کارپوریشن"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اسسٹنٹ منیجر رابرٹ سے بات کراؤ۔ میں پرنس بول رہا ہوں"۔ عمران نے لہجے کو تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور

لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں"...... بولنے والے کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"پرنس بول رہا ہوں رابرٹ"...... عمران نے کہا۔

"نمبر نوٹ کریں اور دس منٹ بعد اس نمبر پر فون کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے خاموشی سے رسیور رکھ دیا۔

"یہ سب کیا کر رہے ہو تم۔ یہاں اس ریاست میں کیوں ڈراپ ہوئے ہو اور یہ فون، رابرٹ، یہ سب کیا ہے۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ ہم نے صرف تفریح کرنی ہے"...... جولیا نے عمران کے رسیور رکھتے ہی ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔ ذرا یہ فون والا کام مکمل ہو جائے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے جب کہ تنویر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر ایسی طنزیہ مسکراہٹ موجود تھی جیسے جولیا سے کہہ رہا ہو کہ وہ خواہ مخواہ عمران جیسے شخص سے توقعات لگائے ہوئے ہے۔ یہ آدمی انتہائی خود غرض ہے۔ دس منٹ بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور رابرٹ کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... اس بار دوسری طرف سے براہ راست رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"پرنس بول رہا ہوں رابرٹ"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پرنس آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں۔ کیا کلاڈیو سے"۔ دوسری طرف سے رابرٹ نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں"......... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ یہاں ناراک ایئرپورٹ پر آپ کا باقاعدہ انتظار کیا جاتا رہا ہے۔ الیگزنیڈر گروپ کے آدمی ایئرپورٹ پر موجود تھے الیگزنیڈر گروپ ویسے تو اپنے طور پر کام کرتا رہتا ہے۔ لیکن کبھی کبھار ان کا چیف جس کا نام مائیکل ہے۔ انہیں ہدایات دے دیتا ہے۔ آپ نے مجھے الیگزنیڈر گروپ کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا۔ وہاں میرا ایک آدمی ہے۔ میں نے اس سے رابطہ کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ پاکیشیا میں موجود الیگزنیڈر کے کسی آدمی نے اسے اطلاع دی کہ آپ ایک خاتون اور ایک ساتھی کے ساتھ ناراک کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ کا فلائٹ نمبر بھی بتا دیا گیا۔ الیگزنیڈر نے یہ ہدایات اپنے چیف مائیکل کو پہنچائیں تو مائیکل نے اسے ہدایات دیں کہ ایئرپورٹ پر جیسے ہی آپ لوگ پہنچیں آپ کو وہیں براہ راست فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا جائے الیگزنیڈر کے چار آدمی وہاں فلائٹ کا انتظار کرتے رہے لیکن جب فلائٹ آئی تو آپ فلائٹ میں نہ تھے۔ اس کے آدمیوں نے آفس سے معلومات حاصل کیں تو انہیں بتایا گیا کہ آپ راستے میں کلاڈیو ایئرپورٹ پر ڈراپ ہو گئے ہیں جس کی اطلاع انہوں نے الیگزنیڈر کو دے دی۔ الیگزنیڈر نے یہ اطلاع مائیکل کو دی تو مائیکل نے اسے حکم دیا کہ ناراک میں داخل ہونے والے تمام

راستوں کی مکمل چیکنگ کی جائے اور آپ کو ٹریس کر کے گولیوں سے اڑا دیا جائے اور جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے اسے اڑا دیا جائے اور اب الیگزنیڈر کے آدمی آپ کے انتظار میں ناراک میں داخل ہونے والے ہر راستے پر موجود ہیں"......... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"الیگزنیڈر کا تعلق کیا صرف مائیکل سے ہی ہے یا وہ کسی اور کے لئے بھی کام کرتا ہے"......... عمران نے پوچھا۔

"وہ فری لانسر گروپ ہے جناب۔ رقم لے کر وہ آپ کے لئے بھی کام کرنا شروع کر دے گا۔ ویسے اس کی مستقل اٹیچمنٹ کسی سے بھی نہیں ہے۔ سوائے اس مائیکل کے"......... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ اتنا بڑا گروپ ہے کہ پاکیشیا میں اپنے ایجنٹ مقرر کر سکے"۔ عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ ان معاملات میں وہ بے حد وسیع پیمانے پر کام کرتا ہے"۔ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ معدنیات کی چوری کے سلسلے میں بھی کچھ کام کیا ہے تم نے"۔ عمران نے پوچھا۔

"یس سر میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے مطابق یہاں ایکریمیا میں کئی تنظیمیں اس دھندے میں ملوث ہیں۔ کیونکہ یہ مخصوص انداز کا دھندہ ہے۔ اس میں زیادہ قتل و غارت بھی نہیں کرنی پڑتی اور انتہائی کثیر دولت بھی آسانی سے ہاتھ میں آ جاتی ہے۔ میری

معلومات کے مطابق دو تنظیمیں سب سے بڑی اور موثر ہیں ۔ ان میں
سے ایک تنظیم کا نام راسکو ہے ۔اس تنظیم کا دائرہ کار براعظم ایشیا ہے
جب کہ دوسری تنظیم کا نام بلیک گولڈ ہے ۔اس کا دائرہ کار ایشیا کے
علاوہ دوسرے براعظم ہیں ۔یہ راسکو کے دھندے میں کبھی رخنہ نہیں
ڈالتے ۔راسکو کے چیف کا نام باریو ہے ۔وہ بوڑھا آدمی ہے ۔لیکن اکثر
ناراک سے باہر ہی رہتا ہے ۔ کبھی کبھار آجاتا ہے اور بلیک گولڈ کے
چیف کا نام گیلارڈ ہے ۔وہ بھی کبھی کبھار ہی سامنے آتا ہے ۔ ان کا کام
بھی مسلسل نہیں ہے ۔ کبھی راسکو کام شروع کر دیتی ہے اور کبھی
بلیک گولڈ ۔چونکہ ان کا کام مخصوص قسم کا ہے ۔ اس لئے اکثر یہ
تنظیمیں طویل عرصے تک کام ہی نہیں کرتیں ۔ شاید جب تک
معدنیات تلاش ہوتی رہتی ہو گی ۔ان کی سرگرمیاں بھی بند رہتی ہوں
گی "...... رابرٹ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" راسکو کا کوئی خاص اڈہ "...... عمران نے پوچھا۔

" نہیں جناب باوجود کوشش کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا ۔آپ نے
جان ولسن کی ٹپ دی تھی ۔جان ولسن کو کسی نے اس کے دفتر میں
گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ ایسا کرنے والے دو
بلگارنوی آدمی تھے ۔ بس اس سے زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو
سکیں "۔رابرٹ نے جواب دیا۔

" او ۔کے "...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تم نے جواب پوچھا تھا ۔اب اس کا جواب سن لو ۔چونکہ اس بار

ہماری تعداد محدود ہے ۔اس لئے تم دونوں کو بھی بھرپور انداز میں کام
کرنا ہو گا ۔ جیسا کہ میں نے تمہیں پہلے تفصیل بتائی تھی کہ بلگارنیہ
میں معدنیات چوری ہو رہی تھی جس کے خلاف بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ
میجر پرمود کام کر رہا ہے ۔ میجر پرمود میرے پاس آیا تھا ۔چونکہ اس
چوری میں پاکیشیا کے محکمہ معدنیات کا ایک اعلیٰ افسر کو بھی ملوث کیا
جا رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایسے شواہد بھی ملے تھے کہ پاکیشیا سے
بھی انتہائی قیمتی سائنسی معدنیات کو تلاش کر کے چوری کا پلان بنایا
جا رہا ہے ۔اس لئے تمہارے چیف نے پورے شواہد ملنے تک مشن کو
پینڈنگ کر دیا ۔لیکن میں چونکہ میجر پرمود سے وعدہ کر چکا تھا کہ میں غیر
سرکاری طور پر اس کی مدد کروں گا اور اپنے طور پر میں نے جو تحقیقات
کیں اس کے مطابق ایک تنظیم راسکو نامی یہ دھندہ کرتی ہے اور اس
بارے میں ایک ٹپ جان ولسن کی ملی ۔یہ ٹپ میں نے میجر پرمود کو
دے دی ۔ میرا خیال تھا کہ حفظ ماتقدم کے طور پر تمہارا چیف ایک
مشن اس تنظیم کے خاتمے کے لئے میری سربراہی میں بھجوائے گا ۔لیکن
اس نے مکمل شواہد ملنے تک سرکاری طور پر مشن مکمل کرنے سے انکار
کر دیا ۔اس پر میں نے اس سے کہا کہ اگر میں اپنے خرچ پر ایکریمیا
جاؤں اور میجر پرمود کی مدد کروں تو اسے کوئی اعتراض تو نہ ہو گا ۔اس
نے اس کی اجازت بھی دے دی ۔میں نے تفریح کے سلسلے میں جولیا کو
بھی ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی تو تمہارے چیف نے میری توقع
کے خلاف یہ اجازت دے دی ۔اسے میرے پروگرام کا علم تھا ۔اس

نے شاید اپنے فارن ایجنٹ سے رابطہ کیا ہوا تھا اور پھر اسے کہیں سے
اطلاع ملی کہ پاکیشیا میں بھی بہرحال معدنیات کی چوری کا دھندہ ہو رہا
ہے اور الیگزنیڈر بار کا پتہ اس نے چلا لیا اور ایئر پورٹ پر مجھے اس پر کام
کرنے کا حکم دیا اور مشن کی سرکاری قرار دے دیا اور سرکاری قرار دینے
کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے ہم دونوں کی نگرانی کے لئے تنویر کو بھی
ہمارے ساتھ بھجوا دیا۔ میں نے راستے میں بریک جرنی کے دوران ایئر
پورٹ پر تم دونوں سے ہٹ کر رابرٹ کو فون کیا۔ رابرٹ کا خفیہ
تعلق بھی جرائم پیشہ گروہوں سے ہے۔ اس کا کام بالکل اس انداز کا
ہے جیسے ٹائیگر کرتا رہتا ہے۔ وہ میرا ذاتی دوست بھی ہے۔ میں نے
رابرٹ کو کال کر کے اسے جان ولسن سے ملنے اور الیگزنیڈر کو ٹٹولنے
اور اس کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا۔
اس کے ساتھ ہی میں نے فیصلہ کر لیا کہ ہمیں براہ راست ناراک پہنچنے
کی بجائے راستے میں ڈراپ ہو جانا چاہئے۔ تاکہ رابرٹ سے رپورٹ
لینے کے بعد وہاں کی صحیح صورت حال علم میں آ جانے کے بعد وہاں
جانے اور کام کرنے کا لائحہ عمل تیار کر سکیں اور رابرٹ نے جو رپورٹ
دی ہے وہ تم نے سن لی ہے۔ اگر ہم براہ راست ناراک جاتے تو اب
تک ہماری لاشیں پولیس کے مردہ خانے میں عبرت نگاہ بنی پڑی ہوئی
ہوتیں۔ جان ولسن کی ٹپ کا میجر پرمود کو علم تھا اور رابرٹ کی یہ
رپورٹ کہ جان ولسن کے قتل کا شبہ دو بلگارینوں پر کیا جا رہا ہے۔ یہ
ثابت ہو جاتا ہے کہ میجر پرمود وہاں کام میں مصروف ہے اور اب

صورت حال یہ ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ایکریمیا میں صرف تفریح کرتے
رہیں۔ جب میجر پرمود اپنے مشن میں کامیاب ہو جائے تو اس سے
رپورٹ لے کر چیف کر دے دیں اور اطمینان سے واپس چلے
جائیں"۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم خود بھی کام کریں اور اس تنظیم
کا خاتمہ کریں۔ اس طرح میجر پرمود کی بھی مدد ہو جائے گی اور ہمارے
ملک کی معدنیات بھی چوری ہونے سے آئندہ کے لئے بچ جائیں گی۔
چونکہ فی الحال پاکیشیا کو اس تنظیم سے فوری خطرہ بھی نہیں ہے اور
اس نے پاکیشیا کی معدنیات بھی چوری نہیں کی۔ اس لئے میرا خیال
ہے کہ ہم ناراک جانے کی بجائے ولنگٹن چلے جائیں اور اطمینان سے
تفریح کرتے رہیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چیف ہمیں مشن پر بھیجے اور ہم تفریح کرتے
رہیں۔ اگر کوئی تفریح کرنی بھی ہے تو مشن کے بعد بھی ہو سکتی ہے"۔
تنویر نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"مشن تو بہرحال میجر پرمود مکمل کر ہی لے گا"...... عمران نے
جواب دیا۔

"نہیں دوسرے کا مارا ہوا شکار کھانا بزدلی اور بے غیرتی ہے"۔
تنویر کے لہجے میں غصہ عود کر آیا تھا۔

"تنویر درست کہہ رہا ہے عمران۔ چیف نے جب اسے سرکاری
مشن قرار دے دیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب ہم ڈیوٹی پر ہیں اور
ڈیوٹی کے دوران تو تفریح کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا اور میجر

پرمود کی مدد کا یہ طریقہ بھی تو ہے کہ ہم خود شکار کر کے اپنا کیا ہوا شکار اسے دے دیں۔ اس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی عزت ہے"۔ جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تم خود ہی تو تفریح کا رونا رو رہی تھیں۔ اس وقت تمہیں ڈیوٹی کا خیال نہ آیا تھا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس وقت مجھے تم نے یہ سب تفصیل نہیں بتائی تھی۔ میں چیف سے مشن کے بعد خود ہی تفریح کی اجازت لے لوں گی اور پھر ہم تفریح کر کے واپس جائیں گے۔ یہ میرا وعدہ"...... جولیا نے کہا۔

"اور سنو اگر تم کام نہیں کرنا چاہتے تو نہ کرو بے شک واپس چلے جاؤ میں اور جولیا اس مشن پر خود ہی کام کر لیں گے"...... تنویر نے موقع غنیمت دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں چیف نے ایئرپورٹ پر عمران کو فون کر کے اسے ہدایات دی تھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے ہماری ٹیم کا لیڈر عمران کو منتخب کیا ہے۔ ورنہ اسے معلوم تھا کہ میں عمران کے ساتھ ہوں۔ وہ مجھے کال کر کے بھی ہدایات دے سکتا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"چیف کو بھی نجانے اس کے سر پر کون سے سرخاب کے پر نظر آ جاتے ہیں کہ ہر بار اسی کو لیڈر بنا دیتا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے مکمل اجازت ہے۔ تم دونوں میں سے جو چاہے لیڈر بن جائے۔ میں ایک عام کارکن کی طرح کام کروں گا"۔ عمران

نے بڑے کھلے دل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں چیف نے تمہیں لیڈر بنایا ہے۔ اس لئے لیڈر تم ہی ہو گے"۔ جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"کاش چیف مجھے کچھ اور بھی بنا دیتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی جب کہ تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ دونوں ہی عمران کی بات کا مفہوم سمجھ چکے تھے۔

"اب کیا پروگرام ہے۔ اس کی بات کرو"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لازماً میرے ساتھ تم دونوں کے بھی حلیے الیگزینڈر گروپ تک پہنچ چکے ہوں گے اس لئے اب تم دونوں کو بھی میرے ساتھ میک اپ کرنا ہو گا۔ اس کے علاوہ وہ لوگ چیکنگ کے دوران خاص طور پر اس بات کا خیال رکھ رہے ہوں گے کہ ہم دو مرد اور ایک عورت کا گروپ ہیں۔ اس لئے یہاں سے روانگی کے بعد تنویر ہم سے علیحدہ رہے گا جب کہ جولیا اور میں علیحدہ رہیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"اگر گروپنگ اس طرح کر لی جائے کہ میں اور جولیا ایک جگہ ہیں اور تم علیحدہ رہو تو اس میں کیا حرج ہے"...... تنویر نے فوراً ہی دوسری تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"چلو اس کا فیصلہ جولیا کر دے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑی امید بھری نظروں سے جولیا کو دیکھنے لگا جب کہ تنویر کی

نظریں بھی جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔

"اگر گروپنگ ہی کرنی ہے تو پھر زیادہ بہتر یہی ہے کہ تم دونوں اکٹھے رہو اور میں علیحدہ رہوں گی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران تو بے اختیار مسکرا دیا جب کہ تنویر کے چہرے پر ہلکے سے مایوسی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"اسے کہتے ہیں کباب میں ہڈی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو۔ میرا خیال ہے۔ گروپنگ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جب کہ ہم میک اپ کر لیں گے۔ کاغذات بھی ہمارے تبدیل ہو جائیں گے تو پھر وہ لوگ ہمیں کیسے شناخت کر سکیں گے۔ ہماری طرح کے دو مردوں اور ایک عورت کے سینکڑوں گروپ ناراک میں آ جا رہے ہوں گے۔ بغیر تصدیق کے اب وہ سب کو تو ہلاک کرنے سے رہے"...... تنویر نے جولیا کا فیصلہ سنتے ہی سرے سے گروپنگ سے ہی انکار کر دیا تھا۔

"یہ ہو سکتا ہے کہ ہم ایئر پورٹ پر ایک دوسرے سے اجنبی رہیں۔ ہمیں ٹھکانہ معلوم ہو تو ہم نگرانی کا خیال کرتے ہوئے علیحدہ علیحدہ اس ٹھکانے پر پہنچ جائیں۔ اس طرح کسی کو بھی شک نہ پڑے گا"۔ جولیا نے کہا۔

"یہ واقعی بہترین تجویز ہے"...... تنویر نے فوراً جولیا کی اس تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ کم از کم اس طرح عمران اور جولیا

کے اکٹھے رہنے کا تو سکوپ ختم ہو جاتا تھا۔

"او۔ کے اس کا مطلب ہے۔ اب نئے سرے سے کاغذات تیار کرانے پڑیں گے۔ چلو کوشش کر لیتا ہوں۔ ایک ٹپ میرے پاس ہے۔ اسی لئے تو میں نے کلاڈیو میں ڈراپ ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن اگر اس ٹپ نے پہچان لیا تو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس جسمین سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"جسمین تو بڑا نرم و نازک سا پھول ہوتا ہے۔ لیکن تمہاری آواز تو اس قدر کرخت ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جسمین جنت کی بجائے جہنم میں اگتا ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون بول رہے ہو"...... اس بار دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"ارے ارے پھر وہی غصہ۔ تم ایسا کرو اپنا نام بدل کر بارکر رکھ لو۔ مطلب ہے۔ بارکنگ کرنے والا۔ بھونکنے والا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم کوئی خاص چیز ہو۔ جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔ اپنا تعارف کراؤ ذرا۔ تاکہ مجھے بھی تو معلوم ہو سکے کہ جسمین سے اس لہجے اور اس انداز میں ایسی باتیں کرنے والا آخر کون ہو سکتا ہے"۔ دوسری

طرف سے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا گیا۔ انداز ایسا تھا۔ جیسے انتہائی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول میں کر کے بات کر رہا ہو۔

"تعارف ہاں۔ تعارف کرانے میں واقعی کوئی حرج نہیں ہے۔ اچھا تو سنو۔ براعظم ایشیا کے سلسلہ ہائے کوہ میں ایک ریاست ہے جس کا نام ہے ڈھمپ۔ اب یہ نام کیوں رکھا گیا ہے اور اس کا معنی کیا ہے۔ یہ مجھے بھی نہیں معلوم۔ شاید یہاں کے لوگ بہرے ہوں اس لئے ڈھول بجا بجا کر ایک دوسرے کو متوجہ کرتے ہوں۔ اس لئے ڈھول کی آواز ڈھم ڈھم مل کر ڈھمپ کی شکل اختیار کر گئی ہو۔ بہرحال ریاست ڈھمپ کا ایک پرنس ہے۔ پرنس آف ڈھمپ۔ جس کا کلاڈیو میں ایک دوست ہے۔ اس کا نام جسمین یعنی چنبیلی کا پھول۔ کافی ہے اتنا تعارف یا مزید بھی کرانا ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ نام تو سنا ہوا ہے۔ لیکن"...... اس بار جسمین کے لہجے میں نرمی تھی۔

"شکر ہے کہ صرف سنا ہوا ہے۔ ورنہ اتنے طویل عرصے کے بعد اگر تم کہتے کہ پرنس ابھی تک پرنس کیوں ہے۔ کنگ کیوں نہیں بن سکا تو بیچارہ علی عمران کیا جواب دے سکتا تھا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ اوہ۔ اوہ۔ علی عمران۔ اوہ ہاں مجھے یاد آگیا۔ اوہ گاڈ یہ تم علی عمران ہو۔ اوہ ہاں مجھے یاد آگیا۔ بالکل یاد آگیا۔ اب میں

تمہاری آواز پہچان گیا ہوں۔ الو کی دم تم ابھی تک زندہ ہو۔ کمال ہے حیرت ہے۔ تم جیسے آدمی کو تو اب تک مرے ہوئے بھی کئی سال گزر جانے چاہئیں تھے۔ تم جیسا لاابالی غیر سنجیدہ، غیر ذمہ دار آدمی آخر کس طرح اس خود غرض اور سفاک دنیا میں زندہ رہ گیا اور تم بول کہاں سے رہے ہو اور تم نے اتنے طویل عرصے تک مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا۔ بولو جواب دو۔ تمہیں شرم نہیں آئی۔ نانسنس"...... جسمین نے حلق پھاڑ کر اس طرح چیختے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کا نام یاد آنے سے اس بری طرح بوکھلا گیا ہو کہ اسے سمجھ ہی نہ آ رہی ہو کہ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔ اس کی گفتگو سے اس کی ذہنی حالت کا اچھی طرح اندازہ ہو رہا تھا۔

"ارے ارے تم واقعی اپنا نام بار بار کر رکھ لو۔ کم از کم تمہارا اتنا بھاری بھرکم اور ٹیڑھا میڑھا نام منہ سے ادا کرتے ہوئے جبڑے تو ٹیڑھے نہ کرنے پڑیں گے۔ ویسے مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ تم ناراک چھوڑ کر یہاں کلاڈیو میں ڈیرہ لگا چکے ہو گے۔ بہرحال میں آ رہا ہوں۔ وہیں تمہارے پاس تفصیل سے باتیں ہوں گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کام بن گیا۔ اس نے پہچان لیا ہے۔ اب کاغذات بن جائیں گے"۔ عمران نے رسیور رکھ کر جولیا اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تم ہر جگہ پرانے واقف کہاں سے ڈھونڈ لیتے ہو"...... جولیا

نے کرسی سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ ہم پر رعب ڈالنے کے لئے یہ سب ڈرامہ کرتا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس کے ایسے نئے اور پرانے دوست دنیا کے ہر خطے میں مل جاتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ جب یہ جہنم میں جائے گا تو وہاں بھی آگ کے کوڑے مارنے والے فرشتوں میں اس کے کئی پرانے دوست نکل آئیں گے "...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو کہتا ہوں کہ تم بھی دوست بنا لیا کرو تاکہ مجھے وہاں تمہیں کوڑے کھاتے تو نہ دیکھنا پڑے "...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ہم تو ایک ہی سے دوستی کے قائل ہیں۔ یک در گیر و محکم گیر "...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار چونک کر تنویر کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" بہت خوب واقعی بیٹری طاقتور ہو تو تم جیسے کی عقل میں بھی روشنی کی ایک آدھ کرن پہنچ ہی جاتی ہے "...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو "...... بیٹری۔ کیسی بیٹری "...... کمرے سے باہر آتے ہوئے جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

" اس کے باوجود تم جیسے کی عقل میں تو ایک آدھ کرن بھی پیدا نہیں ہو سکی "...... تنویر بھی شاید آج موڈ میں تھا۔ اس لئے اس

نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور عمران ایک بار پھر اس کے انتہائی خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" گڈ۔ آج واقعی تمہارا دن ہے اور کیوں نہ ہو۔ جولیا جو ساتھ ہے "۔ عمران نے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس بار تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

" آخر یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ میرا نام کیوں لیا جا رہا ہے "۔ جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہ ہمارے ہاں کے ایک شاعر نے اس سچوئیشن پر شاید شعر کہتے ہوئے کہا تھا کہ پتہ۔ پتہ۔ بوٹا۔ بوٹا بلکہ سارا باغ میرے حال سے واقف ہے۔ لیکن اگر میرے حال سے کوئی واقف نہیں ہے تو صرف پھول ہی نہیں ہے۔ حالانکہ میرا یہ حال ہوا بھی اس پھول کی وجہ سے ہی ہے "...... عمران نے لفٹ میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور تنویر ہنس پڑا۔

" سنو یہ پہیلیوں اور شاعری میں باتیں مت کیا کرو مجھے سخت الجھن ہوتی ہے۔ صاف اور سیدھی بات کیا کرو "...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس پر بھی ایک شاعر کا شعر ہے کہ چاہے بات مشاہدہ حق کی کیوں نہ ہو لیکن مجبوراً اسے بادہ و ساغر کے پیرائے میں کہنا پڑتا ہے "۔ عمران نے کہا۔

" پھر وہی شاعری۔ وہی الجھی ہوئی باتیں "...... جولیا نے بری طرح

بھنائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران اور تنویر دونوں ہی مسکرا دیئے ۔

ہوٹل سے باہر آکر انہوں نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور عمران نے اسے بلیو ہاؤس کلب چلنے کا کہہ دیا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی ۔ عمران ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جب کہ جولیا اور تنویر عقبی سیٹ پر تھے اور تنویر کے چہرے پر شاید اس بات سے جذبات کی گہری سرخی پھیلتی چلی جارہی تھی کہ وہ عمران کے مقابلے میں جولیا کے زیادہ قریب بیٹھا ہوا تھا ۔ لیکن ٹیکسی میں خاموشی طاری رہی ۔ کسی نے کوئی بات نہ کی تھی اور تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک عظیم الشان تین منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی ۔ جس پر بلیو ہاؤس کلب کا شاندار اور عظیم الشان نیون سائن چمک رہا تھا ۔ کلب میں آنے جانے والوں کا خاصا رش تھا ۔ ان میں عورتوں کی تعداد بہرحال مردوں سے زیادہ تھی تھی لیکن وہ سب انتہائی خوش پوش اور اعلیٰ گھرانوں کے افراد لگتے تھے ٹیکسی نے مین گیٹ کے سامنے انہیں اتار دیا اور عمران اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے ۔ عمران نے اسے کرایہ دیا اور پھر مڑ کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا ۔ کلب کا ہال خاصا وسیع تھا اور انتہائی نفیس انداز سے سجا ہوا تھا ۔ ہال میں باوجود رش کے خاموشی طاری تھی جس میں مدھم ہلکے ترنم قہقہوں اور سرگوشیوں کی ملی جلی آوازیں ایسے سنائی دے رہی تھیں جیسے پس منظر موسیقی سنائی دیتی ہے ۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس پر چار ایکریمی لڑکیاں مصروف تھیں ۔

" سفید پھول کس کیاری میں اگے ہوئے ہیں "...... عمران نے

کاؤنٹر پر کھڑی ایک لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" سفید پھول کیاری ۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ "...... لڑکی نے حیرت سے بھنویں اچکاتے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" میں نے کیاری کہا ہے ۔ اس لئے سفید پھول جسمین ہی ہو سکتا ہے ۔ اگر میں کھیت کہتا تو پھر شاید آپ کو غلط فہمی ہو سکتی تھی کہ میں نے جسمین کی بجائے گوبھی کے پھول کی بات کی ہے ۔ کیونکہ وہ بھی سفید ہوتا ہے اور اگر میں کیاری کی بجائے کیچڑ کہتا تو پھر یقیناً آپ اسے کنول کا پھول سمجھ سکتی تھیں ۔ وہ بھی سفید ہوتا ہے "...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" تو آپ باس کی بات کر رہے ہیں ۔ وہ اپنے دفتر میں ہیں ۔ لیکن وہ بغیر وقت مخصوص کیے کسی سے ملاقات نہیں کرتے "...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن سے وقت مخصوص کیے بغیر بھی ملنا پڑتا ہے ۔ مثلاً موت کا فرشتہ ۔ پرنس آف ڈھمپ ۔ علی عمران وغیرہ وغیرہ "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی ۔

" علی عمران اوہ ۔ اوہ آپ ہیں ۔ باس تو آپ کے منتظر ہیں آیئے ۔ آیئے "...... لڑکی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے کاؤنٹر کی سائیڈ سے باہر آ گئی ۔ اس کے چہرے پر بے پناہ بوکھلاہٹ

تھی۔

"ارے ارے راستہ بتا دیجئے۔ ہم خود ہی چلے جائیں گے۔ ہمارے ساتھ جو خاتون ہے۔ اس کی موجودگی میں آپ کو رہنما نہیں بنایا جا سکتا ورنہ کشتوں کے پشتے لگ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"آیئے۔ آیئے۔ جلدی کیجئے۔ باس آپ کے منتظر ہیں"...... لڑکی نے عمران کی بات شاید سمجھی ہی نہ تھی اور اگر سمجھی تھی تو اس شدید بوکھلاہٹ کے عالم میں اس نے اس پر کوئی توجہ ہی نہ دی اور دوسرے لمحے وہ سائیڈ میں جاتی ہوئی ایک راہداری میں مڑ کر تیزی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"مجبوری ہے مس جولیانا فٹز واٹر"...... عمران نے اس طرح کاندھے اچکاتے ہوئے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا جیسے کہہ رہا ہو اب وہ کیا کر سکتا ہے۔

"ہر جگہ مذاق اچھا نہیں لگتا۔ چلو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا پھر تنویر کے کانوں سے بچا کر مجھے بتا دو کہ وہ کون سی جگہ ہے جہاں تمہیں مذاق اچھا لگتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پاگل خانہ"...... جولیا کے بولنے سے پہلے ہی تنویر بول پڑا۔

"یعنی تمہارا اپنا رہائشی فلیٹ۔ اوہ پھر تو بات وہیں آ گئی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ راہداری خاصی طویل تھی اس لئے وہ باوجود تیز تیز چلنے کے مسلسل

آگے ہی بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"تم نے کیسے یہ کہہ دیا کہ تنویر کا فلیٹ پاگل خانہ ہے"...... جولیا نے شاید لطف لیتے ہوئے کہا۔

"خانہ گھر کو کہتے ہیں اور پاگل خانہ وہ گھر ہوتا ہے جہاں پاگل رہتا ہو۔ کیوں تنویر میں نے درست کہا ہے۔ اب اتنے بھی تو پاگل نہیں ہوئے ہو گے تم کہ پاگل کا مطلب ہی نہ سمجھ سکو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہیں معنی۔ پاگل کا معنی ہے عمران"...... تنویر نے جواب دیا اور جولیا اور عمران دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔ راہداری کا ایک موڑ مڑتے ہی وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ ان کی رہنما لڑکی باہر موجود فون پر پہلے ہی اندر اطلاع دے چکی تھی اور جیسے ہی عمران دروازے کے قریب پہنچا۔ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ایک خوش پوش آدمی باہر آیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم۔ تم عمران۔ تم زندہ ہو۔ اوہ گاڈ کس قدر مسرت کا یہ لمحہ ہے"۔ اس آدمی نے باہر نکلتے ہی بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ کر عمران کو بازوؤں میں جکڑا اور پھر وہیں ایک لحاظ سے اس نے رقص کرنا شروع کر دیا۔

"ارے ارے میری پسلیاں۔ ارے ان پر گریٹ لینڈ کی پالش اب اتر چکی ہے"...... عمران نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا اور جسمین نے اسے

چھوڑا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔

" تم زندہ ہو۔ واقعی حیرت ہے۔ اوہ تمہارے ساتھ خاتون۔ یقیناً یہ بھابی ہو گی۔ بھابی۔ آپ نے اس شیطان، لاابالی، غیر سنجیدہ اور غیر ذمہ دار آدمی سے شادی کر کے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے مجھے آپ سے ہمدردی ہے"...... جسمین نے جولیا کی طرف مڑتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور جولیا کے چہرے پر شرم کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

" مسٹر آپ کم از کم پہلے پوچھ تو لیا کریں۔ خواہ مخواہ آپ نے فضول باتیں شروع کر دیں۔ میرا نام تنویر ہے اور ان کا نام جولیانا فٹزواٹر ہے اور یہ آپ کی بھابی نہیں ہیں"...... تنویر نے انتہائی خشمگیں لہجے میں کہا۔

" اوہ اوہ۔ آئی۔ ایم۔ ویری سوری۔ رئیلی ویری سوری۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ دراصل اس شیطان سے اس قدر طویل عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے کہ میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا"...... جسمین کے چہرے پر انتہائی شرمندگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

" کوئی بات نہیں مسٹر جسمین ان حالات میں آدمی ایسا بھی سوچ سکتا ہے۔ بہرحال مجھے یہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہو رہی ہے کہ بقول آپ کے آپ اس قدر طویل عرصے کے بعد ملے ہیں۔ اتنے عرصے میں تو آدمی ایک دوسرے کو بھول جاتا ہے۔ لیکن آپ کی دوستی کے جذبات ذرا سے بھی ماند نہیں پڑے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ ہے ہی ایسی چیز اس سے ملنے کے بعد آدمی اپنے آپ کو سب کو بھول جاتا ہے۔ آیئے اندر تشریف لے آیئے"...... جسمین نے کہا اور پھر وہ انہیں اندر کمرے میں لے آیا۔ کمرہ انتہائی شاندار لیکن انتہائی نفاست سے سجا ہوا تھا۔

" واہ بڑے ٹھاٹ ہیں۔ لگتا ہے۔ جرائم کا گراف کافی اونچا جا رہا ہے"۔ عمران نے دفتر کی سجاوٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" جرائم کا گراف۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ خبردار اگر آئندہ تم نے میرے متعلق ایسے الفاظ کہے۔ میں نے جرم اسی لمحے دفن کر دیا تھا جب تم نے مجھ جیسے خونی قاتل پر قابو پا لینے کے باوجود معاف کر دیا تھا۔ اس کے بعد آج تک میں نے جرائم سے ہمیشہ اپنا دامن پاک رکھا"۔ جسمین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تو کیا آپ قاتل تھے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" قاتل۔ مس جولیا یہ شخص دنیا کا بدنام ترین پیشہ ور قاتل تھا۔ خدا کی پناہ گریٹ لینڈ میں اس کے نام کا ڈنکا بجتا تھا۔ میں اس وقت آکسفورڈ میں پڑھتا تھا اور ہم چند دوستوں نے جرائم کے خلاف جدوجہد کے لئے باقاعدہ ایک سوسائٹی بنا رکھی تھی اور پھر اس کے چند ساتھی ہماری سوسائٹی کی وجہ سے جیل کی تاریک کوٹھڑیوں میں پہنچ گئے تو اس نے قسم کھائی کہ یہ مجھے ہر صورت میں قتل کر کے چھوڑے گا اور اس نے باقاعدہ اس کا اعلان بھی کر دیا۔ اس وقت اس کا نام بلڈی بار کر تھا کیونکہ یہ بولتا بہت تھا۔ ہر وقت ڈینگیں مارتا رہتا تھا۔ میرے

دوستوں نے اس کے اعلان کے بعد خوفزدہ ہو کر مجھے مشورہ دیا کہ میں گریٹ لینڈ سے فرار ہو جاؤں ۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ جو بھونکتے ہیں وہ کاٹتے نہیں ہیں ۔ اس لئے میں نے بھی جوابی اعلان شائع کرا دیا کہ بار کر جب بھی مجھ سے ٹکرایا ۔ آئندہ بھونکنا تو ایک طرف غرانا بھی بھول جائے گا اور پھر ایک روز ہمارا ایک ہوٹل میں آمنا سامنا ہو ہی گیا ۔ یہ اس وقت بڑا شہ زور اور مارشل آرٹ کا ماہر ہوا کرتا تھا اور میں بس ایسے ہی ایک عام سا طالب علم ۔ لیکن مسئلہ انا کا تھا ۔ چنانچہ ہمارے درمیان بڑی خوفناک لڑائی ہوئی ۔ اس نے میری گردن توڑنے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالی لیکن قدرت نے مجھے ہر بار بال بال بچا لیا اور آخر کار یہ میرے ایک ایسے داؤ میں آگیا کہ میری ذرا سی حرکت سے اس کی گردن یقیناً ٹوٹ جاتی اور اس نے اپنی شکست کھلے عام تسلیم کر لی اور درخواست کی کہ میں اس کی گردن توڑ دوں ۔ لیکن مجھے اس کے اس طرح کھلے عام شکست تسلیم کر لینے سے معلوم ہو گیا کہ یہ باوجود خونی قاتل ہونے کے ابھی تک آدمی ہے اور اس کے اندر ابھی ضمیر زندہ ہے ۔ چنانچہ میں نے اسے معاف کر دیا اور خاموشی سے ہوٹل سے نکل گیا ۔ بس اس کے بعد اس نے قتل وغارت اور جرائم کی دنیا چھوڑ دی اور پھر یہ میرا نہ صرف دوست بن گیا بلکہ ہماری سوسائٹی کا ممبر بھی بن گیا اور اس کی وجہ سے ہماری سوسائٹی نے بڑے بڑے معرکے مارے ۔ اس کے بعد یہ اچانک غائب ہو گیا اور آج اتنے طویل عرصے بعد پھر اس سے ملاقات ہو رہی ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے

جسمین کے ساتھ اپنے پرانے تعلقات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" تم نے میرا کھوج آخر کیسے لگا لیا ۔ میں تو تب سے کلاڈیو میں شفٹ ہو گیا تھا ۔ یہاں ہماری کچھ آبائی جائیداد تھی ۔ جو میں نے فروخت کر دی اور یہاں یہ کلب قائم کر لیا اور آج یہ کلب پورے کلاڈیو کی شان ہے "...... جسمین نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" تمہارا نام اچانک ایک ڈائریکٹری میں مطالعہ کرتے ہوئے میرے سامنے آگیا اور میں نے نوٹ کر لیا ۔ لیکن پھر فرصت ہی نہ ملی تم سے ملنے کی اور یہ مجھے معلوم تھا کہ اگر میں نے تمہیں فون کر دیا تو تم فوراً ملنے پر اصرار کرو گے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اچھا باتیں بعد میں پہلے یہ بتاؤ کہ کھانے میں کیا پسند کرو گے اور فوری طور پر کیا پینا پسند کرو گے اور مس صاحبہ آپ بھی اور مسٹر تنویر آپ بھی بلا تکلف بتا دیں "...... جسمین نے کہا ۔

" نہ کھانا نہ پینا ۔ تم نے ہمارا ایک مسئلہ حل کرنا ہے ۔ وہ حل کر دو ۔ وہی ہمارا کھانا بھی ہو گا اور پینا بھی "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کیسا مسئلہ "...... جسمین نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ۔

" ہم نے ناراک جانا ہے اور وہاں ہمارے دشمن ہر جگہ ہماری گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اس لئے ہمیں نئے کاغذات چاہئیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کاغذات اوریجنل ہوں ۔ میرا مطلب ہے کہ وہ لوگ

اگر چیک کریں تو کاغذات درست ثابت ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بن جائیں گے یہ کون سا مشکل کام ہے ۔یہاں کلاڈیو میں میرے لئے یہ کام کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔ تفصیل بتاؤ ۔ کس قسم کے کاغذات چاہتے ہو تم "....... جسمین نے تیز لہجے میں کہا۔

" ایک ایکریمین لڑکی اور دو ایکریمی مردوں کے کاغذات چاہئیں ۔ لڑکی جرنلسٹ ہے ۔جب کہ مرد بزنس مین "...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہونہہ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے "...... جسمین نے کہا اور اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

" سنو فرینک ایک ایکریمین جرنلسٹ لڑکی اور دو ایکریمین بزنس مین مردوں کے مکمل کاغذات تیار کرا کر جس قدر جلد ممکن ہو سکے مجھے لا دو اور سنو یہ کاغذات اوریجنل ہونے چاہئیں ۔چیکنگ پر اگر ان پر ذرا سا بھی شبہ ہوا تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا"...... جسمین نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

" آجائیں گے کاغذات لیکن ناراک میں تمہارا دشمن کون ہے"۔ جسمین نے کہا۔

" الیگزنیڈر بار کا مالک الیگزنیڈر اور اس کا چیف ہے مائیکل"۔ عمران نے جواب دیا تو جسمین بے اختیار چونک پڑا۔

" الیگزنیڈر ۔ مائیکل ۔ اوہ اوہ کہیں تم معدنیات کے چکر میں تو

پھنسے ہوئے نہیں ہو"...... جسمین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں پاکیشیا سے معدنیات چوری کی جا رہی ہیں ۔ انتہائی قیمتی معدنیات اور پتہ چلا ہے کہ کوئی تنظیم راسکو اس کی ذمہ دار ہے"۔ عمران نے کہا۔

" راسکو ۔ مگر راسکو تو آف ہو گئی ہے "...... جسمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آف ہو گئی ہے کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" راسکو اور بلیک گولڈ دو تنظیمیں ہیں ۔ معدنیات کی چوری میں ملوث ۔ کبھی راسکو کو آف کر دیا جاتا ہے اور کبھی بلیک گولڈ کو ۔ پہلے بلیک گولڈ آف تھی ۔ اب پتہ چلا ہے کہ گیلارڈ واپس آگیا ہے اور اس نے بلیک گولڈ کو اوپن کر دیا ہے جب کہ راسکو آف کر دی گئی ہے ۔ یعنی مکمل طور پر بند ۔ سب کچھ ختم ۔ اب راسکو کا نام ونشان بھی تمہیں نہیں ملے گا"...... جسمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا یہ گیلارڈ ہی دونوں تنظیموں کا چیف ہے"...... عمران نے کہا۔

" ارے نہیں گیلارڈ بالکل علیحدہ آدمی ہے ۔ راسکو کا چیف تو بوڑھا ماریو ہے ۔ وہ بالکل مختلف آدمی ہے ۔ لیکن شاید ان کے درمیان کوئی خفیہ معاہدہ ہے کہ ایک کام کرتی ہے تو دوسری بند کر دی جاتی ہے ۔ حالانکہ دونوں کا دائرہ کار قطعی مختلف ہے"...... جسمین نے کہا۔

" آپ کو یہ ساری تفصیلات کا کیسے علم ہو گیا کیا آپ کا تعلق بھی

ان سے ہے "...... اچانک تنویر نے کہا اور جسمین بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل گیا۔

" ارے نہیں جناب دراصل میں کلب کا مالک ہوں اور کلب ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ اس لئے ساری دنیا کی معلومات ملتی رہتی ہیں۔ بہرحال پہلے آپ بتائیں آپ کیا پینا پسند کریں گے۔ میرا خیال ہے کافی منگوالوں "...... جسمین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھالیا۔ عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔

" اچھا یہ بتاؤ عمران تم نے شادی کی ہے یا نہیں "...... جسمین نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

" ارے ابھی سے۔ ابھی میری عمر ہی کیا ہے "...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور جسمین بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ہاٹ کافی کی پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور پھر ٹرے میز پر رکھ دی جس میں دوسرا سامان موجود تھا اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔

" ہاں تم گیلارڈ کے بارے میں بتا رہے تھے "...... عمران نے کہا۔

" ارے چھوڑو یار۔ بس جتنا مجھے معلوم تھا اتنا میں نے بتا دیا۔ اس سے زیادہ کا مجھے علم نہیں ہے "...... جسمین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سوچ لو۔ کل کو تم گلہ کرو گے کہ گیلارڈ، راسکو، باریو، یا الیگزینیڈر میرے دوست ہیں "...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جسمین غور سے عمران کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے کوئی اجنبی کسی دوسرے اجنبی کو دیکھتا ہے اور جولیا اور تنویر دونوں اس کے اس انداز پر بے اختیار چونک پڑے۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ میرے دوست ہیں "...... جسمین کا لہجہ قدرے غصیلا تھا۔

" مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ تمہاری تنظیم بلیو باکسز کا تعلق بھی معدنیات کی چوری سے ہے۔ لیکن تمہارا کام دوسرا ہے۔ تم درمیانی رابطہ ہو۔ مطلب ہے کہ ان بڑی تنظیموں سے مال خریدتے ہو اور پھر آگے فروخت کرتے ہو "...... عمران کے لہجے میں یکلخت سنجیدگی آگئی۔

" اوہ تو یہاں آنے سے پہلے تم نے میرے متعلق پوری تفصیلات حاصل کی ہیں۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوئی ہے۔ مجھے تمہاری فطرت کا اندازہ ہونا چاہئے تھا۔ ٹھیک ہے عمران۔ مجھے تسلیم ہے کہ میں اس معدنیات کے دھندے میں ملوث ہوں۔ لیکن یہ کوئی جرم نہیں ہے بزنس ہے "...... جسمین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ مال چوری شدہ ہے۔ کیا پھر بھی یہ صرف بزنس ہی رہ جاتا ہے۔ جرم نہیں بنتا "...... عمران کے لہجے میں تلخی آگئی تھی۔

" مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ مال کیسا ہے اور کیسا

نہیں ہے ۔ میں رقم دے کر اسے خرید تا ہوں خود چوری نہیں کرتا ۔ بہر حال اگر تم نے میرے متعلق معلومات حاصل کر بھی لی ہیں تو پھر بھی میرا دامن ہر قسم کے جرائم سے پاک ہے "...... جسمین کا لہجہ بھی تلخ ہو گیا تھا ۔

"او ۔ کے شکریہ ۔ اب ہمیں اجازت "...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا ۔

"ارے ارے وہ تمہارے کاغذات تیار ہو رہے ہیں ۔ کیا مطلب "۔ جسمین نے چونک کر تیز لہجے میں کہا ۔

"سوری جسمین اب ان کاغذات کو ہم استعمال نہیں کر سکیں گے مجھے معلوم ہے کہ تم کبھی بھی نہیں چاہو گے کہ دونوں تنظیمیں ختم ہو جائیں اور تمہارا یہ لاکھوں کروڑوں ڈالرز کا انتہائی منافع بخش دھندہ ختم ہو جائے ۔ مجھے تمہاری ذہنی کیفیت کا علم ہے ۔ اگر تنویر درمیان میں بات کر کے تمہاری ذہنی رو بدل نہ دیتا تو میں تم سے بہت کچھ معلوم کر لیتا ۔ لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے ۔ تمہارے ساتھ دوستی اس وقت تک قائم رہے گی جب تک تم قائم رکھنا چاہو گے ۔ گڈ بائی "...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا ۔ جسمین ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہ گیا اور وہ تینوں باہر آگئے ۔

"آئی ۔ ایم ۔ سوری عمران مجھے یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ تم اسے ایک خاص کیفیت میں لے آکر اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہو ۔ میں تو سمجھا تھا

کہ وہ واقعی تمہارا اس قدر گہرا دوست ہے "...... طویل راہداری میں واپس چلتے ہوئے تنویر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"جو کچھ میں نے اس کے متعلق بتایا ہے وہ بھی درست ہے ۔ وہ واقعی میرا دوست رہا ہے اور انتہائی مخلص ۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے اس کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کر لی تھیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ جو تنظیمیں یہ سائنسی معدنیات چوری کرتی ہیں وہ خود اسے فروخت نہیں کیا کرتیں بلکہ لازماً درمیانی رابطے رکھتی ہیں اور کسی بھی سپر پاورز کی بڑی لیبارٹری سے اس رابطے کا علم ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ اس کے لئے میں نے سرداور کا سہارا لیا اور سرداور کی وجہ سے ہی کلاڈیو کا جسمین سامنے آیا اور پھر ایک معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی سے اس کا پس منظر بھی سامنے آگیا تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ وہی جسمین ہے ۔ جو کسی زمانے میں آکسفورڈ میں ہماری سوسائٹی میں کام کرتا تھا ۔ چنانچہ میں بحیثیت دوست اس سے ملنے آیا اور پھر وہ اس وقت تک سب کچھ بتاتا رہا جب تک اسے یہ احساس نہیں ہو گیا کہ ان سے تعلقات کے بارے میں بھی اس پر شک کیا جا سکتا ہے ۔ جیسے ہی تنویر نے یہ سوال کیا وہ ذہنی طور پر کھٹک گیا اور تم نے دیکھا کہ اس نے موضوع ہی بدل دیا ۔ اس وجہ سے مجھے پھر کھل کر اس سے بات کرنی پڑی "...... عمران نے ہوٹل کے بیرونی گیٹ تک پہنچتے پہنچتے اپنی بات جاری رکھی ۔

"تو تم علیحدہ ہو جاؤ میں اس سے ابھی ساری بات اگلوا لیتا ہوں "۔

تنویر نے کہا۔

" نہیں میں اسے جانتا ہوں ۔ وہ مر تو جائے گا لیکن اپنی مرضی کے بغیر زبان نہیں کھولے گا "...... عمران نے کہا اور ایک خالی ٹیکسی کو اشارہ کر دیا۔

" ہاکٹن روڈ پر زیرو بار ہے ۔ وہاں لے چلو "...... عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جولیا اور تنویر کے عقبی سیٹ پر بیٹھنے کے بعد گاڑی آگے بڑھا دی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک عام سی بار کے سامنے پہنچ چکے تھے ۔ ایسی بار جس میں آنے جانے والے سب افراد جرائم پیشہ لگتے تھے ۔ بار ہال منشیات کے دھوئیں اور سستی شراب کی بو سے بھری ہوئی تھی ۔ ایک طرف کاؤنٹر کے پیچھے ایک سڈول جسم کا نوجوان کھڑا تھا۔

" لسوکا سے ملاقات ہو سکتی ہے ۔ اس کے لئے کام ہے میرے پاس "۔ عمران نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں کیوں نہیں ۔ وہ اپنے دفتر میں بیٹھا کام کا ہی انتظار کر رہا ہو گا۔ بائیں ہاتھ پر چلے جاؤ تیسرا دروازہ اسی کے دفتر کا ہے "...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔ تیسرے دروازے پر واقعی لسوکا کے نام کی پلیٹ موجود تھی ۔ دروازہ بند تھا ۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اس پر دستک دی ۔

" یس کم آن "...... اندر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو یہ ایک گندہ اور میلا سا دفتر تھا

یوں لگتا تھا جیسے نجانے کتنے دنوں سے اس کی صفائی تک نہیں کی گئی میز کے پیچھے ایک گینڈے جیسے جسم مگر چھوٹے سے سر والا آدمی بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا ۔ چہرے پر خباثت جیسے چھائی ہوئی تھی ۔ دانت پیلے اور بدنما تھے ۔ آنکھوں سے عیاری اور مکاری صاف جھلکتی تھی ۔ یہ ایک ایسا چہرہ تھا جسے دیکھتے ہی بغیر کسی وجہ کے کراہت کا احساس ہونے لگتا تھا ۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی ۔

" اوہ اوہ ۔ ارے ۔ اس قدر خوبصورت لڑکی اور میرے دفتر میں یہ تو موتی ہے ۔ آج تو لسوکا کی قسمت زوروں پر ہے ۔ کہاں سے اٹھا لائے ہو تم ایسا شاندار تحفہ "...... لسوکا نے میلے اور گندے دانت نکالتے ہوئے انتہائی مکروہ لہجے میں کہا ۔ اس کی آنکھوں میں موجود چمک کچھ اور بڑھ گئی تھی لیکن یہ چمک صاف شیطانی چمک تھی ۔ اس کی نظریں جولیا پر اس طرح جم سی گئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے ۔

" تمہارا نام لسوکا ہے "...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

" ارے ہاں میرے علاوہ اور کون لسوکا ہو سکتا ہے ۔ تم صحیح جگہ پر پہنچے ہو ۔ اس خوبصورت تحفے کا شکریہ "...... لسوکا نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر جیب سے چھوٹے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اس طرح عمران کی طرف پھینک دی جیسے کسی فقیر کے کشکول میں سکہ پھینکا جاتا ہے ۔

" یہ لو رقم اور بھاگو یہاں سے اتنی رقم بھی میں ہی دے رہا ہوں "۔

لسوکا نے مکروہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا کی طرف اس طرح ہاتھ بڑھایا جیسے اس کا بازو تھامنا چاہتا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے گال پر ایک زور دار تھپڑ پڑا اور وہ بے اختیار چیختا ہوا واپس کرسی پر جا گرا۔ اسی لمحے تنویر کے ریوالور سے فائر ہوا اور لسوکا کے کان کی لو کٹ گئی۔ اس کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکلی اور وہ کرسی پر ہی تڑپنے لگا۔

"اگر مجھے جیسپر کا خیال نہ ہوتا تو اب تک تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ ہو چکا ہوتا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کون جیسپر"...... لسوکا نے ایک ہاتھ کان پر رکھتے ہوئے کہا وہ اب چہرے سے انتہائی خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ چند لمحے پہلے اس کی آنکھوں میں شکاری کتے جیسی چمک تھی لیکن اب اس کی آنکھوں سے شدید خوف ہویدا تھا۔

"رگبی کا جیسپر۔ اس نے تمہاری ٹپ دی تھی اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اگر وہ فضول بکواس کرے تو اس کی گردن بھی توڑی جا سکتی ہے"۔ عمران نے کہا تو لسوکا تیزی سے کرسی سے اٹھا اور دوسرے لمحے عمران کے پیروں میں جھک گیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ میں کتا ہوں۔ میں کمینہ ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔ فار گاڈ سیک مجھے معاف کر دو"...... لسوکا نے گڑگڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔

"مجھے معاف کر دو مادام میں معافی چاہتا ہوں۔ جیسپر نے تمہیں

بھیجا ہے اور میں کمینہ میں کتا خواہ مخواہ بغیر سوچے سمجھے رال بہا بیٹھا۔ مجھے معاف کر دو"...... لسوکا کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اگر اسے معاف نہ کیا گیا تو وہ ابھی دھڑام سے گرے گا اور مر جائے گا۔

"ایک صورت میں معاف کیا جا سکتا ہے کہ اب تم کوئی گھٹیا بات نہیں کرو گے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں"...... لسوکا نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر معاف کیا۔ بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے ہماری بات سنو"۔ عمران نے کہا۔

"شکریہ شکریہ"...... لسوکا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران نے لفظ معافی استعمال کر کے اس کو نئی زندگی بخش دی ہو۔

"اگر اگر آپ اجازت دیں تو میں کان کی بینڈیج کرا لوں"...... لسوکا نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے تیزی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ڈبہ نکال کر اس نے باہر رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے ٹیپ نکالی اور انتہائی پھرتی اور خاصی مہارت سے اس نے ٹیپ اپنے کان کی کٹی ہوئی لو پر لپیٹ دی۔ جولیا اور تنویر دونوں خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

"بیٹھ جاؤ تم دونوں بھی"...... عمران نے تنویر اور جولیا سے کہا اور وہ دونوں ہونٹ سکیڑے ایک طرف صوفے پر بیٹھ گئے۔ جولیا کے

چہرے پر ایسی فاتحانہ مسکراہٹ تھی جیسے عمران اور تنویر نے اس کی عزت کی حفاظت کر کے اسے بے حد مسرت بخشی ہو۔ جب کہ تنویر کے چہرے پر ابھی تک غصے کا تاثر موجود تھا اور یہ تھی بھی حقیقت کہ نجانے تنویر نے کس طرح اپنے آپ پر کنٹرول کیا کہ اس نے گولی لسوکا کے سینے میں اتارنے کی بجائے صرف اس کے کان کی لو کاٹنے تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھا ورنہ ایسی سچوئیشن میں تنویر سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ ریوالور کا پورا میگزین ہی لسوکا کے جسم میں منتقل کر دیتا۔ عمران خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"ہاں اب بتاؤ جیسپر نے تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا ہے اور ہاں تم کیا پینا پسند کرو گے"...... لسوکا نے ڈبہ واپس میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے میز پر پڑی ہوئی رقم بھی اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لی تھی۔ وہ اب عمران کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر تنویر اور جولیا کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا ہے۔

"بلیو باکسز کا مال تم اٹھاتے ہو اور آگے پارٹیوں تک پہنچاتے ہو"۔ عمران نے کہا تو لسوکا بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب کون سا مال۔ کون بلیو باکسز"۔ لسوکا کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"وہی بلیو باکسز جس کا چیف جسمین ہے۔ بلیو ہاؤس کلب والا"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم مگر میں تو۔ میں تو ایک عام سا آدمی ہوں۔ مم۔ مم میرا کیا تعلق ان چکر بازیوں سے"...... لسوکا واقعی بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"سوچ لو۔ ہمیں جیسپر نے تمہارے متعلق سب کچھ بتا دیا ہے اور ہم نے تم سے صرف معلومات حاصل کرنی ہیں اور اس کا بھاری معاوضہ بھی ادا کریں گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں یہ غلط ہے۔ میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی بلیو باکسز سے"۔ اس بار لسوکا نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے عمران نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اپنے سامنے میز پر رکھ لی۔ لسوکا کی نظریں گڈی پر جم گئیں اور اس کی آنکھوں میں لالچ کی تیز چمک ابھر آئی۔

"تو تمہارا یہی جواب ہے۔ پھر ہم واپس چلے جائیں"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تم۔ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تمہیں واقعی جیسپر نے بھیجا ہے"...... لسوکا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نیلی فون تمہارے سامنے پڑا ہے۔ رسیور اٹھاؤ نمبر ڈائل کرو اور جیسپر سے بات کر لو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نن نن نہیں۔ اس طرح میں بات نہیں کر سکتا۔ تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"۔ لسوکا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تذبذب کے آثار نمایاں تھے جیسے وہ اندر ہی اندر کسی شدید جنگ میں مصروف ہو۔

"صرف چند سوالات"...... عمران نے کہا۔

"مثلاً کیسے سوالات"...... لسوکا نے پوچھا۔

"یہ بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم بتاؤ تم تعاون کرنے پر آمادہ ہو یا نہیں"...... عمران نے کاروباری انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کتنی رقم دو گے"...... اچانک لسوکا نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"یہ بڑے نوٹوں کی ساری گڈی تمہاری ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ تم صحیح اور درست جواب دو اور یہ بھی بتا دوں کہ تم جو کچھ بتاؤ گے وہ راز رہے گا۔ تم جانتے تو ہو جیسپر کو وہ کسی غلط آدمی کو تو تمہارے پاس ریفر کر ہی نہیں سکتا اور یہ بھی سن لو کہ تمہارے لئے جیسپر بڑی چیز ہے لیکن میرے لئے نہیں۔ کہو تو ابھی تمہارے سامنے بات کر کے اسے یہاں بلوا لوں"...... عمران نے کہا۔

"ارے ارے نہیں۔ ٹھیک ہے۔ مجھے اب یقین آگیا ہے۔ رقم مجھے دو اور پوچھو جو پوچھنا ہے"...... لسوکا نے اچانک فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"رقم بھی مل جائے گی۔ یہ میں تمہارے لئے ہی لے آیا ہوں۔ پہلے میرے سوالوں کے جواب دو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا پوچھو"...... لسوکا نے کہا۔

"تم مال کہاں سے اٹھاتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جہاں کا پتہ مجھے بلیو باکسز والے دیتے ہیں"...... لسوکا نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم صحیح جواب دے رہے ہو۔ اب پھر بتاؤ کہ راسکو کا مال کہاں سے اٹھایا جاتا ہے اور کون ڈیلیوری دیتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لسوکا بے اختیار چونک پڑا۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ عمران کی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں

"راسکو کا مال الیگزنیڈر بار سے سپلائی کیا جاتا ہے۔ الیگزنیڈر خود سپلائی کرتا ہے"...... یکلخت لسوکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آخری بار کب تم نے مال وصول کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک ماہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس بار بہت معمولی سا مال تھا۔ صرف ایک بلیو باکس تھا"...... لسوکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور بلیک گولڈ کا مال کون سپلائی کرتا ہے"...... عمران نے پوچھا تو لسوکا ایک بار پھر چونک پڑا۔ وہ اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے عمران کی معلومات پر حیرت ہو رہی ہو۔

"اس کا مال ایڈراک بار سے سپلائی کیا جاتا ہے"...... لسوکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے یہ ایڈراک بار"...... عمران نے پوچھا۔

"ناراک میں کولمبیا روڈ پر بار ہے۔ ڈونلڈ اس کا مالک ہے۔ وہی سپلائی کرتا ہے"...... لسوکا نے جواب دیا۔

"آخری بار کب بلیک گولڈ سے سپلائی لی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

" سات آٹھ ماہ تو ہو ہی چکے ہیں " ..... لسوکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او ۔ کے بس یہی پوچھنا تھا " ...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر رقم دو مجھے " ...... لسوکا نے رقم کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" چونکہ تم نے تعاون کیا ہے ۔ اس لئے میری تو یہی خواہش تھی کہ اس کے جواب میں تم سے تعاون کیا جائے لیکن تم نے مس جولیا پر بری نظریں ڈال کر بہت بڑا جرم کیا ہے ۔ اس لئے " ...... عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ لسوکا کی طرف کر دیا۔

" مم ۔ مم میں نے معافی مانگ لی تھی " ...... لسوکا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہاں تم نے معافی مانگ لی تھی ۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ ہمارے جانے کے بعد تم نے الیگزنیڈر یا ڈونلڈ یا جسمین ان میں سے کسی کو ضرور بتا دینا ہے کہ ہم نے تم سے پوچھ گچھ کی ہے " ...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" نہ نہ نہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں " ...... لسوکا نے تیزی سے کہنا شروع کیا لیکن دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور گولی لسوکا کی پیشانی میں گھس کر اس کی کھوپڑی کو توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی

اور وہ بغیر چیخے وہیں کرسی پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

" آؤ چلیں " ...... عمران نے ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر نوٹوں کی گڈی اٹھا کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ باہر آنے کے بعد عمران نے دروازہ لاک کر دیا اور کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف بنا ہوا تھا ۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ باہر کسی نے ریوالور کے دھماکوں کی آواز نہ سنی ہوں گی اور تھا بھی ایسا ہی ۔ راہداری میں لوگ آجا رہے تھے لیکن کسی نے انہیں کچھ نہیں کہا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے چند لمحوں میں ہی بار سے باہر آگئے۔

" اب کیا پروگرام ہے " ...... تنویر نے پوچھا۔

" اب ناراک روانگی کا پروگرام ہے ۔ میک اپ اور کاغذات کی تیاری کے لئے ایک جگہ جانا پڑے گا اور پھر واپس " ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چند قدم آگے چلنے کے بعد ہی انہیں خالی ٹیکسی مل گئی۔

میجر پرمود کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ ساریو دفتر میں نہ مل سکا تھا جس جگہ وہ گئے تھے وہاں عام سا دفتری اور کاروباری ماحول تھا۔ اس لئے میجر پرمود وہاں کسی سے اپنے مطلب کی پوچھ گچھ بھی نہ کر سکا تھا۔

"میجر میرا خیال ہے۔ ڈیوس کو پکڑا جائے پھر اصل حالات سامنے آئیں گے"...... توفیق نے کہا۔

"ہاں اب میں بھی یہی سوچ رہا ہوں لیکن اب تک یقیناً اسے ان دو پولیس آفیسروں کی ہلاکت کا پتہ چل گیا ہوگا اور اب وہ زیادہ ہوشیار ہو چکا ہوگا۔ بہرحال آؤ"...... میجر پرمود نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ خالی ٹیکسی میں بیٹھے ناراک کی مصروف ترین سڑکوں پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ٹیکسی نے انہیں ڈراک اسپنل نامی گیم کلب کی عمارت کے سامنے ڈراپ کر دیا۔ خاصی بڑی عمارت تھی۔ میجر پرمود نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں عمارت کے مین گیٹ میں داخل ہو گئے۔ وسیع

وعریض ہال میں جدید مشینوں کے ذریعے بڑے بھرپور انداز میں جوا ہو رہا تھا اور ہال ہر طبقے کی عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ میجر پرمود تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بنے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"فریگو سے کہو کہ بلگارنیہ کے میجر پرمود نے دو آدمی بھیجے ہیں"۔ میجر پرمود نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا سر"...... کاؤنٹر مین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کاؤنٹر پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر کے اس نے وہی فقرہ دوہرا دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جواب سن کر اس نے رسیور رکھا اور ایک طرف کھڑے ہوئے باوردی آدمی کو اشارے سے بلایا۔

"ان صاحبان کو باس کے دفتر پہنچا دو"...... کاؤنٹر مین نے اس باوردی آدمی سے کہا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آیئے سر"...... باوردی آدمی نے میجر پرمود اور توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ تھوڑی دیر بعد ایک شاندار انداز میں سجے ہوئے دفتر میں موجود تھے۔ دفتر میں ایک لمبا تڑنگا لیکن بھاری اور مضبوط جسم کا آدمی موجود تھا۔

"تشریف رکھیئے اور فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ اس آدمی نے غور سے میجر پرمود اور توفیق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"راسکو کے متعلق چند معلومات چاہیئے تھیں"...... میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

"راسکو وہ کون ہے"...... اس آدمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"معدنیات چوری کرنے والی ایک مجرم تنظیم ہے۔ اس کے سربراہ کا نام ماریو بتایا جاتا ہے"...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری جناب میں نہ ہی کسی راسکو تنظیم کے بارے میں کچھ جانتا ہوں اور نہ ماریو کے بارے میں"۔ اس آدمی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میجر پرمود نے تو تمہاری بڑی تعریف کی تھی"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب میں جانتا ہی نہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں"...... اس آدمی نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ فرنگو اور جانتا نہ ہو"...... اس بار میجر پرمود نے اپنی اصل آواز میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ تم۔ تم میجر پرمود۔ مگر"...... فرنگو کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اب کچھ یاد آیا یا باقاعدہ یاد دلانا پڑے گا"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تم خود۔ اوہ میں تو پہچان ہی نہیں سکا۔ کمال کا میک اپ کیا ہے تم نے"...... فرنگو نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ میجر پرمود سے اس طرح لپٹ گیا جیسے طویل

عرصے کے بعد بچھڑے ہوئے ملتے ہیں۔

"یہ میرا ساتھی ہے کیپٹن توفیق اور کیپٹن توفیق یہ ناراک میں میرا اکلوتا دوست ہے۔ فرنگو"...... میجر پرمود نے فرنگو اور توفیق کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے مصافحہ کرنے کے ساتھ ساتھ باقاعدہ رسمی جملے بھی ادا کیے۔

"آؤ ادھر سپیشل روم میں آجاؤ"...... فرنگو نے عقبی دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ انہیں ایک سٹنگ روم میں لے آیا۔ اس نے فریج کھول کر اس میں سے مشروب کی بوتل اور تین گلاس نکالے اور مشروب تیار کرنا شروع کر دیا۔

"ہاں...... اب بتاؤ یہ راسکو کے چکر میں تم کیوں پھنس گئے ہو وہ تو انتہائی منظم اور وسیع تنظیم ہے۔ خاصی خوفناک بھی ہے"...... فرنگو نے توفیق اور میجر پرمود کے سامنے مشروب کے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں تو نہیں کہا کہ تم ان کے مقابلے پر آؤ"...... میجر پرمود نے مسکرا کر کہا اور گلاس اٹھا لیا۔

"ارے تمہاری خاطر تو یہ راسکو کیا میں پورے ناراک سے بھی ٹکرا سکتا ہوں۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ تاکہ میں صحیح طریقے سے تمہاری مدد کر سکوں"...... فرنگو نے مشروب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"راسکو نے بلگارنیہ سے انتہائی قیمتی معدنیات چوری کی ہے اور

مزید چوریوں کا اس کا پلان ہے۔ میں اس کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا کہ ماریو اس کا چیف ہے۔ میں اس کی تلاش میں اس کے دفتر گیا تو پتہ چلا کہ وہ غائب ہے۔ ویسے اسے میرے متعلق علم ہو چکا ہے اور اس نے یہاں کے دو پیشہ ور قاتلوں کے گروپس کو میری موت کے لئے تعینات کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک ڈیوس گروپ ہے اور اس کے دو آدمی مجھ سے ٹکرا بھی چکے ہیں۔ دونوں پولیس آفیسر تھے۔ جب کہ ایک اور گروپ مادام لزا کا ہے۔ ابھی تک اس سے ٹکراؤ تو نہیں ہوا۔ میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میں اس کا ہیڈ کوارٹر یا اس ماریو کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں اور اگر ایسا تمہارے لئے ممکن نہ ہو تو پھر ڈیوس کا یا اس مادام لزا کا پتہ چلا کر مجھے بتاؤ کہ یہ دونوں کہاں مل سکتے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"راسکو کے بارے میں تو میں نے صرف سنا ہوا ہے۔ البتہ ڈیوس کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اور مادام لزا کو بھی۔ دونوں ہی انتہائی خطرناک ترین گروپس ہیں اور اگر تم اب تک ان سے بچے ہوئے ہو تو یہ تمہاری خوش قسمتی ہے۔ بہر حال میں ابھی معلوم کرا دیتا ہوں کہ ڈیوس کہاں ہے۔ اس کا پتہ آسانی سے چل جائے گا"...... فرنگو نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اس کے نیچے موجود ایک بٹن دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"بینی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"فرنگو بول رہا ہوں بینی"...... فرنگو نے دوستانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ فرنگو تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے بھی دوستانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک کام آگیا ہے۔ ڈیوس کو ملنا ہے۔ کہاں مل سکے گا وہ"۔ فرنگو نے پوچھا۔

"ڈیوس کو اوہ اچھا۔ لیکن وہ تو بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالتا ہے یہ سوچ لینا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فرنگو کو بھی تو تم جانتے ہو کہ چھوٹے کام کے قریب بھی نہیں جاتا"۔ فرنگو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بہر حال میں اس کا پتہ بتا دیتا ہوں۔ پرل بار اس کا اڈہ ہے۔ لیکن وہاں پہلے فون کر لینا۔ تمہیں تو وہ جانتا ہی ہو گا۔ اس لئے بات ہو جائے گی"...... بینی نے کہا۔

"شکریہ"...... فرنگو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"پرل بار ٹھیک ہے۔ میں تلاش کر لوں گا۔ شکریہ"...... میجر پرمود نے مشروب کا آخری گھونٹ حلق میں انڈیلنے کے بعد میز پر گلاس رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے فون کرنا پڑے گا۔ کیونکہ بینی اس کا خاص آدمی ہے اور وہ لازماً بات کرے گا اور اگر میں نے فون نہ کیا تو وہ ڈیوس وہی آدمی ہے کسی اور چکر میں پڑ جائے گا"...... فرنگو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بات کر لو میں نہیں چاہتا کہ وہ تمہاری طرف

سے مشکوک ہو جائے۔ اس طرح مجھے بھی علم ہو جائے گا کہ وہ وہاں موجود بھی ہے یا نہیں اور سنو تم کوشش کرنا کہ تم اپنی طرف سے ہمیں وہاں بھجوا سکو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح تمہاری آسانی سے اس سے ملاقات ہو جائے گی لیکن پھر اسے زندہ نہیں رہنا چاہئے ورنہ وہ سمجھ جائے گا کہ میں نے اس کے خلاف تمہاری مدد کی ہے"...... فریگو نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو تمہاری طرف کوئی آنکھ بھی ٹیڑھی نہ کر سکے گا"۔ میجر پرمود نے کہا اور فریگو نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پرل بار"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ چونکہ لاؤڈر آن تھا۔ اس لئے پرمود اور توفیق دوسری طرف سے آنے والی آوازیں بخوبی سن رہے تھے۔

"فریگو بول رہا ہوں ڈارک اینمل سے۔ ڈیوس سے بات کراؤ"۔ فریگو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو کون بول رہا ہے"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد خشک سا تھا اور میجر پرمود آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ یہی ڈیوس ہے۔ کیونکہ وہ پہلے اس پولیس آفیسر جانسن کے ذریعے اس کی آواز سن چکا تھا۔

"فریگو بول رہا ہوں۔ ڈارک اینمل گیم کلب سے"...... فریگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ فریگو تم۔ آج کیسے فون کیا ہے۔ میں ڈیوس بول رہا ہوں"۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ خاصا نرم تھا۔

"ایک پارٹی آئی ہے میرے پاس۔ کام تمہارے مطلب کا ہے۔ معاوضہ بھی تمہارے مطلب کا مل سکتا ہے اور ظاہر ہے کمیشن بھی میرے مطلب کا بن جائے گا۔ اگر موڈ ہو تو بھیج دوں انہیں"...... فریگو نے کہا۔

کون ہیں اور کام کی نوعیت کیا ہے"...... ڈیوس نے چونک کر پوچھا۔

"پارٹی ہے۔ میرے ایک دوست کی ٹپ لے کر آئے ہیں۔ کسی بہت بڑے ادارے کے سربراہ کو فنش کرانا ہے انہوں نے۔ میں نے ان سے تمہارا نام لیا تو وہ رضامند ہو گئے۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ تم معاوضہ اپنی مرضی کا لیتے ہو۔ وہ اس پر رضامند ہیں لیکن ان کی شرط بھی ہے کہ کام زیادہ سے زیادہ دو روز کے اندر بے داغ طریقے سے مکمل ہونا چاہئے"...... فریگو نے کہا۔

"ان سے پہلے فون پر میری بات کراؤ"...... ڈیوس نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہولڈ کرو میں انہیں دوسرے کمرے سے بلواتا ہوں"۔ فریگو نے کہا اور مائیک پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر تین چار منٹ بعد اس نے رسیور میجر پرمود کی طرف بڑھا دیا۔

"رانسن بول رہا ہوں"...... میجر پرمود نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں مسٹر رانسن"........ دوسری طرف سے پوچھا گیا
"کیا یہ پہلے بتانا ضروری ہے"........ میجر پرمود کا لہجہ خشک ہو گیا۔
"ہاں ویسے بے فکر رہیں اگر میں نے آپ کا کام ہاتھ میں نہ بھی لیا تب بھی آپ کا راز راز ہی رہے گا"........ دوسری طرف سے ڈیوس نے جواب دیا۔
"او۔ کے رائٹ سٹیل کارپوریشن کے چیف ایگزیکٹو ہنری میک کو فنش کرنا ہے۔ لیکن وقت محدود ہے۔ بزنس کا معاملہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو روز کا وقت دیا جا سکتا ہے اور کام بھی بے داغ انداز میں ہونا چاہیئے۔ میرا مطلب ہے کوئی اچانک جھگڑا۔ کوئی ڈاکے کی واردات۔ یا پھر ایکسیڈنٹ۔ میرا خیال ہے تم سمجھ گئے ہو گے"........ میجر پرمود نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"او۔ کے میں اپنے آدمیوں سے بات کر کے ابھی فریگو کو فون کرتا ہوں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"سوری مسٹر ہمیں صرف آپ سے بات کرنی ہے۔ آپ کے آدمیوں سے نہیں"........ میجر پرمود نے تیز لہجے میں کہا۔
"کام میں ہی کروں گا۔ بے فکر رہو"........ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
"کیا تم نے نام درست بتایا ہے۔ اب وہ چیکنگ کرے گا"۔ فریگو نے پریشان ہو کر کہا۔
"کرتا رہے۔ میں نے فون ڈائریکٹری میں یہ نام دیکھا تھا۔ اس لئے

ظاہر ہے درست ہی ہو گا"........ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریگو نے بھی اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔
"اگر وہ چیف ایگزیکٹو نارا ک میں موجود نہ ہوا تو"........ توفیق نے کہا۔
"تو کیا ہوا آ جائے گا۔ چیف ایگزیکٹو زیادہ عرصہ ہیڈ آفس سے باہر نہیں گزارا کرتے"........ پرمود نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فریگو نے رسیور اٹھا لیا۔
"باس پرل کلب سے ڈیوس صاحب کا فون ہے"........ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"ہاں بات کراؤ"........ فریگو نے کہا۔
"ہیلو ڈیوس بول رہا ہوں"........ چند لمحوں بعد ڈیوس کی آواز سنائی دی۔
"یس فریگو بول رہا ہوں"........ فریگو نے جواب دیا۔
"وہ مسٹر رانسن ہوں گے تمہارے پاس ان سے بات کراؤ"۔ دوسری طرف سے ڈیوس نے کہا اور فریگو نے مسکراتے ہوئے رسیور میجر پرمود کی طرف بڑھا دیا۔
"یس رانسن بول رہا ہوں"........ میجر پرمود نے کہا۔
"مسٹر رانسن میں آپ کا کام لینے کے لئے تیار ہوں۔ معاوضہ دو لاکھ ڈالر ہو گا اور وہ بھی ایڈوانس اور کیش۔ کام آپ کے حسب منشا ہو جائے گا"........ ڈیوس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مجھے یہی امید تھی۔ لیکن معاوضہ آپ نے بہت زیادہ بتایا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ سے براہ راست بات چیت اس معاملے میں کر لی جائے"...... میجر پرمود نے نرم لہجے میں کہا۔

"سوری میں معاوضہ اپنی مرضی کا لیتا ہوں۔ آپ بے شک فریگو سے پوچھ سکتے ہیں۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔ بولیں کیا آپ تیار ہیں یا نہیں۔ ہاں یا ناں میں جواب دیں مجھے اور بہت سے اہم کام نمٹانے ہیں"...... ڈیوس کا لہجہ یکلخت بے حد سخت ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ بضد ہیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں لیکن معاوضے کا گارنٹی چیک میں خود آپ کے ہاتھ میں دوں گا۔ یہ بے حد بھاری معاوضہ ہے اور میں اس سلسلے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"کس بنک کا چیک ہے"...... ڈیوس نے چونک کر پوچھا۔

"انٹرنیشنل بنک کا۔ آپ بے فکر رہیں گارنٹیڈ چیک ہو گا"۔ میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے آپ آجائیں۔ پرل بار کے کاؤنٹر پر آپ صرف اپنا نام لیں گے۔ انسن۔ آپ کو مجھ تک پہنچا دیا جائے گا"...... ڈیوس نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا ساتھی بھی ہے۔ ہم دو افراد ہیں"...... پرمود نے کہا۔

"آپ کے ساتھی کا کیا نام ہے"...... ڈیوس نے پوچھا۔

"کلارک"...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

"او۔ کے وہ بھی اپنا نام کاؤنٹر پر لیں گے۔ لیکن آپ جلد از جلد پہنچ جائیں"...... ڈیوس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ہم آرہے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی میجر پرمود نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ توفیق چلیں۔ فریگو ہمیں باہر پہنچاؤ اور کوئی کار بھی دے دو"۔ میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو وہ بے حد محتاط اور وہمی آدمی ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ تمہارا میک اپ وغیرہ بھی چیک کیا جائے اور اسلحہ بھی وہ لوگ رکھوا لیں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہیں ڈیوس سے ملنے سے پہلے اس کے آدمیوں کو چیک ثبوت کے طور پر دکھانا پڑے گا"...... فریگو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ فوری طور پر چیک منگوا دو۔ وعدہ رہا کہ اسی طرح واپس آجائے گا۔ یا اگر نہ آیا تو بلگارنیہ حکومت تمہیں یہ رقم مع منافع ادا کرے گی"...... میجر پرمود نے کہا۔

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں۔ دو لاکھ ڈالر میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ میں ابھی منگوا لیتا ہوں۔ اچھا ہوا تم نے انٹرنیشنل بنک کا نام لے دیا۔ اس کی ایک برانچ بھی یہاں سے قریب ہی ہے لیکن تم میک اپ کا کیا کرو گے اور اسلحے کے بغیر تو تم وہاں بے بس ہو کر رہ جاؤ گے"...... فریگو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اپنا کام کرو باقی کام ہم پر چھوڑ دو فریگو"...... میجر پرمود نے

اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور فرنیگو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ پرل بار کے وسیع وعریض کاؤنٹر پر پہنچ چکے تھے۔

"میرا نام رانسن ہے اور میرے ساتھی کا نام کلارک ہے اور ہم نے مسٹر ڈیوس سے ملنا ہے"...... میجر پرمود نے کاؤنٹر پر کھڑی چار پانچ لڑکیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کی بات سن کر لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ یس سر باس آپ کے منتظر ہیں۔ آپ بائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ ہے اس کے باہر دو مسلح آدمی موجود ہوں گے۔ آپ انہیں اپنا نام بتا دیں وہ آپ کو باس تک پہنچا دیں گے"...... لڑکی نے کہا۔

"شکریہ"...... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بائیں طرف کو جانے والی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ توفیق اس کی پیروی کر رہا تھا۔ راہداری کے اختتام پر واقعی ایک دروازہ تھا جس کے باہر دو مسلح افراد کھڑے تھے۔

"ہمارا نام رانسن اور کلارک ہے اور ہم نے تمہارے باس ڈیوس سے ملنا ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"اوہ یس سر آیئے"...... ان میں سے ایک نے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا اور دوسرے نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام ایک کمرے پر ہوا تھا۔ کمرے میں دو اور مسلح افراد موجود تھے۔

"آپ کے پاس کوئی اسلحہ ہو تو وہ یہاں چھوڑ دیں واپسی میں آپ کو مل جائے گا"...... ان میں سے ایک نے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"سوری مسٹر ہم کاروباری لوگ ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ آپ بے شک تلاشی لے سکتے ہیں"...... میجر پرمود نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور واقعی ان دونوں کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔

"تلاشی تو آپ کی باس تک پہنچنے سے پہلے خود بخود ہو جائے گی"۔ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"سر مہمان پہنچ چکے ہیں اب کیا حکم ہے"...... اس آدمی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتا رہا اس کے بعد اس نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"باس نے کہا ہے کہ آپ کے پاس بھاری مالیت کا چیک ہو گا۔ وہ آپ مجھے دکھائیں گے"...... اس آدمی نے کہا اور میجر پرمود نے خاموشی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تہہ شدہ چیک نکال کر اس نے اس آدمی کے سامنے اسے کھول دیا لیکن اسے رکھا اپنے ہی ہاتھ میں تھا۔ اس آدمی نے بغور چیک کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"ٹھیک ہے۔ اسے رکھ لیجئے اور آیئے میرے ساتھ"...... اس آدمی نے کہا اور میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے چیک تہہ کر کے واپس

جیب میں رکھا اور پھر اس آدمی کے پیچھے چلتے ہوئے وہ ایک لفٹ میں پہنچے ۔ لفٹ نے انہیں کافی گہرائی میں لے جا کر اتار دیا ۔ لفٹ کا دروازہ کھلا تو سامنے ایک اور راہداری تھی جس کا اختتام ایک دروازے پر ہو رہا تھا اور اس دروازے کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو محافظ کھڑے ہوئے تھے ۔

" سامنے باس موجود ہے ۔ چلے جاؤ "...... اس آدمی نے کہا اور میجر پرمود راہداری کی چھت کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ ان میں چیکنگ مشینیں نصب ہیں لیکن وہ خاموشی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ان مسلح محافظوں کے پاس پہنچ چکے تھے ۔ ان کے قریب پہنچتے ہی ایک مسلح محافظ نے ہاتھ بڑھا کر ساؤنڈ پروف بھاری دروازہ کھول دیا اور میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں اطمینان سے قدم بڑھاتے اندر داخل ہو گئے ۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں آمنے سامنے صوفوں کی دو قطاریں موجود تھیں جب کہ سامنے درمیان میں ایک صوفہ رکھا ہوا تھا ۔ اس درمیانی صوفے پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا ہوا تھا ۔ جس کے جسم پر گہرے براؤن رنگ کا سوٹ تھا ۔ چہرے پر فطری سختی نمایاں تھی ۔ بھاری اور آگے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی اور تنگ پیشانی کا مالک تھا ۔ البتہ آنکھوں میں تیز چمک تھی اور اس کی نظریں کمرے میں داخل ہوتے ہوئے میجر پرمود اور توفیق پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے نظروں ہی نظروں میں وہ ان کی چیکنگ کر رہا ہو ۔ اس کے عقب میں دو مشین گنوں سے مسلح آدمی کھڑے تھے جب کہ

کمرے کی دونوں سائیڈوں کی دیواروں کے ساتھ بھی مشین گنوں سے مسلح دو دو محافظ موجود تھے ۔

" آؤ آؤ میرا نام ڈیوس ہے "...... اس نوجوان نے صوفے سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔

" مجھے رانسن کہتے ہیں اور یہ میرا ساتھی ہے کلارک "...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈیوس نے باری باری دونوں سے مصافحہ کیا اور میجر پرمود نے محسوس کیا کہ ڈیوس کا ہاتھ خاصا بھاری اور سخت ہے ۔ جس سے صاف پتہ چلتا تھا کہ وہ خاصا جسمانی طاقت کا مالک ہے ۔

" تشریف رکھیں "...... ڈیوس نے مسکراتے ہوئے ایک سائیڈ کے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا لیکن میجر پرمود اور توفیق اکٹھے ایک صوفے پر بیٹھنے کی بجائے آمنے سامنے بیٹھ گئے ۔

" دیں وہ چیک ۔ میں صرف آپ کے لئے یہاں بیٹھا ہوا ہوں ورنہ مجھے بے حد ضروری کام تھے "...... ڈیوس نے خشک لہجے میں کہا ۔

" کیا آپ کاروباری معاملات اس طرح چھ مسلح افراد کے سامنے نمٹاتے ہیں "...... میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" کیوں آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے "...... ڈیوس نے چونک کر کہا ۔

" نہیں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ آپ چاہے پورے مجمع کے سامنے کام کریں ۔ میں تو ایسے ہی پوچھ رہا تھا "...... میجر پرمود نے

مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تہہ شدہ چیک باہر نکال لیا۔

"دیکھئے"...... ڈیوس نے قدرے پرجوش لہجے میں کہا۔

"آپ اس کے بدلے مجھے کیا گارنٹی دیں گے"...... میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

"گارنٹی۔ کیسی گارنٹی۔ اگر آپ چیک لے کر ان مسلح محافظوں کے ہاتھوں ہم دونوں کو گولی مروا دیں تو یہ چیک تو پھر بھی کیش ہو جائے گا اور آپ کو کام بھی نہ کرنا پڑے گا۔ معاف کرنا مسٹر ڈیوس کاروباری اصول اپنی جگہ"...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ آپ کس قسم کی گارنٹی چاہتے ہیں"...... ڈیوس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی نظروں میں تندی آ گئی تھی اور چہرے پر موجود سفاکی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

"یہ خیال مجھے نہ آتا مسٹر ڈیوس لیکن آپ نے جس انداز میں یہاں چھ مسلح افراد کھڑے کیے ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے یہ سب کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"اور اگر میں ویسے ہی آپ کو گولی مروا دوں تو آپ چیک کی حفاظت کیسے کریں گے"...... ڈیوس نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہ کریں۔ اس کا بندوبست ہم نے پہلے ہی کر لیا ہے۔ اگر ایک گھنٹے بعد ہم دونوں نے بذات خود بنک جا کر بنک حکام کو رپورٹ نہ کی تو پھر یہ چیک باوجود گارنٹی شدہ ہونے کے بھی کیش نہ

ہو سکے گا"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی محتاط ہیں۔ اس کی وجہ"۔ ڈیوس نے کہا۔

"اس دنیا میں زندہ رہنے کے لئے محتاط ہونا ہی پڑتا ہے۔ آپ نے بھی تو بے حد احتیاط کر رکھی ہے اور یہ اچھی بات ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں۔ جب آدمی کا برا وقت آ جائے تو ساری احتیاطیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور یہ چھ افراد بھی آدمی کو اس برے وقت سے نہیں بچا سکتے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چیک ڈیوس کی طرف بڑھا دیا۔ ڈیوس نے چیک لیا اور پھر اسے کھول کر دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے میجر پرمود نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور چند سیکنڈ بعد جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سفید رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپسول دبا ہوا تھا۔ پرمود نے سر کی حرکت سے توفیق کو اشارہ کیا اور توفیق نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ تو پرمود نے ہاتھ جھٹکا اور کیپسول نیچے فرش پر گر گیا۔ پرمود نے اس پر بوٹ رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا۔ چند سیکنڈ بعد ہی ڈیوس جو اب چیک کو تہہ کر رہا تھا اچانک اوہ کی آواز نکالتا ہوا ایک جھٹکے سے پہلو کے بل صوفے پر گرا اور اسی لمحے مشین گنوں اور آدمیوں کے گرنے کے دھماکوں کی آوازیں بھی سنائی دیں۔ پرمود اور توفیق دونوں ہی سانس روکے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ البتہ ان کی آنکھوں میں موجود چمک تیز ہو گئی تھی۔ سارے مسلح محافظ

فرش پر ڈھیر ہو چکے تھے۔ پرمود نے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ سے توفیق کو اشارہ کیا کہ ابھی ایک منٹ مزید اس نے سانس روکنا ہے۔ توفیق کا چہرہ اب ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا لیکن بہرحال وہ مزید ایک منٹ نکال گیا۔

"او۔کے"...... پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک طویل سانس لیا۔ توفیق نے بھی دو تین جلدی جلدی طویل سانس لئے اور اس کا چہرہ بھی نارمل ہو گیا۔

"دروازے کے باہر دو آدمی موجود ہیں ان کا خاتمہ بھی ضروری ہے"۔ پرمود نے کہا اور تیزی سے صوفے کی سائیڈ سے نکل کر اس نے عقبی طرف پڑے ہوئے محافظوں کے ہاتھوں سے نکلی ہوئی مشین گن اٹھائی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے توفیق کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا اور توفیق نے آگے بڑھ کر دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا۔ باہر موجود مسلح افراد ابھی سنبھلے بھی نہ تھے کہ پرمود نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے وہ دونوں بری طرح چیختے ہوئے نیچے فرش پر گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔ پرمود نے راہداری کی چھت کی طرف مشین گن کا رخ کیا اور دوسرے لمحے ہلکے ہلکے دھماکوں کے ساتھ چھت پر نصب لائٹیں تباہ ہوتی چلی گئیں۔ اس دوران دونوں آدمی بھی ساکت ہو چکے تھے۔ پرمود تیزی سے مڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن ایک بار پھر شعلے اگلنے لگی اور چند لمحوں میں اس نے دونوں سائیڈوں میں پڑے ہوئے چاروں افراد کو بے ہوشی کے دوران ہی ختم کر دیا۔ پھر وہ

آگے بڑھا اور ڈیوس کے عقب میں پڑے دونوں بے ہوش محافظ بھی گولیوں کی زد میں آگئے۔ اب اس کمرے میں چھ لاشیں اور ان کے خون کے علاوہ صرف ڈیوس ہی زندہ مگر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"تم اس لفٹ کے ذریعے اوپر جاؤ اور اس کمرے میں اور راہداری میں موجود افراد کا خاتمہ کر دو تاکہ کسی قسم کی مداخلت کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہ جائے"...... میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق مشین گن اٹھائے سرہلاتا ہوا تیزی سے گیلری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ میجر پرمود واپس مڑا اور اس نے سب سے پہلے تو ڈیوس کے ہاتھ میں دبا ہوا چیک نکال کر اسے تہہ کیا اور واپس جیب میں ڈال لیا اور اس کے بعد اس نے اسے اٹھا کر بٹھایا اور ایک ہاتھ سے اسے تھام کر دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا کوٹ عقب سے کافی نیچے تک اتار دیا اب ڈیوس بے بس ہو چکا تھا۔ پرمود نے اسے ایک بار پھر پہلو کے بل لٹایا اور پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی جو گیس اس نے بے ہوش کرنے کے لئے استعمال کی تھی وہ خصوصی قسم کی گیس تھی جو انتہائی زود اثر بھی تھی اور اس کے اثرات فضا میں زیادہ سے زیادہ دو منٹ تک قائم رہتے تھے۔ اس لئے میجر پرمود اور توفیق کو دو منٹ تک سانس روکنا پڑا تھا۔ اس کے علاوہ اس گیس کا اثر انسانی حواس پر صرف دس منٹ تک رہتا تھا۔ دس منٹ بعد اس کا شکار خود بخود ہوش میں آ جاتا تھا اور پانچ منٹ گزر چکے تھے۔ پھر مزید پانچ منٹ اب پوری طرح نہ گزرے تھے کہ توفیق واپس آ گیا۔

"میں نے اندر موجود سب کا خاتمہ کر دیا ہے اور سب سے پہلے والے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا ہے اور وہاں اوپر والے کمرے میں رسی کا بنڈل بھی موجود تھا وہ بھی لے آیا ہوں۔

"گڈ۔ اس کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھ دو اور پیر بھی۔ جلدی کرو۔ یہ ہوش میں آنے والا ہے"...... پرمود نے کہا اور توفیق نے آگے بڑھ کر تیزی سے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا اور پھر جب ڈیوس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو اس کے ہاتھ اور پیر رسیوں میں جکڑے جا چکے تھے۔

"اسے اٹھا کر بٹھا دو"...... پرمود نے کہا اور توفیق نے بازو سے پکڑ کر ڈیوس کو ایک جھٹکے سے سیدھا کر کے بٹھا دیا۔

"تم۔ تم لوگوں نے یہ۔ یہ کیوں کیا"...... ڈیوس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے ڈیوس تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ میجر پرمود تمہارے جیسے تھرڈ کلاس پیشہ ور قاتلوں کے بس کا نہیں ہے"...... میجر پرمود نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا اور ڈیوس بری طرح چونک پڑا۔

"تم۔ تم میجر پرمود ہو۔ اوہ گاڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے فرنگو نے مجھ سے غداری کی ہے"...... ڈیوس کے چہرے پر غصہ اور سفاکی پھیلتی چلی گئی۔

"اس بے چارے کو تو صرف کمیشن سے مطلب تھا۔ اسے تو کسی میجر پرمود کے بارے میں علم نہ تھا۔ بہرحال اب تم یہ بتاؤ گے کہ

راسکو کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور ماریو کہاں ہے"...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"اگر ایک روز پہلے تم پوچھتے تو شاید تمہیں اس سے کوئی فائدہ بھی حاصل ہو جاتا۔ لیکن اب تم اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔ راسکو کو مکمل طور پر کلوز کر دیا گیا ہے۔ اس کے آفس ختم کر دیئے گئے ہیں۔ تمام اہم افراد ملک سے باہر جا چکے ہیں اور باقی افراد انڈر گراؤنڈ ہو چکے ہیں اور ماریو بھی یقیناً اس وقت کسی غیر ملک میں کسی نئے نام اور کسی نئے میک اپ میں موجود ہو گا۔ اب تمہیں پورے ایکریمیا میں کہیں بھی راسکو نام کا نہ کوئی آدمی ملے گا اور نہ ہی اس کا کوئی اڈہ"...... ڈیوس نے جواب دیا تو میجر پرمود کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ تم مجھے بچہ سمجھتے ہو"...... میجر پرمود نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"راسکو کے لئے یہ ممکن ہے۔ اس کا سیٹ اپ ہی ایسے کیا گیا ہے کہ ایک کال پر سب کچھ مکمل ہو جاتا ہے اور ماریو اکثر ایسا کرتا رہتا ہے ہو سکتا ہے۔ اس نے تمہاری وجہ سے اس بار ایسا کیا ہو لیکن اب وہ اسے ایک سال بعد بھی اوپن کر سکتا ہے اور چار سال بعد بھی۔ کل مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ راسکو کو کلوز کر دیا گیا ہے۔ اس لئے میں بھی تمہارے مشن کی طرف سے بے پرواہ ہو گیا تھا کیونکہ اب راسکو کے کلوز ہونے کے بعد مجھ سے بھی پوچھ گچھ نہ ہو سکتی تھی"...... ڈیوس

نے جواب دیا۔

"مادام لزا کہاں ہوگی"...... میجر پرمود نے یکلخت پوچھا تو ڈیوس ایک بار پھر چونک پڑا۔

"مادام لزا...... کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... ڈیوس نے کہا۔

"تمہاری طرح وہ بھی میرے خلاف کام کر رہی ہے۔ میں تمہاری باتوں کی تصدیق اس سے کرانا چاہتا ہوں"...... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ڈیوس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔

"ہاں ہو سکتا ہے..... ماریو نے مادام لزا کو بھی حفظ ماتقدم کے طور پر یہ مشن دے دیا ہو۔ وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ بیک وقت دو دو تین تین گروپ انگیج کر لیتا ہے۔ مادام لزا کا خاص اڈہ میکمن روڈ پر واقع عمارت ہے جس کا نام لزا ہاؤس ہے نمبر ٹو تھری ٹو۔ تم بیشک اس سے تصدیق کر لو۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہی درست ہے اور سنو اب مجھے تمہارے قتل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم بے شک جو چاہو کرتے پھرو۔ اب میری اور تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے"...... ڈیوس نے کہا۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا اور ڈیوس نے فون نمبر بتا دیا۔

"تو پھر اس سے ہمارے سامنے بات کرو اور جو کچھ تم نے بتایا ہے

اس کی تصدیق کراؤ لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا کہ اگر تم نے اسے ہمارے متعلق کچھ بتانے یا کسی قسم کا کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو پھر نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہیں نکلے گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے ایسا کرنے کی جب کہ مشن ہی ختم ہو چکا ہے اب مجھے تمہارے قتل سے کوئی دلچسپی نہیں رہی"...... ڈیوس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"توفیق کال ملواؤ اور ڈیوس کی مادام لزا سے بات کراؤ"۔ میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ڈیوس کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس لزا ہاؤس"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور توفیق نے رسیور ڈیوس کے کان سے لگا کر اس کی گردن میں ایڈجسٹ کر دیا۔

"پرل بار سے ڈیوس بول رہا ہوں۔ مادام سے بات کراؤ"۔ ڈیوس نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ فون میں لاؤڈر کی گنجائش موجود تھی اس لئے دوسری طرف کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی اور میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں اس آواز کی طرف ہی متوجہ تھے۔

"یس لزا بول رہی ہوں"...... کچھ دیر بعد ایک انتہائی دلکش اور مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈیوس بول رہا ہوں لزا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہیں بھی ان بلگارنوی ایجنٹوں کو ٹنش کرنے کا کام دے دیا گیا ہے۔ کیا یہ درست ہے"...... ڈیوس نے کہا۔

"ہاں کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ہونا کیا ہے۔ میں نے خاصا کام کر لیا تھا۔ میرے دو آدمی ان لوگوں سے ٹکرا بھی چکے تھے لیکن پھر اطلاع ملی کہ راسکو ہی کلوز کر دی گئی ہے۔ اس لئے میں تو خاموش ہو کر بیٹھ گیا"...... ڈیوس نے کہا۔

"ارے وہ کیوں ڈیوس۔ مشن تو مکمل کرنا ہی ہے۔ اس مشن کے لئے ہی تو راسکو کو کلوز کیا گیا ہے۔ جیسے ہی مشن مکمل ہو گا۔ راسکو کو دوبارہ اوپن کر دیا جائے گا اور اگر مشن مکمل نہ ہوا تو پھر راسکو کیسے اوپن ہو گی"...... مادام لزا نے کہا۔

"میں نے تو یہی سمجھا تھا کہ نجانے پھر کب راسکو اوپن ہو۔ اس لئے میں نے تو کام چھوڑ دیا تھا"...... ڈیوس نے جواب دیا۔

"تو پھر تو تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بھی کچھ نہ کیا ہو گا"...... دوسری طرف سے لزا نے کہا اور اس کی بات سن کر میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں بے اختیار چونکے اور ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں۔ وہ کون ہیں"...... ڈیوس کے لہجے میں موجود حیرت حقیقی تھی۔

"اچھا تو ماریو نے یہ مشن تمہیں دیا ہی نہیں۔ او کے پھر اس نے اس مشن میں الیگزینڈر اور مجھے ڈالا ہے اور بلگارنیوں کے خلاف تم اور میں شامل ہیں"...... لزا نے کہا۔

"تم نے ان بلگارنوی ایجنٹوں کے بارے میں کچھ کیا ہے"۔ ڈیوس نے کہا۔

"ہاں میرا گروپ ان کی نگرانی کر رہا ہے اور وہ میرے نشانے میں ہیں۔ جیسے ہی موقع ملا میں انہیں گولیوں سے اڑا دوں گی"...... لزا نے کہا اور ڈیوس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا وہ اپنے اصل حلیوں میں ہیں"...... ڈیوس نے پوچھا۔

"یہ بزنس سیکرٹ ہے۔ ڈیوس آئی ایم سوری۔ اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا جا سکتا"...... دوسری طرف سے لزا نے کہا۔

"ٹھیک ہے...... تم جو چاہے کرتی رہو۔ میں نے تو یہ مشن ختم کر دیا ہے۔ جب راسکو اوپن ہو گی تو میں خود ہی ماریو سے بات کر لوں گا"...... ڈیوس نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس نے سر سے توفیق کو کال ختم کرنے کا اشارہ کیا تو توفیق نے رسیور لے کر اسے کریڈل پر رکھ دیا۔

"او۔ کے شکریہ ڈیوس تم نے واقعی تعاون کیا ہے۔ اب اس لزا کا حلیہ بھی بتا دو۔ تا کہ اسے پہچاننے میں آسانی ہو"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈیوس نے حلیہ بتا دیا۔

"خاصا خوبصورت حلیہ ہے۔ بہر حال اب یہ بھی بتا دو کہ یہ

پاکیشیائی ایجنٹ کون ہیں"..... میجر پرمود نے کہا۔

"ماریو نے مجھ سے بات تو کی تھی کہ بلگارنوی ایجنٹوں کے علاوہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا کوئی شخص علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو فنش کرنے کا مشن بھی مکمل کرنا ہے۔ لیکن پھر اس نے خاص طور پر کوئی حکم نہ دیا۔ اس لئے میں بھی خاموش ہو گیا"..... ڈیوس نے جواب دیا۔

"یہ ماریو اب کہاں مل سکتا ہے"..... میجر پرمود نے کہا۔

"راسکو کلوز ہونے کا مطلب ہے کہ اب اس سے متعلقہ ہر اہم آدمی ایکریمیا سے باہر جا چکا ہے اور ماریو خود کیسے یہاں مل سکتا ہے نجانے کس حلیے میں کہاں موجود ہوگا۔ اب تو اس کی شکل اس وقت دیکھنے کو ملے گی جب راسکو کو دوبارہ اوپن کیا جائے گا"..... ڈیوس نے جواب دیا اور پھر اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اچانک کمرے کی دائیں دیوار میں سرر کی آواز گونجی اور پرمود اور توفیق دونوں اچھل کر سائیڈوں پر ہوئے ہی تھے کہ دیوار سامنے سے پھٹی اور ایک مسلح آدمی جس کے کاندھے سے مشین گن لگی ہوئی تھی۔ اس خالی رہ جانے والی جگہ سے نمودار ہوا ہی تھا کہ میجر پرمود نے اس پر چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے وہ اسے بازوؤں میں جکڑے تیزی سے ایک سائیڈ پر لے آیا۔ اس نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا ہوا تھا۔ وہ آدمی خاصا طاقتور تھا اس لئے وہ اس اچانک افتاد سے سنبھلتے ہی اپنے آپ کو چھڑوانے کے لئے خاصی جدوجہد کر رہا تھا لیکن میجر پرمود نے اسے پوری طرح جکڑا

ہوا تھا۔ اسی لمحے توفیق تیزی سے اچھل کر اس خالی جگہ سے دوسری طرف کو نکل گیا۔ یہ سب کچھ صرف ایک لمحے میں ہو گیا تھا۔

"یہ رابرٹ ہے۔ اسے چھوڑ دو یہ میرا خاص آدمی ہے۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا"..... ڈیوس کی آواز سنائی دی۔

"خاموش رہو"..... میجر پرمود نے آہستہ سے غراتے ہوئے کہا۔

"تم گھبراؤ نہیں عقبی طرف بھی اکیلا آدمی ہوتا ہے"..... ڈیوس نے کہا لیکن میجر پرمود نے اسے اسی طرح بازوؤں میں جکڑے رکھا چند لمحوں بعد توفیق واپس آ گیا۔

"اور کوئی آدمی نہیں ہے میجر اور اس کے پیچھے ایک راہداری ہے جو اوپر کو اٹھتی چلی جاتی ہے اور پھر عقبی گلی میں اس کا دروازہ ہے۔ میں چیک کر آیا ہوں"..... توفیق نے قدرے ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید وہ انتہائی تیز دوڑتا ہوا واپس آیا تھا اور میجر پرمود نے ایک جھٹکے سے اسے آگے کی طرف اچھالا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر سائیڈ میز پر پڑی مشین گن اٹھالی۔ جو اس نے اس آدمی پر جھپٹتے ہوئے رکھ دی تھی۔ وہ آدمی صوفے سے ٹکرا کر اوندھے منہ گرا اور پھر ابھی وہ سیدھا ہوا ہی تھا کہ میجر پرمود نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے دھماکوں کے ساتھ ہی رابرٹ اور ڈیوس دونوں کے حلق سے بھیانک چیخیں نکلیں۔ گولیاں بارش کی طرح ان دونوں کے جسم میں اتر گئی تھیں اور وہ دونوں ہی چند لمحوں بعد تڑپ کر ختم ہو گئے۔

"توفیق ڈیوس کی رسیاں کھول دو اور اس کا عقب میں کیا ہوا کوٹ

اوپر چڑھا دو تاکہ فوری طور پر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس پر کوئی تشدد کیا گیا ہے ۔۔۔۔۔۔ میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور خود وہ ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی بڑی سی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کی درازیں باری باری کھولیں اور ان میں موجود سامان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن ان میں سوائے عورتوں کی تصاویر والے گھٹیا رسالوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی۔ اسی دوران توفیق اس کی ہدایات پر عمل کر چکا تھا۔ میز کی درازیں بند کر کے میجر پرمود نے ایک سائیڈ کی الماری کھولی تو اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک ابھر آئی۔ الماری کے ایک خانے میں جدید ترین اسلحہ موجود تھا۔ اس نے اس میں سے سائیلنسر لگے دو مشین پسٹل اٹھائے اور ساتھ ہی ان کے میگزین بھی اور پھر ایک مشین پسٹل اس نے توفیق کی طرف بڑھایا اور دوسرا اپنی جیب میں رکھ کر وہ توفیق کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

عمران اور کرنل فریدی سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

نائٹ فائٹرز

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

نائٹ فائٹرز ______

ایکریمیا کی ایک ایسی کمانڈو تنظیم جس نے ایک اسلامی ملک میں قائم پاکیشیا کے اہم سنٹر کی تباہی کی منصوبہ بندی کی۔ وہ منصوبہ بندی کیا تھی؟

وہ لمحہ ______

جب کرنل فریدی نے کافرستان کے وزیر اعظم کا حکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

❖ وہ حکم کیا تھا جس کو تسلیم کرنے کی بجائے کرنل فریدی نے کافرستان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا کرنل فریدی نے واقعی ایسا کیا؟

نائٹ فائٹرز ______

جس کے خلاف عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرنل فریدی سب بیک وقت میدان میں کود پڑے۔

نائٹ فائٹرز ______

جس کے پیچھے عمران اور کرنل فریدی علیحدہ علیحدہ کام کر رہے تھے۔ لیکن نائٹ فائٹرز پھر بھی مشن کی تکمیل تک پہنچ گئے۔

اسلامی سکیورٹی ______

ایک نئی تنظیم جس کا چیف کرنل فریدی کو بنا دیا گیا۔ کیسے اور کیوں؟

وہ لمحہ ______

جب عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرنل فریدی ایک دوسرے کے مقابل آ گئے اور پھر ایک دوسرے پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔

وہ لمحہ ______

جب کرنل فریدی اور عمران کے درمیان جان لیوا فائٹ شروع ہو گئی۔ اس فائٹ کا انجام کیا ہوا؟

وہ لمحہ ______

جب کرنل فریدی کو سب کے سامنے اپنے مشن کی ناکامی اور عمران کے مشن کی کامیابی کا اقرار کرنا پڑا۔

انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔

کیا نائٹ فائٹرز اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے اور عمران اور کرنل فریدی آپس میں لڑتے رہ گئے؟

عمران سیریز میں اسرائیل کے سلسلے کا ایک انتہائی شاندار اور یادگار ایڈونچر

لانگ برڈ کمپلیکس

مصنف مظہر کلیم ایم اے

لانگ برڈ کمپلیکس اسرائیل کا ایک ایسا منصوبہ جس کے مکمل ہوتے ہی پاکیشیا کا وجود صفحہ ہستی سے یقینی طور پر مٹ جاتا۔ کیسے؟

لانگ برڈ کمپلیکس جسے تباہ کرنے اور پاکیشیا کو بچانے کے لئے عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت دیوانہ وار اسرائیل کی طرف دوڑ پڑا۔

لانگ برڈ کمپلیکس جسے بچانے کے لئے اسرائیلی حکومت نے ایسے انتظامات کئے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹکریں مارتی رہ گئی لیکن؟

کرنل ڈیوڈ جی۔ پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ اس بار کسی بھوت کی طرح عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پیچھے لگ گیا اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پہلی بار لوہے کے چنے چبانے پر مجبور ہونا پڑا۔

مادام ڈومیری کارمن کی ایسی خطرناک ایجنٹ جسے اسرائیل کے صدر نے خصوصی طور پر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لئے کال کر لیا۔ کیا وہ واقعی عمران کی ٹکر کی ایجنٹ تھی؟

مادام ڈومیری جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسرائیل میں داخل ہوتے ہی اپنے شکنجے میں جکڑ لیا اور عمران اور اس کے ساتھی واقعی مادام ڈومیری کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔

لانگ برڈ کمپلیکس جسے اس طرح سیلڈ کر دیا گیا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹکریں مار لینے کے باوجود اس کے اندر داخل ہونے سے قاصر رہ گئے۔ کیا واقعی؟

لانگ برڈ کمپلیکس جس میں داخلے کا عمران نے اپنی ذہانت سے ایک ایسا راستہ تلاش کر لیا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن کرنل ڈیوڈ نے عمران کی اس ذہانت کا بھی توڑ کر لیا اور عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت مجبوراً ناکام باہر آنا پڑا۔

لانگ برڈ کمپلیکس جسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ناکامی کے بعد اسرائیل کے صدر نے خود اپنے ہاتھوں سے تباہ کر دیا۔ کیوں اور کیسے؟

انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین چویشن۔

- مسلسل اور انتہائی تیز رفتار ایکشن۔
- بے پناہ اور اعصاب کو منجمد کر دینے والے سسپنس سے بھرپور ایک ایسا یادگار ناول جسے صدیوں فراموش نہ کیا جا سکے گا۔

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار کہانی
کراس مشن
مصنف
مظہر کلیم ایم اے
ایک ایسا مشن جس میں عمران کے مقابلے میں بلیک زیرو بھی میدان عمل میں اتر آیا۔ کیوں؟
ایک ایسا مشن جس میں بیک وقت تین ٹیمیں علیحدہ علیحدہ حصہ لے رہی تھیں۔ ایک طرف بلیک زیرو تھا' دوسری طرف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور تیسری طرف اپ لینڈ میں فارن ایجنٹ توصیف۔ ایک ایسا سہ رخی مقابلہ جو انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز ثابت ہوا۔
وائٹ کالر منشیات سمگل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم جس کی پراسرار سرگرمیوں سے مشن کا آغاز ہوا۔ لیکن اس کا پورا سیٹ اپ گرفتار کر لینے کے باوجود سنٹرل انٹیلی جنس کے سربراہ سر عبدالرحمٰن کو انہیں رہا کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ کیوں؟
ڈی۔ ایس ایکریمیا کی ایک خفیہ سرکاری تنظیم جو وائٹ کالر کی سرپرستی کر رہی تھی۔ لیکن اسے خود وائٹ کالر کا خاتمہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔
جیکب ڈی۔ ایس کا ایک سرگرم اور ذہین ایجنٹ جس نے وائٹ کالر کو پاکیشیا کے خلاف استعمال کرنے کا ایسا شاندار منصوبہ بنایا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آخر تک اس منصوبے کی ہوا تک نہ لگ سکی اور پاکیشیا کی نایاب دھات ایکریمیا پہنچتی رہی۔ یہ منصوبہ کیا تھا ——؟
مادام اسانڈر ایک ایسا کردار جس نے اپنی بے پناہ ذہانت کی بناء پر بیک وقت عمران اور بلیک زیرو کو واضح طور پر شکست دے دی۔ ایسی شکست کہ وہ دونوں جب اپنی فتح کے ڈنکے بجاتے پاکیشیا پہنچے۔ تب انہیں معلوم ہوا کہ وہ دونوں ہی مادام اسانڈر کی ذہانت سے شکست کھا چکے ہیں۔
کراس مشن عمران کی زندگی کا ایک ایسا مشن جس کے اختتام پر عمران کو زندگی میں پہلی بار حقیقی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلی اور واضح شکست۔
کراس مشن ایسا مشن جس میں توصیف نے بیک وقت عمران' بلیک زیرو اور مادام اسانڈر تینوں کو شکست دے کر فتح کا سہرہ اپنے سر باندھا اور ان تینوں کو اس کی فتح کا برملا اعتراف کرنا پڑا۔
کیا توصیف ان تینوں سے زیادہ ذہین ثابت ہوا۔ یا ——؟
کراس مشن ایک ایسا مشن جس کا ہر لحہ ذہانت کی جنگ میں تبدیل ہو گیا۔
لحہ بہ لحہ بدلتے ہوئے واقعات
بے پناہ سسپنس اور
ذہانت آمیز ایکشن سے بھرپور
انتہائی دلچسپ' یادگار اور منفرد کہانی
شائع ہوگئی ہے
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انوکھے انداز کا انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

سفلی دنیا

اسپیشل نمبر

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

سفلی دنیا — شیطان اور اس کے کارندوں کی ایک ایسی دنیا جو اسفل ترین دنیا کہلاتی ہے۔

سفلی دنیا — ایک ایسی دنیا جو شیطانی دنیا کی بھی سب سے رذیل سطح ہے۔ کالے جادو' بدروحوں' بدطینت جنات' غلاظت اور گندگی میں لتھڑی ہوئی شیطانی دنیا جہاں مکر و فریب' رذالت اور غلاظت کو معیار سمجھا جاتا ہے۔

زیپالا — تابات کی پہاڑیوں میں رہنے والا ایک ایسا شیطان جسے سفلی دنیا کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسا کردار جو پوری دنیا کو اپنے سامنے سرنگوں سمجھتا تھا۔

کافرستان — کے کرنل سورگ نے جب عمران کے خاتمے اور پاکیشیا کے دفاع کی بنیادی فائل کے حصول کے لئے زیپالا کی خدمات حاصل کیں تو زیپالا اپنی پوری سفلی طاقت سے عمران پر ٹوٹ پڑا۔

زیپالا — جس نے انتہائی آسانی سے نہ صرف عمران کو استعمال کر کے دانش منزل سے فائل حاصل کر لی بلکہ عمران پر سفلی دنیا کا ایک ایسا کاری وار کیا کہ عمران گندگی اور غلاظت کے ڈھیر میں دفن اپنی زندگی کے آخری سانس لیتا نظر آنے لگا۔

سلیمان — عمران کا باورچی جس نے عمران کو سفلی دنیا کی طاقتوں سے بچانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ کیا سلیمان سفلی دنیا کے شیطانوں کا مقابلہ کر سکا۔ یا؟

وہ لمحہ — جب سلیمان کے کہنے پر عمران کو اس کی اماں بی جبراً ایک گاؤں میں لے گئی جہاں ایک عظیم نوری شخصیت کا ذریعہ تھا لیکن عمران نے اس شخصیت کو اہمیت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیوں اور پھر کیا ہوا؟

صالحہ — جس نے تن تنہا سفلی دنیا کے بڑے بڑے شیطانوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکی۔ یا؟

گمباگا — سفلی دنیا کی انتہائی باقوت شیطانی طاقت جس سے عمران کو مجبوراً جسمانی لڑائی لڑنی پڑی اور وہ لمحہ جب عمران کا پہلی بار ناقابل تسخیر جسمانی طاقت سے واسطہ پڑ گیا اور اس کی مارشل آرٹ کی تمام مہارت دھری کی دھری رہ گئی۔ اس لڑائی کا انجام کیا ہوا؟

سفلی دنیا کی انتہائی خوفناک اور رذیل ترین شیطانی قوتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک طویل' انتہائی خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد۔ ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ پراسرار' خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا۔

اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا؟

انتہائی منفرد انداز کی انتہائی خوفناک اور پراسرار جدوجہد ایک ایسی کہانی جس میں پہلی بار سفلی دنیا کی خباثتوں کا پردہ چاک کیا گیا۔

خیر و شر کے درمیان ایسی ہولناک جنگ جو اس دنیا کے چپے چپے پر مسلسل جاری ہے۔

انوکھا' عجیب اور تیز رفتار ناول

ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ' یادگار اور تحیر خیز ناول

شیڈاگ ہیڈکوارٹر

مصنف ــــ مظہر کلیم ایم اے

شیڈاگ ہیڈکوارٹر جسے تلاش کرنا ہی ناممکن تھا لیکن عمران نے ہر قیمت پر اسے تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر ـــــ؟

شیڈاگ ہیڈکوارٹر جس تک طویل جدوجہد کے بعد پہنچنے کے باوجود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس میں داخل ہونے سے قاصر رہے۔ کیوں ـــــ؟

شیڈاگ ہیڈکوارٹر جسے تباہ کرنے کے مشن پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا واسطہ لاتعداد خونخوار شارک مچھلیوں سے پڑ گیا اور عمران اور اس کے ساتھی ان خونخوار شارک مچھلیوں کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔

جم اسکاٹ شیڈاگ کا چیف۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے انتہائی جدید ترین اور انتہائی مہلک اسلحے کا بے دریغ استعمال شروع کر دیا۔ پھر کیا ہوا ـــــ؟

وہ لمحہ جب عمران کے ساتھی جولیا' تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں عمران اور دوسرے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے مشین گن کے برسٹ کا شکار ہو گئے حقیقی شکار۔ پھر ـــــ؟

وہ لمحہ جب عمران نے شیڈاگ ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیوں ـــــ؟

وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیڈاگ ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنے کی بجائے مشن چھوڑ کر واپس لوٹ گیا۔ کیوں ـــــ؟

کیا شیڈاگ ہیڈکوارٹر واقعی ناقابل تسخیر ثابت ہوا۔ یا؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن

بے پناہ سسپنس اور لمحہ بہ لمحہ تبدیل ہونے والے واقعات

انتہائی حیرت انگیز سچوئیشنز

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
اوپن کلوز
مظہر کلیم ایم اے
www.paksociety.com
Scanned by Waqar Azeem Pakistanipoint

وقت ہی آئے گی جب وہ آنکھوں سے دھول صاف کرنے میں کامیاب ہو گا۔امید ہے اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہو گی۔

صادق آباد سے محترم محمد آصف ندیم صاحب لکھتے ہیں۔"آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں خاص طور پر "جولیانا ٹاپ ایکشن" پڑھ کر تو میں آپ کے قلم کا گرویدہ ہو گیا ہوں۔ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ آپ کے ناولوں میں بیماریوں کے جو علاج بتائے جاتے ہیں کیا وہ واقعی درست ہیں۔امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے"۔

محترم محمد آصف ندیم صاحب۔خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔جہاں تک ناولوں میں درج بیماریوں کے علاج کا تعلق ہے تو یہ علاج یقیناً درست ہوتے ہیں۔لیکن آپ برائے کرم از خود یہ علاج کسی بیمار پر نہ آزمائیں۔کیونکہ ہر مریض کی طبیعت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اور بیماری جو بظاہر ایک جیسی ہوتی ہے۔درحقیقت ہر مریض کی طبیعت کی وجہ سے اس میں فرق موجود ہوتا ہے جسے کوئی ماہر طبیب یا ڈاکٹر ہی سمجھ سکتا ہے۔اس لئے کوئی بھی علاج ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر نہیں کیا جانا چاہئے۔امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی لزا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لزا نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" روکم بول رہا ہوں مادام۔میں نے میجر پرمود اور اس کے ساتھی کیپٹن توفیق کا سراغ لگا لیا ہے"...... دوسری طرف سے پرجوش سی آواز سنائی دی تو لزا بے اختیار چونک کر کرسی پر سیدھی ہو گئی۔

"اوہ کہاں ہیں وہ"...... لزا کے لہجے میں بے انتہا جوش عود کر آیا تھا۔

" وہ دونوں ایکریمی میک اپ میں ڈارک اینمل گیم ہاؤس کے مالک فریگو کو ملے اور پھر فریگو انہیں اپنے سپیشل روم میں لے گیا۔میجر پرمود فریگو کا پرانا دوست ہے اور فریگو نے پرل بار میں ڈیوس کو فون کر کے ان دونوں کا بطور پارٹی تعارف کرایا اور اسے کہا کہ ایک

بڑا کام لے کر آئے ہیں ۔ پھر ان کے درمیان بات چیت ہوتی رہی ۔
اس کے بعد فرگیو نے اپنے خاص آدمی کے ساتھ ان دونوں کو اپنی کار
میں بٹھا کر پرل بار پہنچا دیا "...... روکم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"پرل بار میں یہ کب کی بات ہے "...... لزا نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا ۔

"کم از کم نصف گھنٹہ یا پون گھنٹہ پہلے کی بات ہو گی ۔ مجھے اس کی
اطلاع اچانک ہوئی ہے ۔ فرگیو کی سیکرٹری روتھ میری دوست ہے ۔
میری اس سے ملاقات تھی لیکن وہ دیر سے آئی ۔ میں نے گلہ کیا تو اس
نے بتایا کہ فرگیو کے اچانک مہمان آ گئے تھے جو اس کے پرانے دوست
تھے ۔ اس لئے ان کے جانے تک اسے بھی رکنا پڑا ۔ میں نے ویسے ہی
مہمانوں کے بارے میں پوچھ لیا تو اس نے بتایا کہ وہ تھے تو بلگارنوی
اور فوجی تھے ۔ لیکن ایکریمی میک اپ میں تھے ۔ میں اس پر چونک پڑا
اور پھر میرے دباؤ پر روتھ نے پوری تفصیل بتا دی ۔ اس سپیشل روم
میں ایسا سسٹم موجود ہے کہ وہاں ہونے والی تمام بات چیت روتھ
علیحدہ ایک کمرے میں بیٹھی سنتی رہتی ہے ۔ وہ باقاعدہ ٹیپ بھی ہوتی
ہے ۔ فرگیو نے میجر پرمود اور اس کے ساتھی کو بھیجنے کے بعد روتھ کو بلا
کر اس سے وہ ٹیپ منگوایا اور اسے ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ روتھ
کو بھی ہدایت کی کہ وہ اس بات چیت کے بارے میں کسی کو کچھ نہ
بتائے لیکن وہ مجھ سے اس لئے بات کر بیٹھی کہ ایک تو میرا بظاہر اس
سارے دھندے سے کوئی تعلق نہ تھا اور دوسرا میں اس کا دوست

تھا "۔ روکم نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"ان کے حلیے معلوم کیے تم نے "...... لزا نے پوچھا ۔

"یس مادام "...... روکم نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے حلیے بتا
دیئے ۔

"او ۔ کے "...... لزا نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر اس نے
جلدی سے ایک سائیڈ پر پڑی میز کے اوپر رکھے ہوئے ایک جدید قسم
کے ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی ۔ فریکونسی
ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن دبا دیا ۔

"ہیلو ہیلو لزا کالنگ جیکب اوور "...... لزا نے بار بار کال دینا
شروع کر دی ۔

"یس جیکب اٹنڈنگ یو مادام اوور "...... چند لمحوں بعد ایک
بھاری اور کرخت سی آواز سنائی دی ۔

"جیکب دو حلیے نوٹ کرو اوور "...... لزا نے روکم کے بتائے
ہوئے حلیے دوہراتے ہوئے کہا ۔

"یس مادام اوور "...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"میجر پرمود اور اس کے ساتھی کیپٹن توفیق ان حلیوں میں ہیں اور
نصف گھنٹہ یا پون گھنٹہ پہلے پرل بار میں ڈیوس کے پاس گئے ہیں ۔
تم فوراً چیک کرو کہ وہاں کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے ۔ کیونکہ دس منٹ
پہلے مجھے اچانک ڈیوس کا فون آیا تھا ۔ اس نے میجر پرمود وغیرہ کے
بارے میں ہی بات کی تھی ۔ حالانکہ اس سے پہلے اس نے کبھی اس

طرح براہ راست کال نہ کی تھی۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میجر پرمود نے اس پر قابو پا کر اس سے مجھے کال کرائی ہو گی اور یقیناً انہیں علم ہو گا کہ میں بھی ان کے پیچھے لگی ہوئی ہوں۔ تم چیک کرو اور اگر یہ دونوں کہیں بھی نظر آئیں تو انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ اوور"...... مادام لزا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام اوور"...... دوسری طرف سے جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے فوری رپورٹ بھی چاہئے اوور"...... مادام نے کہا۔

"یس مادام اوور"...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مادام نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ہاتھ بڑھا کر سامنے رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"روجر دو حلیے نوٹ کرو"...... لزا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... روجر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر مادام نے رک رک کر بتاتے ہوئے حلیے دوہرا دیئے۔

"نوٹ کر لئے تم نے"...... مادام نے کہا۔

"یس مادام"...... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو یہ دونوں ایکریمین میک اپ میں دراصل میجر پرمود اور اس کا ساتھی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں حملہ آور ہوں تاکہ مجھ پر قابو پا سکیں تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ لیکن اگر یہ لوگ یہاں آئے

تو تم نے انہیں گولی نہیں مارنی بلکہ انہیں بے ہوش کر کے زندہ گرفتار کرنا ہے"...... مادام نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری طرح محتاط رہنا یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں"...... لزا نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام۔ اگر وہ یہاں آئے تو روجر سے نہ بچ سکیں گے"...... روجر نے کہا اور مادام نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور ابھی رسیور رکھ کر وہ اس بات کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ کیا واقعی ان دونوں نے ڈیوس پر اس کے خاص اڈے میں قابو پا لیا ہو گا کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... مادام نے تیز لہجے میں کہا۔

"جیکب بول رہا ہوں مادام پرل بار سے۔ ڈیوس اور اس کے دس بارہ مسلح افراد کو اس کے خاص اڈے میں گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے اور وہ دونوں افراد عقبی راستے سے بار سے باہر نکل گئے ہیں۔ میں نے پورے گروپ کو الرٹ کر دیا ہے۔ حلیے بھی سب تک پہنچا دیئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ کو ڈیوس کے بارے میں رپورٹ دے دوں"۔ جیکب نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ڈیوس کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوہ ویری بیڈ۔

"تفصیل بتاؤ"...... لزا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں جب وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ نیچے تہہ خانے میں ڈیوس کا خاص اڈہ مقتل گاہ بنا ہوا ہے۔ ہر طرف خون ہی خون اور لاشیں ہی لاشیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ڈیوس کا خاص آدمی مجھے جانتا ہے۔ اس لئے وہ مجھے نیچے لے گیا۔ آغاز میں موجود مسلح محافظ باہر کھڑے رہ گئے اور اندر موجود افراد کو ان لوگوں نے گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔ ڈیوس کے بڑے کمرے میں ڈیوس کی لاش کے ساتھ سات افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ڈیوس کی لاش صوفے پر پڑی تھی جب کہ باقی افراد کی لاشیں فرش پر پڑی تھیں۔ راہداری میں نصب چیکنگ مشینوں کو بھی گولیوں سے تباہ کر دیا گیا تھا اور عقبی راستہ کھلا ہوا تھا۔ ڈیوس کی لاش کو غور سے دیکھنے پر مجھے احساس ہوا کہ ڈیوس کے ہاتھ اور پیر رسی سے باندھے گئے تھے جنہیں بعد میں کھول دیا گیا تھا۔ رسی بھی وہیں ایک کونے میں پڑی مل گئی تھی اس پر خون موجود تھا"...... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم اب ایسا کرو کہ فریگو کی بھی نگرانی کراؤ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس کے پاس واپس پہنچیں اور پھر وہاں سے نیا میک اپ نہ کر لیں"...... مادام لزا نے کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے جیکب نے جواب دیا اور لزا نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس

نے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو لزا کالنگ اوور"...... اس نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس مائیکل اٹنڈنگ یو اوور"...... چند لمحوں بعد مائیکل کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل تم کب ناراک واپس آ رہے ہو اوور"...... لزا نے کہا۔

"کیوں خیریت کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے اوور"...... دوسری طرف سے مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص بات تو یہی ہے کہ میں تمہیں مس کر رہی ہوں اور سخت بے چین ہوں تم جانتے تو ہو کہ تم سے دو تین روز تک ملاقات نہ ہو تو میرا کیا حال ہوتا ہے اوور"...... لزا نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا اپنا بھی یہی حال ہے لیکن یہاں لمبے اور پیچیدہ مسئلے میں پھنس گیا ہوں اور شاید ابھی ایک ہفتے تک فارغ نہ ہو سکوں۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے تم تک پہنچ جاؤں۔ تم سناؤ تمہارے مشن کا کیا ہوا اوور"...... مائیکل نے پوچھا۔

"ایک گروپ پر میں نے پوری توجہ کر رکھی ہے۔ اب اس کا سراغ ملا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ چند گھنٹوں میں ہی یہ گروپ ختم ہو جائے گا اس کے بعد دوسرے گروپ پر توجہ دوں گی۔ تمہیں معلوم تو ہے میری عادت کہ میں ایک وقت میں ایک کام پر پوری توجہ دیتی ہوں اوور"۔ لزا نے جواب دیا۔

"کس گروپ کی بات کر رہی ہو اوور" .... مائیکل نے کہا۔

"میجر پرمود اور اس کے ساتھی کی اور ہاں سنو ان دونوں نے ڈیوس کے خاص اڈے میں گھس کر اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے۔ اڈے میں موجود اس کے تمام مسلح محافظوں سمیت اور پھر صحیح سلامت نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ ڈیوس ان کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ ان کا خاتمہ میرے ہاتھوں ہی ہو گا اوور" .... لزا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈیوس کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوہ کیسے پوری تفصیل بتاؤ اوور" ۔ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا اور لزا نے روکم کی کال اور جیکب کی بتائی ہوئی تفصیل اور ڈیوس کا اسے فون کرنے تک ساری بات بتا دی۔

"اوہ لزا۔ پھر تو تم اس وقت شدید خطرے میں ہو۔ اگر انہوں نے ڈیوس کو مجبور کر کے تمہیں کال کرایا ہے تو یقیناً وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتے ہوں گے کہ تم لزا ہاؤس میں موجود ہو اور اب وہ لازماً تم پر حملہ کریں گے اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ تم سے ماریو کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہوں گے۔ اوور" .... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلے ہی اس آئیڈیے کے تحت ان کا پورا بندوبست کر لیا ہے اور تم فکر نہ کرو وہ میرے ہی ہاتھوں ہلاک ہوں گے۔ میں نے تمہیں کال ہی اس لئے کیا تھا کہ اگر تم آ سکو تو میں انہیں تمہاری موجودگی میں ہلاک کروں۔ لیکن تم نے تو کہا ہے کہ ایک ہفتے تک

مصروف رہو گے اور میں ایک ہفتے تک انہیں زندہ نہیں رکھ سکتی۔ اس لئے مجبوری ہے۔ جہاں تک ماریو کے متعلق مجھ سے پوچھ گچھ کا تعلق ہے تو ماریو کے متعلق تو مجھے جو کچھ معلوم ہے اتنا ہی ڈیوس کو بھی معلوم ہو گا اور ڈیوس کو انہوں نے باندھ کر اس پر یقیناً تشدد کیا ہو گا اور اس سے انہوں نے یہی کچھ ہی پوچھا ہو گا اور ویسے بھی اب راسکو کو ماریو نے کلوز کر دیا ہے۔ اب تو مجھے بھی نہیں معلوم کہ ماریو کہاں ہو گا اور کس حلیے میں ہو گا" .... لزا نے جواب دیا۔

"او۔ کے اور ہاں تم دوسرے گروپ کی بات کر رہی تھیں وہ تو اس گروپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ تمہیں ان کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے تھی اوور" .... مائیکل نے کہا۔

"فی الحال تو الیگزنیڈر ان کے خلاف کام کر رہا ہے اور الیگزنیڈر خاصا ہوشیار اور فعال آدمی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ انہیں کور کر لے گا اور اگر نہ بھی کر سکا بھی آج میجر پرمود وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد میں پھر پوری طرح ان کی طرف توجہ دینی شروع کر دوں گی اوور" .... لزا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال ہر لحاظ سے محتاط رہنا اوور" .... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو اور جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کرو۔ اوور اینڈ آل" .... لزا نے ہنستے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور لزا بے اختیار

چونک پڑی ۔

"مادام مادام میں نے ان دونوں کو پکڑ لیا ہے" .... دروازے میں کھڑے نوجوان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کن کو ۔ کن کی بات کر رہے ہو" ۔ لزا نے بے اختیار کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ان دو ایکریمینز کو جن کے حلیے آپ نے بتائے تھے" .... آنے والے نے کہا تو لزا بے اختیار اچھل پڑی ۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو کہاں ہیں وہ" .... لزا کا لہجہ ایسا تھا جیسے اسے آنے والے کی بات پر پوری طرح یقین نہ آرہا ہو ۔

"ڈارک روم میں مادام" .... آنے والے نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ ویری گڈ روجر تم نے تو واقعی کارنامہ سرانجام دے دیا ہے کیسے پکڑے گئے وہ" .... مادام نے یکلخت انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے مسرت کی لہریں یکلخت اس کے انگ انگ میں دوڑ گئی ہوں ۔

"میں نے آپ کی کال ملنے کے بعد سپیشل چیکنگ مشین آن کر دی تھی اور پھر دو افراد کو میں نے عقبی طرف آتے چیک کر لیا۔ان کے حلیے وہی تھے جو آپ نے بتائے تھے ۔ پھر انہوں نے انتہائی ہوشیاری سے کام لیا۔وہ گٹڑ کے راستے اندر آئے" .... روجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور لزا بے اختیار چونک پڑی ۔

"گٹڑ کے راستے اوہ ویری بیڈ اس کا تو ہمیں کبھی خیال تک نہ آیا"۔

لزا نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"یس مادام اگر آپ مجھے ہوشیار نہ کر دیتیں اور میں نے سپیشل چیکنگ مشین آن نہ کی ہوتی تو ہمیں واقعی ان کی آمد کا علم نہ ہو سکتا تھا اور وہ اطمینان سے ہمارے سروں پر پہنچ جاتے ۔ بہرحال میں نے گٹڑ کے دوسرے دہانے پر ان کا بندوبست کر لیا اور پھر جیسے ہی وہ باہر آئے ان پر گیس سے اٹیک کیا گیا اور وہ بے ہوش ہو گئے" .... روجر نے کہا۔

"اوہ اوہ ویری گڈ ۔ آؤ میرے ساتھ میں ایسے خطرناک افراد کو ایک لمحہ بھی زندہ رہنے کی مہلت نہیں دینا چاہتی ۔ آؤ" .... لزا نے تیز لہجے میں کہا اور ایک لحاظ سے دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی اس کے چہرے پر انتہائی جوش موجود تھا۔

ٹیکسی الیگزنیڈر بار کے سامنے رکی اور عمران، تنویر اور جولیا تینوں نیچے اتر آئے۔ عمران نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو وہ تینوں مڑے اور بار کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ ان تینوں کے چہروں پر ایکریمین میک اپ تھے۔ الیگزنیڈر بار کا ہال کافی وسیع تھا اور عمران اندر داخل ہونے کے بعد یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہال میں موجود افراد کا تعلق اعلیٰ طبقے سے تھا۔ اندر خاموشی تھی اور مرد اور عورتیں سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔

"ادھر تشریف لایئے ادھر میز خالی ہے"...... ایک سپروائزر نے ان تینوں کے اندر داخل ہوتے ہی ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میز خالی ہے۔ پھر ہم وہاں جا کر کیا کریں گے۔ خالی میز کی چکنی سطح کو گھوریں گے۔ میز پر پہلے کچھ رکھو کھانے کے لئے پینے کے لئے پھر تو وہاں جانے کی گنجائش بھی پیدا ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"آؤ مائیکل فضول باتیں کرنا اچھا نہیں ہوتا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور جس طرف سپروائزر نے اشارہ کیا تھا اسی طرف کو بڑھ گئی۔ تنویر مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

"دیکھا اب خالی میز بھر جائے گی۔ تم بھی یہ نسخہ پلے میں باندھ لو۔ جہاں میز خالی نظر آئے ایسی ہی خوبصورت چیزیں وہاں رکھ دیا کرو"۔ عمران نے سپروائزر سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا جولیا اور تنویر کے پیچھے چل پڑا۔ چونکہ عمران نے انہیں راستے میں ہی بتا دیا تھا کہ وہاں کے حالات دیکھنے کے بعد کوئی اقدام کیا جائے گا۔ اس لئے جولیا خالی میز کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"واہ وہ سپروائزر صاحب تو کہہ رہے تھے کہ میز خالی ہے سہاں تو ایک خوبصورت اور ایک بدصورت دونوں قسم کے ڈیکوریشن پیس موجود ہیں"...... عمران نے کرسی گھسیٹ کر جولیا اور تنویر کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اپنی شکل دیکھی ہے کبھی"...... تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری طرح خود غرض نہیں ہوں کہ صرف اپنی شکل ہی دیکھتا رہوں۔ مجھے تو کسی دوسرے کی شکل دیکھنے سے فرصت ملے گی تو اپنی شکل دیکھوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے بے اختیار شرما کر منہ دوسری طرف کر لیا وہ اب عمران کے معنی

خیز اور گہرے فقروں کا مطلب سمجھنے لگ گئی تھی اور تنویر بے اختیار ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ ظاہر ہے عمران کا وار خاصا گہرا تھا اور تنویر اس فقرہ بازی میں عمران کا مقابلہ کیسے کر سکتا تھا۔

"تم صرف شکل دیکھنے تک ہی رہ جاؤ گے"...... آخر کار تنویر بول پڑا۔ شاید خاموشی کے چند لمحے اس نے جواب سوچنے میں لگا دیئے تھے۔

"ہاں۔ تمہاری بات بھی درست ہے رچرڈ۔ واقعی۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ یہ شکل آہستہ آہستہ بوڑھی ہوتی چلی جائے گی۔ چہرے پر جھریاں نمودار ہو جائیں گی۔ آنکھوں کے گرد حلقے پڑ جائیں گے۔ آنکھوں میں موجود چمک دھندلاہٹ میں غائب ہو جائے گی۔ چہرہ سوکھے امچور کی طرح سکڑ جائے گا"...... عمران نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ خواہ مخواہ کی بکواس شروع کر دی تم نے"...... جولیا نے یکلخت غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ اس نے عمران کا فقرہ بھی پورا نہ ہونے دیا تھا۔

"کاش یہ واقعی بکواس ہو لیکن یہ ایک اصل حقیقت ہے۔ اب رچرڈ کو دیکھو کیا چوڑا چکلا چہرہ تھا جیسے ببر شیر کا ہوتا ہے اور اب کیسے لومڑی جیسی شکل ہو گئی ہے"...... عمران نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"تم اپنی شکل تو دیکھو مردے دفنانے والوں کی طرح پھٹکار پڑ رہی ہے"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آرڈر سر"...... اسی لمحے ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مینو کارڈ بھی ان کے سامنے رکھ دیا۔

"جوان بنا دینے والا مشروب بھی ملتا ہے یہاں"...... عمران نے کارڈ اٹھاتے ہوئے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر سپیشل ٹانک موجود ہے۔ لیکن اس کے لئے آپ کو سپیشل ونگ میں جانا ہو گا۔ کاؤنٹر پر سے سپیشل کارڈ حاصل کرنے کے بعد"...... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑو سپیشل ونگ میں اب کون جاتا پھرے۔ تم ایسا کرو کہ بلیک ہارس لے آؤ ہم دونوں کے لئے اور مس ماریا کے لئے شیمپئن"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... ویٹر نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"اب یہاں بیٹھ کر کیا ہمیں بھی شراب پینی پڑے گی"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گولیاں نکال کر ہاتھوں میں لے لو۔ یہ ایکریمیا کی بار ہے اور یہاں آنے کے بعد ہم ستو کولا نہیں منگوا سکتے اور وہ بھی ایکریمی ہو کر"۔ عمران نے کہا اور تنویر اور جولیا تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ یہاں آنے سے پہلے عمران نے وہ گولیاں خاصی تعداد میں خرید لی تھیں جن کو شراب میں ڈالنے کے بعد اس میں کیمیائی تبدیلی پیدا ہو جاتی تھی اور وہ بجائے تیز نشے کے ایک عام سا مشروب بن جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے شراب کے جام لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

"سنو کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے کہا اور ویٹر ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کوئی غلطی ہو گئی ہے جناب مجھ سے میں معافی چاہتا ہوں"۔ ویٹر نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں تمہاری سعادت مندی کو دیکھ کر میں تو تمہیں انعام دینا چاہتا تھا لیکن میں نے ایک رجسٹر بنایا ہوا ہے جن کو میں انعام دیتا ہوں۔ ان کا نام اس رجسٹر میں لکھ لیتا ہوں تاکہ مجھے معلوم تو ہو سکے کہ اب تک مجھے کتنے سعادت مندوں سے واسطہ پڑ چکا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ نکال کر مٹھی میں بند ایک بڑا سا نوٹ خاموشی سے ویٹر کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"اوہ اوہ شکریہ سر"...... ویٹر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی مسرت کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے ایک نظر اس بڑے نوٹ کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے نوٹ اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"سمتھ جناب میرا نام سمتھ ہے"...... ویٹر نے کہا۔

"گڈ نام بھی اچھا ہے۔ لیکن ہے ادھورا۔ ویسے تم جیسے نفیس آدمی کا پورا نام گولڈ سمتھ ہونا چاہئے۔ آئرن سمتھ نہیں۔ ایک بات بتاؤ۔ ایسا ہی ایک بڑا نوٹ مزید کمانا چاہتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ سر۔ حکم فرمایئے سر"...... ویٹر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہاں نہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ جام ختم کر کے بائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔ وہاں سپیشل رومز ہیں۔ آپ وہاں تشریف رکھیں میں آجاؤں گا"۔ ویٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ عمران نے ایک بار پھر جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس نے ہاتھ جام کے اوپر رکھا تو دو چھوٹی چھوٹی گولیاں جام میں موجود شراب کے اندر اترتی چلی گئیں اور جام میں موجود شراب میں تیز بلبلے سے اٹھنے لگے۔ تنویر اور جولیا پہلے ہی ایسا کر چکے تھے۔ جب بلبلے بننے بند ہو گئے تو عمران نے جام اٹھایا اور اسے ایک ہی بار حلق میں انڈیل لیا۔ اب وہ سادہ پانی کی طرح کا عام سا مشروب بن چکا تھا۔ اس میں شراب کی کڑواہٹ۔ تندی اور تیزی سب غائب ہو چکے تھے۔

"اللہ معاف کرے گا۔ یہ بھی مجبوری ہے"...... عمران نے جام واپس میز پر رکھتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر اپنے جام کے نیچے رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جولیا اور تنویر بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ویٹر کی بتائی ہوئی راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ اس راہداری میں واقعی کمروں کے دروازے تھے جن میں سے چند پر سرخ بلب جل رہے تھے جب کہ باقی دروازوں پر یہ بلب بجھے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک ایسے دروازے کا

ہینڈل پکڑ کر گھمایا اور اسے دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ جس کے اوپر لگا ہوا بلب بجھا ہوا تھا۔ یہ کمرہ کچھ زیادہ بڑا تو نہ تھا لیکن اسے بڑے اچھے اور نفیس انداز میں سجایا گیا تھا۔ درمیان میں کرسیاں اور میز موجود تھی۔ ابھی انہیں وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ دروازہ کھلا اور وہی ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں اس نے بلیک ہارس کے دو جام اور ایک شیمپین کا جام رکھا ہوا تھا۔

"یہ میری طرف سے ہے جناب"...... ویٹر نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا اور جام ٹرے سے اٹھا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

"سنو ہم فلاڈلفیا سے آئے ہیں۔ ہمارے پاس ایک بڑا کام ہے اور ہم اس کام کے سلسلے میں الیگزنیڈر سے ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ کسی کو اس ملاقات کا علم نہ ہو سکے کیا تم کوئی طریقہ بتا سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ چیف باس تو کسی سے نہیں ملتے جناب سارے دھندے منیجر رالف کرتا ہے۔ آپ اس سے مل لیں"...... ویٹر نے قدرے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"یہاں نہ ملنا ہو گا۔ کوئی اور جگہ ہم مل لیں گے جگہ تم بتا دو۔ ویسے تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ یہ ہمارا وعدہ ہے"...... عمران نے کہا۔ ویٹر چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ اس کے چہرے پر تذبذب کے

آثار تھے۔ جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ بتائے یا نہیں۔ عمران نے جیب میں ایک بار پھر ہاتھ ڈالا اور دوسرا بڑا نوٹ نکال لیا اور اس دوسرے نوٹ کو دیکھتے ہی ویٹر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"چیف باس روزانہ رات کو باقاعدگی سے مس میری کے پاس جاتا ہے اور دو تین گھنٹے گزارنے کے بعد واپس اپنی رہائش گاہ پر چلا جاتا ہے مس میری اس کی خاص عورت ہے۔ ویسے وہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ لالچی بھی ہے اور باس اس کی بات نہیں ٹال سکتا۔ اگر آپ مس میری کو رقم دے کر آمادہ کر لیں تو وہ آسانی سے آپ کی ملاقات باس سے کروا دے گی"...... ویٹر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔ کہاں رہتی ہے یہ مس میری"...... عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"ویلج روڈ پر لگثری پلازہ کی آٹھویں منزل کے ایک نمبر فلیٹ میں"۔ ویٹر نے پتہ بتاتے ہوئے کہا۔

"الیگزنیڈر وہاں کس وقت لازماً ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"رات نو بجے کے بعد جس وقت تک اس کا جی چاہے وہیں رہتا ہے لیکن جاتا باقاعدگی سے ہے"...... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی اپنی رہائش گاہ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا مجھے علم نہیں جناب اور نہ یہاں کسی کو علم ہے شاید منیجر رالف کو علم ہو تو میں کہہ نہیں سکتا"...... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

" او۔ کے اب یہ رقم لو اور ان سب باتوں کو ہم بھی بھول جائیں گے اور تم بھی "........ عمران نے رقم ویٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ویٹر نے رقم جھپٹی عمران کا شکریہ ادا کیا اور پھر ٹرے اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" ہو سکتا ہے۔ اس نے صرف رقم کمانے کے لئے ہمیں فرضی پتہ بتا دیا ہو "....... ویٹر کے کمرے سے باہر جانے کے بعد تنویر نے کہا۔

" نہیں تنویر۔ ویٹر ایسا دھندہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پھر اس نے یہاں سے تو بھاگ کر کہیں نہیں جانا۔ اسے معلوم ہے کہ غلط معلومات مہیا کرنے کا نتیجہ غلط ہی نکل سکتا ہے "۔ عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی جولیا بول پڑی۔

" بالکل بالکل۔ غلط کام کا غلط ہی نتیجہ نکلتا ہے۔ بشرطیکہ نتیجے تک نوبت پہنچ بھی سکے۔ کیوں تنویر تمہارے کام کا نتیجہ نکلا ہے کبھی "۔ عمران نے بڑے معنی خیز لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" میں نے کبھی غلط کام کیا ہی نہیں "....... تنویر نے بھناتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بالکل تنویر درست کہہ رہا ہے۔ اس نے کبھی غلط کام نہیں کیا۔ میں اس کی تائید کرتی ہوں "....... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر کا چہرہ فخریہ مسکراہٹ سے جگمگا اٹھا۔

" چلو پھر میں ہی تسلیم کر لیتا ہوں کہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے میرے ذمے ڈال دیا تھا۔ اس لئے بھگت رہا ہوں "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

" کون سا۔ کس کام کی بات کر رہے ہو "....... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

" یہی کار عشق جسے تم جیسے سمجھدار لوگ غلط کام کہتے ہیں۔ وہ ایک بہت بڑے شاعر نے بھی یہی کہا ہے کہ کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا۔ حالانکہ مجھے آج تک یاد ہے کہ جب میں کالج میں پڑھا کرتا تھا تو میرا آپشنل مضمون اردو شاعری تھا۔ ہمارے پروفیسر صاحب نے ہمیں لیکچر دیتے ہوئے اردو کے ایک انتہائی مشہور ترین شاعر کے متعلق بتایا کہ ان کے والد ان سے کہا کرتے تھے۔ بیٹے عشق اختیار کرو عشق اور ہم اس وقت ان شاعر صاحب کے والد صاحب کی روشن خیالی پر عش عش کر اٹھے کہ اس زمانے میں کیسا روشن خیال باپ تھا جو اپنے بیٹے کو کہتا تھا۔ بیٹا عشق اختیار کرو عشق اور ایک ہمارے قبلہ ڈیڈی صاحب ہیں کہ اگر عشق کا نام بھی لے لیں تو کھڑے کھڑے گولی مار دیں۔ یہ تو بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ ان کا مطلب اللہ تعالیٰ سے عشق تھا "...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" تمہارا مطلب عشق حقیقی سے ہے۔ وہ تو ہر مسلمان کو اختیار کرنا چاہئے "....... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ پہلے ان تین جاموں کو تو اٹھا کر واش بیسن میں بہا دو

ورنہ وہ ویٹر صاحب سمجھیں گے کہ ہم نے ان کے تحفے کی قدر نہیں کی"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے سامنے رکھا ہوا جام اٹھایا اور اٹھ کر تیزی سے ایک سائیڈ کی دیوار میں موجود واش بیسن میں بہا دیا۔ تنویر نے باقی دو جام اٹھائے اور انہیں بھی واش بیسن میں بہا کر اس نے خالی جام میز پر رکھے اور پھر وہ تینوں اس سپیشل روم سے باہر آگئے۔

"ابھی نو بجنے میں کافی وقت رہتا ہے۔ اس لئے پہلے ہمیں اپنے لئے کار اور کسی رہائش گاہ کا بندوبست کر لینا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ الیگزنیڈر کو ہم اپنی رہائش گاہ پر لے جائیں تاکہ اس سے تفصیل سے باتیں ہو سکیں"...... عمران نے کہا اور اس کے باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً ساڑھے نو بجے ان کی کار لگژری پلازہ کی انتہائی شاندار عمارت کی پارکنگ میں جا کر رکی اور وہ تینوں نیچے اتر آئے۔

"یہاں تو کافی رش ہے۔ یہاں سے اس آدمی کو نکال کر لے جانا مشکل ہو گا"...... جولیا نے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس عمارت کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہاں کے فلیٹ ساؤنڈ پروف ہوں گے اس لئے اسے یہاں سے لے جانے کی میرے خیال میں ضرورت ہی نہیں پڑے گی"...... تنویر نے کہا۔

"آؤ وہاں تک پہنچیں تو سہی۔ پھر جیسے موقع ہو گا ویسے کر لیں گے"۔ عمران نے کہا اور وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے لفٹ کی طرف بڑھ

گئے۔ ایک کونے میں ایک بہت بڑا بورڈ موجود تھا جس پر ہر منزل میں فلیٹوں کی تعداد اور وہاں رہنے والوں کے نام تفصیل سے درج تھے اور عمران نے دیکھا کہ واقعی آٹھویں منزل کے ایک نمبر فلیٹ کے سامنے مس میری نمارک کا نام درج تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آٹھویں منزل پر پہنچ چکے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ایک نمبر فلیٹ لفٹ کے قریب ہو گا۔ لیکن وہاں یہ دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی کہ ایک نمبر فلیٹ سب سے آخری فلیٹ تھا۔ یہ ایک انتہائی خوبصورت انداز میں سجی ہوئی چوڑی راہداری تھی۔ جس میں فلیٹوں کے دروازے تھے اور دروازوں کی ساخت بتا رہی تھی کہ تنویر کا آئیڈیا درست تھا۔ یہ سب فلیٹ ساؤنڈ پروف تھے۔ ویسے بھی آج کل ایسے فلیٹ زیادہ پسند کیے جاتے تھے جو ساؤنڈ پروف ہوں تاکہ کسی قسم کی ڈسٹربنس نہ ہو سکے اور یہ تو لگژری فلیٹ تھے۔ فلیٹ نمبر ایک کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے سائیڈ پر لگے ہوئے کال بیل کے بٹن کو پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... بٹن کے نیچے لگے ہوئے رسیور سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے میں حیرت تھی۔

"فرسٹ ڈیٹکٹو آرتھر۔ یہاں نیچے ایک لڑکی کا قتل ہو گیا ہے اور ہم اس سلسلے میں انکوائری کر رہے ہیں"...... عمران کے لہجے میں پولیس آفیسر جیسا تحکم تھا۔

"کون قتل ہو گیا ہے"...... اندر سے بولنے والی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تیسری منزل پر مس لوسیا کا قتل ہو گیا ہے "...... عمران نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہاں کیوں آئے ہو۔ تیسری منزل کے رہنے والوں کو جا کر ڈسٹرب کرو "...... اندر سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"یہ قانونی مجبوری ہے۔ مس میری ٹمارک۔ مجھے یقین ہے کہ آپ پولیس کے ساتھ تعاون کریں گی۔ صرف چند منٹ لیں گے ہم آپ کے "۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ اس بار کوئی جواب نہ آیا اور چند لمحوں بعد بھاری دروازہ تھوڑا سا کھلا اور ایک نوجوان لڑکی کا چہرہ نظر آیا۔ اس نے دروازے کی اندرونی زنجیر نہیں کھولی تھی۔ لیکن جیسے ہی اس کی نظریں جولیا پر پڑیں۔ اس کے چہرے پر یکلخت اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے جلدی سے زنجیر کھولی اور پھر دروازہ کھول دیا۔

"آیئے "...... لڑکی نے دروازے کی اوٹ سے کہا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ عمران کے پیچھے جولیا اور اس کے پیچھے تنویر اندر داخل ہوا لیکن اندر داخل ہوتے ہی عمران اور تنویر دونوں کے چہرے یکلخت مخالف سمتوں میں گھوم گئے کیونکہ مس میری کے جسم پر لباس تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔

"تم گاؤن پہن لو "...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا ضرورت ہے اس کی۔ تم نے یہاں کوئی رہنا تو نہیں ہے۔ پوچھو جو پوچھنا ہے "...... لڑکی نے انتہائی بے باکی اور ڈھٹائی سے پر لہجے میں کہا۔

"کیا آپ اکیلی یہاں رہتی ہیں "...... عمران نے اس کی طرف منہ موڑے بغیر کہا۔

"ہاں اس وقت تو اکیلی ہوں لیکن تھوڑی دیر بعد میرا دوست آنے والا ہے اور تمہارے حق میں بہتر ہے کہ تم اس کے آنے سے پہلے ہی اپنی پوچھ گچھ ختم کر کے چلے جاؤ۔ ورنہ وہ بے حد سخت مزاج آدمی ہے اور پولیس کے اعلیٰ آفیسر بھی اس کے بوٹ چاٹتے رہتے ہیں تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے "...... لڑکی نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا اس لڑکی کو لباس پہناؤ اور اگر یہ ویسے نہ پہنے تو زبردستی پہناؤ "...... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی لڑکی کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر نیچے جا گری۔ جولیا کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا جب کہ تنویر اور عمران دونوں ہی اس طرف منہ کیے بغیر آگے سٹنگ روم کی طرف بڑھ گئے تھے۔ لڑکی کی ایک اور چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گی اور چند لمحوں بعد جولیا سٹنگ روم میں آئی۔ اس نے خاموشی سے ایک کرسی کی پشت پر پڑا ہوا گاؤن اٹھایا اور واپس چلی گئی۔

"اس کا مطلب ہے۔ ویٹر کی یہ بات درست ہے کہ الیگزینڈر یہاں آتا لازمی ہے۔ لیکن آج کسی وجہ سے اسے دیر ہو گئی ہے "...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد جولیا مس میری کو اٹھائے اندر داخل ہوئی اور اس نے اسے

اندرونی کمرے میں جا کر لٹا دیا۔

"اب الیگزنیڈر کو بھی ہم نے پہلے فوری طور پر بے ہوش کرنا ہے"
...... عمران نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ کال بیل
بج اٹھی اور وہ تینوں تیزی سے واپس راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ پھر
تنویر اور جولیا کو عمران نے کمرے کے اندر سائیڈ پر رکنے کا اشارہ کیا اور
خود وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کی زنجیر ہٹائی اور
ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔

"ارے ڈیئر کیا ہوا۔ آج تم نے حسب عادت پوچھا ہی نہیں"۔
ایک بھاری آواز نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن جیسے ہی وہ اندر
آیا۔ عمران نے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ
کسی بھوکے عقاب کی طرح اندر آنے والے پر جھپٹ پڑا۔ وہ ایک لمبا
تڑنگا۔ بھاری جسم کا مالک آدمی تھا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا اور سائیڈ
ہولسٹر میں ریوالور بھی موجود تھا۔ عمران نے پلک جھپکنے میں اسے اٹھا
کر یکلخت نیچے پٹخا اور وہ شخص ذہنی طور پر اس حد تک نروس سا ہو گیا کہ
نیچے گرنے کے باوجود اس نے اٹھنے کی شعوری کوشش ہی نہ کی اور
عمران کی لات چلی اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے لیکن اس
کے چہرے پر اب بھی شدید ترین حیرت کے تاثرات جیسے مرتسم ہوئے
نظر آرہے تھے۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی تنویر نے آگے بڑھ کر اسے
اٹھایا اور لا کر اندر سٹنگ روم میں لٹا دیا۔

"جولیا جا کر رسی تلاش کر لاؤ۔ تا کہ ان دونوں کا باندھا جا سکے میں

دروازے کو لاک کر آؤں"...... عمران نے جولیا سے کہا اور خود واپس
بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد الیگزنیڈر ایک کرسی پر
بندھا بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ میری کو تنویر اور جولیا نے باندھ کر وہیں
اندر بیڈ روم میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے
الیگزنیڈر کی ناک اور منہ بند کر دیا اور اس وقت ہاتھ ہٹائے جب
الیگزنیڈر کے جسم میں حرکت کا تاثر نمودار ہونے لگ گیا اور پیچھے ہٹ
کر وہ اس کے سامنے ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ تنویر اور جولیا
پہلے ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیا یہ آسانی سے زبان کھول دے گا"...... جولیا نے پوچھا۔

"دیکھو اسے ہوش آ جائے تب پتہ چلے گا۔ زبان تو بہرحال اسے
کھولنی ہی پڑے گی"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم اسے میرے حوالے کر دو پھر دیکھو کیسے یہ زبان نہیں کھولتا"۔
تنویر نے کہا۔

"میں نے اس کی زبان کھلوانی ہے۔ کھوپڑی نہیں کھلوانی"۔
عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ
مزید کوئی بات ہوتی الیگزنیڈر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔
اس کے چہرے پر ہوش میں آتے ہی تکلیف کے تاثرات نمودار ہوئے
اور پھر آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں
ایک بار پھر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کی نظریں عمران
اور اس کے ساتھیوں پر جم سی گئی تھیں۔

"کک کک کون ہو تم اور یہاں کیسے آئے۔ میری کہاں ہے"۔ الیگزنیڈر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق راسکو سے ہے اور ہمیں ماریو نے بھیجا ہے"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا تو الیگزنیڈر باوجود بندھا ہونے کے بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون۔ کون کس کی بات کر رہے ہو"۔ الیگزنیڈر کے لہجے میں مزید حیرت ابھر آئی تھی۔

"تو کیا تم اب راسکو اور ماریو کو شناخت کرنے سے بھی انکار کر دو گے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ تم کون ہو۔ میں کسی راسکو اور کسی ماریو کو نہیں جانتا"...... الیگزنیڈر نے یکلخت سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں سپاٹ پن کا عنصر پہلی بار نمودار ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اب حیرت کے جھٹکے سے باہر آکر ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکا ہے۔

"اس کا مطلب ہے ماریو کو ملنے والی اطلاع درست ہے کہ تم غیر ملکی ایجنٹوں کے ساتھ مل چکے ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ میں اور غیر ملکی ایجنٹوں سے ملوں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ماریو ایسا کہہ ہی نہیں سکتا۔ تم غلط بیانی کر رہے ہو"۔ الیگزنیڈر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر ماریو ایسا نہ کہتا تو وہ ہمیں تحقیق کے لئے کیوں بھیجتا۔ سنو یہ

بات الگ ہے کہ تم اس کے خاص آدمی ہو۔ لیکن اس کے باوجود وہ یہ بات کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ اس کا تم جیسا اہم آدمی غیر ملکی ایجنٹوں سے اس کے خلاف ساز باز کرے"...... عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا تم واقعی درست کہہ رہے ہو کہ تمہیں ماریو نے بھیجا ہے"۔ الیگزنیڈر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ایک بار پھر ابھر آئے تھے۔

"اور ہمیں پاگل کتے نے کاٹا تھا کہ ہم یہاں آکر اپنا وقت ضائع کرتے"...... عمران کے لہجے میں مزید غصہ ابھر آیا تھا۔

"کس حرام زادے نے اسے یہ رپورٹ دی تھی۔ مجھے بتاؤ میں اس کے پورے خاندان کو تہس نہس کر دوں گا۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا"...... الیگزنیڈر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم اپنی بات کرو الیگزنیڈر۔ کیا یہ رپورٹ درست ہے۔ اگر یہ درست نہیں ہے تو اب تک تم ان غیر ملکی ایجنٹوں کو ختم کیوں نہیں کر سکے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ ناراک میں آئیں گے تو انہیں ختم بھی کر دوں گا۔ میرے آدمی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں لیکن ابھی تک کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا"...... الیگزنیڈر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو تم نے ماریو کو رپورٹ کیوں نہیں دی"۔ عمران نے کہا۔

"رپورٹ ماریو کو۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ماریو اب یہاں کہاں ہوگا۔ وہ تو راسکو کو کلوز کر چکا ہے"...... الیگزینڈر نے کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ راسکو کو کلوز کرنے والی بات اس کی سمجھ میں نہ آسکی تھی جب کہ الیگزینڈر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"دیکھو الیگزینڈر بچوں جیسی باتیں مت کرو۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ مجھے معلوم ہے کہ چاہے راسکو کلوز ہی کیوں نہ ہو چکی ہو بہرحال اگر چاہو تو ماریو سے رابطہ قائم کر سکتے ہو"...... عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ بات کر کے اپنی قلعی کھول دی ہے مسٹر۔ اب مجھے فیصد یقین ہو چکا ہے کہ تم جو کچھ بھی ہو بہرحال تمہارا کوئی تعلق ماریو سے نہیں ہو سکتا۔ جب راسکو کلوز ہو جائے تو پھر ماریو یا راسکو کے کسی بھی اہم آدمی سے رابطہ ناممکن ہو جاتا ہے وہ سب اس طرح غائب ہو جاتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور تم کہہ رہے ہو کہ تم ماریو سے رابطہ کر سکتے ہو"...... الیگزینڈر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی ان غیر ملکی ایجنٹوں سے ملے ہوئے ہو۔ اب مجھے بھی سو فیصد یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے اب تمہاری موت بھی سو فیصد یقینی ہو گئی ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس نے ہاتھ میں لے لیا۔

"مس میری کو یہاں لے آؤ اور اسے بھی کرسی سے باندھ کر ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ وہ بھی الیگزینڈر کی کھوپڑی کو ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا دیکھ سکے۔ بے چاری کو غلط فہمی ہے کہ اس کے دوست کے ہاتھ بہت لمبے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے مڑ کر تنویر سے کہا اور تنویر خاموشی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم آخر ہو کون۔ تم اپنی شناخت تو کراؤ"...... الیگزینڈر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چھوڑ الیگزینڈر اس کا تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تمہارے چند سانس باقی رہ گئے ہیں وہ اطمینان سے لے لو۔ بس تمہارے لئے یہی کافی ہے یا دوسری صورت میں صحیح بات کر دو کہ تم نے ماریو کو کال کیوں نہیں کیا"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"آخر کیسے کال کرتا۔ کہاں کال کرتا۔ کسے کال کرتا۔ تم نے تو میرا دماغ ہی خراب کر کے رکھ دیا ہے"...... الیگزینڈر نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ماریو کو اور کسے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ گاڈ میں کیا کروں۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ راسکو کے کلوز ہونے کے بعد ماریو غائب ہو جاتا ہے۔ اس بار نہیں ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اب جب تک وہ خود راسکو کو اوپن نہ کرے اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکتا تو میں کہاں کال کروں"...... الیگزینڈر نے زچ ہو جانے

والے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے تنویر میری کو اٹھائے سٹنگ روم میں داخل ہوا اور اس نے اسے صوفے کے ایک بازو کے ساتھ سائیڈ لگا کر بٹھا دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ...... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا نے آگے بڑھ کر اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد میری کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی۔

"سنو تم جو کوئی بھی ہو۔ بالکل غلط سمجھ رہے ہو۔ تمہارے سوالات بتا رہے ہیں کہ تم دراصل مجھ سے ماریو کا موجودہ پتہ معلوم کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ میں درست کہہ رہا ہوں کہ اب ماریو کے بارے میں دنیا کا کوئی آدمی بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہوگا۔ کس حلیے میں ہوگا وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ جب راسکو کو کلوز کر دیتا ہے تو پھر اس سمیت واقعی سب کچھ کلوز ہو جاتا ہے" ...... الیگزنیڈر نے کہا اور اسی لمحے میری کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئی اور پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا۔ اس کے منہ سے بے اختیار ہلکی ہلکی چیخیں نکلنے لگیں۔

"یہ یہ کون ہیں الیگزنیڈر۔ یہ کیا ہو گیا ہے" ...... میری نے ساتھ ہی کرسی سے بندھے بیٹھے الیگزنیڈر کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"مس میری میں نے تمہیں اس لئے ہوش دلایا ہے تاکہ تم اپنے دوست کی کھوپڑی کو ہزاروں ٹکڑوں میں اڑتے دیکھ سکو" ...... عمران

نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر الیگزنیڈر کی کنپٹی سے مشین پسٹل کی نال لگا دی۔

"رک جاؤ مت مارو۔ اسے مت مارو۔ مجھے بتاؤ تمہیں جتنی رقم چاہئے۔ مجھے بتاؤ میں دے دیتی ہوں تمہیں" ...... میری نے بوکھلائے ہوئے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو میری یہ پاگل لوگ ہیں۔ یہ مجھ سے وہ بات پوچھنا چاہتے ہیں جو میں جانتا ہی نہیں ہوں۔ اس لئے اگر میری موت اس طرح ہی ہونی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں" ...... الیگزنیڈر نے کہا۔

"کک کک کون سی بات۔ آخر ایسی کون سی بات ہے۔ مت مارو اسے مجھے بتاؤ تم کون سی بات پوچھنا چاہتے ہو" ...... میری نے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارا دوست الیگزنیڈر ضد کر رہا ہے کہ ماریو غائب ہو چکا ہے اور اسے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں اور یہ اس سے رابطہ نہیں کر سکتا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خود غیر ملکی ایجنٹوں سے مل کر ماریو سے غداری کر رہا ہے" ...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ واقعی الیگزنیڈر درست کہہ رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ راسکو کلوز ہو چکی ہے۔ ماریو اور سارے آدمی غائب ہو چکے ہیں۔ مجھے خود ذاتی طور پر معلوم ہے کیونکہ میں ماریو کی سیکرٹری ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ غائب ہو چکا ہے اور اب جب تک وہ خود سامنے نہ آئے اسے کوئی تلاش نہیں کر سکتا" ...... میری نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے

کہا۔

"اوہ تم ماریو کی سیکرٹری ہو۔ پھر تو تم الیگزنیڈر سے زیادہ اہم ہو۔ سنو الیگزنیڈر اب میں تمہیں بتا دوں کہ تم جنہیں تلاش کر رہے ہو وہ ہم ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو الیگزنیڈر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم۔ تم وہ پاکیشیائی ایجنٹ اوہ۔ اوہ۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ میرے کسی آدمی کو اس کا علم ہی نہیں ہو سکا اور تم یہاں تک بھی پہنچ گئے ہو"...... الیگزنیڈر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان باتوں کو چھوڑو۔ تم ایک عام سے مجرم ہو جب کہ ہماری پوری زندگی بڑے بڑے سیکرٹ ایجنٹوں اور تنظیموں سے نمٹتے گزر گئی ہے اس لئے تم اور تمہارے ساتھی ہمیں نہیں پہچان سکتے۔ اب تم اور میری مجھے بتاؤ گے کہ ماریو کہاں ہے اور راسکو کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور کلوزنگ کا کیا مطلب ہے"...... عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے تو میں پاگل ہو رہا تھا کہ جب راسکو کلوز ہو چکی ہے تو ماریو تمہیں بھیج ہی نہیں سکتا تھا۔ سنو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ ماریو اکثر راسکو کو کلوز کر دیتا ہے اور جب وہ کلوزنگ آرڈر دے دے تو پھر اس پر فوری عمل ہوتا ہے۔ اس کے تمام اڈے ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ تمام اہم اور متعلقہ لوگ انڈر گراؤنڈ ہو جاتے ہیں اور خود ماریو بھی غائب ہو جاتا ہے۔ پھر کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ ماریو

کہاں ہے۔ کس حلیے میں ہے اور جب تک ماریو دوبارہ اسے اوپن نہ کرے یہ اوپن بھی نہیں ہو سکتی"...... الیگزنیڈر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"الیگزنیڈر درست کہہ رہا ہے۔ ایسے ہی ہوتا ہے"...... میری نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی بڑی تنظیم یکلخت ختم ہو جائے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بظاہر واقعی ایسا ممکن نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ راسکو کا سیٹ اپ ہی ایسا رکھا گیا ہے۔ ویسے بھی یہ تنظیم معدنیات نکال کر انہیں فروخت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں کرتی اور معدنیات کی دریافت اور انہیں نکالنے میں بعض اوقات طویل عرصہ لگ جاتا ہے اور چونکہ ان دنوں تنظیم کے پاس کوئی کام نہیں ہوتا اس لئے اسے بند کر دیا جاتا ہے"...... الیگزنیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تم ہمارے خلاف کام کیوں کرتے رہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اس لئے کہ ہم نے اس کا انتہائی کثیر معاوضہ حاصل کر رکھا ہوتا ہے"...... الیگزنیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کامیابی کے بعد تم رپورٹ کس کو دو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"ماریو کو۔اس وقت جب وہ دوبارہ راسکو کو اوپن کرے گا"۔ الیگزنیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب ذرا سوچ کر جواب دینا۔کیا ایسا ہے کہ راسکو بند کر کے اس کی جگہ بلیک گولڈ کو اوپن کر دیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں بلیک گولڈ بھی راسکو کی طرز کی تنظیم ہے لیکن ایک تو اس کا دائرہ کار راسکو سے یکسر مختلف ہے۔وہ معدنیات صرف ایکریمیا یورپ اور افریقہ سے حاصل کرتی ہے۔اس کا ایک آدمی بھی ایشیا میں کام نہیں کرتا۔دوسری بات یہ کہ ان کے اڈے۔آدمی۔چیف سب کچھ راسکو سے قطعی مختلف ہوتا ہے۔اس لئے اس کا راسکو سے پوائنٹ ایک پرسنٹ بھی تعلق نہیں ہو سکتا"...... الیگزنیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بلیک گولڈ کے چیف کو جانتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف اتنا کہ اس کا نام گیلارڈ ہے۔بس اس سے زیادہ نہیں اور نہ میں اس سے کبھی ملا ہوں اور نہ ہی کبھی اس کے لئے کام کیا ہے"۔ الیگزنیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا کوئی اڈہ۔کوئی آدمی۔کسی نہ کسی کو تو بہر حال جانتے ہی ہو گے۔سیدھی طرح بتا دو الیگزنیڈر۔اگر میں تم سے نرمی سے کام لے رہا ہوں تو اس نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو"۔ عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

"میں واقعی کسی آدمی۔کسی اڈے کے بارے میں نہیں جانتا"۔

الیگزنیڈر نے جواب دیا۔

"او۔کے تمہاری مرضی۔اگر تم ایسا چاہتے ہو تو ایسے ہی سہی"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا رخ الیگزنیڈر کی پیشانی کی طرف کر کے اس کے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔اس کے چہرے اور آنکھوں میں اس قدر سرد مہری تھی کہ الیگزنیڈر کے چہرے پر یکلخت پسینے کی جیسے آبشاریں سی بہنے لگیں اور میری کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"رک جاؤ۔مت مارو۔رک جاؤ میں بتاتی ہوں مجھے معلوم ہے۔صرف مجھے معلوم ہے۔مت مارو اسے میں بتاتی ہوں"...... اچانک میری نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور الیگزنیڈر حیرت بھرے انداز میں میری کو دیکھنے لگا۔

"تم جانتی ہو۔کیا واقعی تم جانتی ہو"...... الیگزنیڈر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں میں جانتی ہوں"...... میری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سنو میری ڈاج دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ"...... عمران کا لہجہ انتہائی حد تک سرد ہو گیا تھا۔

"نہیں نہیں میں ڈاج نہیں دے رہی۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔مجھے معلوم ہے۔الیگزنیڈر واقعی نہیں جانتا کیونکہ راسکو کا یہ بھی اصول ہے کہ اس سے متعلقہ کوئی آدمی کسی صورت بھی کسی دوسری تنظیم یا اس

کے کسی آدمی سے معمولی سا تعلق بھی نہیں رکھے گا۔ لیکن میں ماریو کی سیکرٹری ہونے کی وجہ سے جانتی ہوں۔ میں ایک آدمی مائیکل کو جانتی ہوں۔ وہ لزا کا دوست ہے۔ ناراک کی سب سے خطرناک پیشہ ور قاتلہ مادام لزا کا دوست۔ وہ مائیکل گیلارڈ کا گہرا دوست ہے۔ اس کے تعلقات ماریو سے بھی ہیں۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے۔ کبھی کبھی سامنے آتا ہے۔ لیکن لزا کا بہترین دوست ہے۔ وہ جرائم کا نکی ہے لیکن وہ جرائم پیشہ افراد کے لئے کام بک کرتا ہے۔ اس سے تمہیں گیلارڈ اور بلیک گولڈ کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو سکتا ہے"۔ میری نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کہاں رہتا ہے وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا پتہ کوئی نہیں جانتا۔ صرف اس پوری دنیا میں کوئی اگر جانتا ہے تو صرف لزا جانتی ہوگی"...... میری نے کہا۔

"یہ بھی سن لو کہ ماریو نے میرے علاوہ مادام لزا کے گروپ کو بھی تمہارے پیچھے لگایا ہوا ہے"...... الیگزینڈر نے کہا۔

"یہ مادام لزا کہاں رہتی ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"لزا ہاؤس میں"...... میری نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے لزا ہاؤس کا پورا پتہ بھی بتا دیا۔

"تم اس سے کبھی ملی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں کئی بار وہ ماریو سے ملنے آئی تھی۔ انتہائی حسین۔ خوبصورت

جوان اور دلکش عورت ہے۔ لیکن جس قدر دیکھنے میں خوبصورت ہے اتنی ہی اندر سے انتہائی ظالم سفاک اور خون کی پیاسی ہے۔ لومڑی کی طرح عیار اور چیتے کی طرح خوفناک ہے"...... میری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں فون ہوگا اٹھا کر یہاں لے آؤ"...... عمران نے مڑ کر تنویر سے کہا اور تنویر خاموشی سے اٹھا اور اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون تھا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے فون چھین لیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی اور عمران نے اسے لزا ہاؤس کا پتہ بتاتے ہوئے وہاں کے نمبر پوچھے جو فوراً ہی بتا دیئے گئے اور عمران نے رابطہ ختم کر کے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس لزا ہاؤس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مادام لزا سے بات کرائیں"۔ عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

"کون صاحب بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرا نام رولف ہے اور میں بلیک گولڈ کے چیف گیلارڈ کا نائب ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں

بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو کیا آپ لائن پر ہیں "...... بولنے والی کے لہجے میں اس بار سختی کا عنصر پہلے سے زیادہ تھا۔

"یس "...... عمران نے جواب دیا۔

"سوری مسٹر رولف مادام کسی گیلارڈ کو نہیں جانتیں۔ اس لئے وہ آپ سے بھی بات نہیں کرنا چاہتیں۔ برائے کرم دوبارہ کال نہ کریں "۔ بولنے والی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رابطہ آف کیا اور فون پیس کو گھٹنے پر رکھ لیا۔

"وہ کسی گیلارڈ کو جاننے سے انکاری ہے۔ اب بولو "...... عمران نے میری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے تمہیں کب کہا ہے کہ وہ گیلارڈ کو جانتی ہے۔ میں نے تو کہا تھا کہ وہ مائیکل کی دوست ہے۔ جب کہ مائیکل گیلارڈ کو جانتا ہے اور یہ تو ضروری نہیں ہے کہ مائیکل نے اپنی دوست کو گیلارڈ کے متعلق سب کچھ بتایا ہو "...... میری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ واقعی تم درست کہہ رہی ہو۔ بہرحال میں خود ہی معلوم کر لوں گا کہ تم نے صحیح ٹپ دی ہے یا نہیں۔ اب تم بتاؤ الیگزنیڈر تم کیا کہتے ہو۔ تمہارے آدمی ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں اس لئے "۔ عمران نے بات کو ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

"یہ تو میں صرف معاوضے کی وجہ سے کام کر رہا تھا۔ ورنہ راسکو کے

کلوز ہونے کے بعد مجھے اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد میرا گروپ تمہارے خلاف کام کرنا چھوڑ دے گا "۔ الیگزنیڈر نے کہا۔

"آج کے بعد کا کیا مطلب "...... عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"مطلب ہے۔ اب تو رات پڑ چکی ہے۔ کام تو صبح ہی ہو گا۔ بہرحال اگر تم تسلی چاہتے ہو تو کلب کا نمبر ملاؤ۔ مینجر رالف سے میری بات کراؤ میں تمہارے سامنے اسے ہدایات دے دیتا ہوں "...... الیگزنیڈر نے کہا۔

"اور ہمارے جانے کے بعد اگر تم نے مزید ہدایات دے دیں تو "۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"نہیں مجھے واقعی اب اس بکھیڑے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے اور سنو اور تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں اپنی بیوی میری کی قسم کھاتا ہوں کہ میں تمہارے خلاف کام نہیں کروں گا اور نہ ہی میرے آدمی کام کریں گے "...... الیگزنیڈر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ میری تمہاری بیوی ہے یا کسی اور میری کی بات کر رہے ہو "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ یہ میری بیوی بھی ہے دوست بھی اور ساتھی بھی اور ہم دونوں کے درمیان مشرقی طرز کی محبت ہے "۔ الیگزنیڈر نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود یہ مس ہے۔ مسز الیگزنیڈر نہیں ہے "۔ عمران

نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ مجبوری ہے۔میں تمہیں اصل بات بتا دیتا ہوں ۔میری شادی ماریو کی بیٹی ایلکا سے ماریو نے زبردستی کرائی تھی حالانکہ میں میری سے محبت کرتا تھا۔لیکن ماریو انتہائی خطرناک آدمی ہے ۔اگر میں یہ شادی نہ کرتا تو وہ مجھے ایک لمحے میں ختم کرا دیتا اس لئے مجبوراً مجھے اس سے شادی کرنی پڑی ۔حالانکہ وہ خود بھی مجھے پسند نہیں کرتی لیکن اس کے باوجود انتہائی تند مزاج عورت ہے ۔اس لئے میں نے خفیہ طور پر میری سے شادی کر رکھی ہے ۔میں روزانہ دو تین گھنٹے اس کے ساتھ گزارتا ہوں پھر واپس اپنے گھر چلا جاتا ہوں ۔چونکہ ہم نے شادی کو خفیہ رکھا ہوا ہے ۔اس لئے یہ مس میری کہلاتی ہے "...... الیگزنیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چونکہ تم دنیا میں پہلے شوہر ہو جس نے بیوی کی قسم کھائی ہے ۔اس لئے مجھے تم جیسے وفا شعار شوہر پر اعتماد ہے ۔اس کے باوجود یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم نے اب میری نگرانی کی یا اس مادام لزا کو کوئی اشارہ کیا تو پھر تم سے پہلے تمہاری یہ بیوی ہمارے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جائے گی "...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔اس نے فون پیس کو کرسی پر رکھ دیا۔

"مس میری تم بھی خیال رکھنا ۔ورنہ ہمارے ہاتھ تمہاری گردن سے کبھی دور نہ رہیں گے "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم ۔تم ہمیں زندہ چھوڑ کر ہم پر جو احسان کر رہے ہو ۔ہم اس

احسان کو ہمیشہ یاد رکھیں گے "...... میری نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی یہ احسان ہے "...... الیگزنیڈر نے جواب دیا۔

"میں خواہ مخواہ کی قتل وغارت کا قائل نہیں ہوں لیکن اپنی سلامتی کے لئے انسان پورے شہر کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا کرتا" ۔عمران نے جواب دیا۔

"جولیا مس میری کے ہاتھ کھول دو "...... عمران نے جولیا کے طرف مڑتے ہوئے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی میری کی طرف بڑھ گئی ۔میری کے ہاتھ کھلتے ہی وہ تینوں تیزی سے اس کے فلیٹ سے باہر نکلے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے لفٹ کی طرف بڑھ گئے ۔

"یہ تم نے خواہ مخواہ نرمی سے کام لیا ہے ۔ایسے لوگوں کی موت ان کی زندگی کی نسبت ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے "۔لفٹ میں سوار ہوتے ہی تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ چھوٹی مچھلیاں ہیں تنویر اور اچھے شکاری چھوٹی مچھلیوں کو کانٹے سے نکال کر واپس دریا میں پھینک دیتے ہیں ...... اس لئے اچھا شکاری بننے کی کوشش کیا کرو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے اچھا طریقہ اختیار کر رکھا ہے ۔جسے چاہا گولی سے اڑا دیا ۔وہ تو بن جاتی ہے بڑی مچھلی اور جسے چھوڑ دیا اسے چھوٹی مچھلی بنا دیا اس لئے خود بڑے شکاری بن جاتے ہو "...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایک ہی مچھلی آج تک شکار نہیں ہو سکی مجھ سے ۔میں کیسے بڑا

شکاری کہلا سکتا ہوں "...... عمران نے کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" پھر وہی بکواس ۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں مچھلی ہوں اور تم مجھے شکار کرنا چاہتے ہو "...... جولیا نے غصے سے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا

" ارے ارے یہ کیا کہہ رہی ہو ۔ تم تو سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو ۔ میں تمہارے متعلق تو نہیں کہہ رہا تھا "...... عمران نے لفٹ رکتے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

" پھر کس کے متعلق کہہ رہے تھے ۔ کس کا شکار کرنا چاہتے ہو تم " ۔جولیا کو اور غصہ آگیا تھا۔

" ارے میری جرأت ہے کہ میں کسی کا شکار کر سکوں ۔ یہ کام تو تنویر کا ہے ۔ہر وقت کانٹے میں تعریف کا ٹکڑا لٹکائے بیٹھا رہتا ہے ۔ مجھ بے چارے کے پاس تو کانٹا بھی نہیں ہے ۔ میں تو بے ضرر سا آدمی ہوں کانٹے کے بغیر ۔ اب یہ تو بے چاری مچھلی کی شرافت ہے کہ وہ کانٹے کی بجائے بغیر کانٹے والے کا خیال رکھ لیتی ہے "...... عمران نے کہا اور اس بار جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" بس ۔ باتیں آتی ہیں تمہیں "...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" باتیں بنانا محاورہ ہے ۔ باتیں آنا کوئی محاورہ نہیں ہے ۔ کیوں جولیا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ تمہاری طرح واقعی باتیں نہیں بنا سکتا ۔ اس لئے وہ کام کرتا

ہے اور تم صرف باتیں بناتے رہ جاتے ہو "...... جولیا نے تنویر کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا اور تنویر کے چہرے پر بے اختیار مسرت بھری مسکراہٹ نظر آنے لگی ۔

" آج کی مچھلیاں بھی بڑی چالاک ہو گئی ہیں ۔ گوشت بھی اچک لیتی ہیں اور کانٹا بھی نہیں نگلتیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

میجر پرمود کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ ہوش میں آتے ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات فلم کی طرح تیزی سے چلنے لگے۔ اسے یاد تھا کہ وہ کیپٹن توفیق کے ساتھ ڈیوس اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے بعد پرل بار کے عقبی راستے سے نکل کر اطمینان سے سڑک پر پہنچ گئے اور جلد ہی انہیں خالی ٹیکسی مل گئی تھی اور وہ وہاں سے سیدھے لزا ہاؤس کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ میجر پرمود وقت ضائع کرنے کا عادی نہ تھا۔ لیکن اب یہ اور بات تھی کہ پرل بار سے لزا ہاؤس کا فاصلہ بھی زیادہ تھا اور پھر ناراک میں یک طرفہ راستوں کا کچھ ایسا جال سا پھیلا ہوا تھا کہ ٹیکسی کو یہ فاصلے طے کرنے میں مزید وقت لگ گیا اور اس طرح جب میجر پرمود نے ٹیکسی چھوڑی تو انہیں پرل بار سے چلے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا اور پھر میجر

پرمود نے ہی لزا ہاؤس میں داخلے کا پروگرام گٹر کے ذریعے بنایا تھا اور وہ بڑے اطمینان سے بیرونی گٹر میں داخل ہو کر اندر موجود گٹر کے ایک دہانے سے باہر نکلے تو اچانک اس کا ذہن تیزی سے چکرایا اور وہ اپنے آپ کو باوجود کوشش کے نہ سنبھال سکا تھا اور اب اسے ہوش آیا تھا تو اس کے سامنے ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی اکڑی ہوئی کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہی لزا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک نوجوان اور اس سے ذرا ہٹ کر ایک طرف ایک بھاری جسم اور گنجے سر کا جلاد نما آدمی کھڑا ہوا تھا۔ پرمود نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے ساتھ ہی توفیق بھی اس کی طرح لوہے کی راڈز والی کرسی میں جکڑا ہوا تھا۔ گو وہ ابھی بے ہوش تھا لیکن اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہو رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بھی ہوش میں آ رہا تھا۔ شاید انہیں انجکشن لگائے گئے تھے۔

"تو تم ہو بلگارنیہ کے وہ مشہور ڈی ایجنٹ میجر پرمود جس کے کارناموں کی بڑی دھومیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں"...... مادام لزا نے بڑے طنزیہ انداز میں میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور تم وہی مادام لزا ہو ناں جس کے گروپ کی دہشت پورے ناراک میں پھیلی ہوئی ہے"...... میجر پرمود نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مادام لزا کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جیسے میجر پرمود نے اس کی اس طرح تعریف کر کے اس کی انا کو خاصی تقویت پہنچائی ہو۔

" ہاں میرا نام ہی لزا ہے اور دیکھ لو تم نے ڈیوس کے خاص اڈے
میں گھس کر اسے اور اس کے دس بارہ مسلح ساتھیوں کو ہلاک کر دیا
تھا لیکن لزا ہاؤس میں تم کسی بھیگے ہوئے چوہے کی طرح پکڑے گئے
ہو" ۔ لزا نے فاتحانہ لہجے میں کہا ۔
" بھیگے ہوئے چوہے والی مثال بڑی خوبصورت ہے ۔ واقعی گٹر
سے گزرتے ہوئے ہم بھیگے ہوئے چوہے ہی بن گئے تھے لیکن "۔ میجر
پرمود نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا ۔
" اب سیکرٹ ایجنٹوں کی طرح مجھے لیکن کے بعد کوئی کہانی سنانے
کی کوشش نہ کرنا ۔ میں ایسی باتوں میں کبھی نہیں آیا کرتی ۔ میرا نام
لزا ہے اور تم جیسے ڈی ایجنٹ مجھے ڈاج نہیں دے سکتے "...... مادام لزا
نے منہ بناتے ہوئے کہا اور میجر پرمود بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا ۔
" بہت خوب تمہارے متعلق جیسا میں نے سنا تھا تم ویسی ہی ہو ۔
تیز طرار ۔ خوبصورت ۔ دلکش اور ذہین ۔ ویسے اگر تم اسے خوشامد نہ
سمجھو تو میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس قدر خاصیتیں میں نے کم ہی کسی
عورت میں بیک وقت دیکھی ہیں "...... میجر پرمود نے ہنستے ہوئے
جواب دیا ۔
" روجر "...... مادام لزا نے یکلخت ساتھ کھڑے نوجوان سے مخاطب
ہو کر کہا ۔
" یس مادام "...... روجر نے چونک کر مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا ۔
" اس کا اطمینان بتا رہا ہے کہ اسے اپنے مزید ساتھیوں کا انتظار ہے

تم باہر جا کر چیکنگ کرو اور اگر ان کا کوئی ساتھی نظر آئے تو اسے بھی
یہاں لے آؤ "...... مادام نے روجر سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا
اور روجر اثبات میں سر ہلاتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا ۔
" ہاں تو میجر پرمود اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے یہاں آ کر کیا کیا
کارنامے سرانجام دیئے ہیں ۔ میں تمہاری زبانی تمہارے کارنامے سننا
چاہتی ہوں "...... مادام لزا نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی گھسیٹ کر
میجر پرمود کے سامنے رکھ اس پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔
" سب سے بڑا کارنامہ تو یہی ہے کہ میں تم تک پہنچ گیا ہوں اور
اب تم مجھے بتاؤ گی کہ راسکو کا چیف ماریو کہاں ہے "۔ پرمود کے لہجے
میں اور زیادہ اطمینان بھر گیا تھا ۔ کیونکہ اس نے اسی دوران اس کرسی
کی تکنیک کو چیک کرنے کی کوششیں جاری رکھی تھیں اور خود اس
نے مادام لزا کو باتوں میں الجھا لیا تھا ۔ میجر پرمود باتوں کے درمیان
مسلسل کرسی کے پائے کے ساتھ اپنے بوٹوں کی ٹو کو فرش سے لگا کر
اس طرح آگے پیچھے کر رہا تھا جیسے وہ ایسا بے چینی کی وجہ سے کر رہا ہو
اور پھر جیسے ہی مخصوص جوتے کی باریک ٹو ایک جگہ ذرا سی اٹکی اس
نے پیر کو وہیں ساکت کر دیا تھا اور دوسری ٹانگ کو اس نے اس کے
اوپر اس طرح رکھ دیا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے تھک جانے کے بعد پیر پر پیر رکھ
کر بیٹھا ہو اور یہ کام اس نے اس وقت سرانجام دیا تھا ۔ جب مادام لزا
گردن موڑ کر روجر کو اس کے ساتھیوں کی چیکنگ کا حکم دے رہی تھی
مادام نے کرسی پر بیٹھ کر جب اس سے بات شروع کی تو میجر پرمود کو یہ

دیکھ کر خاصا اطمینان ہوا تھا کہ مادام کی توجہ اس کی ٹانگوں کی طرف قطعاً نہ تھی وہ مسلسل اس کا چہرہ ہی دیکھ رہی تھی اور اب اس کرسی کی گرفت سے نکلنا اس کے لیئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ مادام لزا کو یہی تاثر دے کر وہ بے بس ہے۔ اس سے جس قدر زیادہ معلومات حاصل کر سکے حاصل کر لے۔

"تمہارے لہجے میں لحہ بہ لحہ اطمینان زیادہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گی"...... لزا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایسی کوئی خوش فہمی نہیں ہے مادام لزا لیکن شروع سے ہی میری فطرت ایسی ہے کہ مجھے کبھی موت سے خوف محسوس نہیں ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ جو لحہ میری موت کا مقرر ہے وہ ٹل نہیں سکتا اور جب تک وہ لحہ نہیں آتا۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے مار نہیں سکتی اور بچپن میں ایک بزرگ نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارا بڑھاپا بڑا شاندار گزرے گا اور ابھی میں بوڑھا نہیں ہوا۔ اس لیئے مجھے یقین ہے کہ ابھی وہ لحہ نہیں آیا جس لمحے میں نے مرنا ہے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی مشرقی لوگ انتہائی سادہ لوح ہوتے ہیں۔ آج تمہاری باتیں سن کر مجھے اس بات کا یقین ہو گیا ہے اگر تم جیسا ڈی ایجنٹ ایسی سادہ لوحی کی بات کر سکتا ہے۔ تو پھر عام لوگوں کا کیا حال ہو گا۔ تمہاری موت کا لحہ میری مٹھی میں جکڑا ہوا ہے۔ میں جب چاہوں اپنی

مٹھی کھول کر وہ لحہ تم پر وارد کر سکتی ہوں"...... اس بار لزا نے منہ بناتے ہوئے ناگوار سے لہجے میں کہا اور میجر پرمود بے اختیار طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

"موت زندگی اگر انسانوں کے بس میں ہوتی تو شاید اس کرہ ارض پر اب تک ایک آدمی بھی زندہ نظر نہ آتا مادام لزا۔ تم اس بات کو چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ ماریو کہاں ہے"...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماریو کے متعلق اب کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہو گا اور کس حلیے میں ہو گا۔ کیونکہ راسکو کلوز ہو چکی ہے۔ اس لیئے تم اب ماریو کو اور راسکو کو بھول جاؤ"...... لزا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جب کہ ڈیوس نے مجھے بتایا تھا کہ تم اس کے بارے میں جانتی ہو گی"...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ میں واقعی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا یہاں مشن کیا صرف راسکو کا خاتمہ ہے یا کوئی اور مشن بھی تھا"...... لزا نے جواب دیا۔

"بلگارنیہ سے انتہائی قیمتی معدنیات چوری کی گئی ہے اور یہاں آ کر مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ یہ چوری راسکو نے کی ہے اور راسکو اس لیئے کلوز کی گئی ہے کہ وہ میری کارروائی سے ڈر گئی تھی۔ لیکن میں اپنے ملک کے دشمنوں کو پاتال سے بھی نکال لانے کا عزم رکھتا ہوں اور ایسے ہی ہو گا۔ راسکو اور اس کے چیف ماریو کو بہرحال میرے ہاتھوں

مرنا پڑے گا۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر "...... میجر پرمود کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

" گڈ خاصے جی دار آدمی ہو۔ ان حالات میں بھی ایسی باتیں کر رہے ہو۔ لیکن مجھے افسوس ہے میجر پرمود اب واقعی تمہاری موت کا لمحہ آ ہی گیا ہے "...... مادام لزا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

" تمہارا جو جی چاہے کرتی رہنا۔ میں تو ظاہر ہے تمہیں روکنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں لیکن میری صرف ایک بات کا جواب دے دو کہ کیا تم واقعی ماریو کے بارے میں جانتی ہو کہ وہ اس وقت کہاں ہو گا "۔ میجر پرمود نے اسے طرح مطمئن لہجے میں کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے پہلے بوٹ کے مڑے ہوئے حصے پر دوسرے پیر کو اٹھا کر مار دیا اور مخصوص انداز کی ضرب لگتے ہی اس کے بوٹ کی ٹو سے ایک باریک چھری بغیر کسی آواز کے باہر نکلی اور پرمود نے پیر کو ذرا سا ہلا کر چیک کر لیا کہ یہ تیز چھری کسی تار کے اندر الجھی ہوئی ہے۔

" میں نہیں جانتی "۔ لزا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا واقعی تم سچ کہہ رہی ہو جب کہ ڈیوس تو کہہ رہا تھا کہ تم اس پورے ناراک میں واحد شخصیت ہو۔ جو جانتی ہو "...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں اپنی بات دوہرانے کی قائل نہیں ہوں میجر پرمود اور اب میری انگلی کی طرف دیکھو ابھی یہ حرکت کرے گی اور تم پر موت وارد

ہو جائے گی۔ البتہ مرنے سے پہلے اس بزرگ کو ضرور یاد رکھنا جس نے تمہارا بڑھاپا شاندار گزرنے کی بات کی تھی "...... مادام لزا نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ضرور یاد کروں گا۔ بلکہ تمہیں بھی یاد کراؤں گا "۔ پرمود نے انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو ایک زور دار جھٹکا دیا تو کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی اس کے بازوؤں اور جسم کے گرد موجود لوہے کے راڈز یکلخت غائب ہو گئے اور پھر پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں میجر پرمود کسی چیتے کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے لزا چیختی ہوئی اس کے ہاتھوں میں اٹھی اور ایک دھماکے سے اس گنجے جلاد سے جا ٹکرائی جو حیرت بھرے انداز میں خاموش کھڑا یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ مادام لزا کے اس طرح اچانک ٹکرانے سے وہ بھی چیختا ہوا پشت کے بل ایک دھماکے سے نیچے گرا۔ ریوالور مادام لزا کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ لیکن وہ اس گنجے جلاد سے ٹکرا کر جیسے ہی نیچے گری یکلخت اس نے قلا بازی کھائی اور ایک لمبا جمپ لے کر سیدھی اس طرف کو ہی گئی جہاں اس کا ریوالور گرا تھا۔ وہ واقعی انتہائی پھرتیلی اور چست لڑکی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی گنجے جلاد کی چیخیں کمرے میں گونجیں اور ریوالور کو جھپٹ کر مادام لزا ابھی مڑنے ہی لگی تھی کہ ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے حلق سے نکلنے والی چیخیں فضا میں گونجتی چلی گئیں۔ ریوالور اس کے ہاتھوں

سے نکل کر کافی آگے جا گرا تھا اور اس کی نال پچک گئی تھی ۔ جب کہ
مادام لزا لاشعوری طور پر اب اپنے ہاتھ کو جھٹک رہی تھی جس میں
ایک لمحہ پہلے ریوالور موجود تھا ۔

" اب اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ مادام لزا ورنہ اس بار گولیاں تمہارے
خوبصورت جسم میں یقیناً داخل ہو جائیں گی "...... میجر پرمود کا لہجہ بے
پناہ کرخت تھا ۔

" تم ۔ تم ۔ تم نے کیسے یہ راڈز ہٹالئے ۔ یہ سب کیسے ہو گیا " ۔
مادام لزا نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں
کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی ۔

" دیوار کی طرف گھوم جاؤ ۔ جلدی کرو "...... پرمود نے اس کی بات
کا جواب دینے کی بجائے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے جس طرح
بجلی چمکتی ہے اس طرح دیوار کی طرف مڑتی ہوئی مادام لزا گھومی اور
دوسرے لمحے وہ کسی گیند کی طرح میجر پرمود کے سینے سے ایک
دھماکے سے آکر ٹکرائی اور میجر پرمود اچانک اور غیر متوقع وار سے
سنبھل نہ سکا اور اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی
اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل بھی اڑتا ہوا ایک طرف جا گرا ۔
مادام لزا نے یکلخت قلا بازی کھائی اور پھر انتہائی حیرت انگیز انداز میں وہ
ہوا میں اڑتی ہوئی سیدھی اسی مشین پسٹل کے قریب جا گری ۔ میجر
پرمود کا جسم نیچے گرتے ہی کسی سپرنگ کی طرح سمٹا اور ابھی مادام لزا
کا ہاتھ مشین پسٹل تک نہ پہنچا تھا کہ میجر پرمود بھی کسی گیند کی طرح

اڑتا ہوا اس کے جسم سے پوری قوت سے ٹکرایا اور مادام لزا کا جسم
فرش کے ساتھ تیزی سے گھسٹتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور اس
بار وہ واقعی نہ سنبھل سکی تھی ۔ اس کا سر دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کا
جسم ایک لمحے کے لئے فضا میں بلند ہوا اور پھر ایک دھماکے سے گرا
اور ساکت ہو گیا ۔ میجر پرمود بھی اس کے ساتھ ہی گھسٹتا چلا گیا تھا ۔
لیکن سامنے مادام لزا کا جسم آگے ہونے کی وجہ سے وہ دیوار سے ٹکرانے
سے بچ گیا تھا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو
گیا ۔ مادام لزا بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی ۔ البتہ اس کا ہاتھ مشین
پسٹل کے دستے پر جما ہوا تھا اور مشین پسٹل دیوار کی جڑ میں پہنچ کر رک
گیا تھا ۔ مادام لزا دیوار کے ساتھ سر ٹکرانے کی وجہ سے بے ہوش ہو
چکی تھی ۔ میجر پرمود نے تیزی سے مشین پسٹل جھپٹا اور اس کے ساتھ
ہی وہ گھوما اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے اصل
خطرہ روجر کی آمد کا تھا ۔ یا کوئی اور بھی آسکتا تھا ۔ اس نے تیزی سے
دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر دروازے سے پشت لگا کر زور زور
سے سانس لینے لگ گیا ۔ اس کا چہرہ اس بھرپور جدوجہد کی وجہ سے پکے
ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑا ہوا تھا ۔

" بہت خطرناک لڑکی ہے یہ تو "...... اسی لمحے کرسی میں جکڑے
بیٹھے توفیق کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود اس طرح چونکا جیسے اسے
پہلی بار احساس ہوا ہو کہ کیپٹن توفیق بھی یہاں موجود ہے ۔

" ہاں خاصی تیز ہے "...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کے ساتھ موجود سوئچ پینل پر لگے ہوئے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر جیسے ہی اس نے ایک بٹن پریس کیا کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں سے توفیق کی کرسی کے راڈز بھی غائب ہو گئے اور توفیق ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اسے اپنے والی کرسی پر بٹھاؤ جلدی کرو"...... میجر پرمود نے بے ہوش پڑی ہوئی مادام لزا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کیپٹن توفیق تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دیوار کی جڑ میں ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑی ہوئی مادام لزا کو گھسیٹ کر کاندھے پر لادا اور واپس اس کرسی کی طرف بڑھ گیا جس پر چند لمحے پہلے وہ خود بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بے ہوش مادام لزا کو اس پر بٹھا کر سر کی مدد سے اس کے سر کو کرسی کی پشت سے لگا کر اس کا جسم سیدھا کیا اور دونوں ہاتھوں سے اس کے دونوں بازو کرسی کے بازوؤں پر رکھے۔ میجر پرمود نے وہی بٹن پریس کر دیا جس کے پہلے پریس ہونے سے راڈز غائب ہوئے تھے اور اس بار جیسے ہی بٹن پریس ہوا کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز دوبارہ نمودار ہوئے اور مادام لزا کا بے ہوش جسم راڈز میں جکڑا گیا۔ راڈز کے نمودار ہوتے ہی کیپٹن توفیق پیچھے ہٹ گیا اور مادام لزا کا چہرہ راڈز کے اوپر جھک گیا۔

"تمہارے پاس بھی مشین پسٹل ہو گا۔ انہوں نے یہاں ہمیں جکڑنے سے پہلے ہماری تلاشی نہیں لی تھی اس لئے کام بن گیا ہے"۔

میجر پرمود نے توفیق سے کہا۔

"یس میجر میری جیب میں بھی مشین پسٹل موجود ہے"۔ کیپٹن توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے پہلے ہم باہر موجود افراد اور روجر کا خاتمہ کر لیں پھر مادام لزا سے اطمینان سے بات ہو گی"...... میجر پرمود نے دروازے کا لاک کھولتے ہوئے کہا اور پھر مشین پسٹل اٹھائے وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ کیپٹن توفیق اس کے پیچھے تھا۔ کوٹھی خاصی بڑی تھی لیکن اس میں ملازموں کی تعداد واقعی میجر پرمود کی توقع کے خلاف بے حد کم تھی۔ روجر اور اس کے چار ساتھی ایک تہہ خانے میں موجود بڑی بڑی مشینوں کے سامنے بیٹھے ہوئے انہیں مل گئے تھے اور میجر پرمود نے روجر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ان مشینوں کو بھی فائرنگ کر کے تباہ کر دیا تھا۔ دونوں ملازم توفیق کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تھے اور پھر میجر پرمود نے توفیق کو کوٹھی کی پوری طرح تلاشی لینے کا کام سونپا اور خود وہ واپس اسی کمرے میں آ گیا جہاں لزا ابھی تک کرسی میں جکڑی ہوئی بیٹھی تھی۔ پرمود نے آگے بڑھ کر اس کا راڈز پر جھکا ہوا سر ایک ہاتھ سے پکڑ کر سیدھا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے گال پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ وہ تھپڑ ہلکی قوت سے مار رہا تھا اور تھے تھپڑ پر لزا نے چیختے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پرمود پیچھے ہٹ گیا اور پھر اس نے وہی کرسی اٹھائی جس پر لزا بیٹھی ہوئی تھی اور اسے لزا کرسی کے سامنے رکھ کر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ لزا نے ہوش میں

آتے ہی پہلے تو ہونٹ بھینچ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ پرمود اسی طرح اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم۔ تم نے کیسے کرسی کے راڈز کو کھول لیا۔ جب کہ اس کا سوئچ تو بہت دور تھا"...... لزا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب تمہارے آدمیوں کی غفلت کی وجہ سے ممکن ہوا ہے یا دوسرے لفظوں میں میرے لئے قدرت کی طرف سے انعام سمجھ لو۔ تمہارے آدمیوں نے مجھ جس کرسی پر بٹھایا تھا۔ اس کا آپریٹنگ تار ایک جگہ سے فرش کی اینٹوں کی درمیان ننگا ہو چکا تھا اور اس تار کو دیکھ کر ہی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ سوئچ آپریٹنگ سسٹم ہے اور شاید اس سسٹم کی وجہ سے تم بھی پوری طرح مطمئن تھیں۔ بہرحال میں نے بوٹ کی ٹو اس میں اٹکا دی اور پھر اپنے بوٹ کی عقبی سمت کو میں نے دوسرے بوٹ سے ٹھوکر ماری تو بوٹ کی ٹو میں موجود تیز اور باریک چھری اس تار کے نیچے سے گزر گئی۔ اس کے بعد پیر کے ایک زوردار جھٹکے نے اس تار کو توڑ دیا اور میں آزاد ہو گیا"...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو تم اسی لئے مطمئن بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے تو اس کا تصور بھی نہ تھا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو"...... لزا نے لمبا سا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہی کچھ جو میں نے پہلے پوچھا تھا۔ ماریو کا پتہ"...... پرمود نے

جواب دیا۔

"میں نے اس وقت بھی تمہیں سچ بتایا تھا اور اب بھی سچ ہی کہہ رہی ہوں کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے"...... لزا نے جواب دیا۔

"تمہیں پتہ نہ ہوگا۔ لیکن میں نے اسے بہرحال تلاش کرنا ہے۔ اس لئے کوئی ٹپ کوئی کلیو۔ کوئی درمیانی آدمی۔ کوئی اڈہ کوئی جگہ"۔ پرمود نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"میں کچھ بھی نہیں جانتی"...... لزا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر پرمود کوئی جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور توفیق اندر داخل ہوا۔

"میجر یہ ایک ڈائری ملی ہے۔ اس میں شاید ٹرانسمیٹر فریکونسیز درج ہیں"...... کیپٹن توفیق نے ایک نیلے رنگ کے کور والی ڈائری میجر پرمود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ میری پرسنل ڈائری ہے۔ اس میں فریکونسیز درج نہیں ہیں بلکہ میرے بنک اکاؤنٹس درج ہیں البتہ میں نے انہیں اس انداز میں درج کیا ہے کہ وہ فریکونسیز لگتی ہیں"...... لزا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ میجر پرمود نے کوئی جواب دینے کی بجائے ڈائری کھولی اور اس کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔

"میرے آدمیوں کا کیا ہوا ہے"...... لزا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جو اس عمارت میں موجود تھے وہ سب ختم کر دیئے گئے ہیں"۔ میجر

پرمود نے ڈائری سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا اور لزا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ مائیکل کون ہے"...... میجر پرمود نے ڈائری بند کرتے ہوئے کہا۔

"میرا بوائے فرینڈ ہے۔ تمہارے آنے سے پہلے اس کا فون آیا تھا وہ آج کل ملک سے باہر گیا ہوا ہے اور ایک ہفتے بعد اس کی آمد ہے"۔ لزا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"توفیق یہاں لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہوگا۔ وہ لے آؤ"...... میجر پرمود نے کیپٹن توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میجر موجود ہے۔ میں لے آتا ہوں"...... کیپٹن توفیق نے جواب دیا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو"...... لزا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں چیک کرنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی یہ اکاؤنٹس نمبر ہیں یا فریکونسیز ہیں"...... پرمود نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"بے شک چیک کر لو"...... لزا نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مائیکل کیا کام کرتا ہے"...... پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"وہی جو میں کرتی ہوں۔ اس کا ایک بڑا گروپ ہے۔ نوادرات کی سمگلنگ کرتا ہے"...... لزا نے جواب دیا اور پرمود نے اثبات میں سر

ہلا دیا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ بلیک گولڈ کے چیف کو جانتی ہو"...... پرمود نے پوچھا۔

"بلیک گولڈ کو۔ ہاں جانتی ہوں۔ لیکن اس کا تمہارے ملک سے کیا تعلق۔ اس کا دائرہ کار تو ایکریمیا۔ یورپ اور افریقہ ہے۔ وہ تو ایشیا میں کام نہیں کرتی۔ جب کہ تمہارا ملک ایشیا میں واقع ہے"...... لزا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یہ سوچنا تمہارا کام نہیں ہے۔ تم میرے سوالوں کے جواب دیتی جاؤ بس"...... اس بار میجر پرمود نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو۔ سنو میرے ساتھ معاہدہ کر لو۔ تم مجھے کچھ نہ کہو۔ اس کے بدلے میں تم جو چاہو وہ میں کرنے کے لئے تیار ہوں"...... لزا نے کہا۔

"مثلاً تم کیا کر سکتی ہو"...... میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"تم جس قدر دولت چاہو میں تمہیں دے سکتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر تم چاہو تو ہفتہ تک میں تمہارے ساتھ تمہاری دوست کی حیثیت سے رہ سکتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرا گروپ بھی اب تمہارے اور تمہارے ساتھی کی تلاش بند کر سکتا ہے"...... لزا نے جواب دیا۔

اسی لمحے کیپٹن توفیق اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر تھا۔ میجر پرمود نے اس کے ہاتھ سے

ٹرانسمیٹر لیا اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور پھر ڈائری کھول لی۔ اس نے اس میں درج ایک فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بٹن دبا کر کال دینا شروع کر دی۔ لیکن کافی دیر تک کال دینے کے باوجود جب دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو اس نے باری باری تقریباً تمام فریکونسیز ایڈجسٹ کیں تو کسی فریکونسی پر کوئی رابطہ نہ ہو سکا تو اس نے ٹرانسمیٹر اور ڈائری اٹھا کر توفیق کی طرف بڑھا دی۔

"ہاں اب بتاؤ۔ بلیک گولڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اس کا چیف کون ہے" ...... میجر پرمود نے اکتائے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم میں نے پہلے ہی بتایا ہے تمہیں" ...... لزا نے جواب دیا۔

"کیپٹن توفیق لزا کو گولی سے اڑا دو۔ ہم نے خواہ مخواہ اتنا وقت ضائع کیا ہے" ...... میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کیپٹن توفیق سے کہا۔

"یس میجر" ...... کیپٹن توفیق نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"سنو مجھے مت مارو۔ میں تمہیں بلیک گولڈ کے بارے میں ایک دو باتیں بتا سکتی ہوں۔ بس۔ اتنا ہی میں جانتی ہوں" ...... لزا نے تیز لہجے میں کہا۔

"بتاؤ اگر تم نے کوئی کام کی بات بتا دی تو شاید میں تمہیں زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں" ...... پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

"اس کے چیف کا نام گیلارڈ ہے اور اس کا مین اڈہ گیلارڈ بار ہی ہے لیکن وہ وہاں کبھی کبھار ہی نظر آتا ہے۔ انتہائی سفاک اور ظالم آدمی ہے بس میں اس کے بارے میں اتنا ہی جانتی ہوں" ...... لزا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ فی الحال اتنا ہی کافی ہے اور سنو میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اس کرسی سے نجات حاصل کرنا تمہارا اپنا کام ہے اگر کر سکو تو زندہ رہو گی ورنہ اسی طرح بھوکی پیاسی تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاؤ گی لیکن اگر تم زندہ رہو تو یہ بات یاد رکھنا کہ اب اگر تم یا تمہارے گروپ کا کوئی آدمی ہمارے آڑے آیا تو پھر تمہارا یہ ہاؤس تم سمیت بموں سے اڑا دیا جائے گا" ...... پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں یہ ظلم مت کرو میں اس سے آزاد نہ ہو سکوں گی اور یہاں کوئی آدمی زندہ نہیں رہا جو مجھے یہاں سے نجات دلا سکے۔ یہ تو ظلم ہے۔ میں مر جاؤں گی۔ مجھے آزاد کر دو۔ تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ میرے ساتھ یہ ظلم نہ کرو" ...... لزا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ایک شرط ہے کہ تم اپنے آدمیوں کو میرے سامنے فون کر کے ان سے کہو کہ وہ ہماری تلاش بند کر دیں" ...... پرمود نے کہا۔

"ہاں ہاں میں ایسا کرتی ہوں۔ ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کر دو میں ابھی تمہارے سامنے ایسا کرتی ہوں اور سنو میں اپنی جان کی قسم کھا کر وعدہ کرتی ہوں کہ اب دوبارہ میں یا میرا گروپ تم سے کوئی

تعلق نہ رکھے گا"...... لزا نے فوراً ہی کہا۔

"فریکونسی بتاؤ"...... پرمود نے کہا اور لزا نے ایک فریکونسی بتا دی۔ پرمود نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس پر لزا کی بتائی ہوئی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے لزا کے قریب لے جا کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو لزا کالنگ اوور"...... لزا نے جلدی جلدی کال دینا شروع کر دی۔

"یس جیکب اٹنڈنگ یو مادام اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے جیکب۔ ان بلگارنوی ایجنٹوں کے بارے میں اوور"...... لزا نے تیز لہجے میں کہا۔ پرمود ساتھ ساتھ بٹن دبائے چلا جا رہا تھا۔

"مادام وہ پرل بار سے نکلتے ہی غائب ہو چکے ہیں۔ میرے آدمی پورے ناراک میں انتہائی سرگرمی سے انہیں تلاش کر رہے ہیں لیکن ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا اوور"...... جیکب نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو جیکب ہم سے مشن واپس لے لیا گیا ہے۔ اس لئے اب ہمیں ان لوگوں کو تلاش کرنے اور ان کے خلاف کام کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ چنانچہ تم ان کے خلاف تمام سرگرمیاں فوری طور پر بند کر دو۔ اٹ از مائی آرڈر اوور"...... لزا نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی مادام اوور"...... دوسری طرف سے جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسے تھا جیسے لزا کے اس حکم سے اس کے کاندھوں سے کوئی بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

"او۔ کے اوور اینڈ آل"...... لزا نے کہا اور پرمود نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے کرسی پر رکھ دیا۔

"اپنا وعدہ یاد رکھو گی ناں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ہاں تم قطعی بے فکر رہو۔ اب میرا یا میرے کسی آدمی کا تم سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ تم جو چاہے کرتے رہو۔ ویسے بھی راسکو کلوز ہو چکی ہے۔ اب مجھ پر تمہارے فنش کرنے کی کوئی ذمہ داری باقی نہیں رہی"...... لزا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے"...... پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو تیزی سے گھوما اور لزا کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل گئی۔ پرمود کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی کنپٹی پر پڑا تھا اور ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی میجر پرمود مڑا اور اس نے سوئچ بورڈ پر جا کر اس کا بٹن پریس کیا تو کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کرسی کے راڈز غائب ہو گئے اور اس پر جھکی ہوئی لزا لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گری لیکن وہ اسی طرح بے حس و حرکت پڑی رہی۔

"آؤ توفیق اب یہاں سے نکل چلیں"...... میجر پرمود نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اگر اسے ختم کر دیا جاتا تو زیادہ بہتر نہ تھا"....... توفیق نے کہا۔

"نہیں اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ ایک تو یہ عورت ہے دوسری یہ بے بس تھی۔ تیسری اہم بات یہ ہے کہ دوبارہ کسی بھی وقت اگر ہمیں کوئی ایسی بات معلوم ہو گئی جس سے پتہ چلا کہ اس کے پاس راسکو کا کوئی کلیو ہے تو اس کے زندہ رہ جانے کی صورت میں اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"....... میجر پرمود نے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"لیکن میجر اس بار کام تو انوکھا ہے کہ راسکو ہی بند کر دی گئی ہے اور سب لوگ غائب ہو گئے ہیں"........ توفیق نے کہا۔

"ہاں ان لوگوں نے واقعی عجیب سسٹم بنا رکھا ہے۔ لیکن مجھے ایک شک ہے کہ دراصل راسکو اور بلیک گولڈ ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ اس لئے میں واپس جانے سے پہلے بلیک گولڈ کو بھی ٹٹول لینا چاہتا ہوں۔ ورنہ دوسری صورت یہی ہے کہ ہم واپس جائیں اور یہاں مخبر چھوڑ دیں پھر جب راسکو اوپن ہو تو پھر ہم فوری طور پر واپس آ جائیں"....... میجر نے عمارت کے مین گیٹ سے باہر آتے ہوئے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

لزا کی آنکھیں کھلیں تو اسے سر میں درد کی شدت سے دھماکے سے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ لیکن پوری طرح شعور میں آتے ہی جیسے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ زندہ بھی ہے اور کرسی کے راڈز سے آزاد بھی ہے تو اسے ساری تکلیف یکلخت بھول گئی۔ وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوہ اوہ تھینک گاڈ۔ یہ لوگ واقعی شریف دشمن ہیں۔ ورنہ مجھے اس طرح زندہ چھوڑ کر کبھی نہ جاتے"........ لزا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتی کرسی پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جلدی سے جیکب کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو لزا کالنگ اوور"........ لزا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام جیکب اٹنڈنگ یو اوور"....... دوسری طرف سے جیکب

کی آواز سنائی دی ۔

" تم نے میری سابقہ ہدایات پر عمل کیا ہے اوور "....... لزا نے کہا۔

" یس ماوام آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے اوور "....... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او ۔ کے بس میں نے یہی پوچھنا تھا ۔ اوور اینڈ آل "....... لزا نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ اس نے جلدی سے دروازہ کھول کر باہر جھانکا لیکن راہداری خالی پڑی ہوئی تھی اور لزا نے ایک طویل سانس لیا ۔ اس نے جیکب کو اس لئے کال کی تھی کہ اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ کہیں میجر پرمود دروازے کے باہر چھپا ہوا نہ ہو کہ کیا وہ اپنے وعدے پر قائم رہتی ہے یا نہیں ۔ لیکن باہر آکر اسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ واقعی جا چکے تھے ۔ اسے معلوم تھا کہ رہائش گاہ میں اس کے ملازمین روجر اور اس کے ساتھی ہلاک کر دیئے گئے ہوں گے ۔ بلیک روم کا انچارج گوڈزے کی لاش تو وہ خود دیکھ آئی تھی ۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے خصوصی دفتر کی طرف بڑھ گئی ۔ دفتر میں پہنچ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس روتھ سپیکنگ "....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

" لزا بول رہی ہوں یہاں میرے ہاؤس پر دشمنوں نے حملہ کر دیا تھا ۔ روجر اور اس کے ساتھی اور میرے تمام ملازم ان کے ہاتھوں ہلاک

ہو چکے ہیں ۔ میں موجود نہ تھی ۔ اس لئے بچ گئی ہوں ۔ ان سے تو میں نمٹ لوں گی لیکن تم ایسا کرو کہ فوری طور پر چار بااعتماد ملازموں کا بندوبست کر کے میری رہائش گاہ پر بھجوا دو اور روکم کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ اپنے آدمی بھیج کر یہاں سے تمام لاشیں اٹھوا لے "....... لزا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" شکر ہے ماوام کہ آپ بچ گئی ہیں ۔ میں ابھی بندوبست کرتی ہوں آپ بے فکر رہیں "....... دوسری طرف سے روتھ نے جواب دیا اور لزا نے او ۔ کے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر خود ایک سائیڈ پر موجود باتھ روم کی طرف بڑھ گئی ۔ کیونکہ اس کا انگ انگ دکھ رہا تھا اور وہ اب اطمینان سے گرم پانی سے غسل کرنا چاہتی تھی ۔ اسے معلوم تھا کہ روتھ سارے انتظامات خود ہی کر لے گی ۔ چونکہ میجر پرمود اور اس کا ساتھی باہر گئے تھے اس لئے مین گیٹ لازماً کھلا ہوا ہو گا اور پھر جب وہ تقریباً ایک گھنٹے بعد باتھ روم سے باہر آئی تو وہ اتنی دیر تک گرم پانی میں غسل کرتے رہنے سے اب پوری طرح تازہ دم ہو چکی تھی ۔ جب وہ باہر آئی تو کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک نوجوان عورت جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔

" اوہ روتھ تم کب آئی ہو "....... لزا نے حیران ہو کر پوچھا ۔

" آپ کی کال ملنے کے فوراً بعد میں نے بندوبست کیا اور خود اس لئے ساتھ آ گئی تاکہ خود آپ کو مبارکباد دے سکوں ۔ روکم نے اپنا کام کر لیا ہے ۔ لزا ہاؤس سے لاشیں اٹھوا لی گئی ہیں ۔ تمام ضروری صفائی

کر دی گئی ہے۔ ملازم بھی آچکے ہیں "...... روتھ نے مؤدبانہ لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کہاں ہیں بلواؤ انہیں "...... لزا نے ایک آرام کرسی پر نیم دراز
ہوتے ہوئے کہا اور روتھ تیزی سے مڑی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔
تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ چار نوجوان عورتیں اور چار
ادھیڑ عمر مرد تھے اور پھر روتھ نے ان کا تفصیلی تعارف کرایا۔
"انہیں یہاں رہنے کے تمام قواعد وضوابط بتا دیئے ہیں ناں تم
نے "۔ لزا نے روتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یس مادام یہ پوری طرح تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ آپ کو ان سے
کوئی شکایت نہ ہو گی"...... روتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"او۔ کے "...... مادام لزا نے کہا اور اٹھ کر وہ ایک سائیڈ میں
موجود الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری کھولی اور پھر نوٹوں کی
ایک گڈی نکال کر اس نے روتھ کی طرف اچھال دی۔
"یہ تو ہے تمہارا معاوضہ۔ کافی ہے "...... لزا نے کہا۔
"بہت ہے مادام۔ میری توقع سے بھی بڑھ کر "...... روتھ نے
انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اور یہ دوسری گڈی لو اور ان سب میں تقسیم کر دو۔ اگر انہوں
نے مجھے خوش رکھا تو بھاری تنخواہوں کے علاوہ ایسے انعامات مزید بھی
انہیں ملتے رہیں گے "...... مادام نے الماری سے ایک اور گڈی نکال
کر روتھ کی طرف پھینکتے ہوئے کہا اور الماری بند کر کے وہ واپس اسی

آرام کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔
روتھ نے اسے سلام کیا اور پھر ان سب ملازموں کو ساتھ لے کر وہ
اس کمرے سے باہر نکل گئی۔ مادام کافی دیر تک بیٹھی میجر پرمود کے
بارے میں سوچتی رہی۔ اس کی سوچ اس وقت ختم ہوئی جب ایک
ملازمہ نے اسے ڈنر تیار ہونے کی اطلاع دی اور وہ اٹھ کر ڈائننگ روم
کی طرف بڑھ گئی۔ باورچی واقعی ماہر فن تھا اور اس نے اس کی پسندیدہ
ڈیش ہی تیار کی تھیں۔ اس لئے لزا نے پوری طرح سیر ہو کر کھانا
کھایا اور پھر اپنی پسندیدہ شراب کے دو جام پینے کے بعد اس نے ملازمین
کو مزید ہدایات دیں اور اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گئی۔ بیڈ روم میں
جا کر اس نے وی سی آر پر اپنی پسندیدہ فلم لگائی اور بیڈ پر لیٹ کر
اطمینان سے فلم دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔ اس کی عادت تھی کہ
سونے سے پہلے وہ وی سی آر پر کم از کم دو فلمیں ضرور دیکھا کرتی تھی۔
ابھی ایک فلم بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی
بج اٹھی اور لزا بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد
سے ٹیلی ویژن کی آواز ہلکی کی اور پھر رسیور اٹھا لیا۔
"یس کون ہے "...... لزا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا کیونکہ
اس وقت اگر اسے ڈسٹرب کیا جاتا تو اس کا موڈ آف ہو جایا کرتا تھا۔
پہلے ملازم چونکہ اس بات سے واقف تھے اس لئے وہ ایسا نہیں کرتے
تھے۔
"ٹریسیا بول رہی ہوں مادام ایک فون کال آئی ہے "...... ایک

مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"کس کی کال ہے" ...... لزا نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی رولف صاحب ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بلیک گولڈ کے چیف گیلارڈ کے نائب ہیں وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ ٹریسیا نے جواب دیا۔

"سنو اسے کہہ دو کہ میں کسی گیلارڈ وغیرہ کو نہیں جانتی اور نہ میں اس وقت کسی سے بات کرنا چاہتی ہوں اور تم بھی سن لو جب میں بیڈ روم میں چلی جاؤں تو مجھے معمولی سی ڈسٹربنس بھی پسند نہیں آتی۔ اگر تم نئی نہ ہوتیں تو تم نے جس طرح مجھے ڈسٹرب کیا ہے میں تمہیں گولی سے اڑا دیتی۔ اگر میں معاوضہ اور انعام دینے میں فیاض ہوں تو غلطی پر گولی مارنے میں بھی اتنی ہی فیاضی سے کام لیتی ہوں سمجھیں"۔ لزا نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا اور انٹرکام کا رسیور کریڈل پر پٹخ کر اس نے ٹیلی ویژن کی آواز ریموٹ کنٹرول سے دوبارہ تیز کی اور فلم دیکھنے لگی۔

"ہونہہ گیلارڈ کا نائب۔ یہ گیلارڈ شاید کوئی کام دینا چاہتا ہو گا لیکن میں اس کا کام کیسے کر سکتی ہوں۔ نانسنس" ...... لزا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسی طرح کافی دیر تک بڑبڑاتی رہی۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ نارمل ہوتی گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے نیند آنے لگی تو اس نے وی سی آر اور ٹیلی ویژن آف کئے اور بتیاں بجھا کر وہ سو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ گہری نیند سو چکی تھی۔ اطمینان بھری گہری نیند۔ لیکن

پھر جیسے اس کے ذہن میں اچانک دھماکے سے ہونے شروع ہو گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے سر پر ہتھوڑے مار رہا ہو اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ چند لمحوں تک تو اسے کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن پھر اسے احساس ہوا کہ دروازے پر زور زور سے دستک دی جا رہی ہے۔ وہ اچھل کر بیڈ پر بیٹھ گئی اور سائیڈ پر لگے ہوئے سوئچ کو اس نے دبایا تو لائٹ روشن ہو گئی۔ پھر اس نے بیڈ کی سائیڈ میں ہک سے لٹکا ہوا ایک مائیک اٹھایا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"کون ہے" ...... لزا نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ٹریسیا بول رہی ہوں مادام" ...... کمرے کی اندرونی دیوار سے آواز نکلتی ہوئی سنائی دی۔

"کیا بات ہے" ...... لزا نے غصے کی شدت سے اور زیادہ تیز لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"باہر آیئے مادام یہ رولف صاحب زبردستی اندر گھس آئے ہیں"۔ ٹریسیا نے کہا۔

"رولف صاحب۔ زبردستی گھس آئے ہیں کیا مطلب" ...... لزا نے حیران ہو کر کہا۔

"مادام میں گیلارڈ کا نائب ہوں۔ آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ اس لئے پلیز آپ باہر آجائیں" ...... اس بار ایک مردانہ آواز سنائی دی اور لزا نے مائیک آف کیا۔ اسے ہک سے لٹکا کر اس نے گاؤن

اٹھا کر پہنا اور پھر الماری سے ایک ریوالور نکال کر اس نے گاؤن کی جیب میں ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے سپیشل لاک کھولا اور پھر جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات تیزی سے پھیلتے چلے گئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر تقریباً نیم دراز گیلارڈ نے رسیور اٹھایا اور کان سے لگالیا۔

"یس "........ گیلارڈ کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"ڈیر بول رہا ہوں باس۔ میں نے پہلے آپ کو ڈیوس کے خاتمے کی تفصیلی رپورٹ دی تھی "........ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں پھر "........ گیلارڈ کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

"اب مادام لزا کے بارے میں رپورٹ ہے میرے پاس "۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور گیلارڈ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کر سیدھا ہو گیا۔

"کیسی رپورٹ۔ تفصیل سے بات کرو "...... گیلارڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"باس مادام لزا نے ملازم سپلائی کرنے والی کمپنی روتھ کی مالکہ روتھ کو فون کیا اور اسے بتایا کہ دشمنوں نے اس کی رہائش گاہ پر حملہ کر دیا تھا۔ وہ چونکہ رہائش گاہ پر موجود نہ تھی۔ اس لئے وہ تو بچ گئی ہے لیکن اس کے سارے ملازم ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ چنانچہ وہ آٹھ نئے ملازم بھجوا دے اور ساتھ ہی اس نے روکم کو بھی آدمی بھیجنے کا حکم دیا۔ تاکہ رہائش گاہ سے لاشیں اٹھوائی جا سکیں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ روکم روتھ کا شریک کار ہے اور ایسے کاموں میں ایکسپرٹ ہے۔ بظاہر وہ کفن دفن کا ادارہ چلاتا ہے"...... ڈیمرے نے کہا۔

"پھر"...... گیلارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"روتھ ملازموں کو ساتھ لے کر مادام کی رہائش گاہ پر خود گئی۔ وہ ابھی واپس آئی ہے۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مادام بخیر و عافیت ہیں۔ لیکن وہ قدرے پریشان ضرور لگتی تھیں۔ ویسے اس کے مطابق مادام کی رہائش گاہ میں موجود تمام ملازموں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے"...... ڈیمرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ مادام لزا زندہ ہے اور بس"...... گیلارڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"باس کیا آپ ان لوگوں کو ٹریس نہ کرائیں گے جنہوں نے مادام کی رہائش گاہ پر حملہ کیا ہے"...... ڈیمرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو ڈیمرے یہ درست ہے کہ میری مادام سے دوستی ہے۔ لیکن مادام اس وقت راسکو کے مشن میں مصروف ہے اور تم جانتے ہو کہ ہم راسکو سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ اس لئے ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ راسکو کے دشمن کیا کرتے پھر رہے ہیں اور کون ہیں۔ اس لئے تم نے اس معاملے میں قطعاً کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ اٹ از مائی آرڈر"...... گیلارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس میں سمجھ گیا ہوں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا اور گیلارڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ بلگارنوی گروپ ڈیوس کو ختم کر کے لزا تک بھی پہنچ گیا ہے۔ لیکن انہوں نے لزا کو کیوں زندہ چھوڑ دیا ہے۔ کیا وہ اس طرح کوئی ٹریپنگ کرنا چاہتے ہیں"...... گیلارڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ سیدھا ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر موجود ایک مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور الماری بند کر کے وہ واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو گیلارڈ کالنگ اوور"...... گیلارڈ نے تیز لہجے میں بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس ٹائف بول رہا ہوں اوور"...... چند لمحوں بعد ایک سخت اور

انتہائی کھردری سی آواز سنائی دی۔

" ٹائف فوراً میرے دفتر آجاؤ تم سے انتہائی ضروری باتیں کرنی ہیں اوور اینڈ آل "....... گیلارڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ کرسی سے اٹھا اور اسے واپس الماری میں رکھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف بنے ہوئے ایک انتہائی شاندار اور دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور پھر آگے بڑھ کر وہ انتہائی طویل وعریض دفتری میز کے پیچھے رکھی ہوئی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

" یس "....... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" ٹائف آرہا ہے۔ اسے فوراً میرے پاس بھجوا دینا "....... گیلارڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور بغیر دوسری طرف سے جواب سنے اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سوچ کی لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک ٹھوس جسم اور لمبے قد کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔

" ہیلو گیلارڈ خیریت ہے۔ اس طرح ایمرجنسی کال کی ہے جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو "....... آنے والے نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" تمہیں بلایا ہی اس وقت جاتا ہے۔ جب قیامت ٹوٹنے کے آثار

نظر آنے لگ جاتے ہیں "...... گیلارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائف بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن وہ کرسی پر بیٹھنے کی بجائے ایک طرف موجود ریک کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی اور پھر آکر میز کی دوسری طرف ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

" ہاں اب بتاؤ کس قیامت کے آثار تمہیں نظر آنے لگ گئے ہیں "۔ ٹائف نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے شراب کی بوتل کھولنا شروع کر دی۔

" مسئلہ میرا نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے "۔ گیلارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مسئلہ بھی نہیں ہے اور تم مسئلہ حل بھی کرنا چاہتے ہو۔ کیا مطلب کیا اس بار ملک سے باہر رہتے ہوئے تمہارے دماغ میں کوئی خلل تو پیدا نہیں ہو گیا "....... ٹائف نے شراب کا ایک لمبا سا گھونٹ لینے کے بعد حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ملک سے باہر کیا مطلب "....... گیلارڈ نے چونک کر کہا۔

" تم نے تقریباً دو ماہ بعد بلیک گولڈ کو اوپن کیا ہے۔ اس لئے میرا اندازہ تھا کہ تم اس دوران ملک سے باہر ہی رہے ہو گے "...... ٹائف نے شراب کا ایک اور بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور گیلارڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

" ہاں واقعی میں ملک سے باہر رہا تھا۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔

بہر حال اب ہمیں اصل مسئلے پر بات کرنی چاہیئے ۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں ۔ جب میں نے بلیک گولڈ اوپن کی تو مجھے سب سے پہلے اطلاع ملی کہ ماریو نے اچانک راسکو کو کلوز کر دیا ہے ۔ میں نے اس کی پرواہ نہ کی ۔ کیونکہ میں نے کبھی راسکو سے کوئی تعلق نہیں رکھا ۔ پھر مجھے اطلاعات ملیں کہ ماریو نے اس بار راسکو کو اپنے مخصوص مقاصد کے لئے آف نہیں کیا بلکہ چند دشمن ایجنٹوں سے خوفزدہ ہو کر بند کیا ہے تو میں بے حد حیران ہوا ۔ میں نے مزید انکوائری کرائی تو پتہ چلا کہ راسکو نے ایشیا کے ایک ملک بلگارنیہ اور اس کے ہمسایہ ملک پاکیشیا سے کوئی انتہائی قیمتی معدنیات حاصل کی لیکن شاید اس کے آدمیوں سے کوئی حماقت ہو گئی ہو گی جس کی وجہ سے اس کی اطلاع دونوں حکومتوں کو ہو گئی اور انہوں نے راسکو کے خاتمے کے لئے اپنے ایجنٹ روانہ کر دیئے ۔ بلگارنیہ کا ڈی سیکشن سب سے فعال ہے اور اس کا معروف ڈی ایجنٹ میجر پرمود اپنے ایک ساتھی کے ساتھ یہاں پہنچ چکا ہے اور اسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں پہنچنے والا ہے یا پہنچ چکا ہو گا ۔ یہ دونوں اب راسکو یا ماریو کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔ کیونکہ راسکو کلوز ہو چکی ہے ۔ لیکن وہ لوگ مسلسل حرکت میں ہیں ماریو نے شاید راسکو کلوز کرنے سے پہلے ان کے خاتمے کا مشن ڈیوس اور مادام لزا گروپ کے سپرد کر دیا تھا ۔ وہ لوگ راسکو کلوز ہو جانے کے باوجود مشن پر کام کر رہے ہیں ۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے

بارے میں تو کوئی اطلاع نہیں ملی لیکن بلگارنوی ایجنٹ میجر پرمود کے بارے میں مجھے اطلاعات ملی ہیں اس نے ڈیوس کو اس کے اڈے میں داخل ہو کر اس کا خاتمہ کر دیا ہے اور ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ اس نے مادام لزا کی رہائش گاہ پر حملہ کیا ہے اور اس کے تمام ملازموں کو ہلاک کر دیا ہے مادام لزا بچ گئی ہے ۔ کیونکہ وہ رہائش گاہ میں موجود نہ تھی لیکن میرا دل کہتا ہے کہ بات ایسی نہیں ہے ۔ اس نے مادام لزا کو یقیناً کسی ٹریپ کے لئے زندہ چھوڑ دیا ہو گا "...... گیلارڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" پھر "...... ثائف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" مجھے اب خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں راسکو کے بند ہونے اور ساتھ ہی بلیک گولڈ کے اوپن ہونے سے وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ دونوں ایک ہی تنظیمیں ہیں اس طرح وہ راسکو کی بجائے بلیک گولڈ کے خلاف حرکت میں بھی آ سکتے ہیں "...... گیلارڈ نے کہا اور ثائف نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

" ہاں ایسا ممکن ہے ۔ اگر میں تمہیں اور ماریو دونوں کو ذاتی طور پر نہ جانتا ہوتا اور مجھے تم دونوں کی کارکردگی کے علیحدہ علیحدہ دائرہ کار کے متعلق ذاتی طور پر علم نہ ہوتا تو میں بھی یہی سمجھتا کیونکہ آج تک ہوا بھی ایسا ہی ہے کہ ایک تنظیم کلوز ہوتی ہے تو جب دوسری اوپن ہو جاتی ہے اور جب دوسری کلوز ہوتی ہے تو پہلی اوپن ہو جاتی ہے "...... ثائف نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"تم اسے اتفاق کہہ سکتے ہو۔ کیونکہ بہرحال تم جانتے ہو کہ ہمارا آپس میں کسی بھی سطح پر نہ کوئی لنک ہے اور نہ ہی کوئی مخالفت۔ لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ راسکو تو بند ہو گئی ہے لیکن اس کا عذاب بلیک گولڈ کو نہ بھگتنا پڑ جائے"...... گیلارڈ نے کہا۔

"بالکل تمہارا خدشہ درست ہے۔ ایسا ممکن ہے۔ لیکن اب تم کیا چاہتے ہو اور تم نے مجھے کیوں کال کیا ہے"...... ثائف نے بوتل سے شراب کا آخری گھونٹ حلق میں اتار کر خالی بوتل ایک طرف رکھی ہوئی بڑی سی ٹوکری میں اچھالتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں اس قدر کند ذہن نہ سمجھتا تھا ثائف جس قدر تم اپنے آپ کو ثابت کر رہے ہو"...... گیلارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... ثائف نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے تلخی نمایاں تھی۔

"تم پہلے ویسٹرن کارمن کی سیکرٹ سروس کے انتہائی معروف ایجنٹ رہے ہو اور اب تم ناراک میں اس قسم کے کاموں میں ملوث ہو۔ اس کے باوجود تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں کال کیا ہے"۔ گیلارڈ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں ان بلگارنوی اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کروں"...... ثائف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں میرا یہی مطلب ہے اور اس کے لئے میں تمہیں تمہارا منہ مانگا معاوضہ دینے کو تیار ہوں"...... گیلارڈ نے کہا۔

"لیکن بلیک گولڈ تو خود کافی وسیع اور فعال تنظیم ہے۔ سینکڑوں آدمی اس میں شامل ہیں۔ کیا تم خود یہ کام نہیں کر سکتے"...... ثائف نے کہا۔

"نہیں دو وجوہات کی بنا پر میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ پہلی بات تو یہ کہ میں یا میرے آدمی اگر ان کے خلاف کام کریں گے تو اگر ان کے ذہن میں خدشہ موجود ہو کہ ہو سکتا ہے کہ راسکو اور بلیک گولڈ ایک ہی تنظیم ہے تو یہ خدشہ یقین میں بدل جائے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ راسکو کے خلاف کام کرنے آئے ہیں۔ اگر میں براہ راست ان کے خلاف سامنے آگیا تو پھر کل کو راسکو میرا شکریہ ادا کرے گی۔ اس طرح دونوں کے درمیان لنک پیدا ہو جائے گا اور میں ایسا کوئی لنک پیدا نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ہماری فیلڈ ایک جیسی ہے جہاں تک تمہاری بات ہے تم قطعی علیحدہ ہو۔ تمہارا کوئی تعلق نہ راسکو سے ہے اور نہ بلیک گولڈ سے اور نہ تمہارا گروپ پیشہ ور قاتلوں کا گروپ ہے اور نہ عام گروپ۔ اس لئے کسی کو پتہ بھی نہ چلے گا اور بلیک گولڈ پر منڈلانے والا خطرہ بھی ختم ہو جائے گا اور مجھے تمہاری کارکردگی کا بھی اچھی طرح علم ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم یہ کام باقی سب کی نسبت زیادہ آسانی سے کر بھی لو گے باقی رہا معاوضہ تو دوستی اپنی جگہ اور کام اپنی جگہ۔ تم جو معاوضہ چاہو وہ میں تمہیں ابھی اور اسی وقت ادا کر دیتا ہوں"...... گیلارڈ نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے اور میں یہ کام کرنے کے لئے بھی تیار

ہوں لیکن اس کے لئے میری دو شرطیں ہوں گی ۔ ایک تو یہ کہ تم مجھے بلگارنوی اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے متعلق کوئی ایسا کلیو دو گے جس سے میں ان کے خلاف کام کرنے کے لئے کوئی لائن آف ایکشن بنا سکوں اور دوسرا یہ کہ تم مجھے اس کا معاوضہ دونوں گروپوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دو گے یا اگر تم چاہو تو ایک گروپ کے لئے مجھے ہائر کر سکتے ہو ۔ پھر دوسرے کے خلاف میں کام نہیں کروں گا "...... ٹائف نے کہا۔

" مجھے تمہاری دونوں شرطیں منظور ہیں ۔ تم دونوں گروپوں کے خاتمے کے لئے معاوضہ بتاؤ "...... گیلارڈ نے کہا۔

" بلگارنوی گروپ کے خلاف کام کرنے کا معاوضہ ایک لاکھ ڈالر ہوگا ۔ اخراجات علیحدہ ان کا بل مشن کے آخر میں تمہارے سامنے آ جائے گا اور پاکیشیائی گروپ کے خلاف کام کرنے کا معاوضہ پانچ لاکھ ڈالر ہوگا ۔ اخراجات علیحدہ "...... ٹائف نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ مجھے منظور ہے ۔ تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بنک کا نام بتا دو معاوضہ وہاں منتقل ہو جائے گا "...... گیلارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائف نے میز پر رکھا ہوا کاغذ اٹھایا اور قلمدان سے بال پوائنٹ اٹھا کر اس نے بنک اکاؤنٹ اور بنک کا نام وغیرہ لکھ کر کاغذ گیلارڈ کی طرف بڑھا دیا ۔ گیلارڈ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

" ٹھیک ہے ۔ یہ کام ابھی ہو جائے گا ۔ اس کی فکر مت کرو "۔

گیلارڈ نے کہا۔

" اب کوئی کلیو دے دو ۔ پھر دیکھو میں کس طرح کام کرتا ہوں "۔ ٹائف نے کہا۔

" ایک ہی کلیو ہے میرے ذہن میں اور میرے خیال کے مطابق وہ انتہائی کامیاب کلیو ہے ۔ مادام لزا کی نگرانی کراؤ ۔ بلگارنوی گروپ وہاں ایک بار حملہ کر چکا ہے ۔ اس وقت لزا موجود نہ تھی ۔ لیکن اب آ گئی ہے وہ لازماً دوبارہ حملہ کریں گے اور چونکہ راسکو نے ان دونوں گروپوں کے خاتمے کے لئے ڈیوس اور مادام لزا کو ہائر کیا تھا ۔ جن میں سے ڈیوس ہلاک ہو چکا ہے ۔ اس لئے لامحالہ وہ پاکیشیائی گروپ بھی لزا کے پیچھے ہی آئے گا ۔ اس کے علاوہ پاکیشیائی گروپ کے لئے ایک اور کلیو بھی موجود ہے ۔ اس کے خلاف ماریو نے مادام لزا کے علاوہ الیگزنیڈر بار والے الیگزنیڈر گروپ کی خدمات بھی حاصل کی تھیں ۔ ان کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ہے کہ انہوں نے اس گروپ کو ٹریس کیا ہے یا نہیں اس کی نگرانی سے براہ راست ان سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں ۔ بس میرے پاس تو یہی کلیو ہے ۔ باقی نہ میں ان کی تعداد جانتا ہوں اور نہ ان کے حلیوں سے واقف ہوں "۔ گیلارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" گڈ تم نے واقعی بہترین کلیو دیئے ہیں ۔ حلیوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہوتے ہیں "...... ٹائف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ "...... گیلارڈ نے جواب دیا اور ٹائف اٹھ کھڑا ہوا۔

"او ۔ کے اب تم ہر طرح سے مطمئن رہو ۔ میں اب انہیں خود سنبھال لوں گا ۔ ویسے میرا یہ مشورہ ہے کہ جب تک ان دونوں کا خاتمہ نہ ہو جائے تم بلیک گولڈ کو بھی کلوز کر دو ۔ اس طرح تمہاری تنظیم اور تم خود بھی ان کے ہاتھوں سے ہر طرح سے محفوظ رہو گے "۔ ٹائف نے کہا۔

"ہاں تمہارا مشورہ درست ہے ۔ فوری طور پر میرے پاس بھی کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ جس کے لئے اسے اوپن رکھنا ضروری ہو اور تم ایسا کرنا کہ ایون ایون ٹرانسمیٹر پر مجھ سے رابطہ رکھنا ۔ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تم نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے "...... گیلارڈ نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے "...... ٹائف نے کہا اور مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد گیلارڈ نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اس نے اپنی سیکرٹری کو ٹائف کا اکاؤنٹ اور بنک وغیرہ کی تفصیلات نوٹ کرا کر حکم دیا کہ اس اکاؤنٹ میں فوری طور پر چھ لاکھ ڈالر منتقل کرا دیئے جائیں اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اپنے دفتر سے باہر آ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک ان دونوں گروپس کا خاتمہ نہیں ہو جاتا ۔ وہ اب گیلارڈ کا میک اپ بھی ختم کر دے گا اور بلیک گولڈ کو بھی کلوز کر دے گا اور خود اپنے اصل روپ مائیکل کے روپ میں آ جائے گا ۔ اسے یقین تھا کہ ٹائف اور اس کا

گروپ بلگارنوی اور پاکیشیائی دونوں گروپس کے خلاف بہترین کارکردگی ظاہر کرے گا ۔ چنانچہ یہی فیصلہ کر کے وہ تھوڑی دیر بعد کار میں بیٹھا اپنی اس خفیہ کمین گاہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ جہاں وہ گیلارڈ والا روپ بھی ختم کر سکتا تھا اور بلیک گولڈ کو کلوز کرنے کا خصوصی مشین پر اعلان بھی کر سکتا تھا۔

عمران ، تنویر اور جولیا کے ہمراہ الیگزنیڈر اور مس میری کے فلیٹ
سے نکل کر سیدھا لزا ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔ لزا ہاؤس کے قریب
پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر وہ سب پیدل چلتے ہوئے
لزا ہاؤس کے بڑے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ لزا ہاؤس خاصی
وسیع و عریض اور جدید طرز تعمیر کی رہائش گاہ تھی۔

"کیا ہم نے براہ راست اندر جانا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں یہ رہائش گاہ ہے یہاں زیادہ سے زیادہ ملازم ہی ہوں گے۔
اس لئے کسی بکھیڑے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران
نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے پھاٹک کے ساتھ ستون پر لگا ہوا کال
بیل کا بٹن دبا دیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر
آدمی باہر آگیا۔ اس کا لباس اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

"مادام لزا سے ملنا ہے"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"سوری وہ بیڈ روم میں جا چکی ہیں اس لئے اب ان سے ملاقات
نہیں ہو سکتی"...... ملازم نے بھی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اسے زور سے دھکا دیا اور وہ
بے اختیار دوڑتا ہوا کئی قدم اندر چلا گیا تو عمران تیزی سے اس کے پیچھے
گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران کا بازو گھوما اور اس کی گردن
پر عمران کی کھڑی ہتھیلی اس قدر قوت سے پڑی کہ کھٹاک کی آواز کے
ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ اچھل کر نیچے گرا اور پھر زیادہ
سے زیادہ چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے تنویر بھی پیچھے سے
اندر آ گیا۔

"تم آگے عمارت میں جا کر ملازموں کو چیک کرو میں کار اندر لے
آتا ہوں"...... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر تیزی سے دوڑتا ہوا
عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ عمران واپس مڑا اور اس نے بجلی کی
سی تیزی سے پھاٹک کھولا اور باہر نکل آیا۔ جولیا کار سے اتر کر پہلے ہی
تنویر کے پیچھے اندر آ چکی تھی اور اب وہ بھی تنویر کے پیچھے اصل عمارت
کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران باہر موجود کار میں بیٹھا اور اس
نے کار پھاٹک کے اندر لے آ کر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ واپس پھاٹک
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے پہلے بڑا پھاٹک بند کیا
اور پھر چھوٹا۔ تنویر اور جولیا اس دوران عمارت کے اندر داخل ہو کر
اس کی نظروں سے غائب ہو چکے تھے۔ عمران کار میں دوبارہ بیٹھا اور
اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور چند لمحوں بعد وہ کار کو وسیع

وعریفیں پورچ میں روک چکا تھا۔ جہاں پہلے ہی ایک نئے ماڈل کی انتہائی قیمتی کار موجود تھی۔ عمران کار سے اتر کر ابھی سیڑھیاں چڑھا ہی تھا کہ تنویر باہر آ گیا۔

"تین مرد تھے ان کا خاتمہ کر دیا ہے جب کہ چار عورتیں بے ہوش ہیں۔ میں تو ان کا بھی خاتمہ کر رہا تھا مگر جولیا نے روک دیا"........ تنویر نے کہا۔

"تمہارا بس چلے تو ایک کو چھوڑ کر تم باقی سب کا خاتمہ کر دو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے سٹنگ روم میں پہنچ گئے جہاں فرش پر چار عورتیں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔

"یہ لباس سے ملازمہ ہی لگ رہی ہیں۔ جولیا تم اس لزا کا بیڈ روم تلاش کرو"........ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے کوشش کی ہے۔ لیکن کوٹھی اتنی بڑی ہے کہ مجھے بیڈ روم کہیں نظر نہیں آیا۔ ان میں سے ایک عورت کو ہوش میں لا کر معلوم کر لیتے ہیں"........ جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے جھک کر ایک عورت کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی۔

"یہ عام سی ملازمہ نظر آتی ہے اس لئے میرا خیال ہے۔ یہ صرف دھمکی میں ہی زبان کھول دے گی"........ عمران نے کہا اور چند لمحوں

بعد اس عورت کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ چہرہ تکلیف اور خوف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"کھڑی ہو جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا"........ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اور وہ عورت ایک جھٹکے سے اٹھ کر پہلے بیٹھی اور پھر کھڑی ہو گئی۔ لیکن اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

"م۔ م۔ بے قصور ہوں۔ میں تو ملازمہ ہوں اور مجھے یہاں آئے صرف چار پانچ گھنٹے ہوئے ہیں۔ مجھے مت مارو"........ عورت نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چار پانچ گھنٹے"........ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں روتھ کمپنی والی روتھ ہمیں یہاں لے آئی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ مادام کے دشمنوں نے یہاں حملہ کر کے اس کے پہلے ملازموں کو مار ڈالا ہے اس لئے سارے نئے ملازم رکھے گئے ہیں لیکن پلیز ہمیں نہ مارو ہم تو بے گناہ ہیں"........ ملازمہ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم وہی عورت ہو ناں جس نے فون اٹنڈ کیا تھا۔ کیا نام ہے تمہارا"........ عمران نے پوچھا۔ کیونکہ وہ اس کی آواز پہچان چکا تھا۔

"میرا نام ٹریسیا ہے۔ میری ڈیوٹی فون اٹنڈ کرنے کی ہی ہے"۔ ٹریسیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مادام لزا کہاں ہے"........ عمران نے پوچھا۔

"وہ بیڈ روم میں ہے اور اس نے کہا ہے کہ اسے کسی صورت بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے" ...... ٹریسیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب سے گئی ہے وہ بیڈ روم میں" ...... عمران نے پوچھا۔

"دو گھنٹے تو ہو ہی چکے ہوں گے" ...... ٹریسیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب تم نے گیلارڈ کے نائب رولف کی کال اٹنڈ کی تھی کیا اس وقت مادام بیڈ روم سے باہر تھی" ...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں وہ بیڈ روم میں جا چکی تھی۔ میں نے وہیں انٹر کام پر کال کا کہا تھا مگر مادام نے مجھے انتہائی سختی سے جھڑک دیا تھا کہ میں نے اسے کیوں ڈسٹرب کیا ہے۔ اس نے رولف سے بات کرنے سے انکار کر دیا تھا اور مجھے کہا تھا کہ اب اگر میں نے اسے ڈسٹرب کیا تو وہ مجھے گولی مار دے گی" ...... ٹریسیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے آؤ۔ دکھاؤ کہاں ہے مادام کا بیڈ روم اور سنو اگر کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو ایک لمحے میں سینکڑوں گولیاں تمہارے جسم میں گھس جائیں گی اور اگر تم نے تعاون کیا تو پھر تمہاری جان بچ سکتی ہے" ...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"مجھے مت مارو میں بے گناہ ہوں میں کوئی شرارت نہ کروں گی"۔ ٹریسیا نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جاؤ جولیا اس کے ساتھ اور بیڈ روم دیکھ کر اسے واپس لے آؤ"۔ عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا ٹریسیا

کے ساتھ چلتی ہوئی ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"ان تینوں کا کیا کرنا ہے۔ انہیں تو گولی مار دوں" ...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ بیچاری معمولی سی ملازمائیں ہیں۔ تم نے پہلے بھی ملازموں کو خواہ مخواہ ہلاک کر دیا ہے" ...... عمران نے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر جولیا ٹریسیا سمیت واپس آئی۔

"میں نے دیکھ لیا ہے بیڈ روم" ...... جولیا نے کہا۔

"او۔ کے" ...... عمران نے کہا اور پھر وہ ٹریسیا کی طرف بڑھا۔ ٹریسیا چونک کر اسے اپنی طرف آتے دیکھنے ہی لگی تھی کہ عمران کا ہاتھ گھوما اور ٹریسیا چیختی ہوئی اچھل کر نیچے گری اسی لمحے عمران نے اس کی کنپٹی پر لات ماری اور وہ بیچاری تڑپ کر ساکت ہو گئی۔

"تنویر رسیاں تلاش کرو اور پہلے ان کے ہاتھ پیر رسیوں سے باندھ دو تاکہ ان کی طرف سے پوری طرح اطمینان ہو جائے" ...... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد چاروں ملازماؤں کے ہاتھ اور پیر بھی رسیوں سے باندھ دیئے گئے۔

"اب چلو دکھاؤ کہاں ہے اس حسینہ کا بیڈ روم" ...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ایسی گھٹیا باتیں آئندہ میرے سامنے نہ کرنا ورنہ میں بغیر کسی توقف کے گولی مار دوں گی" ...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے

میں کہا۔

"ارے ارے اتنے غصے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو کسی مرد کے بیڈ روم میں جانے سے گھبراتا ہوں تم عورت کی بات کر رہی ہو۔ میرا مقصد تھا کہ اس کا بند دروازہ تو دیکھا جا سکتا ہے یا وہ بھی نامحرمات میں شامل ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بھی مسکرا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ عمران اور تنویر کو ساتھ لے کر مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"اوہ کمرہ ساؤنڈ پروف بھی ہے اور اس میں سپیشل لاک بھی لگا ہوا ہے۔ اس لئے اسے زبردستی نہیں کھلوایا جا سکتا"...... عمران نے دروازے اور اس میں لگے ہوئے لاک کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی ایک لمحے میں فائر کر کے اس سپیشل لاک کو توڑ دیتا ہوں۔ پھر تو کھل جائے گا ناں دروازہ"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تاکہ مادام لزا فائرنگ ہوتے ہی کسی خفیہ راستے سے فرار ہو جائے۔ یہی چاہتے ہو ناں تم"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے دروازے پر مکے برسانے شروع کر دیئے۔

"اس قدر زور سے مکے برسانے کی کیا ضرورت ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے۔ اس لئے میرے زوردار مکے اندر سے دستک ہی محسوس ہو رہے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیا اور مسلسل مکے برساتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک دروازے کی سائیڈ دیوار میں لگے ہوئے رسیور سے چٹک کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے"۔ رسیور سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"ٹریسیا بول رہی ہوں مادام"...... عمران کے حلق سے ٹریسیا جیسی آواز نکلی لہجہ سہما ہوا سا تھا۔

"کیا بات ہے"...... لزا کی آواز میں پہلے سے زیادہ غصہ تھا۔

"باہر آیئے مادام رولف صاحب زبردستی اندر گھس آئے ہیں"۔ عمران نے ٹریسیا کے لہجے میں کہا۔

"رولف صاحب زبردستی گھس آئے ہیں کیا مطلب"...... اس بار لزا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"مادام میں گیلارڈ کا نائب ہوں۔ آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ اس لئے پلیز آپ باہر آ جائیں"...... اس بار عمران نے مردانہ آواز میں جواب دیا۔ لیکن لہجے میں ہلکی سی منت کا تاثر نمایاں تھا۔ لزا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد لاک کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر بھاری دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور گاؤن پہنے ہوئے ایک خوبصورت لڑکی باہر آ گئی۔ لیکن باہر آتے ہی اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ

بجلی کی سی تیزی سے گاؤن کی پھولی ہوئی جیب کی طرف بڑھا۔

"خبردار ہاتھ اٹھاؤ ورنہ"...... عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے گاؤن کی جیب سے ریوالور اچک لیا۔ لزا اسی طرح حیرت بھری نظروں سے کھڑی دیکھتی رہی البتہ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"کون ہو تم"...... لزا نے تیز لہجے میں پوچھا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر تنویر کی طرف بڑھی۔ عمران کا ہاتھ گھوم گیا تھا۔ پھر جیسے ہی لزا تنویر کی طرف بڑھی تنویر کا ہاتھ بھی گھوما اور لزا چیختی ہوئی اس بار تقریباً دو فٹ ہوا میں اچھل کر نیچے گری تو جولیا کی ٹانگ چلی اور اس بار لزا ایک لمحے تک تڑپ کر ساکت ہو گئی۔

"اسے اٹھاؤ جولیا اور وہیں سٹنگ روم میں لے چلو"...... عمران نے کہا اور جولیا نے آگے بڑھ کر اسے گھسیٹ کر کاندھے پر لادا اور پھر وہ تینوں واپس اسی سٹنگ روم کی طرف بڑھ گئے جہاں وہ چاروں عورتیں بندھی ہوئی موجود تھیں پھر عمران کے کہنے پر جولیا اور تنویر نے مل کر اسے ایک کرسی پر بیٹھا کر رسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔

"اب اطمینان سے مذاکرات ہو سکیں گے"...... عمران نے ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اشارے پر جولیا نے آگے بڑھ کر لزا کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات ابھرے جولیا پیچھے ہٹ کر ایک کرسی پر عمران کے ساتھ بیٹھ گئی۔ تنویر پہلے ہی ایک کرسی پر بیٹھ

چکا تھا۔ چند لمحوں بعد لزا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دی۔ اس کی آنکھیں تکلیف کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"تت تت تم کون ہو"...... لزا نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم ان تمہارے پہلے والے دشمنوں سے قدرے نرم دل واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے تو تمہارے سارے ملازموں کا خاتمہ کر دیا تھا لیکن ہم نے صرف مرد ملازموں کا خاتمہ کیا ہے۔ عورتوں کو صرف بے ہوش کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پپ پہلے والے دشمن"...... لزا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں ان کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اچھی طرح جانتی ہو"...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"تت۔ تت تمہارا مطلب میجر پرمود سے ہے۔ مم۔ مم۔ مگر وہ تو چلا گیا ہے"...... لزا نے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ میجر پرمود ان سے پہلے لزا سے ٹکرا چکا ہے۔ لیکن لزا کے جسم پر نہ ہی کسی تشدد کے نشانات تھے اور نہ وہ زخمی تھی۔ اس کے علاوہ وہ زندہ بھی تھی اور یہ ساری باتیں میجر پرمود کی فطرت کے خلاف تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ میجر پرمود نے لزا سے اپنے مطلب کی باتیں معلوم کر لی ہیں اس لئے وہ واپس چلا گیا تھا۔

"وہ یہاں کیوں آیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"تم پہلے بتاؤ کہ تم کون ہو۔ پھر یقین کرو میں سب کچھ تمہیں تفصیل سے بتا دوں گی"...... لزا نے کہا۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے"...... عمران نے جواب دیا تو لزا بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ اوہ تو تم علی عمران ہو"...... لزا نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ تو عمران اس کے منہ سے اپنا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں میرا نام علی عمران ہے۔ لیکن تم کیسے جانتی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"کاش تم سے کسی اچھے ماحول میں ملاقات ہوتی۔ میں تم سے بے حد متاثر ہوں"...... لزا نے بڑے رومانٹک سے موڈ میں کہا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت غصے کے آثار نمودار ہونے لگ گئے۔

"میرے خیال میں یہ بہترین ماحول ہی ہے۔ تم اپنی رہائش گاہ میں ہو۔ اپنی ہی کرسی پر بیٹھی ہو اور اس رسی سے بندھی ہوئی ہو جو تمہاری ملکیت ہے۔ تمہارے جسم پر تمہارا اپنا گاؤن ہے۔ اس سے زیادہ بہترین ماحول اور کیا ہو سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا کا غصے سے سکڑتا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تم کیا چاہتے ہو"...... لزا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم میرے پہلے سوال کا جواب دو کہ میجر پرمود یہاں کیوں آیا تھا"۔ عمران نے بھی اس بار خشک لہجے میں کہا۔

"وہ مجھ سے راسکو کے چیف ماریو کا پتہ پوچھنے آیا تھا لیکن میں نے

اسے یقین دلا دیا کہ راسکو کلوز ہو چکی ہے اس لئے اب ماریو کا پتہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس پر وہ واپس چلا گیا"...... لزا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ماریو کا پتہ معلوم نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کس کا پتہ معلوم کرنے گیا ہے"...... عمران نے اور زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں تفصیل بتا دیتی ہوں۔ پھر تمہیں ساری بات سمجھ میں آ جائے۔ میرا گروپ پیشہ ور قاتلوں کا گروپ ہے اور میری طرح دو اور گروپ بھی یہی کام کرتے ہیں۔ ایک گروپ کے سربراہ کا نام ڈیوس ہے اور دوسرا گروپ الیگزینڈر گروپ کہلاتا ہے۔ ماریو کو جب معلوم ہوا کہ راسکو کے خلاف پاکیشیا کا علی عمران اور اس کے ساتھی اور بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ میجر پرمود حرکت میں آ گئے ہیں تو اس نے ابتدائی طور پر میجر پرمود کے خلاف ڈیوس گروپ اور میرے گروپ کو ہائر کیا اور تمہارے لئے اس نے میرے علاوہ الیگزینڈر گروپ کو ہائر کیا۔ اس طرح میرا گروپ دونوں گروپس کے خلاف ہائر ہوا۔ پھر شاید ماریو کو مزید خوف محسوس ہوا تو اس نے راسکو ہی کلوز کر دی اور غائب ہو گیا لیکن چونکہ ہم معاوضہ لے چکے تھے اس لئے ہم کام کرتے رہے۔ میجر پرمود کو بھی راسکو کے کلوز ہونے اور ماریو کے غائب ہونے کا علم ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے ڈیوس اور میرے متعلق بھی معلومات مل گئیں کہ ہم اس کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ ہم دونوں یا ہم میں سے کوئی ایک لازماً ماریو کا غائب ہو جانے کے باوجود

پتہ جانتے ہوں گے چنانچہ وہ پہلے ڈیوس کے اڈے میں گھسا۔اس نے ڈیوس کے سارے آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر ڈیوس پر تشدد کیا۔ ڈیوس ماریو کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا۔اس نے اپنے سر سے بلا ٹالنے کے لئے میرے گلے میں ڈال دی ۔چنانچہ میجر پرمود ڈیوس کا خاتمہ کر کے یہاں آیا۔اس سے پہلے مجھے یہ اطلاع مل چکی تھی کہ اس نے ڈیوس کو ہلاک کیا ہے اور اب وہ میری طرف آرہا ہے ۔اس کا اور اس کے ساتھی کا حلیہ بھی مجھے معلوم ہو گیا ۔چنانچہ میں نے اسے یہاں ٹریپ کرنے کا پلان بنایا اور وہ دونوں ٹریپ ہو گئے ۔میں نے ان دونوں کو قید کر لیا۔مجھ سے غلطی یہ ہو گئی کہ میں انہیں بے بس سمجھ کر اس سے باتوں میں مصروف ہو گئی ۔میں نے ان دونوں کو راڈز والی کرسیوں پر جکڑا ہوا تھا ۔لیکن میجر پرمود نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں کرسی کا سسٹم توڑ کر آزادی حاصل کر لی ۔میں اس سے لڑتی ہوئی بے ہوش ہو گئی جب کہ اس نے اور اس کے ساتھی نے میرے علاوہ یہاں موجود تمام آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔مجھے انہوں نے اس کرسی پر راڈز سے جکڑ دیا۔جس پر میں نے اس کے ساتھی کو جکڑا تھا جب مجھے ہوش آیا تو میں اس کرسی پر جکڑی ہوئی تھی اور بے بس ہو چکی تھی ۔اس نے مجھ سے ماریو کا پتہ پوچھا۔میں نے اسے یقین دلایا کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے ۔ یہاں معدنیات کی چوری کے سلسلے میں دو تنظیمیں ہیں ۔جن میں سے ایک کا نام راسکو ہے اور دوسری کا بلیک گولڈ ہے ۔راسکو کے کلوز ہونے کے بعد بلیک گولڈ اوپن ہو گئی تھی ۔گو میں اچھی طرح جانتی

ہوں کہ دونوں تنظیمیں بالکل علیحدہ ہیں لیکن میجر پرمود کو شک تھا کہ ہو سکتا ہے ۔راسکو کا نام بدل دیا گیا ہو ۔بلیک گولڈ کے چیف کا نام گیلارڈ ہے ۔اس نے مجھ سے گیلارڈ کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتا دیا کہ گیلارڈ کو اکثر گیلارڈ نامی کلب میں بھی دیکھا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ اور اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے ۔چنانچہ وہ مجھے بے ہوش کر کے اور اس کرسی سے آزاد کر کے واپس چلا گیا۔جب مجھے ہوش آیا تو میں نے ملازمین سپلائی کرنے والی ایک کمپنی روتھ سے رابطہ قائم کیا اور نئے ملازم بھیجنے کے لئے کہا ساتھ ہی ایک اور کمپنی سے رابطہ کیا جو بظاہر تو کفن دفن کا دھندہ کرتے ہیں لیکن درپردہ ان کا کام ایسی لاشوں کو ٹھکانے لگانا ہوتا ہے جسے لوگ پولیس کی نظروں میں نہیں لانا چاہتے ۔ان کی مدد سے میں نے رہائش گاہ میں موجود لاشیں ہٹوا دیں اور پھر کھانا کھا کر میں بیڈ روم میں چلی گئی ۔ بس یہ ہے ساری بات"...... لزا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" گیلارڈ کا حلیہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا صرف اس کا نام سنا ہوا ہے ۔میرا اس سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا ۔میرا تعلق صرف ماریو سے ہے ۔ گیلارڈ اور ماریو کی نہ صرف تنظیمیں مختلف ہیں بلکہ ان کے آدمی اور ان کے رابطے بھی مختلف ہیں ۔ان دونوں کا آپس میں معمولی سا لنک بھی نہیں ہے"...... لزا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کوئی ایسا آدمی تو یقیناً ہو گا جو دونوں کا مشترکہ دوست ہو گا"۔

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"میرے علم میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے"...... لزا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا چھوڑو اسے تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا بوائے فرینڈ مائیکل کہاں ہے" ...... عمران نے کہا تو لزا بے اختیار چونک پڑی۔

"مائیکل۔ کیوں تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"۔ لزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سے جو کچھ میں نے پوچھا ہے۔اس کا جواب دو۔ اب تک میں تم سے صرف اس لئے نرمی سے بات کر رہا ہوں کہ تم ایک عورت ہو لیکن تم اس نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش مت کرو"۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

"مائیکل میرا بوائے فرینڈ ہے۔وہ نوادرات کی سمگلنگ بھی کرتا ہے اور جرائم کا کام بھی بک کرتا ہے۔وہ کئی دنوں سے ایکریمیا سے باہر گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی ایک ہفتے بعد ہو گی۔ ایک ہفتے بعد اگر تم چاہو تو میں اس سے تمہیں ملوا دوں گی"...... لزا نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے پوچھا اور لزا نے حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتا دی۔

"تم ماریو سے تو ملتی رہتی ہو۔اس کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے دوسرا سوال کیا اور لزا نے ماریو کا حلیہ اور قدوقامت کے متعلق بتا دیا۔

"مائیکل تمہارا بوائے فرینڈ ہے تو اس کی تصویر لازماً تمہارے پاس موجود ہو گی"...... عمران نے چند لمحوں خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ہاں ہے۔لیکن وہ اس سارے معاملے میں ملوث نہیں ہے"۔ لزا نے کہا۔

"تم بتاؤ کہ تصویر کہاں ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میرے بیڈ روم کی الماری میں البم موجود ہے۔اس میں ہے"۔ لزا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جولیا جاؤ اور وہ البم لے آؤ"...... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا کرسی سے اٹھی اور سٹنگ روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"تم نے مائیکل کے بارے میں کیوں تفصیلات پوچھی ہیں"۔ لزا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون خوش قسمت ہے جس کی تم جیسی خوبصورت حسینہ بوائے فرینڈ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لزا چونک پڑی۔

"اوہ اوہ تو جولیا تمہاری بیوی ہے۔خوش قسمت ہے۔وہ بھی کسی سے کم نہیں ہے"...... لزا نے کہا۔

"خاموش رہو لڑکی فضول بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ تنویر کو شاید بیوی والے لفظ پر غصہ آگیا تھا۔

"کیا۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کر دی ہے"...... لزا نے حیران ہو کر کہا۔

"جولیا ہماری لیڈر ہے سمجھیں اور اب اگر تم نے اس کے متعلق کوئی بکواس کی تو گولی مار دوں گا"...... تنویر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ عمران خاموش بیٹھا مسکراتا رہا۔ اس نے کوئی مداخلت نہ کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جولیا البم لے کر واپس آئی تو عمران نے اس سے البم لیا اور اسے کھول کر دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

"یہی ہے مائیکل"...... عمران نے ایک تصویر کو لزا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جس میں لزا ایک خوبصورت اور وجیہہ نوجوان کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہاں یہی ہے مائیکل"...... لزا نے جواب دیا اور عمران غور سے مائیکل کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر باقی البم بھی چیک کی اور پھر البم بند کر کے اس نے اسے جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"اگر تم نے مائیکل سے فوری رابطہ کرنا ہو تو تم کیا کرو گی"۔ عمران نے کہا۔

"اس کی ضرورت ہی نہیں ہے جب وہ ناراک میں ہوتا ہے تو میرے پاس آتا جاتا رہتا ہے"...... لزا نے جواب دیا۔

"کوئی ایسا آدمی جو گیلارڈ کے بارے میں جانتا ہو"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... لزا نے جواب دیا تو عمران کرسی سے اٹھا اور اس نے ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر

ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گیلارڈ بار کے نمبر بتائیں"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبایا اور تیزی سے آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گیلارڈ بار"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"گیلارڈ سے بات کراؤ۔ پولیس کمشنر بول رہا ہوں"...... عمران نے انتہائی کرخت سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر گیلارڈ صاحب کون ہیں۔ یہاں تو کئی گیلارڈ آتے رہتے ہیں آپ کن سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اس بار کے مالک کا کیا نام ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"لارڈ رالف گیلارڈ۔ لیکن وہ تو سرولنگٹن میں رہتے ہیں۔ پورے ایکریمیا میں ان کے نام سے بار موجود ہیں وہ یہاں تو نہیں رہتے"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ گیلارڈ اس گیلارڈ بار کا مالک نہیں ہے۔ میں نے سمجھا کہ اس نے اپنے نام سے بار کا نام رکھا ہوگا"...... عمران نے واپس اپنی کرسی کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"میں خود یہی سمجھی تھی۔ لیکن آج فون کے لاؤڈر سے آنے والی آواز سن کر مجھے بھی پہلی بار معلوم ہوا ہے کہ یہ کوئی اور گیلارڈ ہے"۔ لزا نے جواب دیا۔

"او۔ کے تم اب آرام کرو۔ مجھے افسوس ہے کہ ہم نے تمہیں ڈسٹرب کیا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور کمرہ لزا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا لیکن کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

"اسے کھول دو جولیا"...... عمران نے جولیا کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کس چکر میں پڑ گئے ہو۔ یہ انتہائی خطرناک پیشہ ور قاتلہ ہے۔ اسے گولی مار کر ختم کر دو"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں جولیا تم ویسا ہی کرو اور سنو تنویر ہر بار مداخلت اچھی نہیں ہوتی۔ میں جو کچھ کرتا ہوں سوچ سمجھ کر کرتا ہوں اور ضروری نہیں ہے کہ میں ہر بار اپنے احکامات کے بارے میں تمہیں مطمئن بھی کرتا رہوں"...... عمران کا لہجہ تلخ تھا۔

"آخر اس میں اتنا غصے میں آجانے کی کیا بات ہے۔ تنویر نے بات تو درست کی ہے"...... جولیا نے لزا کی رسیاں کھولتے ہوئے تنویر کی

حمایت کی تو تنویر کا چہرہ جو عمران کے تلخ اور سخت لہجے کی وجہ سے سکڑ سا گیا تھا جولیا کی حمایت کی وجہ سے یکلخت کھل اٹھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اسے سب کچھ بتانا پڑے گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے وہاں لگژری فلیٹ میں میری کی بات سنی تھی کہ مائیکل لزا کا دوست ہے اور مائیکل کے تعلقات ماریو اور گیلارڈ دونوں سے ہیں۔ اور یہاں میرے پوچھنے پر لزا نے مائیکل اور ماریو دونوں کے حلیے اور قدوقامت بھی بتائے تھے"...... عمران نے واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو پھر"...... جولیا نے کہا۔

"دونوں کے بارے میں تفصیلات سن کر تمہیں کوئی خیال نہیں آیا۔ دونوں کے قدوقامت یکساں ہیں حلیے اور عمریں مختلف ہیں اس لئے میں نے البم چیک کی تھی۔ میں اس مائیکل کے خدوخال غور سے دیکھنا چاہتا تھا تاکہ حتمی نتیجے پر پہنچ سکوں اور میرے انداز کے مطابق مائیکل اور ماریو ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ وہی ماریو ہے اور وہی مائیکل ہے اور اب مجھے یقین آتا جا رہا ہے کہ یہی مائیکل گیلارڈ بھی ہوگا لوگ تو ڈبل روپ رکھتے ہیں لیکن اس نے تہرا روپ دھار رکھا ہے"۔

عمران نے بیرونی عمارت کے برآمدے سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس میں ان کی کار موجود تھی۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے۔اس طرف تو ہمارا خیال ہی نہ گیا تھا۔اوہ اسی لئے تم لزا کو زندہ رکھنا چاہتے تھے تاکہ اس کے ذریعے مائیکل کا کھوج لگا سکو۔گڈ۔مجھے تسلیم ہے کہ تم واقعی مجھ سے زیادہ ذہین ہو"۔ تنویر نے حسب عادت انتہائی کھلے دل سے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تم پھر بھی ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتے۔اب میری تعریف کر کے میرا کباڑہ کرانا چاہتے ہو"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"کیا مطلب۔ایک تو تنویر اپنی صاف دلی کی وجہ سے تمہاری تعریف کر رہا ہے اوپر سے تم اسے ہی غلط کہہ رہے ہو"۔جولیا نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔تنویر اس دوران عقبی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

"میں نے ہزار بار تنویر سے کہا ہے کہ تمہارے سامنے مجھے عقلمند کہہ کر میرا سکوپ ختم نہ کرے لیکن یہ باز نہیں آتا"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔جب کہ جولیا مسکرا دی۔عمران نے کار موڑ کر اسے پھاٹک کی طرف بڑھا دیا۔

میجر پرمود اور کیپٹن توفیق لزا ہاؤس سے نکل کر سیدھے گیلارڈ بار پہنچے اور جب انہوں نے کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی سے مینجر سے ملنے کی خواہش کی تو لڑکی نے ایک سائیڈ پر جاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف اشارہ کر دیا بار کا ماحول انتہائی پرسکون تھا۔وہاں موجود افراد کا تعلق اعلیٰ سوسائٹی سے تھا۔وہاں ایک بھی ایسا آدمی نظر نہ آ رہا تھا جسے زیر زمین دنیا کا فرد سمجھا جا سکے۔اس ماحول کو دیکھ کر ہی میجر پرمود سمجھ گیا کہ گیلارڈ خود بھی انتہائی اعلیٰ سوسائٹی میں موو کرتا ہوگا۔ورنہ اگر وہ عام سا جرائم پیشہ آدمی ہوتا تو پھر اس کا یہ بار بھی ایسے ہی لوگوں سے بھرا ہوا نظر آتا چونکہ لزا نے اسے بتایا تھا کہ گیلارڈ کبھی کبھار ہی اس بار میں آتا ہے۔اس لئے اس نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مینجر کو منتخب کیا تھا۔سیڑھیوں کا اختتام ایک انتہائی خوبصورت انداز میں سجی ہوئی راہداری میں ہوا تھا۔جس کے آخر میں ایک بند

دروازے پر منیجر کی تختی نظر آ رہی تھی۔ اس کے اوپر ہوپ گولفن کے
نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ دروازہ بند تھا لیکن باہر کوئی دربان وغیرہ
نہ تھا۔ میجر پرمود نے دروازے کو دبایا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس
نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"یس کم ان پلیز"...... دروازے کے ساتھ دیوار میں نصب جالی
سے ایک بااخلاق آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ میکانکی
انداز میں کھلتا چلا۔ میجر پرمود اندر داخل ہوا۔ دفتر خاصا وسیع وعریض
تھا اور اسے انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی
دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جو چہرے مہرے سے
ہی خالصتاً کاروباری آدمی نظر آ رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ہوپ گولفن
اور منیجر کے نام کی تختی موجود تھی۔ میز پر کئی رنگوں کے فون اور انٹرکام
بھی موجود تھے۔ میجر پرمود اور کیپٹن توفیق کے اندر داخل ہوتے ہی
وہ ریوالونگ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام ہوپ گولفن ہے اور میں آپ حضرات کو اپنے دفتر میں
دلی طور پر خوش آمدید کہتا ہوں"...... ادھیڑ عمر نے کھڑے ہو کر میجر
پرمود کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے انتہائی بااخلاق
لہجے میں کہا۔

"میرا نام روڈنی ہے اور یہ ہے میرا ساتھی جیکب ہالر اور ہمیں بھی
آپ جیسے بااخلاق آدمی سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے"...... میجر
پرمود نے مصافحہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا اور کیپٹن توفیق کا تعارف

کراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ فرمائیں کیا پینا پسند فرمائیں گے"۔ منیجر
نے مصافحے کے بعد انہیں صوفوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے
مسکرا کر کہا۔

"شکریہ۔ ہم آپ سے صرف چند معلومات حاصل کرنے آئے ہیں۔
امید ہے آپ ہمیں مایوس نہیں کریں گے"...... میجر پرمود نے ایک
طرف رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھنے کی بجائے میز کے ساتھ موجود کرسی پر
بیٹھتے ہوئے کہا جب کہ توفیق اطمینان سے سائیڈ پر رکھے صوفے پر
بیٹھ گیا۔

"جی فرمایئے جو کچھ مجھے معلوم ہے۔ اسے میں کیوں چھپاؤں گا"۔
منیجر نے پرمود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم نے گیلارڈ سے ملنا ہے اور فوری۔ اس وقت وہ کہاں ہوں
گے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"گیلارڈ۔ آپ کا مطلب"...... منیجر نے چونک کر کہا۔

"اسی بار کے مالک گیلارڈ"...... پرمود نے اس کی بات کاٹتے
ہوئے کہا۔

"وہ گذشتہ کئی ماہ سے بیمار ہیں۔ اس لئے پرل سپیشل ہاسپٹل میں
ایڈمٹ ہیں۔ آپ وہاں ان سے ملاقات کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان کے
ڈاکٹروں نے اس ملاقات کی اجازت دے دی"...... منیجر نے جواب
دیتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اس کا جواب سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس

"بیمار ہیں۔ پچھلے کئی ماہ سے۔ لیکن انہوں نے ابھی تو بلیک گولڈ کو اوپن کیا ہے"...... میجر پرمود نے کہا تو مینجر بے اختیار چونک پڑا۔

"بلیک گولڈ کو اوپن کیا ہے۔ کیا مطلب۔ میں آپ کی بات سمجھا نہیں۔ سر رالف گیلارڈ نے تو بلیک گولڈ نام کا کوئی ادارہ نہیں کھولا"۔ مینجر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر رالف گیلارڈ۔ کیا وہ لارڈ ہیں"...... اس بار میجر پرمود کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"جی ہاں خاندانی طور پر لارڈ ہیں۔ لیکن ان کا کاروبار تو صرف گیلارڈ بار تک محدود ہے۔ ویسے سارے ایکریمیا میں ان کے گیلارڈ بار موجود ہیں مگر بلیک گولڈ کا نام تو میں نے پہلی بار سنا ہے"...... مینجر نے کہا اور میجر پرمود نے ایک طویل سانس لیا۔

"سر رالف گیلارڈ جس ہسپتال میں داخل ہیں وہ کہاں ہے"۔ میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ولنگٹن میں۔ وہ وہیں رہتے ہیں گیلارڈ پیلس میں مشہور عمارت ہے"...... مینجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری پھر واقعی ہم سے غلطی ہو گئی ہے اور ہم نے آپ کا وقت بھی ضائع کیا ہے۔ دراصل نام کی مشابہت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے"۔ میجر پرمود نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ کوئی بات نہیں۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ مجھے تفصیل بتائیں میں یہاں کا رہائشی ہوں۔ ہو سکتا ہے میں آپ کی کوئی مدد کر

سکوں"...... مینجر نے انتہائی بااخلاق لہجے میں کہا۔

"آپ سے کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم دونوں ایکریمی نہیں ہیں۔ ہم بلگارنوی ہیں۔ ایشیا کے ایک ملک بلگارنیہ سے ہمارا تعلق ہے۔ ہم وہاں کی ایک سرکاری ایجنسی سے متعلق ہیں۔ یہاں ایک مجرم تنظیم ہے۔ جس کا نام راسکو ہے۔ اس کے چیف کا نام ماریو بتایا جاتا ہے۔ اس تنظیم کا کام ایشیائی ملکوں سے انتہائی قیمتی سائنسی معدنیات چوری کر کے اسے سپر پاورز کی لیبارٹریوں میں فروخت کرنا ہے۔ بلگارنیہ سے اس تنظیم نے ایک انتہائی قیمتی سائنسی معدنیات چوری کی تو حکومت کو اس کا علم ہو گیا چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس تنظیم کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ آئندہ بلگارنیہ کی دولت کو یہ لوگ نہ چرا سکیں۔ ہم اس سلسلے میں یہاں آئے تو راسکو نے دو ایسی تنظیموں کو ہمارے پیچھے لگا دیا۔ جو پیشہ ور قتل کرتی ہیں۔ لیکن ہم نے ان سے نمٹ لیا۔ تو راسکو کو کلوز کر دیا گیا اس کے تمام آدمی غائب ہو گئے۔ اڈے ختم کر دیئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ معلومات بھی ملیں کہ ایسی ہی ایک اور تنظیم بھی ہے جس کا نام بلیک گولڈ ہے۔ لیکن اس تنظیم کا دائرہ کار ایکریمیا، یورپ اور افریقہ ہے۔ اس کے آدمی اور اڈے راسکو سے قطعی مختلف ہیں۔ لیکن ایک بات نے ہمیں شک میں ڈال دیا کہ جیسے ہی راسکو کو کلوز کیا گیا پہلے سے کلوز بلیک گولڈ کو اوپن کر دیا گیا۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مجرموں نے دو علیحدہ علیحدہ نام سے تنظیمیں بنائی ہوئی ہوں جو

بظاہر مختلف ہوں لیکن ظاہر ہے ان دونوں کے سربراہ ایک ہی ہوں گے۔ اس لئے ہم اسے چیک کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح راسکو کے سربراہ کا نام ماریو بتایا جاتا ہے۔ اسی طرح بلیک گولڈ کے سربراہ کا نام گیلارڈ بتایا جاتا ہے اور ہمیں حتمی اطلاع ملی کہ گیلارڈ اکثر گیلارڈ بار میں دیکھا جاتا ہے۔ اس بار کے نام سے ہمیں یہ غلط فہمی ہوئی کہ شاید یہ بار اسی گیلارڈ کی ملکیت ہوگی کیونکہ اکثر مجرم اپنے ناموں سے باروں کے نام رکھتے ہیں اور ہم ان گیلارڈ صاحب کے بارے میں پوچھنے کے لئے آپ کے پاس آئے تھے"...... میجر پرمود نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں ان مجرموں کے خلاف آپ کی مدد ضرور کروں گا۔ اگر وہ گیلارڈ یہاں آتا ہوگا تو پھر کریٹا کو اس کے بارے میں ضرور علم ہوگا۔ کریٹا اس بار کا سب سے پرانا ویٹر ہے اور انتہائی باخبر آدمی ہے۔ میں اسے بلاتا ہوں"...... منیجر نے کہا۔

"ارے نہیں ہوپ صاحب وہ آپ کے سامنے زبان نہیں کھولے گا ان ویٹرز کی نفسیات ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ کا بے حد شکریہ ہم اس سے خود ہی معلومات حاصل کر لیں گے۔ صرف آپ اتنا معلوم کر دیں کہ کیا کریٹا اس وقت بار میں موجود ہے یا نہیں"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی بات بھی درست ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں ویسے ایک بات عرض کر دوں کہ کریٹا انتہائی شریف آدمی ہے۔ اس

لئے پلیز آپ اسے کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ وہ بوڑھا آدمی ہے اور اکثر بیمار رہتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ سب سے پرانا ویٹر ہے۔ اس لئے ہم نے اسے نوکری میں رکھا ہوا ہے"...... منیجر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ شریف آدمیوں کی ہم دل سے قدر کرتے ہیں"۔ میجر پرمود نے جواب دیا اور منیجر بے اختیار ہنس پڑا۔

"شکریہ"...... منیجر نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"جیفر۔ اولڈ کریٹا ڈیوٹی پر ہے"...... منیجر نے رابطہ قائم ہوتے ہی نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے"...... منیجر نے دوسری طرف سے جواب سن کر کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"وہ دو روز سے بیماری کی چھٹی پر ہے۔ گھر پر ہوگا۔ میں آپ کو اس کا پتہ بتا دیتا ہوں اور اپنا کارڈ بھی دے دیتا ہوں۔ آپ اس سے مل لیں۔ جو کچھ وہ جانتا ہوگا وہ آپ کو ضرور بتا دے گا"...... منیجر نے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے پیڈ پر قلم سے ایک پتہ لکھا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس نے وہ کاغذ اور کارڈ میجر پرمود کی طرف بڑھا دیا۔

"کاغذ پر کریٹا کے گھر کا پتہ درج ہے"...... منیجر نے کہا۔

"بے حد شکریہ جناب آپ نے ہم سے واقعی تعاون کیا ہے"۔ میجر پرمود نے کاغذ پر لکھے ہوئے پتے کو ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر

کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" ایسی کوئی بات نہیں ۔ جرائم کے خلاف تعاون کرنا ہر شریف آدمی کا فرض ہے "........ مینجر نے بھی پرمود کے اٹھتے ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر میجر پرمود اور کیپٹن توفیق اس سے مصافحہ کر کے اس کے دفتر سے باہر آ گئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھے گریفورڈ کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں اس ویٹر کی رہائش گاہ تھی ۔

یہ کالونی متوسط درجے کے لوگوں کی رہائش گاہ تھی ۔ یہاں چھوٹے چھوٹے مکانات بھی تھے اور کئی کئی منزلوں پر مشتمل رہائشی پلازے بھی ۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد آخر کار انہوں نے کریٹا کا مکان تلاش کر لیا اور پھر ٹیکسی کو فارغ کر کے وہ آگے بڑھے اور کال بیل بجا دی ۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھی عورت باہر آ گئی ۔ اس کے جسم پر عام سا لباس تھا ۔

" مسٹر کریٹا سے ملنا ہے ۔ ہم گیلارڈ بار کے مینجر جناب ہوپ گولفن کا کارڈ لے کر آئے ہیں ۔ ایک انتہائی ضروری کام ہے "........ پرمود نے کہا ۔

" وہ تو بیمار ہے ۔ بہرحال آیئے "........ عورت نے کہا اور ایک طرف بڑھ گئی اور پرمود اور توفیق دونوں گھر کے اندر داخل ہوئے ۔ گھر چھوٹا سا تھا لیکن انتہائی صاف ستھرا تھا اور گھر میں اس بوڑھی عورت کے علاوہ اور کوئی شخص بھی نظر نہ آ رہا تھا ۔

بوڑھی ان کی رہنمائی کرتی ہوئی ایک کمرے میں لے آئی ۔ جہاں

ایک آرام کرسی پر ایک بوڑھا آدمی نیم دراز تھا ۔

" یہ صاحبان تم سے ملنے آئے ہیں کریٹا "........ بوڑھی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا ۔

" مجھ سے ۔ اوہ آیئے آیئے خوش آمدید ۔ میں بیمار ہوں اس لئے کھڑا ہو کر آپ کا استقبال نہیں کر سکتا ۔ ادھر تشریف رکھیئے " کریٹا نے چونک کر کہا اور میجر پرمود اور توفیق اس کا شکریہ ادا کر کے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔

" میرا نام روڈنی ہے اور یہ میرا ساتھی ہے ۔ جیکب ۔ آپ کا ریفرنس آپ کے باس مینجر نے دیا ہے ۔ آپ کے گھر کا پتہ بھی انہوں نے بتایا ہے ۔ ان کا یہ کارڈ "........ میجر پرمود نے جیب سے مینجر کا کارڈ نکال کر بوڑھے کریٹا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ٹھیک ہے ۔ آپ ویسے بھی میرے مہمان ہیں ۔ فرمایئے آپ کیا پینا پسند کریں گے ۔ ہم یہاں اکیلے رہتے ہیں ۔ میری بیوی اور میں ۔ ہمارا کوئی بچہ نہیں ہے "........ بوڑھے نے بااخلاق لہجے میں کہا ۔

" کوئی تکلف نہیں ہے ۔ ہم نے صرف آپ سے چند معلومات لینی ہیں "........ میجر پرمود نے کہا ۔

" فرمایئے "........ کریٹا نے چونک کر کہا ۔

" ہم نے ایک صاحب گیلارڈ سے ملنا ہے ۔ جس کے متعلق معلوم ہے کہ وہ گیلارڈ بار میں اکثر آتا جاتا رہتا ہے ۔ نہ ہی ہمارے پاس اس کا حلیہ ہے اور نہ ہی کوئی دوسری تفصیل ۔ صرف اتنا ریفرنس ہے

کہ وہ ایک تنظیم بلیک گولڈ کا سربراہ ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔
"اوہ اوہ وہ گیلارڈ صاحب بلیک گولڈ والے۔ہاں میں انہیں جانتا ہوں وہ کبھی کبھار ہی بار میں آتے ہیں۔ویسے چہرے مہرے سے تو وہ انتہائی سفاک اور جابر آدمی لگتے ہیں لیکن دراصل انتہائی شریف اور فیاض آدمی ہیں۔ان کا بلیک گولڈ سے تعلق کا بھی مجھے بس ایک اتفاق سے علم ہوا تھا"...... کریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آپ پہلے تو ان کا حلیہ تفصیل سے بتا دیں"...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اسے کریٹا کی طرف بڑھا دیا۔
"اوہ نہیں آپ میرے مہمان ہیں اور پھر ہوپ صاحب نے آپ کو بھیجا ہے"...... کریٹا نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ کوئی رشوت یا نذرانہ نہیں ہے مسٹر کریٹا یہ صرف ہماری طرف سے تحفہ ہے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"شکریہ"...... کریٹا نے کہا اور جلدی سے نوٹوں کی گڈی لے کر اپنی جیب میں ڈال لی۔اب اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کی چمک ابھر آئی تھی اور پھر اس نے گیلارڈ کا حلیہ اور قدوقامت تفصیل سے بتانا شروع کر دیا۔
"اب آپ اس کے متعلق جتنی بھی تفصیل جانتے ہوں وہ براہ کرم بتا دیں خاص طور پر اگر ہم نے فوری طور پر ان سے ملنا ہو تو کہاں مل سکتے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ویسے تو شاید میں ان کے متعلق آپ کو زیادہ تفصیل نہ بتا سکتا۔ لیکن ایک بار اتفاق سے میں نے انہیں روز میری ہاؤس میں دیکھا تھا۔ روز میری ہاؤس کارینوال روڈ پر ایک انتہائی شاندار اور عظیم الشان عمارت ہے۔اس ساری عمارت میں بے شمار کمپنیوں کے دفاتر ہیں۔ ان میں سے ایک دفتر فیاٹو کارپوریشن کا بھی ہے۔میں اس دفتر کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور میں نے گیلارڈ کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔وہ تیز تیز چلتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔میں بھی وہاں ایک دفتر میں کام سے گیا تھا۔میں نے واپسی پر ویسے ہی لفٹ بوائے سے گیلارڈ کے بارے میں پوچھ لیا کیونکہ میں انہیں بزنس مین کی بجائے جاگیر دار قسم کا آدمی سمجھتا تھا اس لئے مجھے حیرت ہوئی تھی۔تو لفٹ بوائے نے پہلے تو گیلارڈ نام کے کسی آدمی کو جاننے سے ہی انکار کر دیا۔لیکن جب میں نے مخصوص حلیہ بتایا تو اس نے بتایا کہ ان کا نام تو گرافن ہے اور وہ فیاٹو کارپوریشن کے چیئرمین ہیں۔البتہ یہاں کبھی کبھار ہی آتے ہیں اس پر میں سمجھ گیا کہ وہ دوہری شخصیت کے حامل ہیں۔بس یہی معلومات ہیں میرے پاس۔اس سے زیادہ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"...... کریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"او۔کے کافی ہے۔اب اجازت"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کریٹا سے مصافحہ کر کے اس کے گھر سے باہر آ گئے۔
"یہ تو الٹا چکر نکل آیا ہے"...... توفیق نے کہا۔
"تم نے ایک بات محسوس کی ہے توفیق"...... میجر پرمود نے کہا۔

"کون سی"...... توفیق نے چونک کر کہا۔

"ماریو اور گیلارڈ کے قدوقامت بالکل ایک جیسے ہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ وہ بوڑھا بتایا جاتا ہے اور یہ جوان آدمی ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ لیکن یہ اتفاق بھی تو ہوسکتا ہے"...... توفیق نے فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی"...... میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ ایک طرف موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب سے فون کارڈ نکال کر اسے مخصوص خانے میں پُش کیا اور پھر پہلے انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"روز میری ہاؤس میں فیاٹو کارپوریشن ہے۔ اس کے چیئرمین مسٹر گرافن کا نمبر چاہیئے"۔ میجر پرمود نے کہا تو آپریٹر نے چند لمحوں بعد نمبر بتا دیا اور میجر پرمود نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر گرافن سے بات کرائیں۔ میں روڈی بول رہا ہوں"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"باس تو گذشتہ ایک ماہ سے ملک سے باہر ہیں بزنس کے سلسلے میں اور ابھی ان کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں ہے"...... دوسری طرف

سے جواب دیا گیا۔

"آپ ان کی سیکرٹری ہیں"...... میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں میرا نام مارگریٹ ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا آپ سے دفتر سے باہر کاروباری ملاقات ہو سکتی ہے۔ کاروباری سے میرا مطلب آپ سمجھ گئی ہوں گی۔ آپ کی توقع سے زیادہ معاوضہ دیا جا سکتا ہے اور کسی کو علم بھی نہ ہوگا۔ ہمیں صرف بزنس کے سلسلے میں چند بنیادی معلومات چاہئیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"میں دس منٹ بعد ڈیوٹی سے فارغ ہو رہی ہوں۔ آپ میری رہائش گاہ پر آجائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک پتہ بھی بتا دیا گیا۔

"شکریہ"...... میجر پرمود نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ اب اس مارگریٹ سے مل لیں۔ یہ سیکرٹری ٹائپ کی عورتیں اپنے باس کے متعلق باقی سب افراد سے زیادہ جانتی ہیں"۔ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ان کی ٹیکسی ایک رہائشی پلازہ کے سامنے انہیں ڈراپ کر چکی تھی۔ اس پلازہ کے ایک فلیٹ میں مارگریٹ رہتی تھی اور تھوڑی دیر بعد جب اس فلیٹ کے دروازے پر میجر پرمود نے دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے مار گریٹ کی آواز سنائی دی۔

"میرا نام روڈی ہے۔ میں نے آپ کو بزنس ٹاک کے لئے کہا تھا"۔ میجر پرمود نے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں لمبے قد کی قدرے ادھیڑ عمر عورت موجود تھی۔

"آیئے میں آپ کی ہی منتظر تھی"...... مار گریٹ نے ایک نظر میجر پرمود اور توفیق کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک طرف ہٹ گئی۔

"شکریہ"...... میجر پرمود نے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔ توفیق نے اس کی پیروی کی۔

"جی فرمایئے۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... مار گریٹ نے ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے خالصتاً کاروباری لہجے میں کہا۔

"محترمہ مار گریٹ صاحبہ جو چند باتیں ہمیں معلوم ہیں وہ پہلے سن لیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے آپ سے کیا معلوم کرنا ہے معاوضہ کی آپ فکر مت کریں وہ آپ کو آپ کی توقع سے کہیں زیادہ ملے گا۔ لیکن صرف اس شرط پر کہ آپ ہمیں درست معلومات دیں اور آپ کی یہ معلومات بھی راز میں رہیں گی اور آپ سے ملاقات بھی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ گرافن دوہری شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی ایک شخصیت تو گرافن کی ہے۔ جب کہ دوسری شخصیت گیلارڈ کی ہے اور ہمیں ان کی دوسری شخصیت کے بارے میں معلومات چاہئیں"...... میجر پرمود نے کہا تو مار گریٹ بری طرح چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت اور قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ۔ آپ کون ہیں"...... مار گریٹ نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اس بات کو آپ چھوڑیں"...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی اور مار گریٹ نے چونک کر اس گڈی کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں یکلخت بے پناہ چمک ابھر آئی۔

"آپ کتنا معاوضہ دیں گے"...... مار گریٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ سالم گڈی بھی آپ کی ہو سکتی ہے"...... میجر پرمود نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے دیں۔ مجھے واقعی رقم کی بے پناہ ضرورت ہے۔ جو کچھ میں جانتی ہوں سب کچھ آپ کو بتا دوں گی۔ اس لئے کہ اس رقم سے میرے خواب پورے ہو سکتے ہیں اس بور اور یکسانیت سے پُر کام سے استعفیٰ دے کر دنیا کی سیر کو جا سکتی ہوں اور دنیا میں کسی بھی جگہ سیٹل ہو سکتی ہوں۔ جہاں میرا جی چاہے گا وہاں اس رقم سے میں اچھی اور آرام دہ رہائش گاہ بھی خرید سکوں گی اور دوسری بنیادی ضروریات بھی اور کوئی چھوٹا سا بزنس بھی کر سکوں گی"۔ مار گریٹ نے بڑے خوابناک سے لہجے میں کہا اور میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے گڈی اس کی طرف بڑھا دی۔ مار گریٹ نے اس طرف نوٹوں کی اس گڈی کو جھپٹا جیسے یہ اس کے لئے ہفت اقلیم کی دولت ہو۔ اس کے چہرے پر

بے پناہ مسرت اور جوش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"میں اسے سیف میں رکھ لوں اس طرح مجھے اطمینان رہے گا"
...... مارگریٹ نے کہا اور اٹھ کر جلدی سے اندرونی کمرے کی طرف
بڑھ گئی تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس نے ایک ٹرے اٹھائی ہوئی
تھی جس میں کافی کی تین پیالیاں موجود تھیں۔
"میرے پاس شراب خریدنے کی رقم کبھی بھی نہیں ہوئی اس لئے
میں کافی ہی پیتی ہوں اور اس وقت یہی پیش کر سکتی ہوں"۔ مار
گریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور کافی کی ایک ایک پیالی اس نے
میجر پرمود اور توفیق کے سامنے رکھ دی۔
"حالانکہ تم ایک بڑے کاروباری ادارے کے سربراہ کی سیکرٹری
ہو۔اس لحاظ سے تو تمہیں بھاری تنخواہ ملنی چاہیئے"...... میجر پرمود نے
کہا۔
"مجھے واقعی بھاری تنخواہ ملتی ہے۔لیکن گذشتہ چار سالوں سے اس
تنخواہ کا ایک بڑا حصہ میں اپنے معذور بھائی کو بھجوا دیتی تھی جو ولنگٹن
میں رہتا تھا۔ وہ معذور تھا اور بیمار تھا۔ حکومت کی طرف سے اسے
وظیفہ ملتا تھا اس سے وہ گزارا نہ کر سکتا تھا وہ میرا چھوٹا اکلوتا بھائی تھا۔
ایک حادثے میں معذور ہو گیا۔مجھے اس سے بے پناہ محبت تھی۔لیکن
اب گذشتہ ماہ اس کا انتقال ہو گیا ہے اور اس بار شاید پہلی بار میں
ساری تنخواہ خود خرچ کروں"...... مارگریٹ نے کہا۔
"حیرت ہے۔اس خودغرض معاشرے میں بھی آپ جیسی نیک

دل اور ہمدرد خاتون رہتی ہے"...... میجر پرمود نے تحسین آمیز لہجے
میں کہا تو مارگریٹ بے اختیار مسکرا دی۔
"اب آپ پوچھیں۔کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔میں جو کچھ بھی جانتی
ہوں سب کچھ سچ سچ بتا دوں گی"...... کافی پینے کے بعد مارگریٹ نے
کہا۔
"بنیادی بات یہ ہے کہ ہم نے فوری طور پر اس گیلارڈ سے ملنا ہے
اور بس"...... میجر پرمود نے کہا۔
"گیلارڈ سے اب آپ شاید نہ مل سکیں۔شاید طویل عرصے تک"۔
مارگریٹ نے جواب دیا تو میجر پرمود چونک پڑا۔
"کیوں"...... میجر پرمود نے حیران ہو کر پوچھا۔
"اس لئے کہ گیلارڈ جس تنظیم کا سربراہ ہے۔میرا مطلب بلیک
گولڈ سے ہے۔اسے آپ کا فون آنے سے ایک گھنٹہ پہلے کلوز کر دیا گیا
ہے اور اب گیلارڈ اور اس کی تنظیم کا کوئی آدمی بھی آپ کو کہیں بھی
دستیاب نہ ہو سکے گا"...... مارگریٹ نے جواب دیا تو میجر پرمود کا منہ
حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔
"بلیک گولڈ کو بھی کلوز کر دیا گیا ہے۔آخر یہ کیا پراسرار چکر ہے۔
پہلے راسکو کلوز کر دی گئی اور ماریو غائب ہو گیا اور اب"۔ میجر پرمود
نے کہا تو مارگریٹ مسکرا دی۔
"میں ایک ایسا راز جانتی ہوں کہ شاید اس پوری دنیا میں اور کوئی
اس راز سے واقف نہ ہو گا۔میں آپ کو وہ راز بتا دیتی ہوں اب آپ کی

مرضی کہ آپ مجھے اس راز کے معاوضے میں مزید کوئی رقم دیں یا نہ دیں۔ میں اصرار نہیں کروں گی۔ لیکن ایک بات کا آپ وعدہ کریں کہ آپ دونوں کے علاوہ اور کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ راز میں نے آپ کو بتایا ہے ورنہ میں شاید دوسرا سانس بھی نہ لے سکوں"۔ مارگریٹ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا وعدہ مس مارگریٹ کہ آپ کا نام کبھی سامنے نہ آئے گا"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"مجھے آپ کے وعدے پر اعتبار ہے۔ اس لئے کہ میں نے قیافہ شناسی کے علم پر بہت کچھ پڑھا ہے۔ آپ اسے میری ہابی سمجھ لیں۔ میرا علم بتا رہا ہے کہ آپ راز کو راز رکھ سکتے ہیں اور وعدہ نبھانا آپ کو آتا ہے۔ بہرحال وہ راز یہ ہے کہ گیلارڈ کی چار شخصیتیں ہیں دو نہیں"۔ مارگریٹ نے کہا تو میجر پرمود حیرت سے اچھل پڑا۔

"چار شخصیتیں۔ کون کون سی"...... میجر پرمود نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دو تو یہی ہیں جن سے آپ واقف ہیں۔ گرافن اور گیلارڈ والی۔ دو دوسری ہیں۔ ان میں سے ایک شخصیت ماریو کی ہے۔ وہی ماریو جس کا ذکر ابھی آپ نے کیا ہے اور چوتھی شخصیت ہے مائیکل کی"۔ مارگریٹ نے کہا تو میجر پرمود بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"مائیکل کی"...... میجر پرمود نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں یہ اس کی اصل شخصیت ہے۔ اس کا اصل نام مائیکل ہی ہے

اور اس روپ میں وہ ایک خوبصورت اور وجیہہ نوجوان ہے۔ اس شخصیت کے تحت اس کا ایک علیحدہ گروپ ہے۔ جس کا کام نوادرات کی سمگلنگ ہے۔ اس شخصیت کے تحت وہ یہاں کی ایک خوبصورت ناگن مادام لزا کا بوائے فرینڈ ہے اور زیادہ تر اسی کے پاس رہتا ہے۔ بلیک گولڈ اور راسکو دونوں تنظیموں کا سربراہ بھی وہی ہے لیکن اس کے علاوہ باقی سب لوگ علیحدہ علیحدہ ہیں اور دونوں تنظیموں کا ایک آدمی بھی یہ بات نہیں جانتا کہ گیلارڈ اور ماریو ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں اور آخری بات یہ کہ اس کی دوست لزا بھی یہ بات نہیں جانتی کہ مائیکل ہی گیلارڈ بھی ہے اور ماریو بھی اور شاید گرافن کے طور پر تو وہ اسے بالکل نہیں جانتی۔ ویسے گرافن وہ اس وقت بنتا ہے جب دفتر آنے کی کوئی ضرورت ہوتی ہے۔ گرافن کا صرف نام ہے میک اپ وہی گیلارڈ والا ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ گیلارڈ۔ ماریو اور مائیکل تینوں کی عمروں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ چہرے مہرے میں بھی بے پناہ فرق ہے۔ حتیٰ کہ آنکھوں کا رنگ اور جسمانی رنگ بھی مختلف ہوتا ہے اور یہ سب کچھ اصل ہوتا ہے"...... مارگریٹ نے کہا۔

"سب کچھ اصل ہوتا ہے۔ اس کا کیا مطلب"...... میجر پرمود نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو تفصیل بتاتی ہوں۔ مائیکل نے ایک خفیہ اڈہ قائم کیا ہوا ہے۔ جس کے متعلق صرف وہی جانتا ہے۔ وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا۔ اس نے ایسی مشینری خفیہ طور پر اس جگہ کے

فرشوں میں نصب کر رکھی ہے کہ جسے وہ خود ہی باہر نمودار کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔اس میں ایک مشین ایسی ہے جس کے ایک حصے سے جب وہ بولتا ہے تو اس کا لہجہ گیلارڈ والا ہوتا ہے اور اس مشین کے رسیور بلیک گولڈ کے اہم ترین افراد اور اداروں میں موجود ہیں۔اس طرح اس مشین کے دوسرے حصے سے جب وہ بولتا ہے تو اس کا لہجہ ماریو جیسا ہوتا ہے اور اس کے رسیور راسکو کے اہم ترین اداروں اور اہم افراد کے پاس ہوتے ہیں۔اس مشین کے ذریعے وہ جب چاہتا ہے۔بلیک گولڈ کو اوپن اور کلوز کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے راسکو کو اوپن اور کلوز کر دیتا ہے۔اس کے علاوہ جب چاہتا ہے مائیکل بن جاتا ہے۔اس کے علاوہ اس کے پاس ایک اور خصوصی مشین ہے۔ایک ایسی مشین جس کا موجد سابقہ ویسٹرن کارمن کا کوئی نامعلوم سائنسدان تھا جس سے مائیکل نے یہ مشین بنوائی اور پھر اسے ہلاک کرا دیا۔تاکہ ایسی دوسری مشین بھی نہ بن سکے اور کسی دوسرے کو اس کے بارے میں علم بھی نہ ہو سکے۔اس مشین میں جب وہ بطور مائیکل کھڑا ہوتا ہے تو تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آتا ہے تو اس کی جسمانی رنگت آنکھوں کا رنگ۔بالوں کا رنگ حتیٰ کہ خدوخال تک بدل چکے ہوتے ہیں اور وہ قدرتی طور پر گیلارڈ بن چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے پاس ایک پورے انسانی جسم کی طرح بنی ہوئی کھال ہے جو اس نے نجانے کہاں سے خریدی ہے اسے وہ اپنے پورے جسم پر کھال کی طرح پہن لیتا ہے اور وہ ماریو بن جاتا ہے۔اصل ماریو

بس یہ ہے اس کی ساری کہانی "...... مارگریٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں حیرت سے یہ انوکھی اور الف لیلیٰ جیسی کہانی بیٹھے سنتے رہے۔

" تمہیں اس ساری تفصیل کا کیسے علم ہوا"...... میجر پرمود نے کہا تو مارگریٹ ایک پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گئی۔

"جو کچھ میں اب آپ کو نظر آ رہی ہوں میں ایسی نہ تھی۔میں بھرپور جوان تھی اور مائیکل میرا دیوانہ تھا۔وہ انسانی روپ میں بھیڑیا ہے۔ خون آشام درندہ ہے۔اس نے مجھے اپنی خون آشامی سے کھوکھلا کر دیا ہے۔بوڑھا کر دیا ہے۔لیکن اتنی مہربانی کی ہے کہ اس نے مجھے ہلاک کرانے کی بجائے مجھے اس نے یہاں گرافن کی پرائیویٹ سیکرٹری بنا دیا۔میں بھی خاموش ہو گئی کیونکہ اس کی طرف سے یہ بھی اتنا بڑا انعام تھا کہ میں اس کی احسان مند تھی۔ورنہ شاید میری طرح کی نجانے کتنی لڑکیاں اس کے ہاتھوں قبروں میں اتر چکی ہیں۔مجھ سے شاید وہ دل سے محبت کرتا ہوگا یا کوئی اور وجہ ہوگی۔لیکن اسے بھی نہیں معلوم کہ میں اس کا یہ اہم ترین راز جانتی ہوں ورنہ شاید میں دوسرا سانس بھی نہ لے سکتی اور میں نے بھی زندگی میں پہلی بار آپ کو بتایا ہے اس لئے کہ آپ نے مجھے بیک وقت اتنی دولت دے دی ہے کہ جس سے میں خاموشی سے یہاں سے جا کر کسی اور جگہ اپنی مرضی کی زندگی گزار سکتی ہوں۔بہرحال یہ راز اس نے ایک بار شراب کے نشے میں مکمل طور پر آؤٹ ہونے پر بتایا تھا۔تب سے یہ میرے سینے میں

مقید ہے اور آج یہ راز باہر نکلا ہے"۔ مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"آپ اعتماد کریں مس مارگریٹ۔ آپ کا یہ راز اب راز ہی رہے گا
اور فکر نہ کریں یہ خون آشام درندہ بھی اب آپ کو مزید تنگ نہ کر سکے
گا"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے کوٹ کی ایک جیب سے نوٹوں کی ایک اور بڑی گڈی نکالی اور یہ
گڈی بھی اس نے مارگریٹ کی طرف بڑھا دی۔

"شکریہ۔ بے حد شکریہ"...... مارگریٹ نے جذباتی لہجے میں کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ وہ
تیزی سے اٹھی اور پھر دوڑتی ہوئی اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
تھوڑی دیر بعد مارگریٹ واپس آئی تو وہ ایک بار پھر نارمل ہو چکی تھی۔

"مس مارگریٹ اب آخری بات بتا دیں کہ بطور مائیکل اس کا حلیہ
کیا ہے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور مارگریٹ نے
ایک طویل سانس لے کر حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"کوئی ایسی جگہ جہاں وہ اس وقت کسی بھی روپ میں مل سکتا
ہو"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"اب جب کہ دونوں تنظیمیں کلوز ہو چکی ہیں تو وہ یقیناً مائیکل کے
روپ میں واپس آ چکا ہو گا اور اس روپ میں وہ لزا کے پاس آپ کو ملے
گا"...... مارگریٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لزا کی
رہائش گاہ کا پتہ بتانا شروع کر دیا۔ مارگریٹ نے پتہ درست بتایا تھا

اور اس کے اس درست پتہ بتانے پر میجر پرمود کو مزید اطمینان ہو گیا
کہ مارگریٹ ان سے بلف نہیں کر رہی۔

"اس کے علاوہ کوئی اور ٹھکانہ"...... میجر پرمود نے کہا۔

"بطور مائیکل اس کا ایک اور ٹھکانہ ہے اور وہ ہے وکارڈ کلب۔ وہ
اس شاندار کلب کا مالک ہے لیکن وہاں اس کا نام مائیکل نہیں۔ بلکہ
وہاں اس کا نام ٹائی سن ہے وہ وہاں میک اپ کر کے رہتا ہے اور وہی
اس کا سب سے بڑا عیاشی کا اڈہ ہے"...... مارگریٹ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"یہ وکارڈ کلب کہاں ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا اور مارگریٹ
نے اس کا پتہ بتا دیا۔

"اب ہمیں اجازت۔ آپ کا بے حد شکریہ"...... میجر پرمود نے
اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں مارگریٹ کے فلیٹ سے باہر آ گئے۔
میجر پرمود کے چہرے پر کامیابی کی چمک نمایاں تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ٹائف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ٹائف بول رہا ہوں"۔ ٹائف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں باس۔ لزا ہاؤس میں اس وقت تین افراد موجود ہیں۔ جن میں ایک عورت اور دو مرد ہیں۔ تینوں ایکریمی ہیں اور وہ لزا سے مائیکل کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور ٹائف بے اختیار سیدھا ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیسے معلوم ہوا"...... ٹائف نے کہا۔

"تھرٹی تھری ڈکٹافون میں نے لزا ہاؤس میں فائر کر دیا تھا۔ اس کی مدد سے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تمہارے ساتھ وہاں کتنے آدمی ہے"...... ٹائف نے پوچھا۔

"چار باس"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول اور فائر گن بھی ہے"۔ ٹائف نے کہا۔

"یس باس۔ تمام ایمرجنسی سامان موجود ہے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"او۔ کے تم ایسا کرو کہ جیسے ہی یہ لوگ باہر نکلیں تم فرداً فرداً ان پر گیس فائر کرو اور پھر انہیں لے کر زیکو ہاؤس پہنچ جاؤ اور سنو اگر وہ کسی کار میں اکٹھے باہر آئیں تو پھر ایس فائر کر دینا۔ یہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں اس لئے پوری طرح ہوشیار رہنا۔ ورنہ تم سب مارے بھی جا سکتے ہو"...... ٹائف نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس لزا ہاؤس میں کیوں نہ گیس فائر کر دیا جائے"...... آرتھر نے کہا۔

"نہیں لزا ہاؤس میں سائنسی آلات نصب ہیں اور نجانے کون کون سے کام کر رہے ہوں اس لئے ساری کارروائی لزا ہاؤس سے باہر کرنا اور پھر جیسے ہی یہ زیکو ہاؤس پہنچیں مجھے فوری اطلاع دینا"...... ٹائف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے آرتھر نے کہا۔

"پوری طرح ہوشیار رہنا۔ معمولی سی غفلت بھی تمہارے لئے انتہائی بھیانک ثابت ہو سکتی ہے"...... ٹائف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس میری ساری عمر ایسے کھیلوں میں گزری

ہے"۔ آرتھر نے کہا اور ٹائف نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے۔ گیلارڈ سے مل کر واپس آنے کے بعد وہ اپنے پورے گروپ کو فوری طور پر حرکت میں لے آیا تھا اور اب اسے یہ پہلی اطلاع ملی تھی اور وہ اس لئے بے چین تھا کہ اس کے آدمیوں کا بڑے طویل عرصے بعد سیکرٹ ایجنٹوں سے واسطہ پڑ رہا تھا۔ حالانکہ اس نے اپنے گروپ میں چھانٹ چھانٹ کر آدمی رکھے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود ایک عجیب سی بے چینی اس کے اعصاب پر طاری تھی۔ اس کا اندازہ تھا کہ یہ گروپ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہی ہوگا کیونکہ میجر پرمود کے متعلق یہی بتایا گیا تھا کہ وہ دو مرد ہیں۔ جب کہ یہاں دو مردوں کے ساتھ تیسری عورت بھی تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو بری طرح چونک پڑا۔ آرتھر نے بتایا تھا کہ وہ لزا سے مائیکل کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ یہی بات اس کے الجھن کا سبب بن گئی تھی۔ کیونکہ مائیکل کا تو کوئی تعلق نہ ماریو سے تھا اور نہ گیلارڈ سے اور نہ ہی اس کا گروپ معدنیات کی چوری میں ملوث تھا۔ پھر وہ مائیکل کے بارے میں کیوں پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ وہ مسلسل ٹہلتا رہا اور سوچتا رہا۔ پھر نجانے کتنی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور اس نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ٹائف بول رہا ہوں"...... ٹائف نے تیز لہجے میں کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں باس زیکو ہاؤس سے"...... وہ تینوں یہاں پہنچ چکے ہیں۔ میں نے انہیں ڈارک روم میں کرسیوں پر جکڑ دیا ہے۔ ویسے

وہ ایس۔ ایس سے بے ہوش ہیں۔ وہ ایک کار میں بیٹھ کر باہر آئے تھے اور میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق کار میں ایس۔ ایس فائر کر دیا جس سے وہ بے ہوش ہو گئے اور کار بھی جام ہو گئی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے انہیں اپنی ویگن میں منتقل کیا اور زیکو ہاؤس لے آیا ہوں"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"ان کی تلاشی لی ہے تم نے"...... ٹائف نے پوچھا۔

"یس باس۔ سوائے مشین پسٹلز اور کرنسی کے علاوہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"تم سپیشل میک اپ واشر سے ان کے چہرے چیک کرو میں پہنچ رہا ہوں"...... ٹائف نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا مگر پھر واپس مڑا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں ٹائف بول رہا ہوں۔ گیلارڈ سے بات کراؤ"...... ٹائف نے کہا۔ اس کو اچانک خیال آ گیا تھا کہ گیلارڈ کو بتلا دے کہ اس نے ایک گروپ کو پکڑ لیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ شاید گیلارڈ ان کی تصدیق کرائے کیونکہ اس نے خصوصی طور پر محسوس کیا تھا کہ گیلارڈ ان دونوں گروپس سے ذہنی طور پر خوفزدہ ہے۔

"سوری سر بلیک گولڈ کو کلوز کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور ٹائف بے اختیار چونک پڑا۔

"کلوز کر دیا گیا ہے۔ کب" ...... ٹائف نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تین گھنٹے پہلے" ...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور ٹائف نے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ اس قدر خوفزدہ تھا گیلارڈ۔ کہ اس نے فوراً ہی میرے مشورے پر عمل کر ڈالا"۔ ٹائف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ناراک کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی اس کے ایک مخصوص اڈے زیکو ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور تقریباً آدھے گھنٹے کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ زیکو ہاؤس پہنچ گیا۔ برآمدے میں چار مسلح افراد موجود تھے۔ پھر جیسے ہی ٹائف کار سے اترا۔ راہداری سے ایک لمبا تڑنگا لیکن چھریرے بدن کا نوجوان نمودار ہوا۔ یہ آرتھر تھا۔

"میک اپ چیک کیا آرتھر" ...... ٹائف نے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ دونوں مرد تو ایشیائی ہیں جب کہ عورت سوئس ہے"۔ آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوئس۔ اوہ شاید ان کی کوئی مقامی دوست ہو گی" ...... ٹائف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے ہال میں داخل ہوا جہاں ہر طرف جدید ترین اور قدیم ترین ہر قسم کے تشدد کے آلات موجود تھے۔ ہال کے درمیان راڈز والی کرسیوں کی ایک طویل قطار موجود تھی جن کے

پائے فرش میں نصب تھے اور ان میں سے تین کرسیوں پر دو ایشیائی اور ایک سوئس عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ لیکن ان تینوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔

"تو ان دونوں میں سے ایک وہ علی عمران ہے۔ جس کی شہرت پوری دنیا میں ہے" ...... ٹائف نے غور سے دونوں ایشیائیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس لمبے تڑنگے اور بھاری جسم والے کو ہوش میں لے آؤ آرتھر۔ میرے خیال میں یہی علی عمران ہو گا" ...... ٹائف نے سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ...... آرتھر نے کہا اور جیب سے ایک شیشی نکال کر وہ اس لمبے تڑنگے اور بھاری مگر ٹھوس جسم کے ایشیائی کی طرف بڑھ گیا جس کی طرف ٹائف نے اشارہ کیا تھا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن کھولا اور پھر شیشی کو اس آدمی کی ناک سے چند سیکنڈ تک لگا کر اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈالا اور پھر باس ٹائف کے پیچھے آکر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اور پھر حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"تمہارا نام علی عمران ہے" ...... ٹائف نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تو اس آدمی نے چونک کر ٹائف کی طرف دیکھا۔

"میرا نام رالف ہے" ...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تم نے اپنے ساتھی کا چہرہ نہیں دیکھا۔ جب اس کا میک اپ واش ہو چکا ہے تو اس سے تم یہ سب سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا چہرہ بھی تو واش ہو چکا ہو گا"...... ٹائف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو"...... اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹائف ہے اور یہ میرا ماتحت ہے۔ آرتھر"...... ٹائف نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یہ تم نے ہمیں اس طرح کیوں جکڑ رکھا ہے"...... اس آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تاکہ تمہیں گولیوں سے بھون دیا جائے۔ تم پہلے نام بتاؤ۔ کیا تم علی عمران ہو یا یہ تمہارا ساتھی علی عمران ہے"...... ٹائف نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے"...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے تو علی عمران کی ذہانت کی بڑی تعریفیں سنی تھیں لیکن تم تو احمق آدمی ہو"...... ٹائف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے کس طرح اندازہ لگایا کہ میں احمق ہوں"...... اس آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائف بے اختیار ہنس دیا۔

"تم نے اپنے ساتھیوں کا چہرہ دیکھنے کے باوجود اپنا فرضی نام بتایا جو تم نے ایکریمی میک اپ کی وجہ سے رکھا تھا۔ اس سے تمہاری حماقت کا اظہار ہوتا ہے"...... ٹائف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"احمقوں کے لئے مجھے احمق بننا ہی پڑتا ہے۔ مجھے تمہاری حماقت پر ہنسی آ رہی ہے کہ تم اس طرح مطمئن بیٹھے ہوئے ہو جیسے تم نے ایک ملک کو تسخیر کر رکھا ہو۔ حالانکہ موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے"...... آدمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اتنا غصہ۔ کمال ہے۔ میں تو سنا تھا کہ علی عمران مسخرہ سا آدمی ہے۔ لیکن تم تو مجھے مسخرے نظر نہیں آتے"...... ٹائف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس اس دوسرے کو ہوش میں لے آئیں پھر پتہ چل جائے گا"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں۔ اسے بھی ہوش میں لے آؤ اور اس لڑکی کو بھی"...... ٹائف نے کہا اور آرتھر نے جیب سے شیشی نکالی اور پہلے وہ اس لڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی اس لڑکی کی ناک سے لگا دی۔ پھر اس نے شیشی ہٹا کر اس کا ڈھکن بند کیا اور دوسرے بے ہوش آدمی کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک ٹائف نے آرتھر کو چیخ کر توپ کے گولے کی طرح اپنی طرف آتے دیکھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ آرتھر ایک دھماکے سے اس سے آ ٹکرایا اور ٹائف کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی بھاری چٹان کے نیچے دب گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے سر کے عقبی حصے میں خوفناک دھماکہ سا محسوس ہوا۔ اس نے ذہن میں چنگاریاں سی اڑتی محسوس کیں لیکن یہ آخری احساس تھا۔ اس کے بعد اس کا ذہن اتھاہ تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جب

نے اپنے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑتی محسوس کی اور اس درد کی
ہو چکا ہے جہ سے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی، تیزی سے دور ہوتی
ہو چکا ہو گا۔۔۔ سے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سینے میں اٹکا ہوا سانس
تم کور۔ یا ہو اور اس کی بند آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں
کے ساتھ ہی اس کے ذہن کو شدید ترین حیرت کا۔۔ ایک زور دار
جھٹکا لگا۔ جب اس نے اپنے آپ کو اسی کرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا دیکھا جس
کرسی پر وہ آدمی جکڑا ہوا تھا۔ جس نے اپنا نام علی عمران بتایا۔۔ تھا اور وہ
آدمی اس کی جگہ سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ آرتھر کی لاش کرسی
کے ساتھ ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر پڑی ہوئی صاف دکھائی دے
نے
رہی تھی۔

"باہر تمہارے چار مسلح آدمی تھے وہ چاروں ختم ہو چکے ہیں"۔ اس
تے
آدمی نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا۔ تم تو کرسی کے راڈز میں
جکڑے ہوئے تھے"۔۔۔۔۔۔ ٹائف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن
اسے واقعی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ کرسی کے راڈز میں جکڑا
۔۔۔۔۔۔
ہوا آدمی کیسے اپنے آپ رہا ہو سکتا ہے۔

"میری ٹانگیں آزاد تھیں۔ میں نے تمہارے آدمی کو دونوں ٹانگوں
کی مدد سے تم پر اچھال دیا اور پھر جب تک تم دونوں اٹھتے۔ میں نے
اپنی ٹانگ اندر کی طرف موڑ کر کرسی کے عقبی پائے میں لگے ہوئے
بٹن کو دبا دیا۔ اس طرح راڈز غائب ہو گئے اور میں آزاد ہو گیا۔ تمہارے

بے ہوش ہو چکے تھے جب کہ تمہارے آدمی نے مقابلہ کرنے کی
کوشش کی مگر میں نے ایک لمحے میں اس کی گردن توڑ دی اور پھر اس
کی جیب سے ریوالور نکال کر میں باہر آگیا۔ وہاں برآمدے میں چار آدمی
موجود تھے۔ میں نے ان چاروں کا خاتمہ کر دیا۔ پھر واپس آیا اور تمہیں
اٹھا کر اس کرسی پر جکڑ دیا۔ البتہ میں نے تمہارے دونوں پیر بھی کرسی
کے پایوں میں موجود کڑوں میں جکڑ دیئے تھے۔ اس طرح اب تم میری
طرح عقبی پائے کی طرف ٹانگ لے جا کر بٹن پریس نہیں کر سکتے"
۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے بڑے سپاٹ لہجے میں ساری بات بتا دی اور ٹائف
کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ سوچ بھی نہ
سکتا تھا کہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے اور اب اسے یقین آگیا تھا کہ یہ
شخص واقعی علی عمران ہے جس نے اس قدر تیزی اور آسانی سے ساری
سچوئیشن ہی تبدیل کر دی ہے۔

"مجھے اب یقین آگیا ہے کہ تم احمق نہیں ہو اور تم واقعی علی
عمران ہو۔ لیکن میں نے تمہیں کسی دشمنی کی بنا پر یہاں نہیں جکڑا تھا
اگر ایسا ہوتا تو مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں تمہیں یہاں ہوش میں لے
آتا۔ میں ویسے ہی تمہیں گولیوں سے اڑا دیتا۔ میں تو صرف یہ کنفرم
کرنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی تم علی عمران ہو۔ کیونکہ تمہاری کار پر یہاں
کے ایک مجرم گروپ کے آدمیوں نے حملہ کیا تھا۔ وہ تمہیں اپنے
اڈے پر لے گئے اور تمہیں مارنا چاہتے تھے۔ لیکن میں وہاں موجود تھا۔
جب مجھے معلوم ہوا کہ تم میں سے ایک علی عمران ہے تو میں نے ان

کو ختم کیا اور تمہیں یہاں اپنے اڈے پر لے آیا۔ میں تو تمہارا دوست ہوں"۔ ٹائف نے فوراً ہی بات بناتے ہوئے کہا۔

"پہلی بات تو یہ سن لو کہ میرا نام علی عمران نہیں ہے۔ تنویر ہے۔ علی عمران تمہارے دائیں طرف کرسی پر بے ہوش جکڑا ہوا موجود ہے اور دوسری بات یہ کہ تمہاری یہ بچگانہ کہانی مجھے متاثر نہیں کر سکی۔ شاید تم نے واقعی مجھے احمق سمجھ رکھا ہے"...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب تم علی عمران نہیں ہو۔ مگر تم نے تو خود کہا تھا کہ میں علی عمران ہوں"...... ٹائف نے چونک کر کہا۔

"وہ تو تمہارے پوچھنے پر میں نے کہہ دیا تھا۔ بہر حال اب اصل بات اگل دو کہ تم کون ہو اور تم نے کیوں ہماری کار پر حملہ کیا اور ہمیں یہاں کیوں لئے آئے تھے۔ سب کچھ اگل دو۔ میں علی عمران کی طرح نرم دل اور مصلحت پسند نہیں ہوں۔ میرا نام تنویر ہے اور تم جیسے بد معاشوں کے جبڑے توڑنا میرا دل پسند مشغلہ ہے"...... اس آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔ یقین کرو کہ میں سچ کہہ رہا ہوں میں تمہارا دوست ہوں دشمن نہیں ہوں۔ میرا تعلق بھی ایکریمیا کی خفیہ ایجنسی سے رہا ہے اور میں نے تم لوگوں کی بڑی تعریفیں سن رکھی ہیں"۔ ٹائف نے کہا۔

"او۔ کے تمہاری مرضی۔ ابھی تم سب کچھ اگل دو گے سب کچھ"۔

اس آدمی نے سرد لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ دائیں طرف دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے وہ واقعی اس وقت بری طرح پھنس گیا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسی کایا پلٹ بھی ممکن ہو سکتی ہے۔ ورنہ وہ کبھی اسے ہوش میں نہ لے آتا۔ اس آدمی نے دیوار سے کوڑا اتارا اور پھر اسے چٹختا ہوا واپس پلٹا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ زبان کھول دو"...... اس آدمی نے واپس آ کر اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے لات مار کر اس کرسی کو پیچھے الٹا دیا تھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی سختی اور سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں"...... ٹائف نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ جب اس آدمی کا بازو حرکت میں آیا اور ٹائف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں لہراتی ہوئی آگ داخل ہو گئی ہو اور پھر تو ٹائف کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم کو کسی نے دہکتی ہوئی آگ میں دھکیل دیا ہو۔ وہ ٹائف پر اس بری طرح مسلسل کوڑے برسائے چلا جا رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی آدمی نہ ہو کوئی مشین ہو۔ ٹائف کے ذہن میں زلزلہ سا آ گیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے اور پھر یکلخت تاریکی چھا گئی۔ لیکن دوسرے لمحے اس تاریکی میں چنگاریاں سی ہوئیں اور ایک بار پھر اسے اپنے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑتی محسوس ہوئیں۔ ایسی درد کی لہریں کہ جو اس کی

برداشت سے باہر تھیں اور اس کے حلق سے مسلسل چیخیں نکلنے لگیں اور پھر واقعی یہ سب کچھ اس کی برداشت سے باہر ہوتا چلا گیا۔

"رک جاؤ رک جاؤ بتاتا ہوں رک جاؤ"...... ثائف نے لاشعوری انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس آدمی کا مشین کی طرح چلتا ہوا بازو رک گیا۔

"ابھی سے۔ ابھی تو ابتدا ہے"...... اس آدمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ ثائف کے ذہن پر بار بار تاریکی جھپٹ رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا پورا جسم دہکتے ہوئے تنور میں کسی نے زبردستی اتار دیا ہو۔ اس کا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔

"پپ پپ پانی۔ پانی لا دو۔ میں مر جاؤں گا پانی"...... ثائف کے منہ سے خود بخود نکلا۔

"پہلے پوری تفصیل بتاؤ پھر پانی ملے گا۔ بولو ورنہ"...... اس آدمی نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے ایک بار پھر کوڑا اس کے جسم پر رسید کر دیا اور ثائف کو یوں محسوس ہوا جیسے یہ کوڑا اس کی روح کو بھی زخمی کر گیا ہو۔

"مم۔ مم میرا نام ثائف ہے۔ مجھے گیلارڈ نے کہا تھا کہ میں تمہیں ہلاک کر دوں۔ تمہیں بھی اور اس بلگارنوی گروپ میجر پرمود کو بھی۔ اس نے کہا تھا کہ تم لوگ مادم لزا ہاؤس میں جا سکتے ہو۔ میں نے وہاں نگرانی کے لئے آدمی بھیج دیئے۔ میرے آدمی آرتھر نے وہاں ڈکٹا فون پہنچایا اور اس طرح تمہارا وہاں پتہ چل گیا۔ پھر آرتھر نے تمہاری کار پر

ایس۔ ایس فائر کیا اور تمہیں یہاں لے آیا۔ تمہارے میک اپ صاف کیے گئے بس یہ ہے ساری بات اب مجھے پانی پلا دو پلیز مجھے پانی پلا دو"۔ ثائف نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔ اس کی زبان سے الفاظ خود بخود پھسل کر باہر آ رہے تھے۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اگر اس نے سب کچھ نہ بتایا اور جلدی جلدی نہ بتایا تو اس کا دل پھٹ جائے گا۔

"یہ گیلارڈ کون ہے۔ کیا بلیک گولڈ کا سربراہ"...... اس آدمی نے پوچھا۔

"ہاں ہاں وہی ہے گیلارڈ۔ پانی پلوا دو"...... ثائف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر جھپٹتی ہوئی تاریکی نے اس کے ذہن پر مستقل ڈیرہ جما لیا اور اس کے تمام احساسات جیسے یکلخت فنا ہو کر رہ گئے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کا شعور بیدار ہی نہ ہوا اور اس کے ذہن پر بس مختلف رنگوں کی روشنیوں کی یورش سی رہی ۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا اور شعور بیدار ہوتے ہی سب سے پہلے اس کے ذہن میں سابقہ واقعات فلم کی صورت میں گھوم گئے ۔ اسے یاد تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کار میں بیٹھ کر لزا ہاؤس سے باہر نکلا ہی تھا کہ اچانک کوئی سیاہ رنگ کی چیز سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی کار سے ٹکرائی اور دوسرے لمحے اس کا ذہن یکلخت تاریک ہو گیا تھا ۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا تو بے اختیار اچھل سا پڑا ۔ لیکن کرسی پر موجود راڈز کی وجہ سے اسے صرف اچھلنے کا احساس ہی ہوا تھا ۔ وہ اچھل نہ سکا تھا ۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھا جس میں ایسی کرسیوں کی ایک پوری قطار موجود تھی ۔ سامنے ایک طرف ایک کرسی الٹی ہوئی پڑی تھی جب کہ

اس کے ساتھ ایک مقامی آدمی کی لاش ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑی ہوئی تھی جب کہ باقی کرسیاں خالی تھیں اور وہ اکیلا ہی اس ہال میں کرسی کے راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا ہوا تھا ۔ ہال کا سامنے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا ۔ تنویر اور جولیا دونوں غائب تھے ۔

" یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔ تنویر اور جولیا کہاں گئے اور یہ لاش کس کی ہے " ..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لات کو پیچھے لے جانے کی لاشعوری طور پر کوشش کی اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا کیونکہ کرسی کی نشست خاصی اونچی تھی اور اس کی لات آسانی سے عقبی پائے تک پہنچ گئی تھی ۔ اس نے اپنے جسم کو ذرا سا آگے کی طرف جھکایا اور بوٹ کی ٹو کو گھما کر پائے کی پشت سے لگا کر اسے اوپر نیچے کرنے لگا ۔ چند لمحوں بعد ایک جگہ اسے ابھری ہوئی محسوس ہوئی ۔ اس نے ٹو کو مخصوص انداز میں دبایا تو کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد موجود راڈز تیزی سے غائب ہو گئے اور عمران اس کی جکڑ سے آزاد ہو گیا ۔ راڈز غائب ہوتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور سیدھا اس کھلے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ دوسری طرف راہداری تھی ۔ راہداری کا اختتام ایک اور راہداری میں ہو رہا تھا ۔ وہ محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا ۔ لیکن پھر جیسے ہی وہ دوسری راہداری مڑا ۔ اسے کسی کے کراہنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور وہ بے اختیار چونک پڑا ۔ تیزی سے آگے بڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کمرے کے کھلے دروازے کے سامنے پہنچ گیا

اور اس کے ساتھ ہی بے اختیار اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔ کیونکہ کمرے میں ایک آدمی کرسی کے ساتھ رسیوں سے بندھا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ایک خون آلود کوڑا بھی پڑا تھا۔ یہ آدمی بھی مقامی تھا اور وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا۔ عمران نے ایک نظر کمرے کے اندرونی ماحول کو دیکھا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس پوری عمارت میں گھوم چکا تھا۔ برآمدے میں چار افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ انہیں گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو مشین گنیں بھی پڑی تھیں۔ پورچ میں ایک ویگن بھی کھڑی تھی لیکن اس کے علاوہ وہاں کوئی اور آدمی نہ تھا۔ تنویر اور جولیا بھی غائب تھے۔

" یہ سب کیا اسرار ہے۔ تنویر اور جولیا کہاں ہیں اور یہ زخمی اور لاشیں "...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس اسی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ زخمی موجود تھا۔ اب اس زخمی سے اصل صورت حال کا علم ہو سکتا تھا۔ زخمی اسی طرح نیم بے ہوشی کے عالم میں کراہ رہا تھا۔ عمران نے ملحقہ باتھ روم سے پانی کا جگ بھرا اور پھر زخمی کے جبڑے بھینچ کر اس کا منہ کھولا اور پانی اس کے حلق میں انڈیلنا شروع کر دیا۔ جب کافی پانی اس کے حلق میں اتر گیا تو عمران نے جگ میں موجود باقی پانی اس کے سر اور جسم پر انڈیل دیا اور زخمی کی حالت تیزی سے بہتر ہونی شروع ہو گئی اور چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے آثار

نمودار ہو گئے۔ آنکھوں میں گہری سرخی تھی۔

" کیا نام ہے تمہارا "...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

" تم۔ تم۔ علی عمران ہو۔ تم علی عمران ہو "...... اس زخمی نے کراہتے ہوئے کہا تو عمران اس زخمی کے منہ سے اپنا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

" ہاں لیکن تم کون ہو "...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" میرا نام ثائف ہے۔ تمہارے ساتھی تنویر نے مجھ پر انتہائی ظالمانہ اور سفاکانہ تشدد کیا ہے۔ کاش میں پوچھ گچھ کے چکر میں پڑنے کی بجائے تمہیں گولیوں سے اڑا دیتا۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے مار ڈالو مگر مجھے اب مزید اذیت نہ دو "...... زخمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ لاشعوری انداز میں بول رہا ہوں اور عمران واقعی ثائف کے منہ سے یہ سن کر حیران رہ گیا کہ تنویر نے اس پر تشدد کیا ہے۔ مگر پھر تنویر اور جولیا کہاں چلے گئے ہیں۔

" پوری تفصیل بتاؤ ثائف۔ میں ابھی تمہاری بینڈیج بھی کر دیتا ہوں اور تمہیں طاقت کے انجکشنز بھی لگا دیتا ہوں لیکن مجھے پوری تفصیل بتا دو کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے پہنچے اور میرے ساتھیوں نے تم سے کیا پوچھ گچھ کی ہے "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" میرا نام ثائف ہے۔ میرا تعلق ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی سے رہا ہے۔ پھر میں نے اسے چھوڑ کر اپنا ایک پرائیویٹ گروپ بنا لیا اور

یہاں ناراک میں پیشہ ورانہ انداز میں کام کرنے لگا۔ بلیک گولڈ کا
چیف گیلارڈ میرا ذاتی دوست ہے۔ اس نے مجھے کال کیا اور بتایا کہ
راسکو کے پیچھے بلگارنوی اور پاکیشیائی گروپ کام کر رہے ہیں۔
بلگارنوی گروپ کا لیڈر میجر پرمود ہے جب کہ پاکیشیائی گروپ کا لیڈر
علی عمران ہے۔ اس نے کہا کہ اسے خطرہ ہے کہ راسکو کے کلوز ہونے
پر کہیں یہ دونوں گروپ اس کے خلاف کام نہ کرنا شروع کر دیں اس
لئے میں ان دونوں گروپوں کے خلاف کام کروں۔ اس نے مجھے مادام
لزا ہاؤس کا کلیو دیا کہ ایک بار وہاں حملہ ہو چکا ہے۔ مگر مادام لزا موجود
نہ ہونے کی وجہ سے بچ گئی ہے۔ لیکن اب وہ واپس آ گئی ہے اس لئے
لازماً وہاں دوسرا حملہ ہو گا اور یہ حملہ دونوں میں سے کوئی ایک گروپ
کرے گا۔ چنانچہ میں نے اپنے آدمیوں سے کہہ کر لزا ہاؤس کی نگرانی
شروع کرا دی پھر مجھے اطلاع ملی کہ وہاں دو مرد اور ایک عورت موجود
ہیں اور لزا سے مائیکل کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ تین افراد
کی وجہ سے میں سمجھ گیا کہ یہ پاکیشیائی گروپ ہو گا جس کا لیڈر علی
عمران ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو انہیں بے ہوش کر کے یہاں لے
آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمہاری کار پر ایس۔ ایس فائر کیا گیا اور پھر تمہیں
یہاں لے آیا گیا۔ تمہارے میک اپ صاف کیے گئے۔ مجھے نہیں
معلوم تھا کہ تم دونوں مردوں میں سے کون علی عمران ہے۔ اس لئے
میں نے تمہارے ساتھی کو ہوش دلایا تو اس نے کہا کہ وہ علی عمران
ہے اور پھر انتہائی حیرت انگیز طور پر اس نے کرسی کے راڈز سے آزادی

حاصل کی اور ہم پر حملہ کر دیا۔ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش
آیا تو میں اس کی جگہ کرسی پر جکڑا ہوا تھا۔ جب کہ میرا ساتھی ہلاک ہو
چکا تھا۔ پھر تمہارے ساتھی نے بتایا کہ اس کا نام تنویر ہے۔ اس نے
مجھے کوڑے مارے اور مجھ سے پوچھ گچھ کی۔ میں نے اسے گیلارڈ کے
متعلق بتایا اور پھر بے ہوش ہو گیا۔ دوبارہ مجھے ہوش آیا تو میں اس
کمرے میں کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا تھا اور اب تنویر کے ساتھ
وہ عورت بھی تھی جو تمہارے ساتھ موجود تھی۔ تنویر نے مجھ پر ایک
بار پھر بے دردی سے کوڑے برسانے شروع کر دیئے۔ وہ مجھ سے گیلارڈ
کا پتہ پوچھ رہے تھے۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہاں آنے سے پہلے میں
نے جب اسے فون کرنا چاہا تو مجھے بتایا گیا کہ بلیک گولڈ کو بھی کلوز کر
دیا گیا ہے اور اب ماریو کی طرح گیلارڈ کا بھی پتہ نہیں چل سکتا لیکن وہ
مجھ پر تشدد کرتے رہے۔ آخر کار میں نے انہیں بتایا کہ گیلارڈ کا ایک
ٹھکانہ اور بھی ہے۔ وہ گرافن کے نام سے فیاٹو کارپوریشن کا سربراہ ہے
اور فیاٹو کارپوریشن کے سربراہ کی حیثیت سے اس کی پرائیویٹ
سیکرٹری مارگریٹ ہے جو اس کی طویل عرصے تک فرینڈ رہی ہے۔ وہ
ایک فلیٹ میں رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ وہاں چلا گیا ہو۔ وہ اکثر وہاں
کئی کئی روز رہتا ہے۔ پھر میں بے ہوش ہو گیا اور اب ہوش آیا ہے تو
تم سامنے کھڑے تھے"...... ٹائف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔

"گیلارڈ کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا

تو ٹائف نے اسے پوری تفصیل بتادی ۔ عمران حلیے اور قد وقامت کے
متعلق مزید سوالات کرتا رہا اور ٹائف بتاتا رہا ۔
" تم ماریو سے بھی واقف ہو ۔ راسکو کے چیف ماریو سے " ۔ عمران
نے پوچھا اور ٹائف نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔
" ماریو کا حلیہ بھی تفصیل سے بتا دو " .... عمران نے پوچھا اور
ٹائف نے ماریو کا حلیہ بھی بتا دیا ۔
" اب یہ بتا دو کہ مائیکل کے اڈے کون کون سے ہیں " ۔ عمران
نے پوچھا ۔
" مجھے نہیں معلوم وہ تو مادام لزا کا دوست ہے ۔ اس کے پاس رہتا
ہے ۔ اس کے علاوہ مجھے نہیں معلوم " .... ٹائف نے جواب دیا اور
پھر اس سے پہلے کہ عمران مزید کوئی بات کرتا اسے باہر سے کسی کار
کے اندر آنے کی آواز سنائی دی ۔ تو وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر
کر وہ دوڑتا ہوا بیرونی طرف کو بڑھ گیا ۔ دوسرے لمحے وہ برآمدے کے
ایک ستون کی اوٹ میں ہو کر رک گیا ۔ اس نے ایک کار کو پورچ کی
طرف بڑھتے دیکھا ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جولیا تھی ۔ جب کہ تنویر پھاٹک
بند کر رہا تھا ۔ جولیا نے کار پورچ میں رکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر
آئی ۔ اسی لمحے تنویر پھاٹک بند کر کے واپس آگیا ۔
" عمران ہوش میں نہ آگیا ہو تنویر " .... جولیا نے تنویر کے واپس
آنے پر کہا ۔
" خود بخود کیسے ہوش میں آسکتا ہے " .... تنویر نے جواب دیا او

پھر کار کا عقبی دروازہ کھول کر اس نے اندر سے ایک بے ہوش عورت
کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور اسے کاندھے پر لاد کر برآمدے کی طرف بڑھ
گیا ۔ جولیا اس کے ساتھ تھی ۔ وہ عمران کے قریب سے ہو کر آگے بڑھ
گئے ۔ جب وہ راہداری کا موڑ مڑے تو عمران بھی ان کے پیچھے محتاط
انداز میں آگے بڑھنے لگا ۔
" ارے یہ کیا ۔ یہ اس پر پانی کس نے ڈالا ہے " .... جولیا کی
حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران مسکرا دیا ۔ وہ دونوں اس کمرے
میں داخل ہو چکے تھے جب کہ عمران سائیڈ کی دیوار کے ساتھ کھڑا تھا ۔
" علی عمران نے " .... اندر سے ٹائف کی آواز سنائی دی ۔
" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ " .... عمران نے دروازے پر پہنچ
کر مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا اور تنویر دونوں بجلی کی سی تیزی سے
مڑے ۔
" تم ۔ تمہیں خود بخود کیسے ہوش آگیا " .... تنویر نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔
" میں نے سوچا کہ اب رقیب روسفید نے جب دوسرا محاذ چن لیا
ہے تو مجھے اپنے خالی محاذ پر پہنچ جانا چاہئے " .... عمران نے اندر داخل
ہوتے ہوئے کہا ۔
" دوسرا محاذ کیا مطلب " .... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے
میں کہا ۔
" اس خاتون کی یہاں آمد کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ تمہارا محاذ

بدل گیا ہے ۔ یہ مارگریٹ ہوگی ۔ گرافن کی پرائیویٹ سیکرٹری"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ مارگریٹ ہے ۔ ہم نے سوچا کہ تم خواہ مخواہ لمبی باتوں کے چکر میں وقت ضائع کرو گے ۔ اس لئے ہم نے تمہیں ہوش میں لائے بغیر خود ہی کیس مکمل کرنے کا فیصلہ کیا اور تم دیکھو کہ ہم مارگریٹ کو اغوا کر لائے ہیں ۔ اب یہ ہمیں بتائے گی کہ گیلارڈ کہاں ہے اور پھر ہم گیلارڈ کی گردن پکڑ لیں گے ۔ مسئلہ ختم"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں ٹائف نے بتایا نہیں کہ راسکو کی طرح بلیک گولڈ کو بھی کلوز کیا جا چکا ہے ۔ اس لئے اب ماریو کی طرح گیلارڈ کا بھی پتہ نہ چل سکے گا ۔ وہ نجانے کس روپ میں اور کہاں ہوگا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ لڑکی بتائے گی میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا ۔ میں تو وہیں اس کے فلیٹ میں ہی سب کچھ پوچھ لیتا لیکن وہ عام سا فلیٹ تھا اور گنجان آباد علاقہ تھا ۔ اس لئے جولیا کے مشورے پر میں اسے یہاں لے آیا ہوں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران اس ٹائف نے بتایا ہے کہ گیلارڈ کا ایک اور روپ گرافن کا بھی ہے اور یہ گرافن کی پرائیویٹ سیکرٹری ہے اس لئے ہو سکتا ہے وہ گرافن کے روپ میں اس کے فلیٹ میں چھپا ہوا ہو ۔ اس لئے ہم دونوں وہاں گئے تھے ۔ لیکن وہاں یہ اکیلی لڑکی تھی ۔ گیلارڈ موجود

نہیں تھا ۔ پھر ہم اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کے لئے اسے یہاں لے آئے ہیں ۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم گیلارڈ کو پکڑنے کے بعد تمہیں ہوش میں لے آئیں گے لیکن تم نجانے کس طرح خود بخود ہوش میں آ گئے"........ جولیا نے جو اب تک خاموش کھڑی تھی اپنے اس اقدام کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"جب رقیب کی سرگرمیاں پراسرار ہو جائیں تو مجبوراً ہوش میں آنا ہی پڑتا ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اسی لئے میں تمہیں ہوش میں نہ لانا چاہتا تھا کہ تم کام کرنے کی بجائے فضول بکواس کرنی شروع کر دیتے ہو"........ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اسی دوران وہ اس لڑکی مارگریٹ کو ایک کرسی پر بٹھا کر اسے رسیوں سے جکڑ چکا تھا۔

"ٹھہرو میں اسے ہوش میں لے آتی ہوں"........ جولیا نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے مارگریٹ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا ۔ پھر جب مارگریٹ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی ۔

"اگر گیلارڈ وہاں موجود نہیں تھا تو پھر اس لڑکی کو بھی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوگا ۔ اب جب تک وہ بلیک گولڈ کو اوپن نہیں کرے گا ۔ اس وقت تک وہ کسی صورت بھی سامنے نہ آئے گا"۔ ٹائف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اسی لمحے مارگریٹ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں ۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے

تاثرات نمودار ہوئے جو ماحول کو دیکھ کر تیزی سے خوف میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔ وہ واقعی بے حد خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔

"تم۔ تم۔ کون ہو"...... مارگریٹ نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"سنو لڑکی۔ اگر تم اپنے جسم کو اس آدمی کی طرح زخمی ہونے سے بچانا چاہتی ہو تو ہمیں گیلارڈ کا پتہ بتا دو ورنہ تم دیکھ رہی ہو کہ اس کے جسم پر کس قدر زخم ہیں اور تمہارا جسم تو اس کی نسبت کہیں زیادہ نرم و نازک ہے"...... جولیا نے مارگریٹ سے مخاطب ہو کر غراتے ہوئے کہا۔ جب کہ تنویر نے فرش پر پڑا ہوا خون آلود کوڑا اٹھایا اور اسے بڑے دہشت ناک انداز میں فضا میں چٹخانے لگا۔

"کیا۔ کیا۔ کہہ رہے ہو کون گیلارڈ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ مم۔ مم میں تو کسی گیلارڈ کو نہیں جانتی"...... اس لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم ہٹ جاؤ جولیا۔ یہ گیلارڈ کی ساتھی ہے۔ یہ اس طرح آسانی سے زبان نہیں کھولے گی۔ ہٹ جاؤ"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام مارگریٹ ہے لڑکی"...... اچانک عمران نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ہاں میرا نام مارگریٹ ہے اور میں فیاٹو کارپوریشن میں پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔ میں تو کسی گیلارڈ کو نہیں جانتی۔ تم لوگ

کون ہو اور کیوں مجھے یہاں لے آئے ہو"...... مارگریٹ نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ بندھی ہونے کے باوجود کرسی پر بری طرح تڑپنے لگی۔ تنویر کا بازو گھوم گیا تھا اور کوڑے کی ضرب نے مارگریٹ کے جسم پر نشان سا ڈال دیا تھا۔ لیکن اس کا لباس نہ پھٹا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ تنویر نے ہاتھ ہلکا ہی رکھا تھا۔ دو تین چیخیں مار کر مارگریٹ کی گردن ڈھلک گئی تھی۔

"ہٹ جاؤ تنویر۔ کسی عورت پر اس طرح کوڑے برسانا کہاں کی شرافت ہے"...... عمران نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو صرف اسے ہلکا سا سبق دیا ہے۔ کوڑا مار دیتا تو اس کی بوٹیاں نہ اڑ جاتیں۔ اب یہ زبان آسانی سے کھول دے گی"...... تنویر نے کہا۔

"تم ہٹ جاؤ۔ یہ واقعی گیلارڈ کے موجودہ پتے کے بارے میں کچھ نہ جانتی ہو گی اور اب ہمیں گیلارڈ سے ملنا بھی نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق پوچھ گچھ اب وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر۔ پھر۔ اب کس کو پکڑیں"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ میں نے اصل آدمی تلاش کر لیا ہے۔ وہ مل جائے گا تو پھر ماریو بھی مل جائے گا اور گیلارڈ بھی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ جولیا سے مخاطب ہو گیا۔

"تم اسے ہوش میں لے آؤ جولیا"....... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا سرہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے ایک بار پھر مارگریٹ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد وہ پیچھے ہٹی تو مارگریٹ ایک بار پھر چیخ مار کر ہوش میں آگئی۔

"مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ میں بے قصور ہوں۔ مجھے مت مارو"....... مارگریٹ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"سنو مارگریٹ اگر تم تعاون کرو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ نہ ہی تم پر تشدد ہوگا اور نہ تمہیں ہلاک کیا جائے گا۔ لیکن اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر تم میرے ساتھی کی فطرت کا اندازہ تو کر ہی چکی ہو گی یہ واقعی تمہاری بوٹیاں اڑا دے گا"۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا

"م۔ میں واقعی گیلارڈ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی"۔ مارگریٹ نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"تم گیلارڈ کے بارے میں واقعی کچھ نہیں جانتیں۔ میں نے مان لیا لیکن تم گرافن کے بارے میں تو یقیناً جانتی ہوں گی۔ وہ تو تمہارا باس ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں جانتی ہوں وہ کبھی کبھار آتے ہیں"....... مارگریٹ نے کہا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ"....... عمران نے کہا اور مارگریٹ نے حلیہ بتانا شروع کیا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ مارگریٹ نے گیلارڈ والا حلیہ ہی بتایا تھا۔

"گرافن کا حلیہ پوچھ کر تم کیا کرو گے"۔ تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ گیلارڈ کا ہی حلیہ بتا رہی ہے۔ تم نے شاید ٹائف سے گیلارڈ کا حلیہ پوچھا ہی نہیں ہوگا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ ہے گیلارڈ کا حلیہ مگر یہ تو کہہ رہی تھی کہ وہ گیلارڈ کو جانتی ہی نہیں ہے"....... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ واقعی نہیں جانتی ہو گی کہ گرافن کا دوسرا نام گیلارڈ بھی ہوگا"۔ عمران نے کہا۔

"پھر اب"....... تنویر نے کہا۔

"جلدی مت کرو۔ تمہاری یہ جلدی والی عادت ہی معاملات کو بگاڑ دیتی ہے"۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر مارگریٹ سے مخاطب ہو گیا۔

"سنو مارگریٹ ہمیں معلوم ہے کہ تم طویل عرصے تک گیلارڈ یا گرافن کی فرینڈ رہی ہو۔ اس لئے تمہارا یہ کہنا کہ تم اسے بطور گیلارڈ نہیں جانتیں غلط ہے۔ تم اسے بطور گیلارڈ بھی اچھی طرح جانتی ہو لیکن تم شاید کسی خاص وجہ سے سب کچھ چھپانا چاہتی ہو لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ تم اس وقت کن لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔ تمہارا یہ سب کچھ چھپانا تمہارے لئے اس وقت بیکار ہو جائے گا جب تمہارے جسم میں گولیوں کی بارش اتر جائے گی"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"م۔ م۔ میں واقعی کچھ نہیں جانتی۔ میں سچ کہہ رہی ہوں"۔ مارگریٹ نے رک رک کر کہا۔

"تنویر تمہارے پاس ریوالور تو ہوگا"....... عمران نے اچانک

تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ہے"........ تنویر نے کہا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"اس ٹائف کو گولی مار دو۔ یہ اس قدر زخمی ہے کہ اب زندہ بھی رہا تو ساری عمر معذوروں کی حالت میں رہے گا اور دوسری بات یہ کہ مارگریٹ کو بھی پتہ چل جائے گا کہ ہم صرف دھمکیاں ہی نہیں دیتے اس پر عمل بھی کر سکتے ہیں"....... عمران نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو"........ ٹائف نے یکلخت چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے دھماکہ ہوا اور ٹائف کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر ڈوبتی چلی گئی۔ وہ بندھی ہوئی حالت میں چند لمحے تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی تھی۔ وہ مر چکا تھا۔ مارگریٹ کا رنگ ہلدی سے بھی زیادہ زرد ہو گیا تھا۔

"تم نے دیکھا مارگریٹ..... کہ کس طرح گولی کھا کر آدمی مرتا ہے اور میرا ساتھی کس طرح بغیر ہچکچائے گولی چلا دیتا ہے۔ بولو اب تم کیا کہتی ہو"....... عمران نے سرد لہجے میں مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ہاں...... میں گیلارڈ کو جانتی ہوں۔ وہ وہ وہی گرافن ہی ہے۔ لیکن طویل عرصے سے وہ میرے پاس نہیں آتا۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اب میں پہلے کی طرح خوبصورت اور جوان نہیں رہی۔ مجھے مت مارو۔ میں تمہاری منت کرتی ہوں مجھے مت مارو۔ کاش تم

آج رات نہ آتے تو میں کل صبح یہاں سے چلی جاتی۔ میں نے سارا بندوبست کر لیا تھا۔ لیکن شاید میں ہوں ہی بدقسمت پہلے میرے معذور بھائی نے میری ٹانگوں میں بیڑیاں ڈالے رکھیں اور اب جب کہ مجھے اتنی دولت مل گئی کہ میں اپنی مرضی سے زندگی گزار سکوں تو تم آ گئے۔ کاش..... کاش تم نہ آتے۔ کاش"...... مارگریٹ نے ہچکیاں لے لے کر روتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو آبشار کی طرح بہہ رہے تھے۔

"کس نے دی ہے تمہیں دولت بولو"........ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ فرشتے تھے۔ وہ دو آدمی تھے۔ وہ بھی گیلارڈ کے بارے میں پوچھنے آئے تھے۔ انہوں نے مجھے نوٹوں کی بڑی بڑی گڈیاں دی تھیں۔ تم وہ مجھ سے لے لو۔ میں اسی طرح روپیٹ کر زندگی گزار لوں گی۔ مگر مجھے مت مارو۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتی"........ مارگریٹ نے اور زیادہ رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جولیا اسے کھول دو اور پانی وغیرہ پلاؤ یہ دکھی لڑکی ہے"۔ عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے مارگریٹ کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ جیسے اسے عمران کی یہ ہمدردی پسند نہ آئی ہو۔

"اسے یہاں سے لے آؤ۔ دوسرے کمرے میں"...... عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جولیا نے مارگریٹ کو بازو سے پکڑ

کر اٹھایا اور پھر وہ اسے لے کر عمران کے پیچھے اس کمرے سے باہر آ گئی۔

"اب یہ ہمدردی کا چکر چل پڑا ہے"........ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہر جگہ تشدد کا نسخہ استعمال نہ کیا کرو۔ اگر اتنا ہی شوق تھا تو کسی جیل میں جلاد لگ جانا تھا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پیچھے آتی ہوئی جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ تنویر نے تیزی سے مڑ کر جولیا کی طرف دیکھا اور اس کے بھینچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ بھینچ گئے۔

دوسرے کمرے میں پہنچ کر عمران نے مارگریٹ کو ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر جولیا جا کر پانی کا گلاس لے آئی اور مارگریٹ نے ایک لمحے میں پورا گلاس اپنے حلق میں انڈیل لیا۔

"شش شکریہ"۔ مارگریٹ نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"سنو مارگریٹ ہمیں تم سے پوری ہمدردی ہے۔ ہمارا تعلق ایک ملک سے ہے اور گیلارڈ یا گرافن اس کا تعلق مجرم تنظیم سے ہے۔ انہوں نے ہمارے ملک سے قیمتی معدنیات چوری کی ہے اس لئے تمہیں ان مجرموں سے کسی خیر خواہی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ جہاں تک دولت کا تعلق ہے۔ دولت ہم بھی تمہیں دے سکتے ہیں۔ اس کی فکر مت کرو۔ مزید اگر کہو گی تو ہم تمہیں بحفاظت کسی دوسرے ملک میں بھی پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن شرط یہی ہے کہ تم ہم سے تعاون کرو"۔ عمران نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"تم کس قسم کا تعاون چاہتے ہو"...... مارگریٹ نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم ہمیں صرف اتنا بتا دو کہ مائیکل کہاں مل سکتا ہے۔ اس کا کوئی خاص اڈہ"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارگریٹ بے اختیار چونک پڑی۔ جولیا اور تنویر بھی عمران کی بات سن کر چونک پڑے تھے۔

"مائیکل کے بارے میں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ اس کا کیا تعلق ہے"........ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مائیکل۔ گیلارڈ۔ ماریو اور گرافن ایک ہی شخصیت کے مختلف روپ ہیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں ناں مارگریٹ"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارگریٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تنویر اور جولیا دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کیا ٹائف نے بتایا ہے"...... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ٹائف تو خود بھی اس بات سے واقف نہیں تھا۔ یہ میرا اندازہ ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ مائیکل اور ماریو کی عمریں اور حلیہ مختلف ہے لیکن دونوں کے قدوقامت اور چہرے کے بنیادی خدوخال ایک ہیں۔ لیکن گیلارڈ کا حلیہ سامنے نہ آیا تھا۔ میں نے ٹائف سے گیلارڈ کا حلیہ پوچھا۔ اس نے جو حلیہ بتایا اس سے میرے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔ پھر مارگریٹ نے گرافن یا گیلارڈ کا حلیہ بھی وہی بتایا جو اس سے پہلے ٹائف بتا چکا تھا۔ اس طرح

میرا شک یقین میں بدل گیا اور مارگریٹ نے جو باتیں کی ہیں اس سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ میجر پرمود اور کیپٹن توفیق ہم سے پہلے اس سے ٹکرا چکے ہیں اور میجر پرمود نے یقیناً مارگریٹ کو دولت دی ہو گی جس کا ذکر یہ کر رہی ہے اور میں میجر پرمود کو جانتا ہوں۔ وہ اس طرح بغیر کسی خاص مقصد کے دولت لٹانے کا عادی نہیں ہے اور پھر مارگریٹ کے جسم پر تشدد کے بھی کوئی آثار نہیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مارگریٹ نے انہیں کوئی خاص بات بتاوی ہے اور ٹائف نے بتایا تھا کہ مارگریٹ طویل عرصے تک گیلارڈ کی فرینڈ رہی ہے۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ یہ اس بارے میں سب کچھ جانتی ہو گی لیکن اس نے اپنے معذور بھائی کا جس انداز میں تذکرہ کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دکھی عورت ہے۔ اس پر تشدد درست نہیں ہے اور اب بھی مجھے یقین ہے کہ جو کچھ اس نے میجر پرمود کو بتایا ہو گا وہ ہمیں بھی بتا دے گی"...... عمران نے کہا۔

"تم نے درست کہا ہے۔ میں ان دو آدمیوں کے نام نہیں جانتی۔ انہوں نے مقامی نام بتائے تھے۔ بہرحال وہ اچھے آدمی تھے میں نے انہیں وہ راز بھی بتا دیا جو اس سے پہلے میں نے کسی کو نہیں بتایا تھا"۔ مارگریٹ نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے مائیکل کے مختلف روپ بدلنے اور جن مشینوں کی مدد سے وہ روپ بدلتا ہے۔ وہ سب کچھ بھی بتا دیا اور ساتھ ہی اس نے بطور ٹائی سن اس کا ٹھکانہ وکارڈ کلب کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ عمران اور اس کے ساتھی حیرت سے یہ

ساری تفصیل سنتے رہے۔

"کمال ہے۔ یہ مائیکل آدمی ہے یا بھوت۔ کس قدر روپ دھار رکھے ہیں اس نے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جبکہ عمران خاموشی سے اٹھا اور اس نے ایک طرف موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"وکارڈ کلب کا فون نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر تیزی سے ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"وکارڈ کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر ٹائی سن سے بات کرائیں۔ میں چیف کمشنر بول رہا ہوں"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ تو کلب میں موجود نہیں ہیں جناب۔ آپ مینجر صاحب سے بات کر لیں"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"او۔ کے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"ہیلو مینجر انتھونی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مسٹر انتھونی میں چیف کمشنر سارتھ بول رہا ہوں۔ مسٹر ٹائی سن سے میں نے انتہائی ضروری بات کرنی ہے"...... عمران نے اسی

طرح خشک لہجے میں کہا۔

" وہ تو جناب ملک سے باہر ہیں ۔واپسی نجانے کب ہو"۔انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کب گئے ہیں "........ عمران نے پوچھا۔

" جناب ایک ماہ تو ہو گیا ہو گا۔وہ اکثر باہر رہتے ہیں کاروباری ٹور پر "........ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا پھر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس "........ دو تین بار گھنٹی بجنے کے بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ یہ اسی لڑکی ٹریسیا کی آواز ہے۔

" مادام لزا سے بات کراؤ۔میں ٹائف بول رہا ہوں "....... عمران نے ٹائف کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" مادام تو بیڈ روم میں ہیں ۔آپ صبح بات کر لیں میں انہیں جگا نہیں سکتی ۔ وہ نیند لانے والی گولیوں کی ڈبل ڈوز کھا کر سوئی ہیں"........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اگر ان کا دوست مائیکل یہاں موجود ہو تو اس سے بات کرا دو"۔عمران نے پوچھا۔

" جی نہیں ۔ایسا کوئی آدمی یہاں نہیں آیا"........ ٹریسیا نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

" وہ دونوں جگہوں پر موجود نہیں ہے۔اس کا مطلب ہے اب اسے باقاعدہ ٹریس کرنا پڑے گا"........ عمران نے واپس کرسی پر آ کر بیٹھتے

ہوئے کہا۔

" کلب کے نیچے تہہ خانے ہیں جن کا راستہ کلب کے عقب میں ایک کوٹھی میں ہے۔وہ لازماً وہاں ہو گا۔کلب والوں کو تو پتہ بھی نہ ہو گا"........ مارگریٹ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔چیک کر لیتے ہیں "........ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" مارگریٹ ۔یہ لو کچھ رقم اور تم اب واقعی یہاں سے چلی جاؤ اور خوش و خرم زندگی گزارو۔بس ایک بات کا خیال رکھنا کہ کسی ایسے مرد سے کبھی کوئی تعلق نہ رکھنا جس کا معمولی سا تعلق بھی جرائم سے ہو۔ورنہ ضروری نہیں کہ ہر بار تمہیں میجر پرمود اور علی عمران سے ہی واسطہ پڑے"........ عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر مارگریٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" شش شکریہ ۔مگر میں اب واپس فلیٹ کیسے جاؤں گی"۔مارگریٹ نے کہا۔

" باہر سے تمہیں ٹیکسی آسانی سے مل جائے گی"........ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے مائیکل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس ...... مائیکل سپیکنگ"...... مائیکل نے بدلے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"باس آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے۔ میں بیڑک بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیسی اطلاع"...... مائیکل نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کی سابقہ فرینڈ مارگریٹ نے ابھی ابھی سپر نائٹ بنک میں ایک بھاری رقم سپیشل اکاؤنٹ کھلوا کر جمع کرائی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بنک کو کہا ہے کہ وہ اس ساری رقم کو فوری طور پر جزیرہ ہوائی منتقل کر دے۔ کیونکہ وہ کل جزیرہ ہوائی جا رہی ہے۔ اس بات کا علم مجھے اتفاق سے ہی ہوا۔ میں ایک ذاتی کام کے سلسلے میں سپر

نائٹ بنک کے منیجر کے پاس موجود تھا کہ یہ بات ہوئی۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع کر دوں"...... بیڑک نے کہا۔

"اس نے اتنی بھاری رقم کہاں سے حاصل کی ہو گی اور تمہیں اس میں کیا خاص بات نظر آ رہی ہے"...... مائیکل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"باس آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مارگریٹ کو آپ کے بارے میں ہر بات کا علم ہے۔ یہ درست ہے کہ اس نے آج تک آپ کے بارے میں زبان نہیں کھولی لیکن آپ خود سوچیں کہ ان حالات میں اچانک اسے لاکھوں ڈالر کہاں سے مل گئے ہیں اس لئے میرا اندازہ ہے کہ اس نے آپ کے دشمنوں کو آپ کے متعلق معلومات باقاعدہ فروخت کی ہیں"...... بیڑک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے بیڑک۔ وہ قطعی ایک علیحدہ عورت ہے۔ اس کا کسی کو کیسے علم ہو سکتا ہے"...... مائیکل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا اندازہ تو یہی ہے باس۔ آگے آپ کی مرضی"...... بیڑک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں چیک کر لینا چاہئے۔ تم ایسا کرو کہ اسے اس کے فلیٹ سے اغوا کر کے یہاں میرے پاس لے آؤ۔ پھر سب کچھ آسانی سے معلوم ہو جائے گا"...... مائیکل نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور مائیکل نے

رسیور رکھ کر انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیفرے بیڑک ایک عورت کو اغوا کر کے لے آئے گا۔ اس عورت کو زیرو روم میں قید کر کے مجھے فوری اطلاع دینا اور تم بھی خبردار رہنا۔ کسی بھی لمحے ہمارے دشمن یہاں تک پہنچ سکتے ہیں"۔ مائیکل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں باس۔ وہ کیسے۔ یہاں تو آپ کی موجودگی کا فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے جیفرے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہم سب کا تو خیال یہی ہے اور اسی لئے میں نے سب سے کٹ آف کیا ہوا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان شیطان صفت لوگوں کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا اس لئے محتاط رہنا ضروری ہے"۔ مائیکل نے کہا۔

"یس باس"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹائف کے بارے میں کوئی اطلاع ملی"...... مائیکل نے پوچھا۔

"نو باس اس کے آدمی تو بہت تیزی سے کام کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ٹائف کی کوئی کارکردگی سامنے نہیں آئی۔ اس کے ایک خاص آدمی سے میرا مسلسل رابطہ موجود ہے۔ جیسے ہی کوئی اہم بات ہوئی مجھے اطلاع مل جائے گی"...... جیفرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے ہی کوئی اطلاع ملے مجھے فوراً رپورٹ دینا"۔

مائیکل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مارگریٹ والی بات حلق سے نہیں اتر رہی۔ اس تک کون پہنچ سکتا ہے اور کیسے"...... مائیکل نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اس کے ذہن میں مختلف خیالات گڈ مڈ سے ہو رہے تھے۔ راسکو اور بلیک گولڈ دونوں وہ کلوز کر چکا تھا۔ ڈیوس اور مادام لزا اور الیگزینڈر تین گروپس کو اس نے ان کے پیچھے لگایا لیکن ایک فیصد بھی کامیابی کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ اب ٹائف کو ان کے پیچھے لگایا ہے تو ابھی تک اس کی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اسے صرف اس بات سے تسلی تھی کہ بطور مائیکل کسی طرح بھی اس کا کوئی تعلق نہ راسکو سے ثابت ہو سکتا تھا اور نہ بلیک گولڈ سے۔ لیکن اس کے باوجود وہ حد درجہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے بطور مائیکل نہ ہی مادام لزا سے رابطہ قائم کیا تھا اور نہ اپنے پرانے اڈوں کی طرف گیا تھا بلکہ وہ یہاں اپنے سب سے خفیہ اڈے پر آ گیا تھا۔ یہ ایک علیحدہ گروپ تھا جس کا نام جیفرے گروپ تھا اور بظاہر جیفرے اس کا سربراہ تھا لیکن دراصل یہ گروپ بھی اس کی سرپرستی میں کام کرتا تھا۔ جیفرے اور اس کا نائب بیڑک دونوں اس کے ذاتی دوست تھے اور دونوں اس کے اس راز سے واقف تھے کہ وہی گیلارڈ بھی ہے اور ماریو بھی۔ لیکن اسے ان دونوں پر اعتماد تھا اس لئے وہ یہاں آ گیا تھا۔ لیکن اس نے پاکیشیائی اور بلگارنوی گروپس کے خلاف اس گروپ کو کوئی ہدایات

نہ دی تھیں۔ وہ اب ہر لحاظ سے خود کو اس وقت تک کیمو فلاج رکھنا چاہتا تھا جب تک کہ یہ دونوں گروپ یا ختم نہیں ہو جاتے یا پھر بے نیل و مرام واپس نہیں چلے جاتے لیکن اب بیڑک نے مارگریٹ کے بارے میں اطلاع دے کر اسے ذہنی طور پر پریشان کر دیا تھا۔ وہ انہی خیالات میں گم تھا کہ تھوڑی دیر بعد انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور مائیکل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... مائیکل نے کہا۔

"باس..... بیڑک اس عورت کو لے کر آگیا ہے۔ وہ اس وقت زیرو روم میں موجود ہے"...... دوسری طرف سے جیفرے کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں"...... مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایک بری خبر بھی آپ کے لئے موجود ہے باس"..... اچانک دوسری طرف سے جیفرے نے کہا اور مائیکل چونک پڑا۔

"بری خبر کیا مطلب۔ کیسی بری خبر"...... مائیکل نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ٹائف کو اس کے خاص اڈے زیکو ہاؤس میں ہلاک کر دیا گیا ہے وہ وہاں رسیوں سے بندھا ہوا ملا ہے اور اڈے میں اس کے سارے آدمی گولیوں سے چھلنی کر دیئے گئے ہیں"...... جیفرے نے کہا تو مائیکل کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سر پر اچانک ایٹم بم

مار دیا ہو۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ٹائف تو انتہائی تیز آدمی تھا۔ یہ۔ یہ کس نے کیا ہے ایسا"...... مائیکل نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس بارے میں جو تفصیلات ملی ہیں باس وہ انتہائی حیرت انگیز ہیں۔ ٹائف نے مادام لزا ہاؤس کی نگرانی پر آرتھر اور اس کے آدمیوں کو لگایا تھا۔ پھر آرتھر نے اسے اطلاع دی کہ مادام لزا ہاؤس میں دو اجنبی مرد اور ایک عورت موجود ہے جو لزا سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ اس پر اس نے ان تینوں کو اغوا کر کے زیکو ہاؤس پہنچانے کا حکم دیا اور اس کے بعد وہ خود بھی زیکو ہاؤس پہنچ گیا اور اب وہاں سے آرتھر۔ ٹائف اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دستیاب ہوئی ہیں"...... جیفرے نے جواب دیا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ اس سے پاکیشیائی گروپ ٹکرا گیا ہے اور ٹائف ان کے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے۔ ویری بیڈ"...... مائیکل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے اس کمرے سے باہر نکل آیا۔ ایک راہداری کو عبور کرنے کے بعد وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک کرسی پر مارگریٹ بے ہوش رسیوں سے بندھی ہوئی بیٹھی ہوئی تھی اور دو لمبے تڑنگے آدمی بھی وہاں موجود تھے جن سے ایک

جیفرے تھا اور دوسرا بیٹرک۔

" کوئی پرابلم تو نہیں ہوا بیٹرک اسے لے آنے میں "...... مائیکل نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جس کے جسم پر چست جینز اور جیکٹ موجود تھی۔ جب کہ دوسرے آدمی نے سوٹ پہنا ہوا تھا وہ جیفرے تھا۔

" اوہ نہیں باس۔ یہ فلیٹ میں موجود تھی میں نے بے ہوش کر دینے والی گیس کی ہول سے اندر فائر کی اور پھر تالا کھول کر اندر گیا اور اسے اٹھا کر عقبی طرف سے نیچے اپنی کار میں لادا اور یہاں لے آیا۔ ویسے ایک حیرت انگیز بات یہ ہے باس۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس نے باہر جانے والا لباس پہنا ہوا ہے۔ ورنہ اس آدھی رات کے وقت اس کے جسم پر لازماً نائٹ سوٹ ہونا چاہئے تھا "...... بیٹرک نے کہا اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ "...... مائیکل نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بیٹرک نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی۔ اس کا ڈھکن ہٹایا اور آگے بڑھ کر اس نے مارگریٹ کے ناک سے اسے لگا دیا چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور پھر اس کا ڈھکن لگا کر اسے اس نے واپس جیب میں ڈالا اور پیچھے ہٹ کر وہ مائیکل کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیفرے پہلے ہی ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ مائیکل بغور مارگریٹ کی طرف دیکھ رہا تھا اور چند لمحوں بعد مارگریٹ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ پہلے چند لمحے تو وہ لاشعوری انداز میں

مائیکل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتی رہی پھر جیسے ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک نمودار ہوئی وہ بے اختیار چونک پڑی۔

" یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں "...... مارگریٹ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مارگریٹ تم مجھے اچھی طرح جانتی ہو۔ اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ تم نے سپر نائٹ بنک میں جمع کرائی جانے والی بھاری رقم کس سے حاصل کی ہے اور کیا کچھ انہیں بتایا ہے۔ سابقہ تعلقات کی بنا پر میں تمہیں خاموشی سے واپس بھجوا دوں گا ورنہ تم جانتی ہو کہ یہاں تمہارا کیا حشر ہو سکتا ہے "۔ مائیکل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" یہ رقم مجھے ایک لاٹری ٹکٹ کے بدلے میں ملی ہے "۔ مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جیفرے "...... مائیکل نے ساتھ بیٹھے ہوئے جیفرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس "...... جیفرے نے چونک کر کہا۔

" مارگریٹ کے جسم میں خنجر سے زخم ڈالو اور ان میں نمک بھر دو "۔ مائیکل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" یس باس "...... جیفرے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں "...... مارگریٹ نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

" ایک منٹ ٹھہر جاؤ۔ابھی سچ تمہاری زبان سے باہر آجائے گا۔ میں نے تم سے رعایت کرنی چاہی لیکن "...... مائیکل کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔اسی لمحے جیفرے نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور بڑے سفاکانہ انداز میں وہ اسے لہراتا ہوا مارگریٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

" رک جاؤ رک جاؤ۔میں سب کچھ بتاتی ہوں رک جاؤ "...... یکلخت مارگریٹ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" رک جاؤ جیفرے مارگریٹ سمجھدار عورت ہے "...... مائیکل نے جیفرے سے کہا اور جیفرے سر ہلاتا ہوا واپس پلٹا اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

" ایک لفظ بھی غلط نہ بولنا مارگریٹ ورنہ "...... مائیکل کا لہجہ ایک بار پھر انتہائی سرد ہو گیا تھا۔

" میں فیاٹو کارپوریشن کے دفتر میں تھی کہ کسی نے فون کر کے گرافن کے بارے میں پوچھا۔میں نے اسے بتایا کہ وہ ملک سے باہر ہیں تو اس نے بزنس ٹاک کے لئے مجھ سے وقت مانگا۔میں سمجھی کہ وہ بزنس کے سلسلے میں کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہوں گے کوئی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں گے چنانچہ میں نے انہیں اپنے فلیٹ کا پتہ بتا دیا اور پھر وہ دو آدمی جو ایکریمین تھے فلیٹ میں آئے۔انہوں نے اچانک مجھے بے ہوش کیا اور پھر اسی طرح باندھ کر انہوں نے مجھ سے گیلارڈ کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کر دی۔انہیں معلوم تھا کہ

گیلارڈ اور گرافن ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔میں نے خوفزدہ ہو کر انہیں تمہارے متعلق بتا دیا کہ گرافن گیلارڈ۔ماریو اور مائیکل ایک ہی شخصیت کے چار روپ ہیں اور تمہارا وکارڈ کلب والا پتہ بھی بتا دیا۔انہوں نے مجھے رسیوں سے آزاد کیا اور بھاری رقم مجھے انعام میں دے کر چلے گئے۔اس کے بعد اچانک ایک آدمی آیا۔اس نے فلیٹ منیجر کا نام لے کر دروازہ کھلوایا اور پھر میرے سر پر ضرب لگا کر مجھے بے ہوش کر دیا۔اس کے بعد مجھے ہوش آیا تو میں ایک کرسی پر بندھی بیٹھی ہوئی تھی۔میرے ساتھ ٹائف بھی زخمی حالت میں کرسی پر رسیوں سے بندھا بیٹھا ہوا تھا اور دو ایشیائی مرد اور ایک سوئس عورت بھی وہاں موجود تھی۔وہاں ان کی باتوں سے مجھے علم ہوا کہ میرے متعلق انہیں ٹائف نے بتایا ہے۔پھر انہوں نے مجھے خوفناک تشدد کی دھمکی دی اور ساتھ ہی مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے انہوں نے میرے سامنے بندھے ہوئے زخمی ٹائف کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔میں بے حد خوفزدہ ہو گئی اور میں نے انہیں وہ سب کچھ بتا دیا جو میں پہلے ان دو آدمیوں کو بتا چکی تھی۔ان میں سے ایک نے پہلے وکارڈ کلب فون کیا۔ لیکن وہاں بتایا گیا کہ ٹائی سن موجود نہیں ہے۔تو پھر اس نے مادام لزا کو فون کیا لیکن وہاں سے اطلاع دی گئی کہ مائیکل یہاں بھی نہیں آیا اور پھر انہوں نے مجھے بے ہوش کیا۔جب مجھے ہوش آیا تو بھاری رقم کی ایک گڈی میرے سامنے پڑی ہوئی تھی اور میری رسیاں کھول دی گئی تھیں۔میں وہ رقم لے کر باہر آئی اور ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس اپنے

فلیٹ آ گئی۔ میں شدید خوفزدہ ہو چکی تھی۔اس لئے میں نے فوری طور پر ناراک سے باہر جانے کا پروگرام بنالیا۔ میں نے تمام رقم سپر نائٹ بنک میں جمع کرا دی اور انہیں کہا کہ وہ جزیرہ ہوائی اسے ٹرانسفر کر دیں۔ پھر میں نے جزیرہ ہوائی کے لئے بکنگ کرائی۔ نیند مجھے نہ آ رہی تھی اس لئے میں کرسی پر بیٹھ گئی۔اچانک میرا ذہن چکرایا اور میں بے ہوش ہو گئی۔اب ہوش آیا ہے تو تمہارے سامنے موجود ہوں"...... مارگریٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے ان دونوں گروپوں کو یہ بتا دیا کہ گیلارڈ اور ماریو دراصل مائیکل ہے۔ ویری بیڈ۔ کاش مجھے یہ اندازہ ہوتا کہ وہ لوگ تم تک پہنچ سکتے ہیں تو میں پہلے ہی تمہیں گولیوں سے اڑوا دیتا"۔ مائیکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کے ساتھ ہی مارگریٹ پر جیسے گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ مارگریٹ کے حلق سے صرف ایک ہی چیخ نکل سکی اس کے بعد اسے چیخ مارنے کی مہلت ہی نہ ملی اور وہ اسی بندھی ہونے کی صورت میں پھڑک پھڑک کر آخر ختم ہو گئی۔

"میرا اندازہ درست نکلا ہے ناں باس"...... بیڑک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور یہ سب کچھ بہت برا ہوا ہے۔اس بدبخت عورت کی وجہ سے میرا سارا سیٹ اپ۔ میری ساری کارروائیاں ختم ہو کر رہ گئی ہیں اب یہ دونوں گروپ شکاری کتوں کی طرح میرے پیچھے لگے ہوئے

ہوں گے اور جس انداز کے یہ لوگ ہیں مجھے یقین ہے کہ چاہے میں پاتال میں ہی کیوں نہ چھپ جاؤں یہ مجھے وہاں سے بھی ڈھونڈھ نکالیں گے اور اب ان سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ میں ہر اس شخص کا خاتمہ کر دوں جو میرے اس راز سے واقف ہے"...... مائیکل نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب باس"...... بیڑک اور جیفرے دونوں نے حیران ہو کر پوچھا ہی تھا کہ مائیکل نے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے کمرہ بیڑک اور جیفرے دونوں کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔وہ دونوں کرسیوں سمیت نیچے فرش پر گرے اور تھوڑی دیر تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

"تم دونوں بھی میرے راز سے واقف تھے۔اب صرف لزا رہ گئی ہے۔اس کا بھی خاتمہ ضروری ہے"...... مائیکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور لمبے لمبے قدم بڑھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس نے بھاری دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور باہر راہداری میں آ کر وہ اسی طرح لمبے لمبے قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس پہلے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر وہ ایک دھماکے سے کرسی پر بیٹھا اور اس طرح لمبے لمبے سانس لینے لگا جیسے میلوں دور سے بھاگتا ہوا چلا آ رہا ہو۔اس کا چہرہ جذبات کی شدت سے ابلے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑا ہوا تھا۔ جیفرے اور بیڑک دونوں اس کے انتہائی گہرے دوست اور راز دار

تھے اور مارگریٹ سے اس کے بڑے طویل عرصے تک تعلقات رہے
تھے اور ان تعلقات کی کسک وہ آج بھی اپنے دل میں محسوس کر رہا تھا
اور آج اسے ان تینوں کو بیک وقت موت کے گھاٹ اتارنا پڑا تھا۔
اس لئے وہ ذہنی طور پر شدید پراگندہ اور قلبی طور پر انتہائی جذباتی ہو رہا
تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور دانتوں پر دانت اس طرح
جمے ہوئے تھے جیسے اوپر اور نیچے والے دانتوں کے درمیان معمولی سا
رخنہ بھی نہ چھوڑنا چاہتا ہو۔ چند لمحوں تک اسی حالت میں بیٹھے رہنے
کے بعد اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب میرے سامنے دو ہی صورتیں ہیں یا تو میں خود ان دونوں
گروپس کے مقابلے پر اتر آؤں یا پھر فوری طور پر ایکریمیا چھوڑ کر کہیں
روپوش ہو جاؤں"۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا
کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ارسٹائن سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں"...... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ارسٹائن کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ
ہو گیا۔ ارسٹائن جیفرے کا نمبر ٹو تھا اور اس سارے گروپ کا ایک
لحاظ سے عملی انچارج ارسٹائن ہی تھا۔

"ارسٹائن...... اپنے آدمیوں کو لے کر گروپ ہیڈ کوارٹر آ جاؤ۔
جیفرے اور بیٹرک دونوں ہلاک ہو چکے ہیں اور ساتھ ہی میری سابقہ

فرینڈ مارگریٹ کی لاش بھی موجود ہے۔ ان تینوں لاشوں کو یہاں سے
اٹھوا دو اور انہیں برقی بھٹی کی نذر کر دو اور تم میرے دفتر میں آ جاؤ۔
اب میں تمہیں جیفرے کی جگہ دینا چاہتا ہوں"...... مائیکل نے تیز لہجے
میں کہا۔

"کس نے ہلاک کیا ہے۔ انہیں باس"...... ارسٹائن نے انتہائی
حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے کیونکہ مارگریٹ نے میرے خاص راز بھاری رقم لے کر
میرے دشمنوں تک پہنچا دیئے ہیں اور جیفرے اور بیٹرک بھی ان
رازوں کا سودا کرنا چاہتے تھے"...... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس باس پھر تو ان کی ہلاکت ضروری تھی"...... ارسٹائن
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم فوراً آ جاؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"...... مائیکل نے
کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سر کرسی کی نشست سے لگا کر آنکھیں بند
کر لیں تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... مائیکل نے آنکھیں کھولیں اور پھر سیدھا ہو کر
بیٹھتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد لیکن
بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل کرا دی گئی ہے باس۔ تینوں لاشوں کو میں
نے اپنے سامنے برقی بھٹی میں ڈلوا کر راکھ کرا دیا ہے"...... نوجوان
نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو"...... مائیکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ارسٹائن میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب جیفرے کی جگہ گروپ کے انچارج تم ہو گے اور اب یہ ہیڈ کوارٹر تمہاری تحویل میں ہو گا"...... مائیکل نے سرد لہجے میں کہا۔

"تھینک یو باس میں ہمیشہ آپ کا تابعدار رہوں گا"...... ارسٹائن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کچھ عرصے کے لئے ایکریمیا سے باہر جا رہا ہوں۔ جب میری واپسی ہو گی تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا تم نے اس دوران اپنے معمول کے کام جاری رکھنے ہیں"...... مائیکل نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس باس لیکن باس آپ نے دشمنوں کا ذکر کیا تھا۔ وہ کون ہیں"۔ ارسٹائن نے بھی اس کے ساتھ ہی کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ ختم ہو چکے ہیں۔ اب ان کی فکر مت کرو۔ میرے ذاتی معاملات تھے"۔ مائیکل نے سرد لہجے میں جواب دیا اور ارسٹائن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور مائیکل تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلا۔ چند لمحوں بعد وہ سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھا ناراک کی سڑکوں پر سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے اپنے ذہن میں ایک فیصلہ کر لیا تھا اور اب وہ اس فیصلے پر فوری طور پر عمل درآمد کرنا چاہتا تھا۔ کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی

اور چند لمحوں بعد ایک درمیانے درجے کی کوٹھی کے پھاٹک پر جا کر رک گئی پھاٹک پر تالا لگا ہوا تھا اور پھاٹک کے اوپر برائے فروخت کا ایک بورڈ بھی موجود تھا۔ مائیکل نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے سب سے پہلے ایک جھٹکے سے وہ بورڈ اتارا اور اسے کار کی عقبی نشست پر پھینک کر اس نے نمبروں والا تالا کھولا اور بڑے پھاٹک کو دھکیل کر پوری طرح کھول دیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ کار میں بیٹھا اور کار کھلے ہوئے پھاٹک سے اندر پورچ میں لے گیا۔ عمارت گہری تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ مائیکل نے کار سے نیچے اتر کر برآمدے کی لائٹ جلائی اور پھر واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔ اس نے پھاٹک بند کر کے اس کا بڑا کنڈہ لگایا اور واپس عمارت کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عمارت کی اندرونی لائٹس بھی جلا دیں اور خود ایک راہداری کے آخر میں پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ گئی اور دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اترتی ہوئی دکھائی دیں۔ وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ کسی دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ لیکن ہر چیز پر گرد کی تہہ موجود تھی۔ ایک الماری سے مائیکل نے ویکیوم کلینر نکالا اور ہر کمرہ اور فرنیچر کی اس نے خود ہی صفائی کر دی۔ تقریباً دو گھنٹے کی محنت کے بعد اس نے کمرے کی ہر چیز کو چمکا کر رکھ دیا۔ ویکیوم کلینر کو واپس الماری میں رکھ کر اس نے الماری کے اوپر والے خانے سے ایک بڑا سا باکس اٹھایا اور اسے لا کر میز پر رکھ دیا۔ باکس کے اندر میک اپ کا جدید ترین سامان

موجود تھا۔ اس نے سامان نکال کر باہر رکھا اور پھر مختلف ٹیوبوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر اس نے اپنے چہرے پر مخصوص انداز میں لگانا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے کا رنگ گہرا ہونا شروع ہو گیا۔ چہرے کا رنگ جب اچھی طرح تبدیل ہو گیا تو اس نے اپنے جسم پر موجود لباس اتارنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم پر صرف انڈر ویئر رہ گیا اور اب اس نے وہی کریمیں اپنے پورے جسم پر لگانا شروع کر دیں۔ تقریباً ایک گھنٹے تک وہ مسلسل اس کام میں مصروف رہا۔ پھر وہ مڑا اور اس نے ایک سائیڈ پر موجود قد آدم شیشے کے اوپر پڑا ہوا پردہ ہٹایا اور اس کے چہرے کے خدوخال بھی بالکل نیگرو لوگوں جیسے ہو چکے تھے۔ سر کے بالوں کا ڈیزائن اور رنگ بھی قطعی بدل گیا تھا۔ جب مکمل طور پر جائزہ لینے کے بعد وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا کہ اب کوئی بھی اسے بطور مائیکل نہ پہچان سکے گا تو وہ مڑا اور اس نے اپنا اتارا ہوا لباس دوبارہ پہننا شروع کر دیا۔ لباس پہننے کے بعد اس نے باکس بند کر کے واپس الماری میں رکھا اور پھر میز کے پیچھے موجود کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ فون میں ٹون موجود تھا۔ اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لارا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک خمار آلود نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد ترنم تھا۔

"کیا سو رہی تھیں لارا۔ میں پال بول رہا ہوں۔ پال ہنری"۔

مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ پال تم۔ تم اتنے عرصے بعد کہاں سے ٹپک پڑے"۔ دوسری طرف سے لارا نے بری طرح چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے لئے واپس آنا پڑا ہے"...... مائیکل نے بڑے رومانٹک لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے لارا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بس تمہارا یہی جھوٹ مجھے بے حد پسند آتا ہے۔ جب بھی کئی سالوں بعد آتے ہو یہی کہتے ہو۔ بہر حال آ جاؤ، چلو یہی غنیمت ہے کہ تم آ تو جاتے ہو"...... لارا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ابھی تو میں نے صرف فون کیا ہے صرف ہیلو ہیلو کرنے کے لئے۔ کیونکہ ایک بہت بڑا کام میں نے ناراک کے لئے حاصل کیا ہے۔ پہلے وہ کام تو ختم کر لوں۔ پھر آؤں گا"...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لعنت ہے تم پر پال۔ ہر بار یہی کہتے ہو۔ تمہیں میں نے ہزار بار بتایا ہے کہ جب تک ناراک میں لارا زندہ ہے۔ تمہیں کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم بس آ جاؤ میرے پاس۔ کام بھی ہو جائے گا"۔ لارا نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا اور پال مسکرا دیا۔

"نہیں ڈیئر لارا یہ پہلے کی طرح عام کام نہیں ہے۔ بڑا معرکہ خیز کام ہے۔ دنیا کے انتہائی خطرناک اور خوفناک سیکرٹ ایجنٹس سے مقابلہ ہے"...... مائیکل نے کہا۔

"اچھا ویری گڈ۔ پھر تو لطف آ جائے گا۔ آ جاؤ فوراً۔ ابھی اسی وقت

کام میرے ذمے رہا"...... لارا نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔
"سوچ لو ڈیئر۔ میں تمہاری زندگی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا"۔ مائیکل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ دراصل چاہتا ہی یہی تھا کہ کسی طرح لارا اس کام پر خود ہی آمادہ ہو جائے۔ اسے معلوم تھا کہ ناراک میں رہنے والے سیاہ فاموں میں سے اسی فیصد سیاہ فام جرائم کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ لوگ انتہائی منظم اور فعال ہیں اور لارا ان کی تنظیم کی لیڈر ہے۔ اسے بلیک کوئین کہا جاتا تھا اور یہ لوگ اس قدر جاں فروش اور بہادر ہوتے ہیں کہ اگر لارا حکم دے دے تو پورے ناراک کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیں اور لارا اس سے بحیثیت پال محبت کرتی تھی۔ اس لئے اس نے پال کا میک اپ کیا تھا اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ میجر پرمود اور علی عمران کے خلاف ان سیاہ فاموں کو حرکت میں لے آئے گا اور خود تب تک لارا کے پاس رہے گا اس طرح وہ خود بھی ان کے ہاتھوں مکمل طور پر محفوظ ہو جائے گا اور ان کا خاتمہ بھی لارا کے آدمیوں کے ہاتھوں آسانی سے ہو جائے گا۔
"کیا۔ کیا۔ کہہ رہے ہو۔ میری توہین کر رہے ہو پال"...... لارا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"ارے ارے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پال لارا کی توہین کر کے بلیک کوئین کی۔ میں تو صرف تمہیں بتا رہا ہوں کہ معاملات حد درجہ سنجیدہ ہیں"...... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔
"جو بھی ہو۔ اب یہ میرے لئے چیلنج ہے اور تم دیکھنا کہ لارا اس

چیلنج سے کس طرح نمٹتی ہے"...... لارا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ سن کر مائیکل کا رواں رواں مسرت سے ناچ اٹھا وہ لارا کے منہ سے یہی الفاظ سننا چاہتا تھا۔
"او۔ کے میں آ رہا ہوں"...... مائیکل نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر راہداری میں آ گیا۔ اس نے مخصوص جگہ پر پیر سے ٹھوکر ماری تو دیوار برابر ہو گئی اور مائیکل راہداری کراس کرتا ہوا واپس پورچ میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سیاہ فاموں کی مخصوص آبادی بلیک ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ بلیک ٹاؤن چھوٹی چھوٹی کوٹھیوں پر مشتمل ایک بے حد وسیع آبادی تھی۔ یہ تمام کا تمام ٹاؤن سیاہ فاموں پر مشتمل تھا اور کوئی گورا دن کے وقت بھی اس ٹاؤن میں داخل ہونے سے گھبراتا تھا۔ حتیٰ کہ پولیس بھی اس ٹاؤن میں داخل ہونے سے حتی الوسع کتراتی تھی۔ یہاں بے شمار کلب۔ بار اور جوئے خانے تھے۔ یہاں ہر چیز میسر تھی لیکن یہاں صرف وہی محفوظ تھا جو طاقت رکھتا تھا۔ کیونکہ یہاں بات بات پر آدمیوں کو اس طرح مار دیا جاتا تھا جیسے وہ آدمی نہ ہو کوئی ضرر رساں کیڑا ہو۔ لیکن اس پورے بلیک ٹاؤن میں لارا کا سکہ چلتا تھا نہ صرف اس لئے کہ یہاں لارا کا گروپ سب سے مضبوط اور طاقتور تھا بلکہ اسلئے بھی کہ بلیک ٹاؤن میں اسی فیصد کلب۔ جوئے خانے اور بار لارا کی ذاتی ملکیت تھے اس کے ساتھ ساتھ لارا بذات خود بہترین نشانہ باز اور مارشل آرٹ کی ماہر تھی اور اچھے اچھے غنڈے اور بدمعاش لارا

کا نام سنتے ہی گردنیں جھکا دیا کرتے تھے ۔ فطری طور پر لارا حد درجے
مشتعل مزاج ۔ لڑاکا اور حد سے زیادہ ہتھ چھٹ واقع ہوتی تھی ۔ وہ
مردانہ لباس پہنتی تھی اور مردوں کی طرح رہتی تھی ۔ لارا نوجوان بیوہ
تھی ۔ اس کے شوہر کا نام تھامسن تھا جو اس پورے علاقے کا کنگ تھا
اور یہ سب جوئے خانے ۔ کلب اور بار اس کی ذاتی ملکیت تھے ۔ لیکن پھر
ایک جھگڑے میں تھامسن مارا گیا لیکن اس کی موت کے بعد لارا خود
میدان میں اتری اور اس نے بلیک کوئین کے نام سے اس گروپ کی
لیڈر شپ سنبھال لی اور اس کے بعد تو جیسے اس گروپ پر قیامت ٹوٹ
پڑی ۔ جن کے ہاتھوں تھامسن مارا گیا تھا ۔ لارا نے ان کے گھر تک جلا
کر راکھ کر دیئے تھے ۔ ان کے نہ صرف بیوی بچے بلکہ ان کے رشتہ دار
سب اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئے تھے ۔ اس نے اس حد
تک ظالمانہ انداز میں تھامسن کی موت کا انتقام لیا تھا کہ پورے
ناراک میں لوگ لارا کے نام سے دہشت کھانے لگ گئے تھے ۔
تھامسن کی موت کے بعد لارا نے شادی نہ کی تھی ۔ لیکن ایک بار
مائیکل کے ایک گروپ اور لارا کے گروپ آپس میں ٹکرا گئے ۔ بہت
خوفناک لڑائی ہوئی ۔ دونوں اطراف کے بے شمار افراد ہلاک ہو گئے
لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو رہا تھا ۔ اس وقت مائیکل نے یہی میک اپ کیا
تھا اور پال ہنری کے نام سے براہ راست بلیک ٹاؤن میں گھس کر لارا
کو اس کے گھر سے اغوا کر کے لے گیا ۔ لیکن لارا اس کے ہاتھوں سے
بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئی لیکن شاید کوئی اتفاق تھا کہ اس نے جو

میک اپ کیا تھا ۔ اس کی یہ شکل لارا کو پسند آ گئی اور پھر لارا نے اس
سے دوستی کر لی مائیکل نے لارا کو یہی بتایا تھا کہ وہ ناراک کا رہنے والا
نہیں ہے بلکہ ایکریمیا کی ایک دور افتادہ ریاست میں رہتا ہے اور
بزنس کے سلسلے میں ناراک آتا تھا ۔ چنانچہ جب بھی اس کا موڈ آتا وہ
پال کا میک اپ کر کے کئی کئی دن لارا کے پاس رہتا تھا اور لارا اس
کے ساتھ اس طرح بے تکلفانہ انداز میں رہتی تھی جیسے وہ اس کا شوہر
تھامسن ہو ۔ لارا نے تو اپنے طور پر ہمیشہ یہی کوشش کی تھی کہ مائیکل
اس کے پاس مستقل طور پر رہ جائے لیکن ظاہر ہے مائیکل ایسا نہ کر
سکتا تھا ۔ اس کے بلا مبالغہ سینکڑوں روپ تھے اور اسے اس بات میں
لطف محسوس ہوتا تھا کہ ہر میک اپ میں اس کی علیحدہ شخصیت ہے اور
علیحدہ گروپ ہے ۔ اس لئے وہ مختلف اوقات میں مختلف روپ دھارتا
رہتا تھا ۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ جب لارا کا گروپ حرکت میں آیا تو
بلگارنوی اور پاکیشیائی دونوں گروپ چاہے پاتال میں کیوں نہ گھس
جائیں وہ انہیں ڈھونڈ نکالیں گے ۔ مادام لزا چونکہ ان دونوں گروپس
سے مل چکی تھی اس لئے اس سے ان سب کے متعلق معلومات حاصل
کی جا سکتی تھیں ۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ کل کا دن ان
دونوں گروپس کی زندگی کا آخری دن ہو گا ۔ وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ
اچانک اسے ایک خیال آ گیا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر
ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔
" یس ہارڈز بول رہا ہوں " .... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔

" مائیکل بول رہا ہوں ہارڈز ۔ باچان کی راکا پوشی پہاڑیوں میں ہمارے آدمی کام کر رہے ہیں ۔ انہیں پوری توقع ہے کہ وہاں سے قدیم خزانہ مل جائے گا ۔ میں کچھ دنوں کے لئے لارا کے پاس جا رہا ہوں پال ہنری کے میک اپ میں ۔ اگر اس دوران خزانہ ملنے کی اطلاع آ جائے تو تم نے فوری طور پر مجھ سے وہیں رابطہ قائم کرنا ہے سمجھ گئے ہو ناں " .... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا ۔

" بالکل سمجھ گیا ہوں فکر مت کرو ۔ جیسے ہی خزانہ ملا ۔ میں رابطہ کر لوں گا " .... دوسری طرف سے کہا گیا اور مائیکل نے او ۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا ۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے ۔

میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں ناراک کے ایک ہوٹل میں بیٹھے دوپہر کا کھانا کھانے میں مصروف تھے ۔ مائیکل کی تلاش میں انہوں نے مارگریٹ کے بتاتے ہوئے سارے اڈے چھان مارے تھے لیکن اس کا کسی طرح بھی پتہ نہ چل رہا تھا ۔

" یہ مائیکل تو گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح غائب ہو گیا ہے میجر " .... کیپٹن توفیق نے کہا اور میجر پرمود بے اختیار مسکرا دیا ۔

" صرف سینگ ہی نہیں بلکہ سالم گدھا ہی غائب ہے " .... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن توفیق بھی بے اختیار ہنس دیا ۔

" ناراک تو انسانوں کا جنگل ہے ۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے " ۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کیپٹن توفیق نے کہا ۔

" میرا خیال ہے ۔ اب ہمیں علی عمران کو تلاش کر کے اس کی

نگرانی کرنی چاہیئے "...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق بے اختیار اچھل پڑا۔

"علی عمران ۔ تو کیا وہ بھی یہاں موجود ہیں "...... کیپٹن توفیق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور وہ بھی مائیکل کی تلاش میں ہوگا اور وہ ایسا آدمی ہے کہ مجھے یقین ہے کہ وہ ہر حالت میں اسے تلاش کر لے گا "۔ میجر پرمود نے کافی کا کپ اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہو گیا ۔ حالانکہ میں مستقل آپ کے ساتھ ہوں "...... توفیق نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے مادام لزا کو فون کیا تھا ۔ میرا خیال تھا کہ شاید مائیکل وہاں موجود ہو لیکن مائیکل تو وہاں نہیں ملا البتہ مادام لزا سے یہ اطلاع مل گئی کہ ہمارے بعد عمران اپنے دو ساتھیوں جن میں سے ایک سوئس لڑکی ہے ۔ اس کے پاس آیا تھا اور وہ بھی گیلارڈ کی تلاش میں تھا لیکن اس نے مائیکل میں حد درجہ دلچسپی لی تھی "...... میجر پرمود نے جواب دیا اور کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں "...... اچانک انہیں ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے ۔ ایک ادھیڑ عمر سیاہ فام عورت جس نے خانہ بدوشوں جیسا لباس پہنا ہوا تھا ۔ ان کی میز کے قریب کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"تشریف رکھیں "...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ "...... اس عورت نے کہا اور اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"آپ دونوں صاحبان کس کی تلاش کی باتیں کر رہے تھے ۔ اس سلسلے میں آپ کی میں مدد کر سکتی ہوں ۔ میرا نام سوکس ہے اور میں ایسا علم جانتی ہوں جس سے آپ کا مطلب پورا ہو سکتا ہے "۔ عورت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی فیس کتنی ہے "...... میجر پرمود نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"فیس کا معاملہ آپ کی ذاتی صوابدید پر ہے ۔ جو چاہیں دے دیں "۔ سوکس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کون سا علم جانتی ہیں ۔ نجوم ۔ پامسٹری ۔ کون سا علم "۔ میجر پرمود کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس عورت کا مذاق اڑا رہا ہے۔

"ان میں سے کوئی علم بھی مجھے نہیں آتا ۔ میں بلیک زوم جانتی ہوں ۔ افریقہ کا وہ علم جس کے سامنے تمام علوم ہیچ ہیں "...... سوکس نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بلیک زوم یہ کون سا علم ہے "...... میجر پرمود نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کا مقصد پھل کھانا ہو گا وہ کھایئے ۔ اس بات کو چھوڑیئے کہ یہ پھل جس درخت پر لگتا ہے ۔ اس کے پتے کس شکل کے ہوتے ہیں "۔ اس بار سوکس نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

"محترمہ سوکس صاحبہ آپ تشریف لے جائیں۔ ہمیں آپ سے کچھ نہیں پوچھنا اور شاید ہم آپ کو شکل سے احمق لگ رہے ہوں لیکن ہم احمق نہیں ہیں"...... اس بار میجر پرمود کا لہجہ سرد تھا۔

"آپ کو مائیکل نام کے ایک آدمی کی تلاش ہے"......... سوکس نے کہا۔

"ہاں آپ نے ہماری باتیں سن لی ہوں گی"....... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ نے یہ بات تو نہیں کی کہ یہ مائیکل ہی گیلارڈ بھی ہے اور ماریو بھی"....... سوکس نے کہا تو میجر پرمود بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک ابھر آئی تھی۔

"یقیناً ہم نے یہ بات نہیں کی"....... میجر پرمود نے جواب دیا اس بار اس کا لہجہ نرم تھا اور سوکس بے اختیار مسکرا دی۔ اس کے مسکرانے کا انداز ایسا تھا جیسے شکاری پھندے میں پھنستے ہوئے شکار کو دیکھ کر اطمینان اور مسرت کے ملے جلے انداز میں مسکراتا ہے۔

"اور یقیناً آپ نے یہ بات پسند کی ہوگی کہ یہ آپ کو پاکیشیا کے علی عمران کی تلاش ہے اور یہ بھی آپ نے نہ کہا ہوگا کہ آپ دونوں ایکریمی نہیں بلکہ بلگارنوی ہیں اور آپ کا نام میجر پرمود اور آپ کا نام کیپٹن توفیق ہے"....... سوکس نے تیزی سے انکشافات کرنے شروع کر دیئے اور میجر پرمود اور توفیق دونوں حیرت سے اس حبشی عورت کو دیکھنے لگے۔

"کمال ہے۔ تمہارا بلیک زوم علم تو واقعی بڑا کارآمد علم ہے"۔ میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف ایک ہزار ڈالر فیس لوں گی اور تمہیں مائیکل تک پہنچادوں گی۔ بولو منظور ہے یا اٹھ کر چلی جاؤں"....... سوکس نے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا اور میجر پرمود نے جیب سے بھاری مالیت کے دو نوٹ نکال کر اس نے سوکس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

"صرف جگہ بتادو باقی کام ہم کرلیں گے"....... میجر پرمود نے کہا۔

سوکس نے مسکراتے ہوئے دونوں نوٹ اپنے قبا نما لباس کے اندر موجود کسی جیب میں ڈالے اور پھر اس نے بڑے پراسرار انداز میں کہا۔

"یہاں ایک علاقہ ہے بلیک ٹاؤن۔ سیاہ فاموں کا علاقہ ہے۔ جرائم کا گڑھ ہے۔ اس میں ایک بار ہے سوزابین بار اس کا مالک ہے چیری بلیک ٹاؤن کا بہت بڑا غنڈہ ہے۔ مائیکل اس چیری کی پناہ میں ہے۔ تمہیں چیری سے اس کا پتہ آسانی سے مل سکتا ہے"۔ سوکس نے انکشافات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم ہمیں اس ہوٹل سے باہر کسی جگہ ملاقات کا وقت دے سکتی ہو۔ ہم تمہیں منہ مانگا معاوضہ دیں گے۔ میں دراصل پوری تفصیل سے بات کرنا چاہتا ہوں"....... میجر پرمود نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس ہوٹل کے کسی کمرے میں بات ہو سکتی ہے۔ یہاں سپیشل رومز ہیں۔ کرایہ ڈبل ہوتا ہے"....... سوکس نے کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ۔ یہ کرایہ اور معاوضہ کی فکر مت کرو"........ میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور میجر پرمود کے اٹھتے ہی سوکس اور توفیق دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ میجر پرمود تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بل کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایک سپیشل روم بھی بک کرنے کا کہہ دیا۔

"کتنے آدمیوں کے لئے چاہئے اور کتنے وقت یا دنوں کے لئے"۔ کاؤنٹر مین نے کاروباری انداز میں پوچھا۔

"صرف دو گھنٹوں کے لئے۔ ہم نے صرف بات چیت کرنی ہے"۔ میجر پرمود نے جواب دیا۔

"سپیشل روم اس کے لئے بے حد مناسب رہے گا۔ ساؤنڈ پروف کمرے ہیں۔ پانچ سو ڈالر دے دیں"........ کاؤنٹر مین نے کہا تو میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے اسے ادائیگی بھی کر دی اور ساتھ ہی بھاری ٹپ بھی دے دی۔

"شکریہ سر۔ یہ لیجئے چابی۔ میں نے سب سے بڑا اور سب سے اچھا کمرہ دیا ہے آپ کو"........ کاؤنٹر مین نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر کے نیچے سے چابی جس کے ساتھ کمرے کے نمبر کا ٹوکن موجود تھا نکال کر میجر پرمود کی طرف بڑھا دی۔

"شکریہ"........ میجر پرمود نے کہا اور چابی کاؤنٹر مین کے ہاتھ سے لے لی۔

"دائیں طرف راہداری میں چلے جائیں"........ کاؤنٹر مین نے کہا۔

اور میجر پرمود سر ہلاتا ہوا اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک ساؤنڈ پروف بڑے سے کمرے میں موجود تھے۔ جسے واقعی انتہائی خوبصورت اور نفیس انداز میں سجایا گیا تھا۔

"آؤ بیٹھو سوکس اور توفیق تم یہ دروازہ بند کر کے لاک کر دو"۔ میجر پرمود نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا اور سوکس مسکراتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ جب کہ میجر پرمود اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ سوکس کہ تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے"۔ میجر پرمود نے انتہائی خشک لہجے میں کہا تو سوکس بے اختیار چونک پڑی۔

"میں تو خانہ بدوش ہوں۔ میرا کسی گروپ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"........ سوکس نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر کرسی سمیت فرش پر جا گری۔ میجر پرمود کا زور دار تھپڑ اس کے چہرے پر پوری قوت سے پڑا تھا اور پھر ابھی نیچے گر کر وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہی تھی کہ میجر پرمود نے جو تھپڑ مارتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ لات گھمائی اور سوکس کے حلق سے ایک اور کربناک چیخ نکلی اور وہ فرش پر بری طرح تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئی۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھاؤ اور کوئی پردہ اتار کر اسے اس کی مدد سے اچھی طرح کرسی سے باندھ دو"........ میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے جلدی سے آگے بڑھ کر فرش پر پڑی ہوئی بے ہوش سوکس کو اٹھا کر صوفے پر ڈالا اور خود ایک طرف موجود دروازے کا پردہ اتارنے کے لئے بڑھ گیا۔ میجر پرمود نے جھک کر سوکس کے لباس کی

تلاشی لینی شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ اس کے قبا نما لباس کی ایک
خفیہ جیب میں ایک چھوٹا سا لیکن انتہائی خطرناک پستول اور اس کے
ساتھ ہی ایک کارڈ برآمد کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ کارڈ پر کسی سیاہ فام
عورت کی تصویر تھی جس کے سر پر خوبصورت پروں کا تاج سا بنا ہوا تھا
اس کے نیچے بلیک کوئین کے الفاظ درج تھے اور ان سے نیچے ایس۔
ایس۔ ایک سو ایک کے حروف اور ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ میجر پرمود
کرسی پر بیٹھ کر غور سے کارڈ کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل
سانس لے کر کارڈ اور پستول کو ایک طرف میز پر رکھ دیا۔ اس دوران
توفیق پردہ اتار کر بے ہوش سوکس کو کرسی سے باندھنے میں مصروف
رہا۔

"اب اس کے چہرے پر تھپڑ مار کر اسے ہوش میں لے آؤ"۔ میجر
پرمود نے کہا اور توفیق نے سوکس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر
دی۔ تھوڑی دیر بعد سوکس کراہتی ہوئی ہوش میں آگئی تو توفیق پیچھے
ہٹ گیا۔ سوکس کا چہرہ تھپڑوں کی شدت سے نیلا پڑ گیا تھا۔ اس کی
آنکھوں میں گہری سرخی عود کر آئی تھی۔

"تم نے کیا سمجھ رکھا تھا کہ میں اتنا احمق ہوں کہ تمہارے اس
بلیک زوم کے چکر میں آجاؤں گا"...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم زیادتی کر رہے ہو میجر پرمود اب بھی وقت ہے کہ مجھے چھوڑ دو
ورنہ اگر میں نے بددعا دی تو تم پر دیوتاؤں کا قہر نازل ہو جائے گا"۔
سوکس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو میجر پرمود بے

اختیار ہنس پڑا۔

"ہم مسلمان ہیں سوکس اور مسلمانوں کا تمہارے یہ دیوی۔ دیوتا
کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تم جس قدر جی چاہے اپنے دیوتاؤں کو بلا لو۔ لیکن
تمہیں اب بتانا ہو گا کہ تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے اور تم نے
ہمیں کیسے پہچان لیا اور تم ہمیں وہاں بلیک ٹاؤن میں چیری کے پاس
کیوں بھیجنا چاہتی تھیں"...... میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں نے واقعی غلطی کی ہے کہ تمہیں موٹی اسامی سمجھ کر تم پر راز
آشکارا کر دیئے۔ میں واقعی خانہ بدوش ہوں اور میرے پاس بلیک زوم
علم ہے جو سب کچھ بتا دیتا ہے۔ میں سچ کہہ رہی ہوں"...... سوکس
نے کہا۔

"کیپٹن توفیق جیب سے خنجر نکالو اور جس قدر زخم جی چاہے اس
کے جسم پر ڈال دو۔ ادھر میز پر نمک دانی بھی موجود ہے۔ تمام نمک
اس کے زخموں پر چھڑک دو"...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس میجر"...... توفیق نے اسی طرح سرد مہرانہ لہجے میں کہا اور
اسی میز کی طرف بڑھ گیا جس پر ہوٹل کی طرف سے نمک دانی اور ایسی
ہی دوسرے مصالحے کی شیشیاں پڑی ہوئی تھیں۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں تم یقین کرو"...... سوکس نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا لیکن میجر پرمود نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہ
دیا۔ بلکہ اسی طرح سرد اور بے مہر نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"اب تیار ہو جاؤ سوکس"...... توفیق نے نمک دانی کو ایک ہاتھ

میں پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں تیز دھار خنجر تھا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے خنجر کا آدھے سے زیادہ پھل سوکس کے بازو میں اتار دیا اور سوکس کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور بندھے ہونے کے باوجود اس کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ توفیق نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں خون آلود خنجر میز پر رکھا اور نمک دانی اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولنے لگا۔

" رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ میں بتاتی ہوں۔ نمک مت چھڑکو میں مرجاؤں گی رک جاؤ" ...... سوکس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔

" اس کا لباس پھاڑ کر زخم پر باندھ دو۔ ورنہ زیادہ خون نکل جانے سے یہ مر بھی سکتی ہے۔ قدرت نے خود ہی اسے ہم سے لا ٹکرایا ہے"۔ میجر پرمود نے کہا اور توفیق نے نمک دانی واپس میز پر رکھی اور میجر پرمود کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گیا۔

" آپ کو کیسے اس پر شک ہوا تھا۔ میں تو واقعی اس کے علم سے مرعوب ہو گیا تھا" ...... توفیق نے پٹی باندھتے ہوئے کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

" یہ ابھی اپنے کام میں کچی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بلیک زوم واقعی ایک پراسرار افریقی علم ہے لیکن بلیک زوم ایسا علم نہیں ہے کہ اس طرح بیٹھے بیٹھے سب کچھ اس سے پتہ لگ جائے۔ اس علم میں باقاعدہ درختوں کے پتوں سے فال سی نکالی جاتی ہے اور پھر کچھ بتایا جاتا ہے۔

اس نے کسی سے بلیک زوم کے بارے میں صرف سن رکھا ہے۔ اسے خود بھی معلوم نہیں ہے کہ بلیک زوم کا استعمال کس طرح کیا جاتا ہے۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ اس عورت کا تعلق کسی خاص گروپ سے ہے اور یہ صرف اسی لئے ہم سے ٹکرائی ہے کہ ہمیں کسی طرح بلیک ٹاؤن میں اس چیری تک بھجوا سکے" ...... میجر پرمود نے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بینڈیج مکمل کرنے کے بعد وہ ملحقہ باتھ روم کی طرف چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کا جگ تھا جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے کچھ پانی اس زخم پر ڈالا اور کچھ سوکس کا منہ کھول کر اس کے حلق میں اتار دیا اور تھوڑی دیر بعد سوکس کراہتی ہوش میں آ گئی۔

" مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو" ...... سوکس نے ہوش میں آتے ہی انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

" سب کچھ سچ سچ بتا دو سوکس تمہارا نام کہیں نہیں آئے گا اور نہ تمہیں مزید کچھ کہا جائے گا ورنہ" ...... میجر پرمود نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" مم میرا تعلق بلیک کوئین کے سپیشل سرچنگ گروپ سے ہے۔ ہمارے گروپ کو حکم ملا تھا کہ ہم نے دو گروپس کو تلاش کرنا ہے۔ ایک بلگارنوی گروپ ہے جو دو افراد پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک کا نام میجر پرمود ہے اور دوسرا پاکیشیائی گروپ ہے جو تین افراد پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک عورت اور دو مرد ہیں۔ اس گروپ کا

لیڈر علی عمران ہے ہمارا گروپ چونکہ براہ راست بلیک کوئین سے متعلق ہے ۔اس لئے اس نے خود ہمیں ہدایات دی تھیں ۔اس نے کہا تھا کہ جیسے ہی ان میں سے کوئی گروپ سامنے آئے تو ہم نے انہیں یہ کہہ کر بلیک ٹاؤن میں چیری کے پاس بھجوانا ہے کہ کوئی مائیکل وہاں موجود ہے اور اس کے بعد ہم نے اس چیری کو پوری تفصیل بتا دینی ہے ۔میں اس ہوٹل میں تمہاری میز کے پاس سے گزر رہی تھی کہ تم نے بلگارنوی زبان میں آپس میں بات کی تو میں چونک پڑی ۔ میرا ایک دوست کافی عرصہ بلگارنیہ میں رہ چکا ہے اور وہ بھی کبھی کبھار ایسی ہی زبان بولتا تھا ۔اس سے میں سمجھ گئی کہ تم ہی بلگارنوی گروپ ہو اور پھر تم جس انداز میں بات کر رہے تھے اس سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ تم ہی لیڈر ہو سکتے ہو اور لیڈر کا نام میجر پرمود بتایا گیا تھا بس یہ ہے ساری بات "...... سوکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا گیلارڈ اور ماریو والی بات بھی تمہیں اس بلیک کوئین نے ہی بتائی تھی "...... میجر پرمود نے پوچھا۔

" ہاں اسی نے ہمیں بتایا تھا کہ دونوں گروپس کو گیلارڈ اور ماریو کے ساتھ ساتھ مائیکل نام کے آدمی کی تلاش ہے "...... سوکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے چیری کو کیا اطلاع دینی تھی "...... میجر پرمود نے پوچھا۔

" میں نے اسے تمہارے حلیے اور لباس کی تفصیلات بتانی تھیں اور بس ۔باقی کام اس کے آدمی خود کر لیتے "...... سوکس نے جواب دیا۔

" یہ بلیک کوئین کون ہے اور کہاں رہتی ہے "...... میجر پرمود نے کہا۔

" بلیک کوئین کا اصل نام لارا ہے ۔انتہائی خوفناک عورت ہے ۔ بلیک ٹاؤن کی ملکہ ہے ۔اس لئے اسے بلیک کوئین کہتے ہیں ۔انتہائی ظالم اور سفاک عورت ہے اور بلیک ٹاؤن کا بڑے سے بڑا غنڈہ بھی اس کا نام سن کر دہشت زدہ ہو جاتا ہے "...... سوکس نے جواب دیا اب وہ بڑے سیدھے طریقے سے میجر پرمود کے سب سوالوں کے جواب دے رہی تھی ۔

" اس کا حلیہ بتاؤ "...... میجر پرمود نے پوچھا اور سوکس نے جو حلیہ بتایا وہ بالکل وہی تھا جو اس کی جیب سے نکالے گئے کارڈ پر چھپی ہوئی تصویر کا تھا۔

" یہ لارا کہاں مل سکے گی "...... میجر پرمود نے کہا۔

" اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے ۔ویسے بلیک ٹاؤن میں اس کا بہت بڑا محل نما مکان ہے ۔لیکن وہ انتہائی محتاط عورت ہے ۔البتہ مجھے یقین ہے کہ چیری اس کی رہائش گاہ سے واقف ہو گا ۔وہ اس کا خاص آدمی ہے "...... سوکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے کہا ہے کہ تمہیں لارا نے خود ہدایات دی تھیں اور تمہارے گروپ کا براہ راست تعلق بھی اسی سے ہے ۔ایسی صورت میں تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں ہے "...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہمارے گروپ کا انچارج بھی چیری ہے۔اس کے کلب کے نیچے ایک بڑے تہہ خانے میں بلیک کوئین نے ہمیں ہدایات دی تھیں"۔ سوکس نے کہا اور میجر پرمود بے اختیار مسکرا دیا۔

"مطلب یہ کہ تم ہر قیمت پر ہمیں اس چیری کے پاس بھیجنا چاہتی ہو"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم اس کے پاس مت جاؤ بلکہ تم بلیک ٹاؤن میں بھی مت جاؤ۔وہاں کوئی بھی گورا آدمی داخل ہو جائے تو پھر زندہ واپس نہیں آ سکتا۔تم مجھے چھوڑ دو۔بے شک مجھ سے اپنی رقم واپس لے لو مجھے چھوڑ دو۔میں اسے کوئی رپورٹ نہ دوں گی۔میں سمجھوں گی کہ تم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی"...... سوکس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔لیکن اس کے لئے پہلے تمہیں ہمارے ساتھ ہماری رہائش گاہ پر چلنا ہو گا۔میں وہاں سے چیری کو فون کرنا چاہتا ہوں اس لئے تاکہ تم نے جو کچھ بتایا ہے۔اس کی تصدیق ہو سکے۔تم فکر مت کرو تمہارا نام درمیان میں نہ آئے گا۔تم محفوظ رہو گی۔لیکن جب تک تمہاری باتوں کی تصدیق نہ ہو جائے اس وقت تک ہم تمہیں اپنے سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ویسے اگر ہم چاہیں تو اس خنجر سے تمہاری گردن یہاں بھی کاٹی جا سکتی ہے۔پھر یہ ہوٹل والوں کا اپنا دردسر ہو گا کہ وہ پولیس کو اطلاع دیتے ہیں یا اپنے طور پر تمہاری لاش غائب کرا دیتے ہیں"...... میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مم۔مم میں تیار ہوں۔مجھے مت مارو۔تم جو کچھ کہو میں وہی

کرنے کے لئے تیار ہوں"...... سوکس نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"توفیق اسے کھول دو۔اگر اس نے تعاون کیا تو اسے ہی فائدہ پہنچے گا ورنہ دوسری صورت میں اس کی آج کی رات قبر میں ہی گزرے گی"۔ میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا سوکس کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں کار میں بیٹھے ناراک کی سڑکوں پر سے گزر رہے تھے۔ڈرائیونگ سیٹ پر توفیق تھا جب کہ میجر پرمود سوکس کے ساتھ عقبی سیٹ پر موجود تھا۔میجر پرمود نے مارگریٹ سے مائیکل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے ایک پراپرٹی ڈیلر کی مدد سے ایک رہائش گاہ اور ایک کار کا بندوبست کر لیا تھا۔کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مائیکل کو تلاش کرنے کے لئے اسے سخت جدوجہد کرنی پڑے گی اور اس جدوجہد کے لئے ان کے پاس اپنا ایک ٹھکانہ اور سواری ہونی چاہئے اور اس وقت وہ اسی کار میں سوار اسی رہائش گاہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جو ایک معروف رہائشی کالونی میں واقع تھی اور تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اس رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔سوکس پورے راستے خاموش بیٹھی رہی تھی۔

"تم بلیک ٹاؤن میں کہاں رہتی ہو"...... میجر پرمود نے سٹنگ روم میں پہنچتے ہی سوکس سے پوچھا۔

"ڈبلیو بلاک کے فلیٹ نمبر آٹھ میں۔اس بلاک میں دو سو فلیٹ

ہیں اور ان سب میں صرف عورتیں رہتی ہیں۔ اکیلی عورتیں مرد صرف ان کی اجازت سے اندر آسکتے ہیں" ...... سوکس نے جواب دیا اور میجر پرمود نے اثبات میں سرہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ سوکس کا مطلب کیا ہے۔

"چیری کی رہائش گاہ کہاں ہے" ...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم" ...... سوکس نے جواب دیا۔

"تمہیں معلوم ہے۔ اس لئے تم بتاؤ گی" ...... میجر پرمود کا لہجہ یکلخت بگڑ سا گیا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں مجھے نہیں معلوم"۔ سوکس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر فرش پر جاگری۔

"بتاؤ ورنہ" ...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات اس کی پسلیوں پر پوری قوت سے پڑی۔

"وہ۔ وہ تھری ایسٹ ایونیو میں رہتا ہے۔ وہ وہیں رہتا ہے"۔ شدید ترین تکلیف کی وجہ سے اس کا جسم پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا اس لئے اس نے اٹکتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

"کیوں چھپایا تھا تم نے پہلے بولو" ...... میجر پرمود نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسے اگر پتہ چل گیا تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔ وہ انتہائی ظالم آدمی ہے"۔ سوکس نے کہا۔

"میں اس سے بھی زیادہ ظالم ہوں سمجھیں۔ اب اگر تم نے میرے سوال کا غلط جواب دیا تو جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ ڈالوں گا"۔ میجر پرمود نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور بازو سے پکڑ کر اس نے ایک جھٹکے سے سوکس کو اٹھا کر کھڑا کر دیا تھا۔

"اب بتاؤ چیری تک پہنچنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ بولو۔ کوئی کوڈ۔ کوئی مخصوص فقرہ۔ جس سے ہمیں فوری طور پر چیری تک پہنچا دیا جائے" ...... میجر پرمود نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نال سوکس کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہا۔

"بب بب بلیک کوئین۔ تم۔ تم اگر بلیک کوئین کا نام لے دو تو تمہیں فوری طور پر چیری سے ملوا دیا جائے گا" ...... سوکس نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم ہمیں ہر صورت میں اس چیری کے ہاتھوں ختم کرانا چاہتی ہو۔ اس لئے تم یہ کوڈ بتا رہی ہو" ...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ سوکس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل نیچے گری اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئی۔

"نانسنس۔ ہمیں احمق سمجھتی تھی" ...... میجر پرمود نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں میجر اس نے ایسی کیا بات کی ہے" ...... کیپٹن توفیق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو میجر پرمود نے ایک طویل سانس لیا۔

"اس کے کارڈ پر باقاعدہ گروپ کا کوڈ اور نمبر درج تھا اور لازمی بات ہے کہ وہاں گروپ کوڈ اور نمبر ہی رابطے کے لئے استعمال ہوتے ہوں گے۔ بلیک کوئین کا نام لینا تو وہاں خود اپنے آپ کو مشکوک کرانا ہے۔ یہ اگر ہم سے واقعی تعاون کرنا چاہتی تو اپنے کسی ایسے ساتھی کا نام اور اس کا کوڈ نمبر بتا کر ہمیں ان کے حلیے بھی بتا دیتی تاکہ ہم ان کے میک اپ میں وہاں پہنچ جاتے۔ اس کی آخری لمحے تک یہی کوشش رہی کہ کسی طرح ہم مشکوک انداز میں اس جیری تک پہنچ جائیں اور ویسے بھی اسے ہلاک تو بہرحال ہونا تھا ورنہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہمارے متعلق لازماً وہاں اطلاع پہنچ چکی ہوتی"...... میجر پرمود نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ وہاں جائیں گے"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"ہاں ہمیں بہرحال ایک کلیو مل گیا ہے۔ لیکن ہمارا اصل ٹارگٹ وہ مائیکل ہے اور مجھے یقین ہے کہ مائیکل وہاں لازماً چھپا ہوا ہو گا اور اسے کسی بھی طرح یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہمیں اس کے بارے میں اطلاعات مل چکی ہیں۔ ہو سکتا ہے اس مارگریٹ نے ہی نشاندہی کر دی ہو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے سے تو بہتر ہے کہ ہم کسی کلیو کے پیچھے تو چلیں گے"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"ہاں اور اب ہمیں سیاہ فاموں والا خصوصی میک کرنا پڑے گا

ورنہ ان حلیوں میں ہم واقعی وہاں فوری طور پر نظروں میں آجائیں گے وہ بڑا والا سپیشل میک اپ باکس لے آؤ"...... میجر پرمود نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ دونوں اپنی کار میں بیٹھے اس کوٹھی سے نکل کر بلیک ٹاؤن کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ لیکن اب وہ دونوں ایکریمی نیگرو بنے ہوئے تھے۔ سوکس کی لاش کار کی عقبی سیٹ کے درمیانی خلا میں پڑی ہوئی تھی اور اس پر کپڑا ڈال دیا گیا تھا۔ میجر پرمود کا پروگرام اسے کسی ویران جگہ پر پھینک کر آگے بڑھ جانے کا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پولیس کو لاش اس کرائے کی کوٹھی سے مل سکے اور تھوڑی دیر بعد جب کار ایک ویران سڑک پر پہنچی تو میجر پرمود نے کار کا رخ ایک بائی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ کافی آگے جا کر اس نے کار درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں لے جا کر روک دی اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ توفیق نے کپڑا ہٹا کر عقبی سیٹ سے سوکس کی لاش کھینچ کر باہر نکال لی۔

"اس کا چہرہ بگاڑ دو۔ تاکہ اگر لاش کسی کو مل بھی جائے تو فوری طور پر اسے پہچانا نہ جا سکے"...... میجر پرمود نے کہا اور توفیق نے جیب سے پسٹل نکالا اور اس کے بھاری دستے کی مدد سے اس نے سوکس کی لاش کا چہرہ بگاڑنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد چہرہ قیمے میں تبدیل ہو گیا تو اس نے دستے کو اچھی طرح سوکس کے لباس سے صاف کیا اور پھر واپس جیب میں رکھ لیا۔

" اب اس کے لباس کی مکمل تلاشی بھی لے ڈالو ۔ اس کا کارڈ تو میرے پاس ہے لیکن ہو سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس سے اس کی شناخت ہو سکتی ہو" ...... میجر پرمود نے کہا اور توفیق دوبارہ اس پر جھک گیا۔

" کچھ نہیں ہے میجر" ...... تھوڑی دیر بعد توفیق نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

" او ۔ کے پھر آؤ ۔ اب اس بلیک ٹاؤن کی بھی سیر کر لیں" ۔ میجر پرمود نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔ اس بار توفیق اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا اور میجر پرمود نے کار کو تھوڑا سا بیک کیا اور پھر اسے موڑ کر آگے بڑھاتا ہوا وہ اسے درختوں کے جھنڈ سے باہر لے آیا اور چند لمحوں بعد کار خاصی تیز رفتاری سے مین روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔

" میجر وہ عمران صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ مائیکل کے پیچھے ہیں ۔ ہمیں تو مارگریٹ سے اس بارے میں ساری تفصیل معلوم ہوئی ہے ۔ انہیں کیسے معلوم ہوا ہوگا" ...... توفیق نے بات کرتے ہوئے کہا۔

" وہ بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی ہے ۔ کسی نہ کسی طرح اس نے بھی پتہ چلا ہی لیا ہوگا" ...... میجر پرمود نے کہا۔

" لیکن میجر اگر وہ ہم سے پہلے مائیکل تک پہنچ گیا تو پھر تو ہماری ساری جدوجہد ہی بے کار چلی جائے گی" ...... چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد توفیق نے بات کرتے ہوئے کہا۔

" کیسے بے کار چلی جائے گی ۔ ہمارا مشن تو اس تنظیم کا خاتمہ ہے جو بلگارنیہ کی معدنی دولت چوری کر رہی ہے ۔ تاکہ آئندہ کے لئے ایسی چوریاں بند ہو سکیں ۔ اگر مائیکل عمران کے ہاتھوں ختم ہو جاتا ہے ۔ تب بھی ہمارا مشن تو بہر حال مکمل ہو ہی جائے گا" ...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

" لیکن میجر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ عمران صاحب کیوں اس مشن پر کام کر رہے ہیں ۔ مشن تو ہمارے ملک کا ہے" ۔ توفیق نے کہا۔

" دور اندیشی اور حفظ ماتقدم یہ دونوں الفاظ ایسے ہی موقع کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں جو تنظیم آج بلگارنیہ سے معدنیات چوری کر رہی ہے وہ کل پاکیشیا سے بھی ایسا کر سکتی ہے اور جس انداز میں وہاں وہ عورت کام کر رہی تھی ۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں بھی یہ سلسلہ چل رہا تھا اور ہو سکتا ہے کہ عمران نے اس بارے میں کوئی معلومات بھی حاصل کر لی ہوں" ...... میجر پرمود نے جواب دیا اور اس بار توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ویسے میجر میری تو یہی خواہش ہے کہ یہ مشن عمران صاحب کی بجائے ہمارے ہاتھوں مکمل ہو ۔ اس طرح ہم عمران صاحب سے یہ ریس جیت جائیں گے" ...... توفیق نے کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

"خواہش تو میری بھی یہی ہے کہ کرنل ڈی کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور کرنل ڈی کو میں بتا سکوں کہ میجر پرمود عمران سے صلاحیتوں میں اگر زیادہ نہیں ہے تو کم بھی نہیں۔ اسی لئے میں حتی الوسع تیزی سے کام کر رہا ہوں لیکن ہوگا وہی جو مقدر میں لکھا جا چکا ہے"...... میجر پرمود نے کہا اور توفیق نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"میجر کیا صرف مائیکل کے ختم ہو جانے سے یہ تنظیم مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ کوئی اور اس کی جگہ نہ لے لے گا"...... تھوڑی دیر بعد توفیق ایک بار پھر بول پڑا۔

"ایک بار وہ مائیکل ہاتھ آ جائے تو اس سے دونوں تنظیموں کے بارے میں تفصیلات مل سکتی ہیں اور اس کے بعد ہمیں صرف اتنا کرنا ہوگا کہ سرکاری طور پر یہ تفصیلات حکومت ایکریمیا کے سپرد کر دینی ہوں گی باقی کام وہ خود کر لیں گے کیونکہ وہ بھی ان تنظیموں سے اتنے ہی تنگ ہوں گے جتنے ہم"...... میجر پرمود نے کہا۔

"وہ کیوں تنگ ہوں گے میجر۔ چوری تو ہماری معدنیات ہو رہی ہیں ان کی لیبارٹریوں کو تو یہ خود بخود مل جاتی ہیں"...... توفیق نے کہا۔

"ایسی بات نہیں۔ چور بہرحال چور ہی ہوتا ہے۔ چاہے وہ کہیں سے بھی چوری کرے۔ تم نے سنا نہیں کہ بلیک گولڈ کا دائرہ کار ایکریمیا۔ یورپ اور افریقہ ہے۔ لازمی بات ہے کہ یہ لوگ ایکریمیا سے بھی انتہائی قیمتی سائنسی معدنیات چوری کرتے ہوں گے جو اگر ویسے

ہی حکومت کو مل جائے تو انہیں فائدہ ہے۔ اب تو انہیں ان مجرموں سے انتہائی بھاری قیمت پر انہیں خریدنا پڑتا ہوگا"...... میجر پرمود نے کہا اور توفیق نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آئی ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں بلیک ٹاؤن کی حدود نظر آنے لگ گئی کیونکہ حدود سے باہر جہازی سائز کے بورڈ نصب تھے جن پر بلیک ٹاؤن کا نام اور اس کے بارے میں پوری تفصیلات لکھی گئی تھیں۔ پرمود نے کار ایک بڑے بورڈ کے سامنے روک دی جس پر بلیک ٹاؤن کا تفصیلی نقشہ بنا ہوا تھا۔

"تم بونٹ کھول کر کار کو چیک کرنا شروع کر دو میں تب تک اس چیری کے سوزابین بار کو اور دوسرے باروں کو چیک کر لوں۔ ورنہ ہم پر فوراً شک کیا جائے گا کہ ہم سیاہ فام ہونے کے باوجود اس کا نقشہ دیکھ رہے ہیں"...... میجر پرمود نے بونٹ کا ہک کھینچ کر اسے کھولتے ہوئے کہا اور کیپٹن توفیق سر ہلاتا ہوا کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اس نے بونٹ اٹھایا اور اسے سٹینڈ سے ہک کر کے وہ انجن پر اس طرح جھک گیا جیسے کار کے فالٹ کو تلاش کر رہا ہو۔ میجر پرمود بھی کار سے نیچے اتر آیا اور غور سے نقشے کو دیکھنے لگا۔ بلیک ٹاؤن سے کاریں آ جا رہی تھیں لیکن آنے اور جانے والی تمام کاروں میں نیگرو ہی نظر آ رہے تھے۔ ان میں ایک بھی سفید فام نہ تھا۔ ابھی میجر پرمود نقشے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک سیاہ رنگ کی لمبی سی کار ان کے قریب آ کر رک گئی۔ میجر پرمود چونک کر مڑا اور کار کی طرف دیکھنے لگا۔ کار کی ڈرائیونگ

سیٹ پر ایک سیاہ فام نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی ۔

" کیا بات ہے ڈیئر کیا فالٹ پڑ گیا ہے کار میں " .... لڑکی نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔

" تم سے مطلب تم جاؤ " ...... میجر پرمود نے سیاہ فاموں کے مخصوص انداز میں ہونٹ سکوڑتے ہوئے تیز لہجے میں کہا ۔

" نئے لگتے ہو ورنہ جرومی کو دیکھ کر تم یہ بات نہ کرتے ۔ میری یہاں سب سے بڑی آٹو ورکشاپ ہے ۔ جرومی آٹو ورکشاپ اور بلیک ٹاؤن میں ہر وہ آدمی جس کے پاس کار ہے ۔ جرومی کی خوشامد کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے ۔ کہاں سے آرہے ہو اور کس کے پاس جانا ہے تمہیں " ۔ جرومی نے برا منائے بغیر دانت نکالتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہو گئی ہے کار " .... اسی لمحے توفیق نے بونٹ بند کرتے ہوئے کہا ۔

" دیکھا جرومی کا نام سنتے ہی فالٹ خود بخود ٹھیک ہو جاتا ہے " ۔ جرومی نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" سٹیام کو جانتی ہو " .... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" سٹیام وہ کون ہے ۔ بڑا عجیب سا نام ہے ۔ میں نے تو پہلی بار سنا ہے " ..... جرومی نے کہا ۔

" تو پھر جاؤ ۔ تم اس لائن کی لڑکی ہی نہیں ہو " .... میجر پرمود نے کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا ۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ کس لائن کی بات کر رہے ہو " ...... جرومی

نے چونک کر کہا ۔

" میں ایڈونچر لائن کی بات کر رہا ہوں ۔ سٹیام ایڈونچر کلب کا چیئرمین ہے " ...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار آگے بڑھا دی ۔ لیکن تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی اس نے جان بوجھ کر کار کو دو تین جھٹکے دے کر بند کر دیا اور اسی لمحے جرومی کی کار اس کے قریب آکر رک گئی ۔

" تم میرے ساتھ کار میں آجاؤ ۔ ایڈونچر مین ۔ میرے آدمی آکر کار لے جائیں گے ۔ تم سے یہ نہیں چلتی ۔ ویسے یہ بھی تو ایڈونچر ہے ۔ ہے ناں ایڈونچر " .... جرومی نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" ہاں واقعی ۔ لیکن میرا خیال ہے ۔ اصل ایڈونچر تم سے ملاقات ہے " ۔ میجر پرمود نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور جرومی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" آؤ رابرٹ ۔ ایک بڑا ایڈونچر ہمارا منتظر ہے " ...... میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں جرومی کی بحری جہاز نما کار میں سوار ہو کر بلیک ٹاؤن کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ میجر پرمود جرومی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا ۔ جب کہ توفیق عقبی سیٹ پر تھا ۔

" کہاں سے آرہے ہو " .... جرومی نے پوچھا ۔

" بلیک ٹاؤن کے باہر سے " .... میجر پرمود نے مختصر سا جواب دیا اور جرومی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔ وہ اپنے انداز سے انتہائی

زندہ دل اور ایڈونچر پسند لڑکی لگ رہی تھی۔ کار اب بلیک ٹاؤن میں داخل ہو چکی تھی اور میجر پرمود نے دیکھا کہ بلیک ٹاؤن میں موجود تقریباً ہر آدمی کی تیز نظریں آنے جانے والی کاروں میں بیٹھے ہوئے افراد کا انتہائی باریک بینی سے تجزیہ کر رہی تھیں۔ لیکن جرومی کی وجہ سے شاید ان کی طرف کسی نے توجہ نہ کی تھی۔ البتہ ہر جگہ جرومی کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر لوگوں سے ہیلو ہیلو کرتی آگے بڑھی چلی رہی تھی۔ بلیک ٹاؤن کی آبادی انتہائی وسیع ایریے میں پھیلی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ ایک مکمل شہر ہو۔ بازار، رہائشی علاقے، مارکیٹیں، بڑے بڑے پلازہ، سینما، کلب، بارین غرضیکہ یہاں بڑے شہروں جیسا سماں تھا۔ لیکن یہاں ہر طرف سیاہ فام ہی سیاہ فام نظر آرہے تھے۔ ان میں نہ ہی کوئی گورا مرد نظر آرہا تھا اور نہ کوئی عورت۔ جرومی کی کار تھوڑی دیر بعد ایک بڑے سے احاطے میں داخل ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود یہ دیکھ کر حیران رہ گیا یہ واقعی ایک بہت بڑی اور وسیع آٹو ورکشاپ تھی۔ جس میں انتہائی جدید ترین مشینری نصب تھی اور بے شمار لوگ کام میں مصروف تھے۔

"تم اس آٹو ورکشاپ کی مالک ہو۔ حیرت ہے۔ تم تو مجھے کھلنڈری سی لڑکی لگتی ہو" .... میجر پرمود نے کار سے اترتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں جرومی سے مخاطب ہو کر کہا تو جرومی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں چیری کی بیٹی ہوں اور چیری بلیک ٹاؤن کا کنگ ہے۔

مجھے"۔ جرومی نے کار سے اتر کر ایک خوبصورت دفتر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور توفیق دونوں جرومی کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"مگر ہم نے تو سنا ہے کہ یہاں حکومت بلیک کوئین کی ہے"۔ میجر پرمود نے جرومی کے پیچھے ایک وسیع مگر انتہائی عالیشان دفتر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نے درست سنا ہے۔ لیکن وہ صرف نام کی کوئین ہے۔ اصل کنگ تو ڈیڈی ہے اور اس لحاظ سے تم مجھے بلیک پرنسز کہہ سکتے ہو"۔ جرومی نے ایک وسیع وعریض میز کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تم اس چیری کی بات کر رہی ہو ناں جو موزابین کلب کا مالک ہے"۔ میجر پرمود نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں وہی۔ کیا تم ڈیڈی کو جانتے ہو" .... جرومی نے حیران ہو کر کہا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں" .... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا تو جرومی کے چہرے پر بے اختیار مسرت بھرے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن دبایا تو ایک چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"کافی لے آؤ اور انتھونی کو میرے پاس بھیج دو" .... جرومی نے

تحکمانہ لہجے میں کہا اور چپڑاسی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں جرومی کو سلام کیا۔

"انتھونی ایڈونچر مین سے چابی لو۔ ان کی کار آؤٹ بورڈ کے ساتھ کھڑی ہے۔ اس کا فالٹ دور کر کے اسے یہاں لے آؤ"...... جرومی نے ایک بار پھر تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ملازموں سے بات کرتے وقت اس کے لہجے کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے کے تاثرات بھی یکسر اس طرح بدل جاتے تھے کہ وہ بات بات پر قہقہے لگانے والی کھلنڈری سی لڑکی لگتی ہی نہ تھی۔

"ویسے تو ٹھیک تھی۔ پتہ نہیں اچانک کیا ہو گیا ہے اسے"۔ پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں چیک کر لوں گا سر۔ فکر نہ کریں"...... انتھونی نے کہا اور کی رنگ لے کر جرومی کو سلام کر کے وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ اسی لمحے وہی چپڑاسی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ہاٹ کافی کی ایک ایک پیالی پرمود۔ توفیق اور جرومی کے سامنے رکھی اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"تمہارے ڈیڈی یہاں آتے ہیں"...... میجر پرمود نے کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہاں۔ کیوں یہاں کیوں آئیں گے۔ وہ تو ہفتوں گھر نہیں آتے یہاں کیسے آسکتے ہیں۔ جب سے ممی فوت ہوئی ہیں۔ ان کا زیادہ وقت

کلب میں ہی گزرتا ہے اور پھر وہ مصروف بھی تو بہت رہتے ہیں"۔ جرومی نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں وہ بالکل نہیں چاہتے"...... پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ڈیڈی مجھے نہیں چاہتے۔ جتنا وہ مجھے چاہتے ہیں اتنا تو شاید وہ ممی کو بھی نہ چاہتے تھے۔ حالانکہ ممی اور ڈیڈی کی محبت پورے بلیک ٹاؤن میں مشہور تھی"...... جرومی نے غصیلے لہجے میں کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلو شرط لگا لیتے ہیں۔ دس ہزار ڈالر کی"...... پرمود نے کہا تو جرومی بے اختیار اچھل پڑی۔

"دس ہزار ڈالر۔ کیا مطلب تم ناراک کے مالک ہو۔ کار تو تمہاری پھٹیچر سی ہے۔ شاید دو تین ہزار ڈالر سے زیادہ نہ ہو گی اور شرط لگا رہے ہو دس ہزار ڈالر کی"...... جرومی نے کہا اور میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا ولنگٹن میں امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے اور پتہ ہے میں کیا امپورٹ کرتا ہوں اور کیا ایکسپورٹ"...... میجر پرمود نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا"...... جرومی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بحری جہاز ایکسپورٹ کرتا ہوں۔ ملکوں کو حکومتوں کو۔ میری اپنی جہاز بنانے کی انڈسٹری ہے اور امپورٹ کرتا ہوں کاٹن یارن۔

پورے ایکریمیا میں کاٹن یارن کا سب سے بڑا بزنس میرا ہے۔ اربوں ڈالر کی میری روز کی آمدنی ہے"...... میجر پرمود نے جواب دیا تو جرومی کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر اس کے کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

"اتنا بڑا دھندہ۔ اوہ پھر تو تم کھرب پتی ہو گے۔ کمال ہے۔ مگر تمہاری کار"...... جرومی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ صرف ایڈونچر ہے ورنہ میرے کاروں کے بیڑے ہیں میرے پاس تو لیموزین اور پرنس کاریں بھی موجود ہیں"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور بڑے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر اس نے میز پر رکھی اور پھر اس نے دس نوٹ پن سے علیحدہ کر کے میز پر رکھے ہوئے پیپر ویٹ کو اٹھا کر اس کے نیچے رکھ دیئے۔

"ہونہہ۔ تم واقعی کھرب پتی ہو سکتے ہو۔ چلو مان لیا۔ لیکن تم کس بات کی شرط لگا رہے ہو"...... جرومی نے بڑے جوشیلے انداز میں کہا۔ اس کی نظریں نوٹوں کی گڈی پر جمی ہوئی تھیں جو اپنی ضخامت کے لحاظ سے دس لاکھ ڈالرز کی مالیت سے کم کی نظر نہ آ رہی تھی۔

"اس بات کی کہ تمہارے ڈیڈی کو تم سے محبت نہیں ہے اور وہ تمہارے کہنے پر کبھی بھی یہاں نہیں آ سکتے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا شرط ہوئی۔ تم ویسے ہی یہ رقم مجھے دینا چاہتے ہو تو اور بات ہے"...... جرومی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تم ہمارا ذکر اور شرط کی بات کیے بغیر اپنے ڈیڈی کو یہاں فوری طور پر بلوا تو یہ نوٹ تمہارے اور اگر تمہارے ڈیڈی نے فوری طور پر آنے سے انکار کر دیا تو پھر اتنے ہی نوٹ تمہیں مجھے دینے پڑیں گے اور ساتھ ہی اس بات کا اعلان بھی کرنا پڑے گا کہ تمہارے ڈیڈی کو تم سے محبت نہیں ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ہونہہ تو تم جرومی سے شرط لگا رہے ہو۔ مجھ سے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔ لیکن اگر یہ شرط لگانی ہے تو پھر اس پوری گڈی کی لگاؤ تاکہ ڈیڈی کو اگر کام چھوڑ کر آنا پڑے تو میں اسے بتا بھی سکوں کہ میں نے کتنی بڑی رقم جیتی ہے"...... جرومی نے کہا اور میجر پرمود بے اختیار مسکرا دیا۔

"او۔ کے لیکن شرط یہی ہوگی کہ تم اسے یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم نے شرط لگائی ہے یا ہم یہاں ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم شرط ہار گئیں تو میں اتنی رقم تم سے وصول بھی کر لوں گا"...... میجر پرمود نے سامنے رکھی ہوئی نوٹوں کی گڈی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شرط ہارنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آج تو واقعی ایڈونچر ڈے ہے"...... جرومی نے جلدی سے نوٹوں کی گڈی کو جھپٹتے ہوئے کہا۔

"دیکھو یہ تو ابھی پتہ چل جائے گا کہ یہ ایڈونچر ڈے تمہارے لئے ہے یا میرے لئے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور جرومی نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے

نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" لاؤڈر بھی آن کر دینا تاکہ میں بھی سن لوں کہ تمہارے ڈیڈی کیا جواب دیتے ہیں "...... میجر پرمود نے کہا اور جرومی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

" یس سوزا بین کلب "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

" جرومی بول رہی ہوں ڈیڈی سے بات کراؤ "...... جرومی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا مس جرومی "...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی نرم لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو کیا بات ہے۔ جرومی۔ خیریت "...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" ڈیڈی ایک منٹ ضائع کیے بغیر بس رسیور کریڈل پر رکھو اور اٹھ کر یہاں میرے پاس آٹو ورکشاپ میں آجاؤ۔ بس۔ فوراً ایک منٹ بھی ضائع نہ کرنا ڈیڈی "...... جرومی نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

" ارے ارے کیوں۔ کیا ہوا خیریت ہے۔ اتنا سخت آرڈر "۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" سخت ترین آرڈر ہے۔ بس یوں سمجھو مارشل لاء آرڈر ہے۔ ویسے خیریت ہے۔ لیکن بس فوراً ڈیڈی آجاؤ۔ میں تمہیں ایک خاص چیز دکھانا چاہتی ہوں ابھی اور اسی وقت "...... جرومی نے کہا۔

" کیا چیز۔ آخر کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کیا کوئی دورہ پڑ گیا ہے "۔ چیری کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" پھر وہی دیر ڈیڈی۔ تم جانتے تو ہو کہ تم نے اگر میری بات نہ مانی تو کیا ہو گا۔ ایک فائر ہو گا اور جرومی کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ بولو۔ پھر "...... جرومی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا

" ارے ارے یہ غضب نہ کرنا میں آ رہا ہوں۔ ابھی اسی لمحے "۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" دیکھا میں شرط جیت گئی۔ میرا ایڈونچر ڈے ہے ناں آج "۔ جرومی نے رسیور رکھ کر خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" ابھی تمہارے ڈیڈی تو آ جائیں "...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور انتھونی اندر داخل ہوا۔

" کار تو او۔کے ہے مس۔ میں نے چیکنگ کر لی ہے "...... انتھونی نے چابیاں میجر پرمود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تم لوگوں کا تو ہاتھ بھی لگ جائے تو یہ کاریں خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہیں "...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور انتھونی اور جرومی دونوں مسکرا دیئے۔ انتھونی خاموشی سے واپس چلا گیا۔

" یہاں تمہارا کوئی علیحدہ کمرہ تو ہو گا "...... میجر پرمود نے کہا۔

" ہاں ہے۔ میرا ذاتی ریسٹ روم ہے۔ کیوں "...... جرومی نے چونک کر پوچھا۔

"میں تمہارے ڈیڈی کو سرپرائز دینا چاہتا ہوں ۔ تم ہم دونوں کو وہیں پہنچا دو اور پھر ڈیڈی کو لے کر وہاں آجاؤ ۔ پھر تماشہ دیکھنا لیکن یہ سن لو کہ تم نے اسے ہمارے متعلق اور شرط کے متعلق کچھ نہیں بتانا ورنہ سرپرائز ختم ہو جائے گا"........ میجر پرمود نے کہا اور جرومی مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے ۔ آؤ"........ جرومی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور توفیق دونوں اٹھ کھڑے ہوئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے ۔ جو واقعی ریسٹ روم کے انداز میں انتہائی نفیس فرنیچر سے سجا ہوا تھا اور جرومی تیزی سے باہر کو چلی گئی۔

"اب خیال رکھنا توفیق ۔ ہم نے چیری اور جرومی دونوں پر اس طرح قابو پانا ہے کہ دونوں کو کوئی ضرب نہ آئے ۔ جرومی پر تشدد کی دھمکی چیری کو مجبور کر دے گی کہ وہ اصل بات اگل دے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ چیری اس طرح اکیلا ہمارے ہاتھ آ جائے"۔ میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے سر ہلا دیا اور پھر دونوں بند دروازے کی دونوں سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے ۔ دونوں نے مشین پسٹل نکال کر انہیں نال سے پکڑ لیا۔

"آخر تم بتاتی کیوں نہیں کہ کیا ہو گیا ہے کیسا سرپرائز ۔ کیا ایڈونچر"۔ تھوڑی دیر بعد دروازے کی دوسری طرف سے چیری کی بھاری مگر حیرت زدہ سی آواز سنائی دی۔

"تم آؤ تو سہی ڈیڈی"........ جرومی نے کہا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور جرومی کے ساتھ ایک بھاری جسم اور ناٹے قد کا آدمی اندر داخل ہوا اور پھر جیسے بھوکے عقاب اپنے شکار پر جھپٹتے ہیں اس طرح میجر پرمود اور توفیق ان دونوں پر جھپٹے ۔ جرومی توفیق کی طرف تھی جب کہ میجر پرمود کی سائیڈ پر چیری تھا اور پھر مشین پسٹل کے بھاری دستوں کی زور دار اور انتہائی جچی تلی ضربوں نے ان دونوں کو منہ کے بل نیچے گرنے پر مجبور کر دیا ۔ جرومی کے حلق سے تو ہلکی سی چیخ نکل گئی لیکن چیری کے حلق سے تو چیخ بھی نہ نکلی تھی ۔ میجر پرمود نے چیری کے نیچے گرتے ہی لات گھمائی اور نیچے گر کر اٹھتا ہوا چیری کنپٹی پر بوٹ کی ٹو کی زور دار ضرب کھا کر ایک بار پھر جھٹکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا جب کہ جرومی کے لئے پہلی ضرب ہی کافی ثابت ہوئی تھی ۔ میجر پرمود نے مشین پسٹل جیب میں ڈال لیا۔

"ان دونوں کو کرسیوں سے باندھ دو ۔ میں باہر کا چکر لگا کر چپڑاسی وغیرہ کو مطمئن کر آؤں کہ وہ ڈسٹرب نہ کریں اور میز کی دراز سے اپنی رقم بھی لے آؤں"........ میجر پرمود نے کہا اور پھر کھلے دروازے سے تیزی سے باہر نکل گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو توفیق نے ان دونوں کو کرسیوں پر پردوں کی مدد سے باندھ رکھا تھا ۔ رسی تو وہاں موجود نہ تھی اس لئے توفیق نے پردے اتار لئے تھے ۔

"تم اب باہر جاؤ اور خیال رکھو ۔ کسی کو یہاں آنے نہ دینا ۔ میں نے ویسے تو چپڑاسی کو کہہ دیا کہ جرومی نے پیغام دیا ہے کہ اسے کسی

صورت بھی تا اطلاع ثانی ڈسٹرب نہ کیا جائے ۔ لیکن پھر بھی تم نے خیال رکھنا ہے "...... میجر پرمود نے کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا ۔ میجر پرمود نے دروازہ بند کیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے چیری کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش شروع کر دی ۔ ساتویں آٹھویں تھپڑ پر چیری نے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور میجر پرمود پیچھے ہٹ آیا ۔ چیری کی جسمانی طاقت اور اس کے چہرے کے خدوخال سب بتا رہے تھے کہ وہ انتہائی سخت جان آدمی ہے اور اس کی ساری عمر جرائم کی دنیا میں ہی گزری ہے ۔ ایسے لوگ ظاہر ہے آسانی سے تشدد سہار جاتے ہیں لیکن میجر پرمود کو اندازہ تھا کہ جس طرح وہ جرومی کی کال پر دوڑا چلا آیا ہے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے اپنی بیٹی سے بے پناہ محبت ہے اور جرومی پر تشدد کی دھمکی اسے بہرحال زبان کھولنے پر مجبور کر ہی دے گی ۔

" کیا ۔ کیا ۔ تم کون ہو ۔ یہ سب کیا ہے " ۔ چیری نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بری طرح کسمساتے ہوئے کہا ۔

" مسٹر چیری تمہاری بیٹی جرومی تمہارے ساتھ بندھی ہوئی اور بے ہوش ہے ۔ تم اسے دیکھ سکتے ہو ۔ جرومی واقعی ایک معصوم اور بھولی بھالی سی لڑکی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس پر جسمانی تشدد ہو ۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری بیٹی ہولناک تشدد سے بچ جائے تو جو کچھ میں پوچھوں اس کا صحیح جواب دے دو "...... میجر پرمود نے کرخت سے لہجے میں کہا اور چیری کے چہرے پر شدید غصے کے آثار ابھر آئے ۔ اس کی آنکھوں میں سرخ الاؤ سے جل اٹھے ۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے ۔

" تم ۔ تم کون ہو ۔ کاش میں اس طرح اس احمق لڑکی کی کال پر نہ آتا "...... چیری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

" میرا نام میجر پرمود ہے اور میرا تعلق بلگارنیہ سے ہے ۔ امید ہے اس تعارف کے بعد تم یہ بات آسانی سے سمجھ سکو گے کہ جرومی کا ہم کیا حشر کر سکتے ہیں "...... میجر پرمود نے کہا تو چیری کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے ۔

" اوہ اوہ تو یہ بات ہے ۔ تم تم ۔ سیاہ فاموں کے روپ میں ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ اسی لئے میرے آدمی تمہارا کھوج نہیں لگا سکے تھے "...... چیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" تم ایک چھوٹے درجے کے مجرم ہو چیری ۔ اس لئے تم اس معاملے وہ کچھ نہیں کر سکتے جس کی توقع مائیکل نے تم سے رکھی ہو گی اور مائیکل خود بھی گو دو دو بین الاقوامی تنظیموں اور نجانے کتنے گروپس کا انچارج تو ہو گا لیکن اس کی ذہنی سطح بھی عام مجرموں جیسی ہے ۔ اب بتاؤ میرے سوالوں کا جواب دیتے ہو یا میں جرومی پر تشدد کا آغاز کر دوں " ۔ میجر پرمود نے تیز لہجے میں کہا ۔

" تم کیا پوچھنا چاہتے ہو "...... چیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" مائیکل کہاں ہے ۔ اس کا پتہ بتا دو "...... میجر پرمود نے کہا ۔

" مائیکل ۔ کون مائیکل ۔ کس مائیکل کی بات کر رہے ہو ۔ یہاں بلیک ٹاؤن میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں مائیکل تو لازماً ہوں گے ۔ خود میرے کلب کے منیجر کا نام مائیکل ہے "...... چیری نے خشک لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں ہمارے خلاف کام کرنے کا حکم کس نے دیا تھا "...... میجر پرمود نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

" ناراک کی ایک پارٹی نے۔ اس نے مجھے رقم پر ہائر کیا تھا۔ لیکن میں اس پارٹی کے بارے میں تفصیلات نہیں جانتا۔ فون پر بات ہوئی اور رقم میرے بنک اکاؤنٹ میں منتقل ہو گئی "...... چیری نے جواب دینے کے ساتھ ساتھ خود ہی باقی تفصیل بھی بتا دی اور میجر پرمود اس کی یہ بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

" اس کا مطلب ہے۔ اس معصوم جرومی پر تشدد کرنا ہی پڑے گا۔ او۔کے "...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ جرومی کی طرف بڑھا اور اس نے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر جڑ دیا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ مت مارو اسے رک جاؤ یہ معصوم لڑکی ہے۔ اس کا جرائم سے کوئی تعلق نہیں ہے "...... چیری نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" ابھی سے گھبرا گئے ہو چیری۔ ابھی تو جرومی کے جسم پر سینکڑوں زخم ڈالے جائیں گے۔ ان زخموں میں نمک اور تیزاب بھرا جائے گا اس کا خوبصورت اور معصوم چہرہ خنجر کے زخموں سے انتہائی بدصورت بنا دیا جائے گا۔ اس کی دونوں ٹانگیں اور دونوں بازو توڑ دیئے جائیں گے تم ابھی سے گھبرا گئے ہو "...... میجر پرمود کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ

بندھے ہونے کے باوجود چیری کا جسم بے اختیار لرزنے لگا گیا۔

" تم۔ تم وعدہ کرو کہ جرومی کو کچھ نہ کہو گے تو میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ پلیز میری بیٹی کو کچھ نہ کہو۔ میں نے اسے بڑے لاڈ سے پالا ہے "...... چیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" میں تو خود اس معصوم سی لڑکی کو کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا لیکن مجبوری میں تو پھر...... " میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" او۔کے بیٹھو کرسی پر بیٹھو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ اس کے بعد تم بے شک مجھے گولی مار دینا لیکن جرومی کو کچھ نہ کہنا۔ ورنہ میری روح بھی بے چین رہے گی "...... چیری نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

" تم سے میری کوئی براہ راست دشمنی نہیں ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم بھی صرف ملازمت یا دولت کی غرض سے مجھے اور میرے ساتھی کو مارنا چاہتے ہو۔ اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو تمہارا نام بھی درمیان میں نہ آئے گا اور تمہارے جسم پر بھی کوئی زخم نہ آئے گا "۔ میجر پرمود نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ تم لوگ واقعی بڑے سٹیٹس کے لوگ ہو۔ ہماری طرح چھوٹے مجرم نہیں ہو۔ سنو۔ مجھے تمہارے گروپ اور پاکیشیائی گروپ کی تلاش کا حکم بلیک کوئین نے دیا ہے۔ بلیک کوئین کا نام لارا ہے۔ لارا کا گروپ بلیک ٹاؤن میں سب سے بڑا گروپ ہے اور خود بھی وہ بے حد ماہر لڑاکا۔ بے داغ نشانہ باز اور

انتہائی خطرناک اور سفاک طبیعت کی عورت ہے۔ میں اس کے اس گروپ کا انچارج ہوں جو سرچنگ کا کام فیلڈ میں کرتا ہے۔ میں نے اپنے سرچنگ گروپ کی ڈیوٹی لگا دی لیکن ابھی تک نہ ہی تمہارے متعلق مجھے کوئی رپورٹ ملی اور نہ ہی ان پاکیشیائیوں کے بارے میں باقی تم مائیکل کے بارے میں پوچھ رہے ہو تو مجھے کسی مائیکل کے بارے میں علم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے لارا کو اس کا علم ہو"...... چیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا لارا پیشہ ور قاتلہ ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"وہ ہر کام کر لیتی ہے۔ ہر وہ کام جو اس کی مرضی میں آئے لیکن دوسری تنظیموں کی خاطر وہ کچھ نہیں کرتی۔ اسے دولت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بلیک ٹاؤن کے تقریباً سارے بار۔ جوئے خانے اور کلب اس کی ملکیت ہیں۔ بے شمار رہائشی پلازے اور تجارتی پلازے اس کی ملکیت ہیں۔ اسے لاکھوں ڈالر روزانہ کی آمدنی ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے رقم کی خاطر دوسروں کا کام کرنے کی"...... چیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر لارا نے کیوں ہمیں پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا بظاہر تو کوئی تعلق نہیں ہے ہم سے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے"...... چیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو چیری میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں بیٹھا بار بار

تمہیں دھمکیاں دیتا رہوں اور پھر تم سے بیٹھا وعدے کرتا رہوں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ یہ بات بتا دو ورنہ اس بار چاہے تم چیخ چیخ کر آسمان کیوں نہ سر پر اٹھا لو تمہاری بیٹی جرومی نہ بچ سکے گی"۔ میجر پرمود نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ مگر میں اس پر کنفرم نہیں ہوں۔ کیونکہ لارا ایسی عورت ہے کہ میں اس سے سوال جواب نہیں کر سکتا البتہ مجھے یہ اطلاع ضرور ملی ہے کہ لارا کا پرانا دوست پال ہنری ریاست فلاڈیفیا سے آیا ہوا ہے اور اس کے آنے کے بعد لارا نے تمہیں تلاش کرنے کے احکامات دیئے ہیں۔ ہو سکتا ہے اصل دھندہ پال کا ہو اور چونکہ لارا کی پال سے دوستی ہے۔ اس لئے اس نے پال کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہو۔ پال ہنری کا تعلق البتہ پیشہ ور قاتلوں سے ہے لیکن وہ بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالتا ہے"۔ چیری نے جواب دیا۔

"تمہیں کس طرح یہ اطلاع ملی"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"میرا ایک آدمی لارا ہاؤس میں کام کرتا ہے۔ میرا مخبر سمجھ لو۔ اس نے اطلاع دی ہے۔ ویسے میں نے خود بھی پال کو کار پر بلیک ٹاؤن میں داخل ہوتے دیکھا تھا"...... چیری نے کہا۔

"اس پال ہنری کا کیا حلیہ ہے۔ یہ کب سے لارا کا دوست ہے"۔ میجر پرمود نے پوچھا۔

"کافی طویل عرصے سے ہے لیکن آتا کبھی کبھار ہی ہے۔ کبھی سال

میں ایک آدھی بار یا پھر دو دو سال بعد بھی آتا ہے ۔ میں نے سنا ہے کہ فلاڈیلفیا میں اس کا بہت بڑا گینگ ہے ۔ بڑا نام ہے اس کا "...... چیری نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے ایک عام سے سیاہ فام کا حلیہ بتا دیا۔

" اب لارا اور پال ہنری کہاں ملیں گے "...... میجر پرمود نے پوچھا۔

" ظاہر ہے لارا ہاؤس میں ۔ ویسے تو لارا کم ہی اپنی رہائش گاہ میں رہتی ہے ۔ وہ موڈی عورت ہے ۔ اس کا کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت وہ کہاں ہو ۔ بلیک ٹاؤن میں اس نے کئی ایسی رہائش گاہیں بنائی ہوئی ہیں جن کا علم صرف اس کی ذات تک ہی محدود ہے ۔ لیکن جب پال آ جائے تو پھر لارا ہاؤس میں ہی رہتی ہے ۔ جب تک پال واپس نہ چلا جائے ۔ لیکن ایک بات بتا دوں ۔ لارا ہاؤس کے گرد انتہائی سخت پہرہ ہو گا اور لارا کے ذاتی محافظ دنیا کے مشہور ترین لڑاکا ہیں اور وہ بات نہیں کرتے صرف گولی چلاتے ہیں "...... چیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں اس نے کیا احکامات دیئے تھے ۔ ہمارے متعلق "...... میجر پرمود نے پوچھا۔

" اس نے حکم دے تھا کہ تمہیں تلاش کر کے گولی مار دی جائے اور تمہاری لاشیں بلیک ٹاؤن میں لائی جائیں ۔ زندہ انہیں کسی صورت بھی نہ لایا جائے اور جب ان کی لاشیں پہنچ جائیں تو پھر اسے اطلاع دی جائے "...... چیری نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم نے ہم سے تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں اور

تمہاری بیٹی کو چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن اگر تم نے ہمارے بعد لارا کو ہمارے متعلق اطلاع دینے کی کوشش کی تو پھر تمہارا اور ہمارا معاہدہ ختم ہو جائے گا ۔ اس کے بعد تمہارا کیا حشر ہوتا ہے اور جرومی کا کیا بنتا ہے ۔ اس کے بارے میں ابھی تم سوچ بھی نہ سکو گے "...... میجر پرمود نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" ٹھہرو میری بات سن لو "...... چیری نے کہا تو میجر پرمود مڑ گیا۔

" کیا کہنا چاہتے ہو "...... میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

" تمہارا اصل مقصد کیا ہے ۔ اصل مشن کیا ہے "...... چیری نے کہا۔

" ہمارا اصل مشن ہمارے ملک سے معدنیات چوری کرنے والی تنظیم کے سربراہ کا خاتمہ ہے اور تمہیں بتا دوں کہ ہمارے ملک سے انتہائی قیمتی معدنیات چوری کرنے والی تنظیم کا نام تھا راسکو ۔ اس کا سربراہ ایک آدمی ماریو تھا ۔ جب ہم یہاں پہنچے تو اس ماریو نے ناراک کے دو خوفناک پیشہ ور قاتل گروپ ہمارے قتل پر مامور کر دیئے ۔ ایک کا نام ڈیوس ہے اور دوسری مادام لزا اور خود اس نے راسکو کو کلوز کر دیا اور خود غائب ہو گیا ۔ ہم نے اس ڈیوس کا اس کے ساتھیوں سمیت اس کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر خاتمہ کر دیا ۔ لیکن وہ بھی ماریو کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا ۔ چنانچہ اس کے بعد ہم مادام لزا کی طرف متوجہ ہوئے اور مادام لزا کے آدمیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ ایک اور تنظیم بلیک گولڈ اوپن ہوئی ہے ۔ اس کے

سربراہ کا نام گیلارڈ ہے۔ پھر ہمیں اطلاع ملی کہ گیلارڈ ہی دراصل ماریو
ہے۔ وہ ایک تنظیم کو اوپن کر دیتا ہے اور دوسری کو کلوز۔ ہم گیلارڈ
کے پیچھے لگ گئے۔ پھر اطلاع ملی کہ گیلارڈ نے ہمارے خوف کی وجہ
سے بلیک گولڈ کو بھی کلوز کر دیا ہے اور خود غائب ہو گیا ہے۔ اس کے
بعد ایک عورت کے ذریعے ہمیں اطلاع ملی کہ اس آدمی کے چار روپ
ہیں۔ اس کا اصل نام مائیکل ہے اور مائیکل کے روپ میں وہ نوادرات
کی سمگلنگ کرتا ہے اور مادام لزا کا دوست ہے۔ لیکن ماریو کے روپ
میں وہ معدنیات چوری کرنے والی تنظیم کا چیف ہے اور گیلارڈ کے
روپ میں معدنیات چوری کرنے والی دوسری تنظیم بلیک گولڈ کو
سربراہ ہے اور گرافن کے نام سے وہ ایک تجارتی کمپنی فیاٹی کارپوریشن
کا سربراہ ہے اور لازماً وہ بلیک گولڈ اور راسکو دونوں کو کلوز کرنے کے
بعد اب مائیکل کے روپ میں ہو گا۔ ہم اسے تلاش کر رہے تھے کہ
تمہاری ایک عورت سوکس خانہ بدوش کے روپ میں ہم سے خود ہی آ
ٹکرائی۔ اس نے ہمیں بے وقوف بنا کر تمہارے پاس بھیجنے کی
کوشش کی لیکن ہم اسے اپنے اڈے میں لے گئے اور پھر اس نے بتا دیا
کہ وہ چیری کی ماتحت ہے اور چیری بلیک کومین کا ماتحت ہے اور چیری
کو ہماری تلاش ہے اور چیری بلیک ٹاؤن میں سوزا بین کلب کا مالک
ہے۔ ہم نے سوکس کو ختم کر دیا اور میک اپ کر کے یہاں آئے۔
یہاں ہمارا پروگرام براہ راست تمہارے کلب میں آکر تم سے ٹکرانا تھا
لیکن اتفاق سے راستے میں جرومی ٹکرا گئی اور ہم یہاں آ گئے پھر جرومی

سے پتہ چلا کہ تم اس کے باپ ہو اور تم اس سے بے پناہ محبت کرتے
ہو۔ چنانچہ میں نے شرط لگا کر جرومی کی مدد سے تمہیں یہاں بلوا لیا اور
اس کے بعد کی صورت حال تمہارے سامنے ہے۔ اب ہم اس لارا اور
اس کے دوست اس پال کو قابو کریں گے اور ان سے اس مائیکل کا
سراغ لگائیں گے"۔ میجر پرمود نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔ شرط یہ
ہے کہ تم لارا کا خاتمہ کر دو"........ چیری نے کہا تو میجر پرمود بے
اختیار چونک پڑا اور حیرت سے چیری کو دیکھنے لگا۔

"کیوں۔ تم ایسا کیوں چاہتے ہو"........ میجر پرمود نے ہونٹ بھینچ
کر پوچھا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم ہی ایسے لوگ ہو جو لارا کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔
اگر لارا کا خاتمہ ہو جائے تو یہاں بلیک ٹاؤن میں میری حکومت قائم ہو
جائے گی اور پھر لارا کی تمام جائیداد پر میں آسانی سے قبضہ کر لوں گا۔
کیونکہ یہ ویسے بھی میری ہی تحویل میں رہتی ہے اور لارا کا کوئی آگے پیچھے
ہے ہی نہیں۔ وہ چونکہ انتہائی ہوشیار عورت ہے اور اس کے محافظ بھی
بے حد تیز طرار ہیں اس لئے میں خود اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔
لیکن تمہاری کارکردگی بتا رہی ہے کہ تمہارے خلاف لارا نے کام لے
کر اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماری ہے اور اب تمہارے ہاتھوں لارا کی
ہلاکت کا سکوپ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے اور تم اپنے قول کے بھی پکے
ہو۔ اس لئے میں تم سے خفیہ طور پر ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار

ہوں اس طرح تمہارا مشن بھی پورا ہو جائے گا اور میرا بھی"۔ چیری نے کہا۔

"او۔کے مجھے یہ معاہدہ منظور ہے"...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے چیری کے جسم کے گرد موجود پردے کی رسی کی گانٹھ کھول دی اور چیری اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں جرومی کو کھول دوں"...... چیری نے کہا اور میجر پرمود کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ جرومی کی طرف بڑھ گیا۔

"میں باہر جا رہا ہوں۔ جرومی کو سمجھانا تمہارا کام ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اب یہ سب کچھ میری ذمہ داری ہے"...... چیری نے کہا اور میجر پرمود سر ہلاتا ہوا اس کمرے سے باہر نکل آیا۔ اسے یقین تھا کہ چیری کے تعاون کی وجہ سے وہ مائیکل کا سراغ بہر حال لگا لے گا۔ یہاں بلیک ٹاؤن میں چیری جیسے آدمی کا تعاون میسر آ جانا اس کے خیال کے مطابق اس کے لئے نیک فال ثابت ہو سکتا تھا۔

لارا اور مائیکل دونوں سٹنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے ایک خوبصورت کمرے میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے۔ یہ سٹنگ روم لارا ہاؤس کا حصہ تھا اور مائیکل کو یہاں آئے آج دوسرا روز تھا۔

"ابھی تک تمہارے کسی آدمی نے کوئی اطلاع ہی نہیں دی"۔ مائیکل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو لارا بے اختیار چونک پڑی۔

"اطلاع۔ کیسی اطلاع"...... لارا نے چونک کر پوچھا۔

"میرے کام سے متعلق"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"آ جائے گی اطلاع گھبرا کیوں گئے ہو۔ خود ہی تو کہتے ہو کہ یہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں۔ اب ظاہر ہے وہ سڑکوں پر اپنی شناخت کے بورڈ لگا کر تو نہ بیٹھے ہوں گے کہ میرے آدمی جا کر انہیں ہلاک کر دیں۔ ناراک تم جانتے ہو انسانوں کا جنگل ہے اس جنگل میں پانچ افراد کی تلاش خاصا مشکل کام ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ

چیری کا سپیشل سرچنگ گروپ تیزی سے اپنے کام میں مصروف ہو گا۔ وہ ایسا گروپ ہے کہ پاتال میں سے بھی اپنے شکار کو کھینچ لاتا ہے"۔ لارا نے جواب دیا اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ظاہر ہے وہ خود بھی اس بات سے واقف تھا کہ اس قدر خطرناک اور تیز لوگ اتنی آسانی سے ہاتھ لگنے والے نہیں ہیں۔ ویسے بھی اس کا مقصد تو صرف لارا کے پاس پناہ حاصل کرنے کا تھا۔ اسے یقین تھا کہ یہاں تک ان گروپس میں سے کوئی بھی نہ پہنچ سکے گا۔ چاہے وہ لاکھ ٹکریں مارتے رہیں۔

"لارا اگر سرچنگ گروپ کا کوئی آدمی ان کے ہتھے چڑھ گیا تو پھر وہ سیدھے تمہارے سر پر آن پہنچیں گے جس طرح ہمیں ان کی تلاش ہے اس طرح انہیں بھی یقیناً میری تلاش ہو گی۔ انہیں اطلاع مل چکی ہو گی کہ فلاڈیلفیا کا پال ہنری ان کی تلاش میں سرگرداں ہے"...... مائیکل نے کہا۔

"میں تو کہتی ہوں کہ وہ یہاں آجائیں۔ تم نے تو ان کے قصے سنا سنا کر میرے دل میں ان سے ٹکرانے کا شوق پیدا کر دیا ہے۔ یہاں ایک بار وہ آئیں تو سہی پھر دیکھنا لارا ان کا کیا حشر کرتی ہے"...... لارا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مائیکل کوئی بات کرتا سائیڈ پر موجود تپائی پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی مترنم آواز میں بج اٹھی لارا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لارا بول رہی ہوں"...... لارا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"چیری کی کال ہے مادام سوزا بین کلب سے"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا بات کراؤ"...... لارا نے چونک کر کہا اور ساتھ ہی اس نے مائیکل کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو مادام میں چیری بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس کیا رپورٹ ہے"...... لارا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"مادام بلگارنوی گروپ کو تلاش کر کے فنش کر دیا گیا ہے۔ ان کی لاشیں کلب میں پہنچ چکی ہیں"...... دوسری طرف سے چیری کی آواز سنائی دی تو لارا کے چہرے پر تو فخریہ مسکراہٹ ابھر آئی جب کہ مائیکل بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ"...... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام یہ گروپ دو مردوں پر مشتمل تھا۔ میری ایک مخبر نے انہیں ناراک کے ایک ہوٹل میں ٹریس کر لیا۔ وہ مخبر بلگارنوی زبان سے واقف تھی اور یہ دونوں ویسے تو ایکریمین میک اپ میں تھے لیکن وہ آپس میں بلگارنوی زبان میں گفتگو کر رہے تھے اور ایک آدمی دوسرے کو میجر کہہ کر پکار رہا تھا چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ اس گروہ کا لیڈر میجر پرمود نامی آدمی ہے اس لئے میجر کا لفظ سن کر میری مخبر کنفرم

ہو گئی۔ اس نے فوری طور پر مجھے اطلاع دی۔ میں نے ناراک میں موجود اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دیا۔ ہوٹل سے باہر ان کا تعاقب کیا گیا اور پھر ایک ویران سڑک پر انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ اس کے بعد ان کی لاشیں یہاں کلب میں لائی گئیں۔ میں نے ان کے میک اپ واش کر دیئے اور اس طرح ان کے اصل ایشیائی چہرے سامنے آگئے اب آپ جیسے حکم دیں کہ ان لاشوں کا کیا کرنا ہے۔ کسی گٹر میں بہا دیں یا برقی بھٹی میں ڈال دیں"...... چیری نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"میں انہیں خود دیکھنا چاہتا ہوں"...... مائیکل نے کہا۔

"چیری انہیں ٹساڈ ہاؤس میں پہنچا دو اور اس پاکیشیائی گروپ کا کیا ہوا"...... لارا نے پوچھا۔

"اس کی تلاش ابھی جاری ہے مادام"...... چیری نے جواب دیا۔

"او۔ کے تم ایسا کرو کہ ان دونوں لاشوں سمیت خود بھی ٹساڈ ہاؤس میں پہنچ جاؤ۔ میں خود وہاں آرہی ہوں"...... لارا نے اسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لارا نے رسیور رکھ دیا۔

"دیکھا پال میرے آدمیوں کی کارکردگی جسے تم انتہائی خطرناک گروپ کہہ رہے تھے وہ کتنی آسانی سے مارا گیا ہے"...... لارا نے انتہائی فخریہ لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی۔ تمہارے آدمیوں کی کارکردگی قابل رشک ہے"۔ مائیکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم خود انہیں کیوں دیکھنا چاہتے ہو۔ کیا تمہیں چیری پر کوئی شک ہے"...... لارا نے کہا۔

"شک کی بات نہیں۔ میں ذاتی طور پر اطمینان کرنا چاہتا ہوں تاکہ اپنی پارٹی کو مکمل اطمینان کرا سکوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم ناراض نہ ہو تو ان کے اتنی آسانی سے مارے جانے سے بھی میرے ذہن میں ایک خدشہ سا محسوس ہو رہا ہے"...... مائیکل نے کہا تو لارا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم نجانے اس بار اس قدر مرعوب کیوں ہو ان لوگوں سے۔ پہلے تو تم نے کبھی ایسی بات نہ کی تھی"...... لارا نے کہا۔

"پہلے کی بات اور تھی لارا۔ پہلے ہمارا شکار ہمارے جیسے لوگ ہی ہوتے تھے لیکن اس بار ہمارا شکار انتہائی منجھے ہوئے اور انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں اور میری پارٹی نے ان کے بارے میں جو تفصیلات دی ہیں ان سے واقعی میں ذہنی طور پر ان سے مرعوب ہو گیا ہوں"۔ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور لارا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"تم اکیلے کے لئے یہ کام مشکل ہوتا۔ لیکن لارا کے لئے دنیا کا کوئی کام مشکل نہیں ہے پال۔ تم اگر کہو تو میں ایکریمیا کے صدر کو اغوا کرا کر تمہارے قدموں میں لا ڈالوں۔ بہرحال اٹھو چلو اور خود اپنی آنکھوں سے لاشیں دیکھ کر تسلی کر لو"...... لارا نے انتہائی فخریہ لہجے میں کہا

اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مائیکل بھی ہونٹ بھینچے اٹھا۔ لیکن اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور لارا نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام جرومی آٹو ورکشاپ سے انتھونی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"۔ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"انتھونی۔ کیوں وہ مجھ سے کیوں بات کرنا چاہتا ہے"...... لارا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے پوچھا ہے مادام لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ براہ راست آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اچھا کراؤ بات"...... لارا نے کہا۔

"یہ انتھونی کون ہے"...... مائیکل نے پوچھا۔

"میرا خاص آدمی ہے اور چیری کی بیٹی جرومی کی آٹو ورکشاپ میں ملازم ہے۔ انتہائی ذہین اور ہوشیار آدمی ہے"...... لارا نے کہا۔

"ہیلو میں انتھونی بول رہا ہوں مادام"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس مادام لارا بول رہی ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"۔ لارا کا لہجہ قدرے ناخوشگوار تھا۔

"براہ راست کال کے لئے معافی چاہتا ہوں مادام۔ لیکن مجھے کچھ

پراسرار حالات کا علم ہوا ہے۔ آپ کی جنرل کال کا علم مجھے بھی ہے۔ جس میں آپ نے دو ایشیائی گروپوں کی تلاش کا کام دیا تھا"...... انتھونی کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔

"کیسے پراسرار حالات تفصیل سے بات کرو"...... لارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ مائیکل کے چہرے پر بھی تشویش کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"مادام چیری کی بیٹی اپنی کار پر نارا ک گئی تھی۔ جب وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ دو سیاہ فام اجنبی تھے۔ وہ انہیں لے کر اپنے دفتر میں چلی گئی اور پھر اس نے مجھے کال کر کے کہا کہ ان اجنبی افراد کی کار آؤٹ بورڈز کے پاس خراب ہو گئی ہے۔ میں اسے ورکشاپ لے آؤں چنانچہ میں وہاں گیا۔ لیکن مادام میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کار بالکل درست حالت میں تھی اس میں کوئی معمولی سا فالٹ بھی نہ تھا۔ بہرحال میں کار لے آیا اور چابی جا کر جرومی کو دے دی۔ اس کے بعد مادام اچانک چیری اپنی کار میں اکیلا وہاں آگیا۔ حالانکہ چیری کو دو تین سال ہو گئے ہیں وہ ورکشاپ نہیں آیا تھا۔ پھر وہ اندر ان اجنبیوں کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد مادام یہ اجنبی، چیری اور اس کی بیٹی جرومی دفتر سے اٹھ کر ریسٹ روم میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اجنبی باہر دفتر میں آگیا اور اس نے چپڑاسی کو کہا کہ جرومی اہم بزنس ٹاک میں مصروف ہے۔ اس لئے اس کا حکم ہے کہ کسی صورت بھی اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد چیری، وہ اجنبی اور جرومی

باہر آئے ۔ جرومی کے چہرے سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ذہنی طور
پر شدید اپ سیٹ ہے ۔ جرومی اپنی کار میں بیٹھ کر خاموشی سے چلی گئی
جب کہ دونوں اجنبی چیری کی کار میں بیٹھ کر ورکشاپ سے چلے گئے ۔
ان کی کار ورکشاپ میں ہی کھڑی رہ گئی ۔ چیری بھی خاصا الجھا ہوا سا
لگ رہا تھا ۔ یہ سارے حالات مجھے انتہائی مشکوک اور پراسرار محسوس
ہوئے ہیں ۔ اس لئے میں نے جرات کی اور آپ سے بات کر رہا ہوں "۔
انتھونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ان اجنبی افراد کے حلیے کیا تھے "...... لارا نے پوچھا اور جواب
میں انتھونی نے حلیوں کی تفصیل بتا دی اور پھر لارا کے پوچھنے پر اس
نے ان کے قدوقامت کے بارے میں بھی بتایا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں چیک کر لوں گی ۔ لیکن تم خاموش رہو گے "۔
لارا نے سخت لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا ۔

" یہ کیا بات ہوئی ۔ یہ اجنبی کون ہو سکتے ہیں ۔ ہیں تو یہ سیاہ فام "۔
لارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ وہی بلگارنوی گروپ ہے لارا اور تمہارا چیری ان سے مل کر
تمہارے خلاف سازش کر رہا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ جب تم میرے
ساتھ نساڈ ہاؤس میں پہنچو گی تو میجر پرمود اور اس کا ساتھی ہمارا استقبال
کریں گے اور چیری تماشا دیکھے گا "...... مائیکل نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

" یہ ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ چیری کیسے غداری کر سکتا ہے ۔ نہیں یہ

ناممکن ہے ۔ میں اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی "...... لارا نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" دیکھو لارا ۔ اب میں ساری پلاننگ سمجھ گیا ہوں ۔ میجر پرمود نے
چیری کی بیٹی جرومی پر قابو پایا اور اس کی مدد سے انہوں نے چیری کو
وہاں بلوایا اس کے بعد یا تو اسے لالچ دیا گیا یا دھمکایا گیا یا پھر اس کی
بیٹی کے ذریعے بلیک میل کیا گیا ۔ بہرحال چیری ان سے مل گیا اور
چیری نے تمہیں فون کیا کہ لاشوں کا کیا کرنا ہے ۔ اب ان کے سامنے
دو صورتیں تھیں ایک تو یہ کہ تم خود وہاں پہنچ جاتیں اور تم پر قابو پا لیا
جاتا ۔ یا پھر تم لاشیں یہاں منگوا لیتیں اور لاشوں کے روپ میں یہ
ایجنٹ یہاں پہنچ جاتے اور اب بھی وہ نساڈ ہاؤس میں ہمارے منتظر
ہوں گے "...... مائیکل نے کہا۔

" لیکن کیوں انہیں مجھ سے کیا ملنا ہے ۔ ان کا ٹارگٹ تو وہ تمہاری
پارٹی مائیکل ہے ۔ میں یا تم تو نہیں ہو "...... لارا نے کہا۔

" تم صورت حال کو سمجھ نہیں رہی ہو ۔ مائیکل ظاہر ہے انڈر
گراؤنڈ ہو چکا ہے ۔ تمہارے حکم پر چیری ان کے خلاف کام کر رہا ہے
ظاہر ہے ۔ انہیں اس کی بھنک مل گئی ۔ اب وہ تمہارے ذریعے
مائیکل تک پہنچنا چاہتے ہوں گے "...... مائیکل نے کہا۔

" ہونہہ تو یہ بات ہے ۔ گو مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ چیری
مجھ سے غداری کر سکتا ہے لیکن انتھونی کی کال اور تمہارے اندازے یہ
سب کچھ پراسرار ہے ۔ اب پہلے ان کی چھان بین ہو گی پھر اس کے بعد

بات آگے چلے گی "...... لارا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔ اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" نساڈ ہاؤس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" لارا بول رہی ہوں جیگر۔ کیا چیری یہاں پہنچ گیا ہے "...... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

" چیری۔ نہیں مادام۔ کیا اس نے آنا تھا "...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" ہاں اس نے دو لاشوں سمیت یہاں آنا تھا میں نے اسے حکم دیا تھا اب تم میری بات غور سے سن لو۔ جیسے ہی چیری دو آدمیوں یا لاشوں سمیت نساڈ ہاؤس میں پہنچیں تم نے چیری اور اس کے ساتھ آنے والوں کو بے ہوش کر دینے والی گیس سپرے کر کے فوری طور پر بے ہوش کر دینا ہے۔ اگر اس کے ساتھ لاشیں ہوں تب بھی تم نے ان لاشوں پر بے ہوش کر دینے والی گیس ضروری فائر کرنی ہے۔ سارا کام اس قدر احتیاط سے ہونا چاہئے کہ چیری یا اس کے ساتھ آنے والوں کو بے ہوش ہونے سے پہلے معمولی سا شک بھی نہ پڑے۔ کیا تم یہ سب کچھ کر لو گے "...... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس مادام آپ کے حکم کی تعمیل میں چیری تو کیا میں خود بھی اپنی جان قربان کر سکتا ہوں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اگر تم نے میری ہدایات کے مطابق سب کچھ کامیابی سے کر لیا تو میں تمہارے تصور سے بھی بڑا انعام دوں گی اور انہیں بے ہوش کرنے کے بعد تم نے مجھے فوری کال کرنا ہے۔ باقی ہدایات میں بعد میں دوں گی۔ چیری کسی بھی لمحے پہنچنے والا ہے اس لئے تم فوری طور پر الرٹ ہو جاؤ "...... لارا نے کہا۔

" یس مادام "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لارا نے رسیور رکھ دیا۔

" اب اس کے بعد کیا کرنا ہو گا "...... لارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور مائیکل بے اختیار مسکرا دیا۔

" اس قدر الجھنے کی ضرورت نہیں ہے لارا۔ تم نے خود ہی یہ کام ہاتھ میں لیا تھا۔ صرف اتنا کرو کہ جب یہ جیگر تمہیں کال کرے تو تم اسے کہہ دو کہ چیری اور اس کے ساتھیوں یا ان لاشوں کو وہ یہاں تمہارے ہاؤس میں پہنچا دے اور تم اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ جیسے ہی یہ بے ہوش چیری یا لاشیں پہنچیں انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا جائے اور پھر ہم خود جا کر اپنے ہاتھوں سے انہیں گولیوں سے اڑا دیں گے "...... مائیکل نے کہا۔

" اوہ یس ...... یہاں بلیو روم میں ایسی مشینری موجود ہے کہ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے انہیں چیک کر سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ پہلے چیکنگ کر لیں گے پھر بلیو روم میں جائیں گے اس طرح مکمل اطمینان ہو جائے گا "۔ لارا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو لارا نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

"جیگر بول رہا ہوں مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ لیکن مادام انتہائی حیرت کی بات ہے کہ چیری ویگن میں دو ایشیائیوں کی لاشیں لے کر آیا تھا۔ لیکن جب ہم نے ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور چیک کیا تو وہ لاشیں نہیں تھیں بلکہ وہ زندہ افراد تھے لیکن پہلے وہ واقعی اس طرح لگ رہے تھے جیسے لاشیں ہوں۔ ان کے لباسوں پر گولیوں کے نشانات اس قدر زیادہ تھے جیسے انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ہو لیکن اندر ان کے جسموں پر ایک بھی زخم کا نشان نہ تھا اور مادام ان کے لباسوں کی خفیہ جیبوں میں مشین پسٹل بھی موجود تھے اور بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول بھی"۔ دوسری طرف سے جیگر نے جواب دیا اور لارا کے چہرے پر انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"اب یہ بے ہوش ہیں"...... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... جیگر نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو خود ان تینوں کو ساتھ لے کر لارا ہاؤس میں پہنچ جاؤ اور گیٹ پر انہیں جیکب کے حوالے کر کے خود واپس چلے جاؤ"۔ لارا نے کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے جیگر نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"جلدی پہنچو"...... لارا نے اسی طرح تیز اور غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی غصے کی شدت سے زلزلے کے سے آثار تھے۔

"میں اس چیری کو بوٹیاں اڑا دوں گی۔ اس کے پورے خاندان کو زندہ زمین میں دفن کر دوں گی۔ اس نے مجھ سے غداری کر کے اپنی موت کو بھی عبرت ناک بنا لیا ہے"...... لارا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"جیکب سے بات کراؤ"...... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں بعد فون پیس کے لاؤڈر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیکب بول رہا ہوں مادام"...... بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"جیکب ٹساڈ ہاؤس کا جیگر تین بے ہوش افراد کو لا رہا ہے۔ ان میں ایک سوزابین کلب کا چیری ہے اور دو ایشیائی ہیں۔ تم انہیں وصول کر کے بلیو روم میں زنجیروں سے جکڑ دو اور اس کے ساتھ بلیو روم کا سپیشل ویو آن کر دینا اور جیگر سے یہ بھی پوچھ لینا کہ انہیں کس گیس سے بے ہوش کیا گیا۔ اس گیس کے اینٹی انجکشن بھی بلیو روم میں پہنچا

دینا اور سپیشل ویو آن کر کے مجھے فوری اطلاع دینا"...... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... جیکب نے جواب دیا اور لارا نے رسیور رکھ دیا۔

"اب تو بہرحال یہ گروپ زندہ نہ رہ سکے گا"...... لارا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اینٹی انجکشن کی بات کی ہے۔ کیا تم انہیں ہوش میں لانا چاہتی ہو"...... مائیکل نے کہا۔

"میں اس چیری کو ہوش میں لانا چاہتی ہوں تاکہ اسے عبرت ناک موت مار سکوں"...... لارا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میجر پرمود کو بھی ہوش میں لے آنا تاکہ میں اس سے بھی ضروری پوچھ گچھ کر سکوں"...... مائیکل نے کہا اور لارا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے ناراک کی سڑکوں پر سے گزرتی ہوئی آخرکار ایک انتہائی اور عظیم الشان پلازہ کے سامنے جا کر رک گئی۔ یہ پلازہ بیس منزلوں پر مشتمل تھا اور اس میں بے شمار بین الاقوامی کمپنیوں کے وسیع و عریض دفاتر موجود تھے۔ پلازہ کا صرف نام ہی انٹرنیشنل پلازہ نہ تھا بلکہ یہاں واقعی پوری دنیا میں رہنے والے مختلف ملکوں اور قوموں کے افراد اس قدر بھاری تعداد میں آتے جاتے تھے کہ یہ واقعی انٹرنیشنل پلازہ کہلائے جانے کا حق دار تھا۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ مڑ کر پلازہ کے عظیم الشان مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"یہاں تم کس سے ملنے آئے ہو"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں نے سنا ہے یہاں ایک ایسی کمپنی بھی ہے جو شادی کا سارا انتظام انتہائی مناسب رقم خرچ کرنے پر کرتی ہے...... مطلب ہے۔

نکاح خواں...... باراتی...... بینڈ باجہ...... چھوہارے سب کچھ مہیا ہو جاتا ہے اور اگر دولہن عین موقع پر شادی سے انکار کر دے تو یہ کمپنی فوری طور پر دولہن کا بھی بندوبست کر دیتی ہے"...... عمران کی زبان چل پڑی۔

"یہاں آوارہ ذہن کے لوگوں کو جوتے مارنے کا بھی بندوبست ہو گا"۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہ بھی ہو گا تو ہم کر لیں گے"...... تنویر نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے فوراً ہی لقمہ دے دیا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ کیا تجربہ اور کیا حوصلہ ہے کہ جوتے کھانے کے لئے جا رہے ہیں اور اس قدر خوش ہیں جیسے جوتے کھانے کی بجائے گلاب جامن کھانے جا رہے ہوں"...... عمران نے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جوتے کھانے نہیں جوتے مارنے"...... تنویر نے ترمیم کرتے ہوئے کہا۔ تنویر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت خاصے خوشگوار موڈ میں ہے یا پھر اس کا موڈ اس لئے خوش گوار ہو گیا تھا کہ اس نے عمران کے فقرے پر جولیا کا موڈ آف ہوتے دیکھ لیا تھا۔

"دیکھو عمران میں تمہاری یہ بے وقت کی راگنی سن سن کر تھک گئی ہوں۔ میرے کان پک گئے ہیں۔ جب بھی تم سے سنجیدگی سے بات کی جائے تم یہ گھٹیا اور دل آزار مذاق شروع کر دیتے ہو۔ کیا تمہارے ذہن میں اس سے ہٹ کر کوئی اور مذاحیہ بات نہیں آتی"...... لفٹ

میں سوار ہوتے وقت جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری مس جولیانا فٹزواٹر...... اگر میرے کسی فقرے سے آپ کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے تو میں اس کے لئے دلی طور پر معذرت خواہ ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ آپ کو مجھ سے ایسی شکایت نہ ہو گی"...... عمران نے یکلخت بدلے ہوئے اور انتہائی سنجیدہ اور تکلف بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا یہ انداز اس قدر مختلف تھا کہ نہ صرف جولیا بلکہ تنویر بھی حیرت سے اسے اس طرح دیکھنے لگا۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ فقرے واقعی عمران کی زبان سے ادا ہوئے ہیں۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا یہ مقصد نہ تھا"۔ جولیا نے واقعی انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے معذرت کر لی ہے۔ مس جولیانا فٹزواٹر"۔ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ بیگانگی سے پر تھا۔ اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے وہ اور جولیا پہلی بار اس لفٹ میں ہی ملے ہوں۔

"خدا کی قسم۔ تم سے بڑا اداکار دنیا میں دوسرا موجود نہیں ہو گا۔ اس طرح رنگ بدل لیتے ہو کہ آدمی کا دماغ چکرا جاتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ آپ نے درست فرمایا ہے مسٹر"...... عمران نے اسی طرح اجنبی سے لہجے میں کہا۔

"نتیجہ۔ کس کا نتیجہ"...... تنویر نے عمران کے اس فقرے پر اور

زیادہ حیران ہو کر پوچھا۔

"جوتے کھانے کا....... مطلب ہے۔ دماغ چکرانے لگتا ہے۔ آپ نے درست فرمایا ہے۔ لیکن یہ اپنے اپنے دماغ کی طاقت ہے کہ وہ کتنے جوتے کھا کر چکراتا ہے۔ ویسے آپ کی قوت برداشت اس معاملے میں کتنی ہے۔ مطلب ہے کہ آپ کا دماغ کتنے کے بعد چکرانا شروع ہوا تھا"۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا اس بار ہنس پڑی۔

"واہ یہ بات ہوئی ناں۔ بڑا خوبصورت جواب ملا ہے تمہیں"۔ جولیا نے ہنستے ہوئے تنویر سے کہا اور عمران جولیا کے اس فقرے پر بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا اب اس کی فیور کر کے دوبارہ وہی پہلے والا ماحول واپس لے آنا چاہتی ہے۔

"اس شخص کی تعریف کرو تب مصیبت۔ نہ کرو تب مصیبت۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے"...... تنویر نے جولیا کی عمران کی حمایت کی وجہ سے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ آپ نے درست فرمایا ہے"...... عمران نے ایک بار پھر کہا اور اسی لمحے وہ لفٹ رکنے پر باہر آ گئے۔ یہ پلازہ کی چودھویں منزل تھی۔

"کس کا نتیجہ"...... اس بار جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"مصیبت کا کہ وہ مسلسل ساتھ رہنا شروع کر دیتی ہے اور پھر ہے بھی مؤنث۔ یعنی ڈبل مصیبت۔ اس لئے مسٹر رانسن نے دو بار مصیبت کا لفظ استعمال کیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ وہ اب

ایک راہداری میں سے گزر رہے تھے جہاں ہر ملک و قوم کے افراد کی خاصی بڑی تعداد آ جا رہی تھی۔

"تم نے میری طرف اشارہ کیا تھا"...... جولیا نے چونک کر قدرے غصیلے لہجے میں تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی اس کی باتوں میں جان بوجھ کر آ جاتی ہیں۔ میں نے آپ کو کب مصیبت کہا ہے"...... تنویر اور زیادہ جھلا گیا تھا۔

"مسٹر ہاورڈ اپنے دفتر میں موجود ہیں"...... اسی لمحے عمران نے ایک دروازے کے سامنے رک کر باہر موجود چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ تشریف لے جائیے"...... چپڑاسی نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول دیا۔

"کتنی تنخواہ ملتی ہے آپ کو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تنخواہ میں سمجھا نہیں جناب"...... چپڑاسی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب تھا کہ اگر کم ملتی ہے تو میں مسٹر ہاورڈ سے سفارش کر دوں کہ وہ تمہیں مسکرانے کی علیحدہ تنخواہ دیا کریں"...... عمران نے جواب دیا تو چپڑاسی کی باچھیں کھل کر کانوں سے جا ملیں۔

"شکریہ"...... چپڑاسی نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا اور عمران مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں

دفتری میزیں لگی ہوئی تھیں اور ان پر بیٹھے ہوئے افراد پورے انہماک سے کام میں مصروف تھے۔ایک طرف ایک اندھے شیشے کا دروازہ نظر آرہا تھا۔جس پر سرخ رنگ سے منیجنگ ڈائریکٹر ہاورڈ کا نام درج تھا۔ باہر ایک بیضوی شکل کا ڈیسک تھا جس کے پیچھے ایک خوبصورت ایکریمی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔فون اور ایک رجسٹر اس کے سامنے رکھا ہوا تھا۔

"مسٹر ہاورڈ بے حد خوش قسمت آدمی ہیں"...... عمران نے لڑکی کے قریب جا کر کہا۔تو رجسٹر پر جھکی ہوئی لڑکی نے چونک کر سر اٹھایا اور حیرت سے عمران اور اس کے پیچھے کھڑے تنویر اور جولیا کو دیکھنے لگی۔

"جی کیا فرمایا آپ نے"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ مسٹر ہاورڈ انتہائی خوش قسمت آدمی ہیں کہ انہیں دروازے پر کھڑا کرنے کے لئے انتہائی بااخلاق اور جاندار مسکراہٹ والا چپڑاسی مل گیا ہے اور کاؤنٹر کے پیچھے بٹھانے کے لئے ایکریمیا کی ملکہ حسن میسر آگئی ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور لڑکی کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں ہوئے۔

"اوہ اوہ آپ کی اس تعریف کا شکریہ۔آپ واقعی دلکش باتیں کرتے ہیں"...... لڑکی نے انتہائی جذباتی سے لہجے میں کہا۔

"یہ صرف باتیں ہی کرتا ہے مس"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے فوراً ہی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"جیکی میرا نام جیکی ہے اور میں مسٹر ہاورڈ کی پرائیویٹ سیکرٹری

ہوں"...... جیکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کاش میں بھی اس قدر خوش قسمت ہوتا۔ہمارے حصے میں تو غصہ ہی آیا ہے۔قہر وغضب سمیت۔ویسے آپ مسٹر ہاورڈ کو کہہ دیجئے کہ پاسکل ان سے ملنا چاہتا ہے۔نوادرات کا ایک بڑا سودا کرنا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا"...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا اور جلدی سے انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یہ تم نے مجھے کہا ہے"...... جولیا نے دانت پیسنے کے سے انداز میں کہا۔

"اوہ نہیں مس جولیا نا فٹز واٹر آپ جیسی خوش اخلاق خاتون کے بارے میں بھلا میں ایسی بات کہہ سکتا ہوں"...... عمران کا لہجہ یکلخت پہلے کی طرح سپاٹ اور کھردرا سا ہو گیا اور جولیا نے اتنی سختی سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر اس کے ہونٹوں کے درمیان معمولی سا رخنہ بھی رہ گیا تو اس کی روح اس رخنے سے باہر نکل جائے گی۔

"تشریف لے جائیے جناب۔مسٹر ہاورڈ آپ کے منتظر ہیں"۔جیکی نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ویسے آپ کو تو کسی ٹوتھ پیسٹ یا کسی صحت بخش خوراک فروخت کرنے والی کمپنی کا ماڈل ہونا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور شیشے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جیکی کے

چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے عمران کا یہ فقرہ آب حیات بن کر اس کے دل ودماغ میں اترتا چلا جا رہا ہو۔ وہ عمران کی اس خوبصورت انداز کی تعریف کا مطلب سمجھ گئی تھی جب کہ جولیا کا چہرہ غصے کی شدت سے دہکتے ہوئے تنور کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ اس موقع پر کچھ کہہ نہ سکتی تھی۔

"آپ غصہ نہ کریں یہ ہے ہی بھنورا۔ جہاں پھول نظر آیا منڈلانے لگتا ہے"...... کمرے میں داخل ہوتے وقت تنویر نے آہستگی سے جولیا سے کہا اور جولیا نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف کندھے اچکا دیئے

دفتر بے حد شاندار تھا اور بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے اندر آنے پر وہ کرسی سے اٹھا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر ان کی طرف بڑھا۔

"خوش آمدید۔ آپ کی تشریف آوری پر بے حد مشکور ہوں"...... آنے والے نے خالص کاروباری اخلاق سے پر لہجے میں کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا نام پاسکل ہے۔ یہ میرے بزنس پارٹنر ہیں مسٹر رانسن اور یہ ہمارا بزنس ہے۔ مم میرا مطلب ہے۔ ساتھی۔ مس جولیانا فنر واٹر"...... عمران نے مصافحہ کرنے کے بعد تنویر اور جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور ہاورڈ بے اختیار مسکرا دیا۔ رسمی جملوں کی ادائیگی کے بعد وہ اکٹھے ہی میز کے سامنے رکھے ہوئے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کوئی لسٹ تو بنا رکھی ہو گی آپ نے"...... عمران نے کہا تو ہاورڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"لسٹ۔ کس چیز کی لسٹ"...... ہاورڈ نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔

"خدمات کی۔ تاکہ آپ کو بتایا جا سکے کہ آپ ہماری فلاں نمبر والی خدمت کر سکتے ہیں۔ اب دیکھئے بے شمار خدمات ہو سکتی ہیں سر میں مالش کرنے سے لے کر برتن دھونے تک سب ہی خدمات کے زمرے میں آتی ہیں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ہاورڈ اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ عمران کو وہ انسانوں کے کس خانے میں فٹ کرے۔

"آپ۔ آپ"...... ہاورڈ نے کچھ کہنا چاہا لیکن شاید اسے سمجھ ہی نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے اس لئے آپ آپ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"آپ پریشان نہ ہوں میرا ذہنی توازن فی الحال درست ہے۔ کیونکہ مسٹر رانسن اور مس جولیانا فنر واٹر کی موجودگی اس توازن کو درست رکھتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاورڈ بھی بے اختیار کھسیانی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ ظاہر ہے وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

"ہمیں مائیکل نے بھیجا ہے"...... اچانک عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو ہاورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"مم۔ مم مائیکل۔ کک۔ کیا مطلب"...... ہاورڈ نے بری طرح

الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" باچان کے راکاتوشی کھنڈرات سے ملنے والے قدیم ذخیرے کے متعلق ان کا خیال ہے کہ آپ اس سلسلے میں ضرور دلچسپی لیں گے "۔ عمران نے اسی طرح سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ اوہ راکاتوشی کھنڈرات سے ملنے والا ذخیرہ اوہ اوہ ۔ یہ تو ۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ انہوں نے اس کے لئے میرا انتخاب کیا ہے "۔ ہاورڈ نے بے اختیار انتہائی مسرت سے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

" وہ آپ سے اس سلسلے میں خود بات کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہاں مل سکتے ہیں "...... عمران کا لہجہ بالکل پہلے جیسا ہی تھا۔

" اوہ ہاں ٹھیک ہے ۔ میں مل لوں گا ۔ ٹھیک ہے لیکن آپ کی تشریف آوری کا کیا مقصد تھا جناب مائیکل یہ بات تو مجھے فون پر بھی کہہ سکتے تھے "...... اچانک ہاورڈ نے اس طرح چونک کر کہا جیسے وہ اب تک ٹرانس میں رہا ہو اور اب اچانک ٹرانس سے باہر آگیا ہو۔

" ہم یہاں اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ ہمیں بتائیں کہ مائیکل کہاں ہے "...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہیں "...... ہاورڈ نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھنے لگا تھا کہ اچانک عمران نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس کا رخ ہاورڈ کی طرف کر دیا۔

" باہر صرف تمہاری روح جا سکتی ہے ۔ آواز نہیں جائے گی ۔ اگر

واقعی زندگی چاہتے ہو تو مائیکل کا موجودہ پتہ بتا دو "...... عمران کے لہجے میں یکلخت بھیڑیوں کی سی غراہٹ ابھر آئی اور اس کے ساتھ ہی جولیا اور تنویر نے بھی مشین پسٹل نکال لئے اور تنویر اچھل کر کھڑا ہوا اور تیزی سے دروازے کے قریب جا کر اس کی سائیڈ میں اس طرح رک گیا جیسے اگر کوئی باہر سے زبردستی آنا چاہے تو اس کی کھوپڑی میں گولی اتار سکے ۔ ہاورڈ کی آنکھیں خوف سے پھٹ گئیں ۔ چہرہ ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑ گیا ۔ وہ خالصتاً کاروباری آدمی تھا ۔ اس کا واسطہ ایسی خوفناک صورت حال سے شاید پہلے کبھی نہ پڑا تھا۔

" تم ۔ تم ۔ کون ہو اور یہ "...... ہاورڈ نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سنو ہاورڈ...... ہمیں معلوم ہے کہ مائیکل نوادرات کی سمگلنگ کا دھندہ کرتا ہے اور اس کے گروپ کے ایک آدمی نے اطلاع دی ہے کہ اس کا سارا کاروبار تمہارے ذریعے سرانجام پاتا ہے اور اس کے آدمی آج کل باچان کی راکاشی پہاڑیوں میں قدیم ذخیرہ حاصل کرنے کی تگ و دو میں ہیں جسے وہ وہاں سے چوری کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ گروپ مختلف ملکوں سے نوادرات چوری کر کے انہیں تمہارے ذریعے خفیہ طور پر فروخت کر دیتا ہے اور راکاشی پہاڑیوں سے ملنے والے خزانے کی تاریخی اہمیت بھی ہے اس لئے اس خزانے کی قیمت تمہارے اور مائیکل کے نزدیک اربوں کھربوں ڈالر تک بھی جا سکتی ہے ۔ اس لئے وہ اس وقت جہاں بھی ہوگا اس نے بہرحال تمہیں کوئی نہ کوئی اشارہ کر دیا

ہو گا کہ وہ کہاں مل سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خزانہ کسی بھی لمحے دریافت اور چوری ہو سکتا ہے اور پھر اس کی فوری فروخت کا مرحلہ درپیش ہو گا۔ چنانچہ میں سیدھا یہاں تمہارے پاس آگیا۔ تم پہلے مائیکل کے نام سے چونک گئے لیکن میں نے تمہیں خزانے کے چکر میں ڈال دیا کیونکہ مجھے معلوم ہے۔ تمہیں بھی اس میں بے پناہ دلچسپی ہو گی۔ اس کا کمیشن ہی اتنا بن جائے گا کہ شاید اتنی رقم تم نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی ہو اور پھر میری باتوں کی وجہ سے تم نے یہ تسلیم کر لیا کہ تم اس مائیکل کو جانتے ہو جو نوادرات کی سمگلنگ کرتا ہے۔ یہ تمام تفصیل میں نے تمہیں اس لئے بتائی ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ ہم کس قدر مراحل طے کر کے یہاں تک آئے ہیں۔ اس لئے اب ہم صرف تمہارا انکار سن کر واپس نہیں جا سکتے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مسٹر مائیکل کا پتہ تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کا پتہ تو ناراک کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ مائیکل ٹریڈنگ کارپوریشن سالڈ بلیو ایریا ناراک"...... ہاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"رانسن دروازہ لاک کر دو تاکہ مسٹر ہاورڈ کی چیخیں باہر بیٹھی ہوئی ان کی خوبصورت سیکرٹری کے کانوں تک نہ پہنچ سکیں"۔ عمران نے یکلخت تنویر سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

"چلی بھی گئیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک گولی ہی ضائع ہو گی ناں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں"...... ہاورڈ نے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ عمران کا بازو گھوما اور دوسرے لمحے ہاورڈ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر صوفے سے نیچے جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں گھما دیا۔

"بتاؤ کہاں ہے مائیکل بتاؤ"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ ہٹا دو یہ پیر ہٹا دو بتاتا ہوں"...... ہاورڈ نے انتہائی درد بھرے لہجے میں کہا اس کی حالت تیزی سے تباہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"بتاؤ ورنہ ایک ایک رگ توڑ دوں گا"...... عمران نے پیر کو ذرا سا اور موڑتے ہوئے کہا اور ہاورڈ کا چہرہ اس حد تک مسخ ہو گیا کہ اسے پہچانا نہ جا سکتا تھا۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن اس کے منہ سے آواز ہی نہ نکل سکی اور عمران نے پیر کو واپس ہٹا لیا۔

"یہ صرف نمونہ ہے ہاورڈ"...... عمران نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ بلیک ٹاؤن میں لارا کے پاس ہے پال ہنری کے میک اپ میں"...... ہاورڈ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے اس کی گردن سے پیر ہٹا لیا۔

"اسے اٹھا کر بٹھا دو رانسن اور مس جولیا تم اسے کچھ پلا دو"۔ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور اس نے ایک

طرف موجود ریک میں رکھی ہوئی شراب کی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی۔اس کا ڈھکن کھولا اور واپس ہاورڈ کی طرف بڑھ گئی جسے تنویر نے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر دوبارہ صوفے پر بٹھا دیا تھا۔ہاورڈ کی حالت ابھی تک تباہ تھی اور وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ جولیا نے شراب کی بوتل اس کے منہ سے لگا دی اور ہاورڈ نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے بوتل پکڑی اور ندیدوں کے سے انداز میں اسے غٹا غٹ پینا شروع کر دیا۔تقریباً ایک چوتھائی بوتل حلق میں اتارنے کے بعد اس نے بوتل منہ سے علیحدہ کی اور جولیا نے اس کے ہاتھ سے بوتل لی اور اسے لے جا کر کچھ دور میز پر رکھ دیا۔تاکہ ہاورڈ اس بوتل کو اچانک بطور ہتھیار استعمال نہ کر سکے۔ہاورڈ کا چہرہ اب پوری طرح بحال ہو چکا تھا۔اب اس کا چہرہ دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا جیسے پہلے وہ اداکاری کر رہا تھا۔

"ہاں اب تفصیل سے سب کچھ بتا دو ورنہ اس بار واپسی ممکن نہ ہو گی اور تم نے ان چند لمحوں میں محسوس کر لیا ہو گا کہ تمہیں بہرحال سچ بولنا ہی پڑے گا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"بلیک ٹاؤن میں ایک عورت ہے لارا۔اسے بلیک کوئین کہا جاتا ہے۔بلیک ٹاؤن میں اس کا گروپ سب سے بڑا گروپ ہے۔ مائیکل نے بطور پال ہنری اسے پھنسا رکھا ہے۔وہ سیاہ فاموں والا میک اپ کر کے اس کے پاس جاتا ہے اور نہ صرف اس کے ساتھ دوستی میں کئی کئی دن گزارتا ہے بلکہ اس سے لمبی لمبی رقمیں بھی مار لیتا

ہے۔اس نے مجھے فون کیا تھا کہ وہ لارا کے پاس جا رہا ہے۔خزانے کی اطلاع کسی بھی لمحے مل سکتی ہے۔اگر اطلاع ملے تو میں اس سے وہاں رابطہ قائم کر سکتا ہوں اور تمہاری یہ بات درست ہے کہ اس خزانے کی مالیت اربوں ڈالر میں ہو گی۔اس لئے وہ مجھے یہ پتہ دینے پر مجبور تھا ورنہ وہ اور کسی کو بھی اپنے بارے میں بالکل نہیں بتاتا"...... ہاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے پہلے اسے اس پال ہنری والے میک اپ میں دیکھا ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں کئی بار کیوں"...... ہاورڈ نے چونک کر پوچھا۔

"تو اس کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ"...... عمران نے کہا اور ہاورڈ نے تفصیل سے پال ہنری والا حلیہ بتا دیا۔

"ٹھیک ہے اب رسیور اٹھاؤ اور اسے فون کر کے بتاؤ کہ راکاپوشی پہاڑیوں سے ملنے والے خزانے کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن وہ وہ تو تفصیل پوچھے گا جب کہ خزانہ ملا ہی نہیں اور اگر اسے کوئی شک پڑ گیا تو پھر میں تو میں۔میرا سارا خاندان گولیوں سے اڑا دیا جائے گا"...... ہاورڈ نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں صرف تصدیق چاہتا ہوں کہ تم نے درست بتایا ہے یا نہیں اس لئے میری طرف سے جو چاہے کہو"...... عمران نے کہا۔

"میں نے سچ بتایا ہے۔بہرحال میں بات کر لیتا ہوں۔ابھی دو

گھنٹے پہلے ایک اطلاع مجھے ملی ہے اس کی بنیاد پر بات ہو سکتی ہے"۔ ہاورڈ نے کہا اور اٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"لارا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں۔ ہاورڈ کارپوریشن کا مینجنگ ڈائریکٹر۔ یہاں پال ہنری صاحب ہوں گے ان سے میری بات کرائیں"...... ہاورڈ نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو پال ہنری بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک گھمبیر سی آواز سنائی دی۔

"ہاورڈ بول رہا ہوں۔ ایک اہم اطلاع آئی تھی میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں۔ ابھی وہ خزانہ تو دریافت نہیں ہو سکا لیکن تمہارے آدمی الیگزینڈر کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے چن شن میوزیم سے زیرو سکاٹ والی انتہائی نادر ترین تصویر حاصل کر لی ہے۔ وہ شاید کل تک میرے پاس پہنچ جائے۔ اس سلسلے میں فوری طور پر کیا کرنا ہے"۔ ہاورڈ نے کہا۔

"کیا کرنا ہے میں سمجھا نہیں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ کیا کرنا ہوتا ہے اس کا"...... پال کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"مطلب ہے کہ ڈاؤن مارکیٹ میں اسے فروخت کر دیا جائے۔ فروخت تو فوری ہو جائے گی لیکن رقم آدھی ملے گی۔ اپ مارکیٹ میں

اسے فروخت کرنے کے لئے طویل عرصہ انتظار کرنا پڑے گا اور تم جانتے ہو کہ یہ تصویر کس قدر نایاب اور قیمتی ہے۔ اس کے غائب ہوتے ہی پورے باچان میں زلزلہ آ گیا ہوگا"...... ہاورڈ نے کہا۔

"اوہ ہاں واقعی اسے فوری فروخت ہونا چاہئے۔ ڈاؤن مارکیٹ میں کتنی قیمت مل جائے گی اس کی اور اپ مارکیٹ میں۔ دونوں بتا دو"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میرا اندازہ ہے کہ ڈاؤن میں اس کی قیمت پچاس لاکھ ڈالر اور اپ میں چار کروڑ ڈالر مل جائے گی۔ اب تم جیسا کہو"...... ہاورڈ نے جواب دیا۔

"قیمت تو بے حد کم ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ کوشش کر کے اسے ڈاؤن میں ایک کروڑ ڈالر میں فروخت کر دو"...... پال نے جواب دیا۔

"او کے..... میں کوشش کرتا ہوں لیکن تم کتنے دن یہاں رہو گے مجھے شاید ڈاؤن کے لئے ناراک سے باہر جانا پڑے"...... ہاورڈ نے کہا۔

"کم از کم ایک ہفتہ تو لازمی بات ہے۔ ہو سکتا ہے اس سے بھی زیادہ لگ جائے"...... پال نے جواب دیا۔

"او۔ کے"...... ہاورڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب تو تمہیں یقین آ گیا ہو گا میری بات کا"...... ہاورڈ نے رسیور رکھ کر مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں..... اب مجھے یقین آ گیا ہے۔ لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ

تمہارے متعلق کیا فیصلہ کیا جائے "...... عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

" فیصلہ ۔ کیا مطلب " ۔ ہاورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" دیکھو ہاورڈ تم ان دھندوں سے علیحدہ آدمی ہو ۔ اس لئے میں تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن تمہیں یہاں زندہ بھی نہیں چھوڑا جا سکتا کیونکہ تم پال کو فون کر کے ہمارے متعلق بتا دو گے ۔ اس لئے دو صورتیں ہیں یا تو تم ہمارے ساتھ ہمارے ہوٹل چلو وہاں میرا ایک ساتھی چند گھنٹوں تک تمہاری نگرانی کرتا رہے گا اور ان چند گھنٹوں میں ہم اپنا کام مکمل کر لیں گے یا دوسری صورت میں تمہیں گولی مار کر ہم چلے جاتے ہیں ۔ جب تک تمہاری موت کی اطلاع پال تک پہنچے گی ہم اپنا کام مکمل بھی کر چکے ہوں گے ۔ اب جو فیصلہ تم کرو" ۔ عمران نے کہا۔

" مم ۔ مم تمہارے ساتھ چلتا ہوں مجھے مت مارو "...... ہاروڈ نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" او ۔ کے اٹھو اور چلو لیکن تم نے بالکل نارمل انداز میں چلنا اور بات کرنا ہے ۔ اپنی سیکرٹری کو کہہ دو کہ تم ایک روز کے لئے ناراک سے باہر جا رہے ہو تا کہ وہ مطمئن رہے "...... عمران نے کہا۔

" میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں "...... ہاورڈ نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

" جینکی میں ایک دو روز کے لئے ناراک سے باہر جا رہا ہوں ۔

ایمرجنسی کام ہے ۔ تم سب سنبھال لینا "...... ہاورڈ نے کہا اور پھر رسیور رکھ دو۔

" آؤ "...... ہاورڈ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" تھوڑی دیر بعد وہ ہاورڈ کی کار میں بیٹھے گولڈن کالونی کی طرف بڑھے جا رہے تھے جہاں عمران نے عارضی طود پر ایک رہائش گاہ حاصل کر لی تھی ۔

" تم نے تو ہوٹل کی بات کی تھی ۔ اب گولڈن کالونی جانے کا کہہ دیا ہے "...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہاورڈ نے کہا۔

" تمہارے لئے تو وہ ہوٹل ہی ہو گا ۔ پکا پکایا کھانا بھی مل جائے گا اور کمرہ بھی اور کوئی کرایہ یا معاوضہ بھی وصول نہ کیا جائے گا" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاورڈ کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ رینگ گئی ۔

" تھوڑی دیر بعد وہ گولڈن کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچ گئے ۔

" یہاں تمہارے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے ۔ جو تم نے خود تالا کھولا ہے "...... ہاورڈ نے کار کوٹھی کے اندر لے جاتے ہوئے کہا۔

" آدمی کو ہم بوقت ضرورت بلا لیتے ہیں "...... عمران نے جواب دیا اور ہاورڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ کار پورچ میں روک کر وہ سب نیچے اتر آئے ۔

" تم نے اب تک بتایا نہیں کہ تم کون ہو اور کیوں یہ سب کچھ کر رہے ہو "...... ہاورڈ نے کہا۔

"سب کچھ بتا دیں گے لیکن ابھی نہیں" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنا فقرہ ختم کرتے ہی اس نے بازو گھما دیا۔ دوسرے لمحے ہاورڈ چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کی لات اس کی کنپٹی پر پڑی اور وہ ایک بار پھر چیخ مار کر دھماکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

"کیا اسے زندہ رکھو گے" .... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے یہ شادی شدہ آدمی لگتا ہے اور تم جانتے ہو کہ شادی شدہ آدمی کو مارنا تو بالکل اس محاورے کی طرح ہے "مرے کو مارے شاہ مدار" اور میں اسے مار کر شاہ مدار نہیں بننا چاہتا" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جھک کر اس نے ہاورڈ کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔ سٹنگ روم میں لے جا کر اس نے اسے صوفے پر لٹا دیا۔

"میں رسی ڈھونڈھ لاؤں تاکہ اسے باندھا جا سکے" .... عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"میں ڈھونڈھ لاتا ہوں تم یہیں رکو" .... تنویر نے جلدی سے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

"آپ کیوں کھڑی ہیں مس جولیانا فٹرواٹر تشریف رکھیں اس طرح تو کھڑے کھڑے آپ تھک جائیں گی" .... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر اسی طرح انتہائی تکلف بھرے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کیا تم واقعی مجھ سے ناراض ہو گئے ہو" ۔ جولیا نے یکلخت رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میری یہ جرأت ہو سکتی ہے۔ مس جولیانا فٹرواٹر کہ آپ جیسی عظیم ہستی سے ناراض ہو سکوں۔ میرا تو مذاق بھی گستاخی سمجھا جاتا ہے ناراضگی کو تو شاید بغاوت سمجھا جائے اور اگر سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف صاحبہ نے غصے میں آ کر میرے قتل کا حکم دے دیا تو میں یہاں پردیس میں مارا جاؤں گا۔ اس لئے میں کیسے آپ سے ناراض ہو سکتا ہوں" ۔ عمران کا لہجہ بدستور پہلے جیسا تھا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے" .... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہیں قتل کر کے میں بھی خودکشی کر لوں گی۔ میں نے پہلے سوچا تھا کہ تمہارے سامنے خودکشی کر لوں لیکن میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ میں تو مر جاؤں اور تم۔ تم ..... بہرحال" .... جولیا نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے قتل تک تو بات ٹھیک ہے۔ گستاخی کرنے والوں کو یہی سزا ملا کرتی ہے لیکن خودکشی تو حرام ہے مس جولیانا فٹرواٹر اور آپ ایک ملک کے عظیم ادارے کی ڈپٹی چیف ہیں۔ آپ اس ملک کے کروڑوں باشندوں کی محافظ ہیں۔ آپ کو تو اس انداز میں نہیں سوچنا چاہئے" .... عمران نے کہا تو جولیا نے ایک جھٹکے سے مشین پسٹل

واپس جیب میں رکھا اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے دونوں
ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے۔

" مم ۔ مم ۔ کیا کروں ۔ میں کیا کر سکتی ہوں ۔ میں
تمہاری یہ اجنبیت برداشت نہیں کر سکتی اور خودکشی بھی نہیں کر
سکتی ۔ مم ۔ مم کیا کروں "...... جولیا نے بے اختیار ہچکیاں لیتے ہوئے
کہا۔اس کا جسم بھی ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

" تم اگر کچھ نہیں کر سکتیں تو ایک کام میں کر سکتا ہوں کہ اماں بی
کو تمہارے فلیٹ میں لے آؤں ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم انکار نہ کرو گی
ورنہ اماں بی کی بے عزتی ہو جائے گی اور تم جانتی ہو کہ میں اماں بی کی
بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے اس
بار اجنبیت چھوڑ کر پہلے والے بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو جولیا نے یکلخت
دونوں ہاتھ چہرے پر سے ہٹا لئے۔

" مم ۔ مم ۔ میں کیوں انکار کروں گی میں تو "...... جولیا نے انتہائی
شرمائے ہوئے سے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے فقرہ مکمل کیے بغیر تیزی
سے ملحقہ باتھ روم کی طرف دوڑ پڑی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
اسی لمحے تنویر رسی کا بنڈل اٹھائے اندر داخل ہوا۔

" جولیا کہاں چلی گئی "...... تنویر نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے کہا اور عمران نے باتھ روم کی طرف اشارہ کر دیا۔

" اوہ اچھا "...... تنویر نے کہا اور صوفے پر پڑے ہاورڈ کی طرف
بڑھ گیا۔

" ٹھہرو اسے باندھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں اسے طویل بے
ہوشی کا انجکشن لگا دیتا ہوں ۔ اس طرح یہ بیس بائیس گھنٹے بے ہوش
پڑا رہے گا پھر جب اسے ہوش آئے گا تو یہ خود ہی اٹھ کر چلا جائے گا اور
اتنا وقفہ ہمارے لئے کافی ہے ۔ ورنہ اگر اسے باندھ دیا گیا تو پھر ہوش
میں آنے کے باوجود یہ بھوکا پیاسا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا "۔ عمران
نے کہا۔

" پھر تو مجھے خواہ مخواہ رسی کی تلاش میں سارے کمروں میں بھٹکنا پڑا
پہلے ہی یہ سوچ لیتے "...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسی
ایک طرف پھینک دی۔

" سوری تنویر میں نے تمہیں تکلیف دی ۔ میں انجکشن لے آتا ہوں
وہ ہمارے سامان میں ہے "...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا
اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" سنو "...... اچانک تنویر کی سخت آواز سنائی دی اور عمران مڑ کر
اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

" اب اگر آئندہ تم نے مجھ سے ایسے اجنبی لہجے میں بات کی تو ایک
لمحے میں گولیوں سے چھلنی کر دوں گا سمجھے ۔ بس وہی عمران رہو میرے
سامنے جیسے پہلے تھے "...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور عمران بے
اختیار ہنس پڑا۔

" مجھے گولیاں مارنے کے بعد کیا کرو گے ۔ یہ بھی بتا دو "...... عمران
نے ہنستے ہوئے کہا۔

ں ۔ پھر "...... عمران ۔

" تمہارے مزار پر بیٹھ کر قوالی کروں گا اور کیا کروں گا "...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران ہنس دیا۔

" واقعی ہر شخص کے جذبات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ بہر حال اگر تم اس طرح چاہتے ہو تو ایسے ہی سہی۔ جاؤ جا کر انجکشن لے آؤ "۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور تنویر بھی مسکراتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اسی لمحے جولیا باتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ اب وہ پوری طرح سنبھل چکی تھی۔

" تنویر ابھی نہیں آیا رسی تلاش کر کے "...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" رسی تو وہ لے آیا تھا لیکن میں نے کہا کہ جا کر نکاح خواں کو تلاش کر آئے۔ نکاح کا خطبہ رسی سے زیادہ مضبوط ثابت ہوتا ہے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" کیا تم واقعی اماں بی کو لے آؤ گے میرے فلیٹ میں "...... جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

" بالکل لے آؤں گا۔ تاکہ انہیں بھی معلوم ہو سکے کہ اب پاکیشیا میں میمیں بے چاری بھی اس قدر تنگ سے فلیٹ میں رہنے پر مجبور ہیں ان کا خیال ہے کہ میمیں بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہتی ہیں "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میمیں یہ کیا ہوتا ہے "...... جولیا نے [illegible] ان ہو کر پوچھا۔

" اماں بی غیر ملکی عورت [illegible] عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

" تو۔ تو۔ تم۔ تم۔ پھر "...... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر مایوسی کے تاثرات ابھرتے چلے آرہے تھے۔

" ارے ارے اتنی جلدی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اماں بی کو غلط فہمی ہے۔ وہ دور ہو جائے گی تو بس پھر سمجھو کہ بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا کے چہرے پر ایک بار پھر رنگ سے بکھرنے لگے۔ اسی لمحے تنویر اندر داخل ہوا۔

" کس مسئلے کی بات کر رہے ہو "...... تنویر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ وہ غور سے جولیا کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

" مسئلہ فیثا غورث۔ میٹرک میں ساری جیومیٹری مجھے یاد ہو گئی تھی لیکن مسئلہ فیثا غورث آج تک یاد نہیں ہو سکا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" میں یاد کرا دوں گی "...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سر پر جوتیاں پڑیں تو سارے مسئلے ایک منٹ میں یاد ہو جاتے ہیں "...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بس۔ اسی مسئلے پر بات کر رہے تھے۔ سر پر جوتیاں مارنے اور کھانے والا مسئلہ۔ میں جولیا سے پوچھ رہا تھا کہ ابھی تو میں کنوارہ ہوں اماں بی کی جوتیاں کھاتا ہوں۔ پھر "...... عمران نے تنویر کے ہاتھ سے

انجکشن اور سرنج کا پیکٹ لیتے ہوئے کہا۔

" تمہاری قسمت میں ہی جوتیاں کھانا ہے ۔اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا "....... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بہن بھائیوں سے اور امید بھی کیا ہو سکتی ہے "....... عمران نے معنی خیز نظروں سے جولیا کو دیکھا اور پھر صوفے پر پڑے ہوئے باورڈ کی طرف بڑھ گیا۔

" پھر وہی بکواس "...... تنویر کی بھنائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" خاموش رہو تنویر بہن بھائی کا رشتہ بکواس نہیں ہوتا ۔انتہائی مقدس رشتہ ہے "........ جولیا کی آواز اسے سنائی اور عمران پیکٹ سے سرنج نکالتے ہوئے بے اختیار ہنس پڑا ۔اس نے مڑکر تنویر کی طرف دیکھا تو اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہرے پر ناخوشگوار تاثرات موجود تھے ۔

" واقعی بڑا مقدس رشتہ ہوتا ہے مگر بتانے کی کیا ضرورت ہے یہ جانتا ہے ۔کیوں تنویر "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" فضول باتوں میں وقت ضائع مت کرو "...... تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران مسکراتا ہوا واپس مڑا اور پھر اس نے باورڈ کے بازو میں انجکشن لگایا اور سرنج کو ایک طرف اچھال دیا۔

" آؤ اب سیاہ فام بن جائیں ۔ورنہ وہ بلیک ٹاؤن ہمارے لئے بلیک ہول سے بھی بدتر جگہ ثابت ہو سکتی ہے "....... عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور تنویر اور جولیا نے اثبات میں سر

ہلائے اور اس کے پیچھے دروازے کی طرف چل پڑے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک کمرے میں موجود تھے اور عمران کے ہاتھ اپنے چہرے پر تیزی سے چل رہے تھے ۔۔وہ پہلے اپنے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف تھا تاکہ بعد میں دوسروں کا میک اپ اطمینان سے کر سکے ۔

" جوزف اور جوانا ساتھ آجاتے تو خاصی بچت ہو جاتی "۔اچانک عمران نے کہا تو اس کے سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے ۔

" کیسی بچت "....... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

" میک اپ کی وہ تو پہلے ہی سیاہ فام ہیں "....... عمران نے جواب دیا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

درد کی ایک تیز لہر میجر پرمود کے پورے جسم میں دوڑتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی آہستہ آہستہ روشنی میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں اس کا شعور بھی بیدار ہو گیا اور شعور بیدار ہوتے ہی سابقہ مناظر کسی تیز رفتار فلم کی طرح اس کے ذہن پر سے گزرتے چلے گئے۔ جرومی کی ورکشاپ سے وہ چیری کے کلب گئے۔ وہاں چیری نے ان کے سامنے ان کی ہدایات کے مطابق لارا کو فون کیا اور لارا نے اسے ایک اور اڈے پر پہنچنے کی ہدایت کی اور پھر وہ چیری کے ساتھ لاشیں بن کر وہاں اس اڈے پر پہنچ گئے۔ چیری کو وہاں بڑی عزت دی گئی اور انہیں بھی وہاں کے آدمی اٹھا کر ایک کمرے میں لے گئے لیکن پھر اچانک اس کی ناک سے ایک اجنبی بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک پردہ سا تن گیا تھا اور اب ہوش میں آنے کے بعد اس نے دیکھا کہ وہ دیوار کے ساتھ نصب فولادی زنجیروں سے جکڑا ہوا کھڑا ہے۔ اس کے ساتھ ہی توفیق اور اس کے بعد چیری کھڑا ہوا تھا۔ چیری اور توفیق دونوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں اور ایک آدمی چیری کی ناک سے کوئی شیشی لگائے ہوئے تھا اور اسی لمحے توفیق نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ ہم کہاں ہیں"...... توفیق نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاید قبر میں"...... لاشوں کو تو قبر میں ہی رکھا جاتا ہے"۔ پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چیری کی بھی آنکھیں کھل گئیں اور اس کے منہ سے بھی حیرت بھری آواز نکلی۔ وہ آدمی جو انہیں ہوش میں لا رہا تھا خاموشی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"جناب کم از کم اتنا تو بتاتے جائیں کہ اتنی وسیع و عریض قبر کس قبرستان کی ہے"...... پرمود نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن اس آدمی نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا کمرے کا دروازہ اس کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا۔

"یہ۔ یہ تو لارا ہاؤس کا بلیو روم ہے"...... چیری نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پرمود بے اختیار چونک پڑا۔

"لارا ہاؤس۔ اوہ تو ہم مس لارا کے ہاؤس میں پہنچ گئے ہیں۔ پھر تو ہم خوش قسمت ہیں"...... پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان سیاہ فام عورت اندر

داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر شوخ رنگ کا سکرٹ تھا۔ جب کہ اس
کے پیچھے ایک اور سیاہ فام تھا۔

"یہ پاکیشیائی گروپ نہ ہو پال"...... اس عورت نے مڑ کر اس
سیاہ فام نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں باتیں تو یہ علی عمران کی طرح کر رہا ہے۔ ہمیں یہی بتایا گیا
تھا کہ علی عمران مزاحیہ باتیں کرنے کا عادی ہے"...... اس سیاہ فام
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے بتایا تھا کہ پاکیشیائی گروپ میں دو مردوں کے ساتھ
ایک عورت بھی ہے۔ بہرحال اب یہ خود بتائیں گے۔ پہلے میں چیری
سے دو باتیں کر لوں جس نے مجھ سے غداری کی جرأت کی ہے"۔ اس
لڑکی لارا نے کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتی چیری کی طرف بڑھ گئی۔ میجر
پرمود کے دونوں ہاتھ فولادی زنجیر کے ساتھ منسلک کڑوں میں پھنسے
ہوئے تھے لیکن میجر پرمود نے محسوس کر لیا تھا کہ کڑوں کی موٹائی بے
حد کم ہے اور اس احساس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ان کڑوں سے
نجات حاصل کرنے کی ایک خوبصورت ترکیب آ گئی۔ اس نے اپنی
انگلیاں موڑیں اور جس جگہ زنجیر کڑے سے منسلک تھی اسے ٹٹولنا
شروع کر دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کم موٹائی کے کڑوں میں اوپن
کلوز بٹن نہیں لگایا جا سکتا اس لئے ایسے کڑوں میں اوپن کلوز بٹن اس
جگہ فٹ کیا جاتا ہے جہاں زنجیر کڑے سے منسلک ہوتی ہے اور جسے
اس بارے میں علم ہو اس کے لئے ایسے کڑے کھول لینا کوئی مشکل

نہیں ہوتا۔ چونکہ لارا اور پال دونوں چیری کی طرف متوجہ تھے۔ اس
لئے اس نے تیزی سے انگلیاں موڑ کر اس مخصوص جگہ کو ٹٹولنا شروع
کر دیا اور چند لمحوں میں ہی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ دونوں
کڑوں کے بٹن اس کی انگلیوں کے نیچے تھے اور صرف معمولی سا دباؤ
ڈال کر وہ ان کڑوں سے آسانی سے نجات حاصل کر سکتا تھا۔ لیکن ظاہر
ہے۔ اس کے ہاتھ اس کے سر سے بلند تھے۔ اب اگر وہ کڑے کھولتا تو
سب کو فوراً معلوم ہو جاتا اور چونکہ اس کے پیر کڑوں میں جکڑے
ہوئے تھے اس لئے ظاہر ہے وہ ہاتھ کے کڑے کھولنے کے باوجود پوری
طرح آزاد نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا رہا۔

"تمہیں کیا ہوا تھا چیری۔ کس بات نے تمہیں مجبور کیا تھا کہ تم
مجھ سے غداری کرو"...... لارا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"میں نے کوئی غداری نہیں کی مادام۔ میں نے تو انہیں گولیوں
سے اڑا دیا تھا۔ لیکن نجانے یہ کیسے زندہ ہو گئے"۔ چیری نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا اور اس بار لارا بلند آواز میں قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"کیا بات کی ہے تم نے۔ اس کا مطلب ہے تمہارے پاس کوئی
بہانہ بھی نہیں رہا۔ او کے۔ اب تمہیں پتہ چلے گا کہ جنہیں واقعی
گولیاں ماری جاتی ہیں وہ زندہ نہیں ہو سکتے"...... لارا نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ چیری کا سیاہ چہرہ
اور زیادہ سیاہ پڑ گیا تھا۔

"میری بات سنو میں بتاتا ہوں کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا"۔ اچانک

میجر پرمود نے تیز آواز میں کہا کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اگر اس نے فوری طور پر مداخلت نہ کی تو یہ عورت واقعی چیری پر گولیوں کی بارش کر دے گی۔

" تم سے بھی پوچھ لیتی ہوں پہلے اس غدار کا تو خاتمہ کر دوں "۔ لارا نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ مشین پسٹل کی مخصوص آوازوں کے ساتھ ساتھ چیری کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کا زنجیروں میں جکڑا ہوا جسم کافی دیر تک پھڑکتا رہا اور پھر ساکت ہو کر زنجیروں سے لٹک گیا۔ اس کے جسم سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا جو اب آہستہ آہستہ جمتا چلا جا رہا تھا۔

" ہوں لارا سے غداری۔ تمہارا انجام تو اس سے بھی عبرت ناک ہونا چاہئے تھا۔ تمہیں تو میں کتوں کے آگے ڈال دیتی لیکن میں نے تم پر رحم کھایا ہے اور تمہیں آسان موت مارا ہے "...... لارا نے انتہائی سفاک لہجے میں مردہ چیری سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آہستہ آہستہ واپس مڑی۔ اس کے چہرے پر اس وقت واقعی بے پناہ سختی اور سفاکی نمایاں تھی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے وہ عورت کی بجائے کوئی خونخوار اور سفاک درندہ ہو۔

" ہاں اب بولو کیا کہتے ہو تم۔ پہلے تم اپنے متعلق بتاؤ کہ تم علی عمران ہو یا میجر پرمود "...... لارا نے میجر پرمود کے قریب آکر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" کیا ضرورت ہے اس سے پوچھ گچھ کرنے کی۔ جو بھی ہے اسے گولی

سے اڑا دو "...... لارا کے ساتھ کھڑے پال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں جاننا چاہتی ہوں پال کہ میرے ہاتھوں کون قتل ہوا ہے۔ ہاں بولو کون ہو تم "...... لارا نے جواب دینے کے ساتھ ساتھ دوبارہ میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نہ میں علی عمران ہوں اور نہ میجر پرمود "...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو لارا اور پال دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

" کیا مطلب۔ کیا کوئی نئی کہانی سنانا چاہتے ہو "...... لارا نے بھڑکے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہاں بالکل نئی۔ تم نے خواہ مخواہ اپنے آدمی چیری کو ہلاک کر دیا۔ اگر تم پہلے میری بات سن لیتی تو یقیناً چیری کی زندگی بچ جاتی "۔ میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کھل کر بات کرو کیا کہنا چاہتے ہو "...... لارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تمہارے ساتھی کے سامنے نہیں بتا سکتا۔ آگے آؤ اور کان میرے منہ کے قریب لے آؤ۔ آجاؤ۔ میں تو بندھا ہوا ہوں۔ مجھ سے تمہیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے "...... میجر پرمود نے کہا۔

" خطرہ اور تم سے لارا کو ہوگا۔ ہونہہ تم لارا کو ابھی جانتے نہیں ہو "۔ لارا نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتی میجر پرمود کی طرف بڑھ آئی۔

" بتاؤ کیا بات ہے "...... لارا نے قریب آکر انتہائی نخوت بھرے

لہجے میں کہا۔

"بتا دوں"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انگلیوں کا دباؤ بٹنوں پر ڈالا اور کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے دونوں بازو کڑوں کی گرفت سے آزاد ہو گئے اور پھر اس سے پہلے کہ لارا اور پال کچھ سمجھتے۔ میجر پرمود کے بازو بجلی کی سی تیزی سے نیچے آئے اور دوسرے لمحے لارا چیختی ہوئی مڑ کر اس کے سینے سے آلگی۔ اس کا ریوالور والا ہاتھ میجر پرمود کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا بازو لارا کے گلے کے گرد لپٹا ہوا تھا۔

"خبردار پال اگر تم نے ذرا سی بھی حرکت کی تو لارا کی گردن توڑ دوں گا"...... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا۔ لارا اس دوران کسی خونخوار بلی کی طرح اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے پال نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر لارا کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کھینچا اور پھر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ میجر پرمود نے اپنے بازوؤں میں تڑپتی ہوئی لارا کو ایک جھٹکے سے پال پر اچھال دیا اور دو باتیں بیک وقت وجود میں آگئیں۔ پال نے مشین پسٹل کا ٹریگر عین اسی لمحے دبایا تھا جب میجر پرمود نے لارا کو اس پر اچھالا اور نتیجہ یہ کہ مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں لارا کے جسم میں اترتی چلی گئیں اور لارا کے حلق سے چیخ نکلی لیکن اس کے ساتھ ہی پال کے منہ سے بھی چیخ نکلی کیونکہ لارا کا جسم گولیاں کھانے کے باوجود ایک دھماکے سے اس سے جا ٹکرایا تھا اور وہ دونوں ہی نیچے گرے۔

میجر پرمود نے تیزی سے جھک کر اپنے پیروں کے کڑے کھولنے کی کوشش شروع کر دی پال کے ہاتھوں سے مشین پسٹل نکل کر جھٹکے کی وجہ سے دور جا گرا تھا۔ نیچے گرتے ہی پال نے بجلی کی تیزی سے تڑپتی ہوئی لارا کو ایک طرف اچھالا اور مشین پسٹل اٹھانے کے لئے اس نے بھوکے چیتے کے سے انداز میں جمپ لگایا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل کچھ دور جا گرا۔ کیونکہ توفیق نے زنجیر میں جکڑے ہونے کے باوجود پوری قوت سے اپنے قریب آکر گرتے ہوئے پال کو لات ماری تھی اور پال اس کی لات کی ضرب کھا کر اچھل کر دو فٹ دور جا گرا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر دوبارہ مشین پسٹل کی طرف لپکتا میجر پرمود پیروں میں موجود کڑوں سے نجات حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی پال دوبارہ اٹھ کر مشین پسٹل کی طرف بڑھنے لگا کہ میجر پرمود تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے پال کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر ہال کی سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کا سر دیوار سے اتنی شدت سے جا لگا تھا کہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرنے کے بعد وہ حرکت ہی نہ کر سکا تھا اور ساکت پڑا رہا۔ میجر پرمود نے جلدی سے آگے بڑھ کر سب سے پہلے مشین پسٹل اٹھایا اور پھر وہ تیزی سے پال کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر پہلو کے بل پڑے ہوئے پال کو سیدھا کیا اور اس کی نبض چیک کی۔ دوسرے لمحے وہ سیدھا ہو گیا۔ اس نے جھک کر پال کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور واپس اسی جگہ لے آیا جہاں چند لمحے پہلے وہ زنجیروں سے جکڑا

ہوا تھا۔ اس نے پال کو وہاں نیچے فرش پر رکھا اور پھر مڑ کر وہ توفیق کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ اونچے کر کے اس کے دونوں بازو کڑوں سے آزاد کر دیئے۔

"تم اس پال کو زنجیروں میں جکڑو میں باہر جا کر چیکنگ کرتا ہوں ساؤنڈ پروف کمرے کی وجہ سے اندر تو کوئی نہیں آیا لیکن باہر یقیناً کافی لوگ ہوں گے"...... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے باہر راہداری تھی۔ وہ ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے تیزی سے راہداری میں سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ ابھی میجر پرمود موڑ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے موڑ کی دوسری طرف سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دی۔

"خواہ مخواہ کی ڈیوٹی یہاں لگا دی ہے جیکب نے میری سیہاں میرا کیا کام ہے۔ شراب بھی نہیں پی میں نے"...... کوئی آدمی بڑبڑا رہا تھا میجر پرمود دبے پاؤں آگے بڑھا اور پھر موڑ کے قریب پہنچ کر اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو ایک آدمی کاندھے سے مشین گن لٹکائے دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑا تھا۔ میجر پرمود ذرا سا آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ آدمی ایک جھٹکے سے اس کے سینے سے آلگا اور میجر پرمود اسے گھسیٹتا ہوا تیزی سے موڑ سے پہلے کی طرف لے آیا۔ اس کا ایک بازو اس کی گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا۔

"خبردار اگر ذرا بھی حرکت کی تو ایک جھٹکے میں گردن توڑ دوں گا"۔ میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مت مارو مت مارو"...... اس آدمی کے منہ سے رک رک کر نکلا۔ گردن پر موجود شدید ترین دباؤ کی وجہ سے اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"کتنے آدمی ہیں کوٹھی میں اور کہاں کہاں ہیں"۔ میجر پرمود نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"بب بب بارہ۔ بارہ آدمی ہیں۔ جیکب چیف ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا اور پھر اس نے میجر پرمود کے پوچھنے پر تفصیل بتانی شروع کر دی کہ یہ لوگ کہاں کہاں موجود ہیں۔ میجر پرمود نے مخصوص انداز میں بازو کو زور سے جھٹکا دیا تو اس آدمی کا جسم ایک لمحے کے لئے زور سے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور وہ ختم ہو گیا تھا۔ میجر پرمود نے آہستہ سے اسے فرش پر لٹایا اور اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر اس نے ہاتھ میں لی اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اب چونکہ اسے لارا ہاؤس میں موجود ہر زندہ شخص کے بارے میں پوری طرح علم ہو چکا تھا اور مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی اس لئے زیادہ سے زیادہ بیس پچیس منٹ کے بعد لارا ہاؤس میں موجود ہر آدمی سوائے پال کے موت کے گھاٹ اتر چکا تھا۔ میجر پرمود نے ایک لحاظ سے قتل عام کر ڈالا تھا لیکن وہ اس کے لئے مجبور تھا کیونکہ ایک شخص کے بھی زندہ رہ جانے کا مطلب اس کی اور توفیق دونوں کی موت ہو سکتا تھا۔ پوری کوٹھی گھوم کر جب اسے مکمل طور پر یقین ہو گیا کہ اب وہاں کوئی زندہ آدمی باقی نہیں رہا تو وہ

واپس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ پال اور توفیق کو چھوڑ آیا تھا
کمرے میں داخل ہو کر اس نے دیکھا کہ پال اس کی جگہ زنجیروں سے
جکڑا ابھی تک بے ہوش لٹکا ہوا تھا۔ جب کہ توفیق ہاتھ میں مشین
پسٹل پکڑے دروازے کے قریب ہی موجود تھا۔

"سب ختم ہو گئے۔ کافی آدمی تھے"...... میجر پرمود نے اندر داخل
ہو کر توفیق سے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں تو لارا کو زندہ رکھنا چاہتا تھا لیکن وہ اچانک پال کی فائرنگ
کی زد میں آ گئی۔ بہر حال اب پال کو بتانا ہو گا کہ مائیکل کہاں ہے"
...... میجر پرمود نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے پال کے چہرے پر
تھپڑوں کی بارش شروع کر دی۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ کے بعد پال کے
جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور اس کے بعد زور دار
تھپڑوں نے اسے زبردستی بے ہوشی کی دلدل سے ہوش کی دنیا میں
لا کھڑا کیا۔ ہوش میں آتے ہی پال کے منہ سے کراہیں سی نکلنے لگیں۔
اس کی آنکھوں میں تکلیف کی سرخی موجود تھی اور چہرے پر تکلیف اور
اذیت کے تاثرات جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

"ہاں تو مسٹر پال ہنری اب تم بتاؤ گے کہ مائیکل کہاں ہے"۔ میجر
پرمود نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں تو فلاڈیلفیا میں رہتا ہوں۔ مجھے تو مائیکل
نے فون پر یہ مشن دیا تھا اور میں یہاں آ گیا۔ میں حالات کو چیک
کرنے کے بعد اپنے گروپ کو بلانا چاہتا تھا کہ لارا نے ضد کی کہ وہ اپنے

گروپ کی مدد سے میرا کام کر دے گی۔ وہ مجھے پسند کرتی تھی۔ اس کا
گروپ چونکہ مقامی تھا اور خاصا طاقتور تھا اس لئے میں رضامند ہو گیا۔
مجھے نہیں معلوم کہ مائیکل کہاں ہے"...... پال نے ہونٹ چباتے
ہوئے جواب دیا۔

"تم اپنی کامیابی کی خبر مائیکل کو کہاں دیتے"...... میجر پرمود نے
پوچھا۔

"ٹریسم بار میں فون کر کے میں چیری کا نام پوچھتا اور پھر جونہی
کوئی شخص یہ کہتا کہ وہ چیری ہے میں اسے کہتا کہ مائیکل تک وکٹری کی
خبر پہنچا دو اور بس۔ یہی کوڈ مجھے بتائے گئے تھے"۔ پال نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ تم ہمارے لئے بے کار ثابت ہوئے
ہو اس لئے اب تم بھی لارا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ عالم بالا کی
طرف پرواز کر جاؤ"...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ پال کی
طرف کر دیا۔

"رک جاؤ رک جاؤ مت مارو مجھے۔ میں واپس فلاڈیلفیا چلا جاؤں گا۔
میں تمہارے آڑے نہیں آؤں گا۔ مجھے مت مارو"...... پال نے انتہائی
منت بھرے لہجے میں کہا تو میجر پرمود کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا
ایک لمحے کے لئے ابھرا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ
ابھر آئی۔ اس نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈال لیا اور پھر وہ ساتھ

کھڑے توفیق کی طرف مڑ گیا۔

"توفیق یہاں میک اپ باکس لازماً ہو گا۔ جا کر تلاش کر لاؤ"۔ میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہارا قد و قامت مجھ جیسا ہے۔ اس لئے اب میں پال بنوں گا اور تم میجر پرمود اور پھر تمہاری لاش لے کر میں خود اس بار میں جاؤں گا تو مجھے یقین ہے مائیکل لازماً ظاہر ہو جائے گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"تم۔ تم مجھے مت مارو میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے مائیکل کے ایک ایسے اڈے کا علم ہے کہ جس کے متعلق شاید میرے اور مائیکل کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا میں تمہیں اس اڈے میں لے جاؤں گا۔ مجھے مت مارو"...... پال نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہاں ہے وہ اڈہ تفصیل بتاؤ"...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"گنزا روڈ پر سرخ رنگ کی عمارت ہے۔ بظاہر وہ ایک پرائیویٹ میوزیم ہے۔ جہاں ٹکٹ لے کر سیاح جاتے ہیں لیکن اس میوزیم کے نیچے تہہ خانوں کا ایک جال سا پھیلا ہوا ہے۔ یہ مائیکل کا انتہائی خصوصی اڈہ ہے۔ یہاں اس نے جدید ترین سائنسی حفاظتی آلات نصب کر رکھے ہیں۔ لیکن میں ان سب کے بارے میں جانتا ہوں۔ میں تمہیں ان سے بچا کر اندر لے جا سکتا ہوں۔ تم وعدہ کرو کہ تم مجھے

نہیں مارو گے"...... پال نے کہا۔

"تمہیں کیسے ان کے متعلق معلوم ہے"...... میجر پرمود نے چونک کر پوچھا۔

"مائیکل اور میں بچپن کے دوست ہیں۔ پہلے ہم ناراک میں اکٹھے رہتے تھے۔ پھر میں فلاڈیفا شفٹ ہو گیا تھا۔ یہ اڈہ اسی دور کا بنا ہوا ہے جب میں اور مائیکل اکٹھے تھے۔ اس وقت جب بھی ہمیں کیموفلاج ہونا پڑتا ہم اس اڈے میں چلے جاتے تھے اور جو کچھ مائیکل نے فون پر مجھے تمہارے اور اس پاکیشیائی گروپ کے متعلق بتایا تھا۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ مائیکل اسی اڈے میں چھپا ہوا ہو گا۔ صرف میں ہی اسے سامنے لا سکتا ہوں ورنہ پورے ایکریمیا کی فوج بھی اگر چاہے تو اس اڈے میں داخل ہو کر مائیکل کو نہیں پکڑ سکتی لیکن وعدہ کرو کہ تم مجھے نہیں مارو گے"...... پال نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم مائیکل کو پکڑنے میں میری مدد کرو تو میرا وعدہ کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا"...... میجر پرمود نے کہا اور پال کے ستے ہوئے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اب تمہیں میک اپ کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے ساتھ چلو"۔ پال نے کہا اور میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر پال کے دونوں ہاتھ کڑوں سے آزاد کر دیئے۔

"اب اپنے پیر کھول لو۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تم نے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو پھر تمہارا انجام عبرت ناک ہو گا"...... میجر

پرمود نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے توفیق میک اپ باکس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں ہے توفیق۔ پال ہم سے تعاون پر آمادہ ہو چکا ہے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور توفیق نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے میک اپ باکس ایک طرف رکھ دیا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... پال نے اپنے پیر آزاد کر لینے کے بعد آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ پہلے تم ہمیں اس اڈے کے بارے میں پوری تفصیلات بتاؤ گے۔ اس کے بعد ہم وہاں کے لئے روانہ ہوں گے"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں پوری تفصیل بتا دیتا ہوں۔ آؤ دوسرے کمرے میں۔ میں شدت سے شراب کی طلب محسوس کر رہا ہوں"۔ پال نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا اور میجر پرمود نے بھی اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ اکٹھے چلتے ہوئے اس کمرے سے نکل کر کوٹھی کے ایک بڑے کمرے میں آ گئے جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ پال نے ایک طرف ریک میں رکھی ہوئی شراب کی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی اور واپس آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم۔ تم میجر پرمود ہو یا علی عمران"...... پال نے بوتل کا ڈھکن ہٹاتے ہوئے کہا۔

"میجر پرمود"...... پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال تھا۔ مجھے مائیکل نے بتایا تھا کہ تم ڈی ایجنٹ ہو اور تم نے جس حیرت انگیز انداز میں ہاتھوں میں موجود کڑے کھول لئے تھے اس سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تم ہی ڈی ایجنٹ ہو"۔ پال نے مسکراتے ہوئے کہا اور شراب کی بوتل منہ سے لگالی۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ ڈی ایجنٹ شعبدہ باز کو کہتے ہیں"۔ پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرا خیال ہے ڈی ایجنٹ احمق کو کہتے ہیں"...... پال نے منہ سے بوتل ہٹاتے ہوئے رک رک کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کے سامنے بیٹھے میجر پرمود اور توفیق اس کی بات کو سمجھتے پال نے اپنا پیر زور سے زمین پر مارا اور دوسرے لمحے میجر پرمود اور توفیق بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سرسراہٹ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور شفاف شیشے کی ایک دیوار بجلی کی سی تیزی سے زمین سے نکل کر چھت میں غائب ہو گئی۔ ان کی سائیڈوں اور عقب میں بھی ایسی ہی دیواریں آ گئیں اور اب وہ شیشے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں قید ہو چکے تھے۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ تم واقعی ڈی ایجنٹ ہو۔ احمق۔ دیکھا تم نے۔ میں نے سچ کہا تھا ناں"...... پال کی قہقہہ لگاتی ہوئی آواز سنائی دی اور میجر پرمود کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ پال شیشے کی دوسری طرف کھڑا اب گھونٹ گھونٹ شراب پی رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک تھی۔

"تم نے آخر کار دھوکہ دے ہی دیا۔ اب تمہاری موت پہلے سے کہیں زیادہ عبرت ناک ہو گی"...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا اور پال نے ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں زور دار قہقہہ لگایا۔

"موت اور میری یہ تمہاری دوسری حماقت ہے میجر پرمود۔ یہ درست ہے کہ تم نے حیرت انگیز طور پر فولادی کڑے کھول لئے تم نے لارا کو میرے ہاتھوں مروا دیا۔ اس کوٹھی کے ہر آدمی کو مار ڈالا اور مجھے زنجیروں میں قید کر لیا۔ لیکن تم عقل سے کورے ہو اور دیکھو میں نے عقل استعمال کی اور اس وقت تم دونوں ایک ایسی جگہ قید ہو چکے ہو جہاں سے تمہاری روحیں بھی باہر نہیں نکل سکتیں"...... پال نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کا آخری گھونٹ حلق میں ڈالا اور پھر بوتل اس نے ایک طرف اچھال دی۔ میجر پرمود کا ذہن اس وقت واقعی کسی زلزلے کی زد میں تھا۔ اس کی تیز نظریں مسلسل اس بلوری قید خانے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ دوسرے لمحے فائرنگ کی آوازیں سن کر وہ چونک پڑا اور پھر اس کے چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ اسی لمحے پال کا طنزیہ قہقہہ اس کے کانوں میں پڑا۔ یہ فائرنگ توفیق نے کی تھی۔ لیکن گولیاں اس شیشے کی دیوار سے ٹکرا کر اس طرح چپٹی ہو کر نیچے گریں جیسے وہ شیشے کی بجائے کسی فولادی دیوار سے ٹکرائی ہوں۔ میجر پرمود کو پہلے ہی اندازہ تھا کہ یہ شیشہ فائر پروف ہو گا اس لئے اس نے توفیق کی طرح اسے توڑنے کے لئے فائرنگ کرنے کی کوشش ہی نہ کی تھی۔

"ہا۔ ہا اور کوشش کر دیکھو اور کر لو کوشش۔ لیکن تمہاری کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکے گی"...... باہر کھڑے پال کی آواز سنائی دی لیکن دوسرا لمحہ میجر پرمود کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب اس نے پال کو اچانک جھٹکا کھا کر نیچے گرتے ہوئے دیکھا۔ وہ فرش پر گرا بری طرح تڑپ رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ساکت ہو گیا۔

"یہ کیسے ہو گیا۔ کیا مطلب"...... میجر پرمود نے حیران ہو کر ساتھ کھڑے توفیق کی طرف دیکھا اور پھر توفیق کے ہاتھوں میں موجود کیپسول گن اور اس کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔ کیا تم نے کیپسول فائر کیا تھا۔ مگر میں نے تو نہیں دیکھا"۔ میجر پرمود نے حیران ہو کر کہا۔

"کیپسول نہیں میجر صرف گیس فائر کی ہے اور آپ نے دیکھا کہ میرا آئیڈیا درست ثابت ہوا ہے"...... توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف گیس فائر کی ہے۔ وہ کیسے"...... میجر پرمود واقعی حیران ہو رہا تھا۔

"میں نے فائرنگ صرف اس لئے کی تھی میجر تاکہ چیک کر سکوں کہ اس سامنے والی دیوار میں سوراخ کہاں ہیں جہاں سے آواز اندر آ رہی ہے۔ حالانکہ مجھے خود معلوم تھا کہ یہ شیشہ لازماً فائر پروف ہو گا۔

لیکن فائرنگ کی وجہ سے شیشے میں ہلکا سا ارتعاش پیدا ہوا اور اس ارتعاش کی وجہ سے مجھے وہ باریک باریک سوراخ نظر آ گئے جو سامنے تقریباً قد آدم بلندی پر موجود ہیں ۔ یہ سوراخ اس قدر چھوٹے ہیں اور چونکہ ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر ہیں اس لئے سرسری نظروں سے دیکھنے پر نظر نہیں آتے لیکن ارتعاش کی وجہ سے میں نے انہیں دیکھ لیا اور اتفاق سے یہ پال ان سوراخوں کے عین سامنے موجود تھا ۔ چنانچہ میں نے جیب میں ہی کیپسول کا کور ناخن سے کھرچ کر اسے اس قدر کھردرا کر دیا کہ وہ گن سے باہر نہ نکل سکے اور صرف گیس باہر جائے ۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے ۔ میں نے جیب سے گن نکال کر فائر کیا اور گیس ان سوراخوں سے نکل کر سیدھی پال کے چہرے سے ٹکرائی اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے ۔ ہم اس لئے بے ہوش نہیں ہوئے کہ گیس پشنگ کی وجہ سے باہر نکل گئی تھی اور اس قید خانے کی نسبت باہر کا ایریا وسیع ہے اس لئے گیس پھیل کر ختم ہو گئی "...... توفیق نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور میجر پرمود نے ہاتھ اٹھا کر اس کے کاندھے پر تھپکی دی ۔

" گڈ شو توفیق ۔ تمہاری ذہانت کا جواب نہیں ہے "...... میجر پرمود نے کہا اور توفیق مسکرا دیا ۔

" آپ کی تیز رفتاری مجھے ذہانت کے استعمال کا موقع ہی فراہم نہیں کرنے دیتی ۔ اب آپ کی تیز رفتاری میں کمی واقع ہوئی تو میں نے ذہانت استعمال کر ڈالی "...... توفیق نے ہنستے ہوئے کہا اور میجر پرمود

بے اختیار ہنس دیا ۔

" اب یہاں سے نکلنا بھی ذہانت پر ہی منحصر ہو گا ۔ ورنہ تو یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے ۔ کوٹھی میں کوئی آدمی زندہ نہیں ہے اور پال کو ہوش کئی گھنٹوں بعد آئے گا اور آ بھی گیا تو اس نے ایک لمحہ توقف کے بغیر ہمارا خاتمہ کر دینا ہے "...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اس کا بھی حل میں نے سوچ لیا ہے میجر ۔ بڑا آسان سا حل ہے " ۔ توفیق نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو میجر پرمود حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا ۔

" کون سا حل "...... میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" یہ شیشہ ٹوٹ سکتا ہے "...... توفیق نے کہا تو میجر پرمود محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا ۔

" ٹوٹ سکتا ہے ۔ کیسے ۔ یہ تو فائر پروف ہے "...... میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا وہ واقعی توفیق کی باتوں پر بے حد حیران ہو رہا تھا ۔

" ان سوراخوں کی وجہ سے ۔ اگر یہ باریک باریک سوراخ بارود سے بھر دیئے جائیں اور پھر ان پر فائر کھولا جائے تو شیشہ لازماً ٹوٹ جائے گا "...... توفیق نے کہا ۔

" سوراخ بارود سے بھر دیئے جائیں ۔ کیا تمہارا دماغ درست ہے ۔ بارود ان سوراخوں میں کیسے بھرا جا سکتا ہے ۔ وہ تو دوسری طرف کر

جائے گا اور سوراخ ویسے کے ویسے رہ جائیں گے "...... میجر پرمود نے کہا۔

" یہ سوراخ اس قدر باریک ہیں کہ اگر ہم دس بارہ گولیوں کا کور ہٹا کر ان کا بارود اس جگہ پر لیپ کی صورت میں لگا دیں تو ان انتہائی باریک سوراخوں میں لازماً بارود کے ذرات بھر جائیں گے اور پھر جب وہ پھٹیں گے تو سوراخ کے اندرونی کنارے ٹوٹیں گے اور بے شمار سوراخوں کے کنارے ٹوٹنے کی وجہ سے یا تو سالم شیشہ تڑخ جائے گا یا کم از کم کافی بڑا سوراخ ہو جائے گا۔ وہ جگہ جہاں اس پال نے پیر مار کر یہ قید خانہ نمودار کر دیا ہے۔ اس سوراخ سے اگر وہاں پر فائر کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ یہ قید خانہ غائب ہو جائے گا اور اگر سالم شیشہ تڑخ جاتا ہے تو پھر اس پر فائر کر کے اسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ پھر یہ فائر پروف نہیں رہے گا"...... توفیق نے کہا اور میجر پرمود نے آگے بڑھ کر بے اختیار توفیق کو گلے سے لگا لیا۔

"بہت خوب توفیق بہت خوب۔ ویسے تو میں تمہاری ذہانت کا پہلے ہی قائل تھا لیکن آج تو تم نے اس کا بھرپور سکہ مجھ پر بٹھا دیا ہے۔ واقعی یہ آسان اور قابل عمل حل ہے"...... میجر پرمود نے کہا اور توفیق کا چہرہ مسرت کی شدت سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو گیا۔ ان کے چہروں پر موجود میک اپ چونکہ صاف کر دیا گیا تھا۔ اس لئے اب وہ اپنے اصل چہروں میں تھے۔ توفیق نے میجر پرمود کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے مشین گن کا میگزین فرش پر خالی کرنا شروع کر دیا۔

اس کے بعد اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک باریک پھل والا تیز دھار خنجر نکالا اور میگزین کو مخصوص انداز میں کاٹنا شروع کر دیا اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔ میجر پرمود خاموش کھڑا اسے کام کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی سی دیر میں ہی کیپٹن توفیق نے میگزین سے کافی سارا بارود نکال کر اکٹھا کر دیا۔ پھر اس بارود کی مٹھی بھری اور جا کر اس نے واقعی اسے شیشے پر ایک مخصوص جگہ لیپ سا کرنا شروع کر دیا۔ کافی سارا بارود نیچے گر گیا لیکن کافی سارا شیشے پر بھی رک گیا اور اب پہلی بار میجر پرمود کو ان سوراخوں کا اندازہ ہوا۔ کیپٹن توفیق نے باقی بارود بھی بھرا اور پھر کوشش کر کے اس نے شیشے دیوار کے ساتھ فرش پر گرا ہوا بارود بھی چٹکیوں میں بھر کر اوپر لگا دیا۔ اس کے بعد وہ پیچھے ہٹا اور اس نے مشین گن میں باقی میگزین فل کیا اور اس کا رخ اس بارود بھرے حصے کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے میجر پرمود کے چہرے پر آسودگی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ وہ فائر پروف شیشہ واقعی کرچیوں میں تبدیل ہو چکا تھا اور اب ان کے لئے باہر جانے کا راستہ کھل گیا تھا۔

" گڈ شو توفیق "...... میجر پرمود نے توفیق کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور توفیق نے شکریے کے انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے اس پال کے پاس پہنچ گئے۔

"میرا خیال ہے مجھے وہی پہلے والی ترکیب استعمال کرنی چاہئے۔ یعنی اس کے میک اپ میں اب آگے بڑھنا چاہئے" .... میجر پرمود نے کہا۔

"لیکن میجر اس نے جس طرح عیاری سے کام لے لیا ہے۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ اس نے اب تک جو کچھ بھی بتایا ہے وہ سب غلط ثابت ہوگا۔ اس لئے پہلے اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے" .... توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ رسی تلاش کر لاؤ۔ اب اسے یہیں باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کرتے ہیں" .... میجر پرمود نے کہا اور کیپٹن توفیق سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا بنڈل موجود تھا۔

"میں رسی کے ساتھ ساتھ اینٹی گیس محلول بھی تلاش کر لایا ہوں۔ اس کے بغیر یہ ہوش میں نہ آسکتا تھا" .... کیپٹن توفیق نے کہا اور میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پال ایک کرسی پر رسیوں سے بندھ چکا تھا۔ اسے باندھنے کے بعد توفیق نے جیب سے ایک نیلے رنگ کی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکنا کھول کر شیشی کا دہانہ پال کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس پر ڈھکنا لگا کر اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔ میجر پرمود غور سے پال کو ہوش میں آتے دیکھ رہا تھا اور چند لمحوں بعد پال کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ

سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔ میجر پرمود خاموش بیٹھا رہا جب کہ اس کے اشارے پر توفیق بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"تم۔ تم۔ مرر روم سے باہر۔ یہ مجھے کیا ہو گیا تھا۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ مرر روم کیسے ٹوٹ گیا" .... پال نے ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں اور چہرے پر بے پناہ حیرت تھی جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

"تمہارا کیا خیال تھا کہ عقل صرف تمہارے ہی حصے میں آئی ہے"۔ میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ یہ تو ناممکن تھا۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا" .... پال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"توفیق وہ خنجر مجھے دو اور جا کر کچن سے نمک اور سرخ مرچوں کی بوتلیں اٹھا لاؤ۔ تاکہ پال کو اس کی عیاری کا صحیح بدلہ مل سکے"۔ میجر پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے خنجر نکال کر میجر پرمود کے حوالے کیا اور خود وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"م۔ م۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اب میں تم سے پورا تعاون کروں گا" .... پال نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا اور میجر پرمود طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

"اب مجھے کسی تعاون کی ضرورت نہیں رہی پال۔ میں نے اس وقت بھی تم پر صرف رحم کھایا تھا اور واقعی میں غلطی پر تھا۔ ہمارے

پیشے میں کسی پر رحم کھانا اپنے آپ پر ظلم کرنے کے مترادف ہے"۔ میجر پرمود کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ خشک ہو گیا تھا۔

"تم ۔ تم مجھے تکلیف پہنچا کر کیا حاصل کرنا چاہتے ہو"........ پال نے کہا۔

"کچھ نہیں ...... میں صرف تمہاری چیخیں سننا چاہتا ہوں ۔ تمہارے جسم کو تڑپتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں"........ میجر پرمود کا لہجہ بے حد سفاک تھا۔

"ٹھیک ہے ۔ اگر تم واقعی یہی چاہتے ہو تو جو جی چاہے کر گزرو ۔ بہر حال میں نے اپنے بچاؤ کے لئے کوشش کی تھی ۔ لیکن میں اس میں کامیاب ہونے کے باوجود یقیناً اپنی کسی غفلت کی وجہ سے ناکام ہو گیا ہوں ۔ اب مجھے اس کی سزا بھی ملنی ہی چاہئے"........ پال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اگر تم خود ہی آمادہ ہو گئے ہو تو زیادہ اچھا ہے ۔ اب کم از کم میرے دل کو سکون رہے گا"........ میجر پرمود نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس بار پال نے کوئی جواب نہ دیا ۔ وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا ۔ تھوڑی دیر بعد توفیق واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بڑے بڑے دو پلاسٹک کے مرتبان تھے جن میں سے ایک پر سرخ مرچ اور دوسرے پر نمک کا چھپا ہوا سٹکر لگا ہوا تھا۔

"کیپٹن توفیق یہ خنجر لو اور شروع ہو جاؤ"........ میجر پرمود نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر توفیق کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ایک بات کہہ دوں مجھے مار کر تم بے حد نقصان میں رہو گے"۔ پال نے کہا۔

"باس اگر یہ سب کچھ سچ سچ بتا دے تو پھر اس پر تشدد کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہمیں تو اپنا مشن مکمل کرنا ہے"........ توفیق نے اچانک کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ کوشش کر لو ۔ مجھے تو اس پر اب اعتماد نہیں رہا ۔ اگر یہ مائیکل تک پہنچنے کی مصدقہ اطلاع دے دے تو اس کے زندہ رہنے پر بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"........ میجر پرمود نے کہا۔

"تم مائیکل کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو"........ پال نے کہا۔

"ظاہر ہے اسے ختم کرنا چاہتے ہیں اور کیا ہم نے اس کا اچار ڈالنا ہے"........ میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا مائیکل کے ختم ہو جانے سے تمہارا مشن مکمل ہو جائے گا وہ نجانے کتنے گروپوں کا انچارج ہے لیکن انچارج ختم ہو جانے سے کیا اس کے گروپ بھی ختم ہو جائیں گے"........ پال نے کہا۔

"یہ بعد کی بات ہے ۔ فی الحال ہمارا ٹارگٹ مائیکل ہے"۔ میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں تمہیں بتا دیتا ہوں اور اب کوئی وعدہ بھی نہ لوں گا ۔ کیونکہ اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ۔ بہر حال تم نے آخر میں مجھے مار ہی دینا ہے مائیکل تمہیں ریلکس بار کے مالک ہائیڈر کے ذریعے مل سکتا ہے ۔ ہائیڈر اس کا بھائی ہے ۔ وہ مجھے بھی اچھی طرح جانتا ہے اور اسے

معلوم ہے کہ میں مائیکل کا ساتھی ہوں ۔ تم ایسا کرو کہ اسے جا کر میرا
نام لے دینا کہ میں نے تمہیں مائیکل کے پاس ایک پیغام دے کر
بھیجا ہے ۔ وہ فوراً تمہاری ملاقات کا بندوبست کرا دے گا ۔ مائیکل اس
دنیا میں جہاں بھی ہو گا اور جس روپ میں بھی ہو گا" ۔ ہائیڈر بہرحال
واقف ہو گا ۔ یہ میری طرف سے انتہائی مخلصانہ پیش کش ہے ۔ اب
تم جو چاہو میرے ساتھ سلوک کر سکتے ہو" ...... پال نے کہا ۔

"کیا تم میرے سامنے ہائیڈر کو فون کر کے اس سے کہہ سکتے ہو کہ
تم ہمیں اس کے پاس بھجوا رہے ہو اور وہ ہمیں مائیکل سے ملوا دے" ۔
میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"ہاں بالکل کر سکتا ہوں" ...... پال نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"کیا نمبر ہے اس کا" ...... میجر پرمود نے کہا اور پال نے اسے نمبر بتا
دیا ۔

"فون یہاں لے آؤ میرے پاس" ...... میجر پرمود نے توفیق سے
کہا اور توفیق نے ایک طرف پڑا ہوا فون پیس اٹھایا اور اسے لا کر میجر
پرمود کے سامنے رکھ دیا ۔ میجر پرمود نے وہی نمبر ڈائل کیے جو پال نے
بتائے تھے اور پھر رسیور توفیق کو دے کر اشارہ کر دیا کہ وہ اسے پال
کے کان اور منہ سے لگا دے اور خود اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا ۔

"ریلکس بار" ...... دو بار گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے کے بعد
ایک کرخت سی مردانہ آواز سنائی دی ۔

"فلاڈیلفا والا پال ہنری بول رہا ہوں ۔ ہائیڈر سے بات کراؤ" ۔

پال نے تیز اور قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا ۔

"اوہ یس سر ہولڈ آن کریں" ...... دوسری طرف سے اس بار
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا ۔

"ہیلو ہائیڈر بول رہا ہوں" ...... چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی
دی لہجے میں حیرت تھی ۔

"پال ہنری بول رہا ہوں ہائیڈر ۔ تمہیں تو معلوم ہی ہو گا کہ
مائیکل نے میرے ذمے ایک خاص مشن لگایا ہوا ہے" ...... پال نے
کہا ۔

"ہاں مگر مجھے فون کرنے کا کیا مقصد ہے" ...... ہائیڈر نے اسی
طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"میں نے مائیکل کو ایک خاص پیغام اور خاص چیز بھجوانی ہے ۔
اس لئے میں دو آدمی تمہارے پاس بھجوا رہا ہوں ۔ ان کی ملاقات مائیکل
سے کرا دو ۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے" ...... پال نے کہا ۔

"سوری پال مائیکل کسی اجنبی سے ملنے پر کسی قیمت پر بھی تیار نہ
ہو گا ۔ ہاں اگر تم خود آ جاؤ تو یقیناً تم سے ملاقات کر لے گا" ...... ہائیڈر
نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"میں اس وقت بے حد مصروف ہوں ۔ ویسے میں کوشش کروں گا
کہ ان کے ساتھ آ جاؤں ۔ اصل میں ان دونوں کو میں مائیکل سے ملوانا
چاہتا ہوں ۔ اس میں اسی کا فائدہ ہے ۔ لیکن وعدہ نہیں کر سکتا ۔
بہرحال اگر یہ دونوں اکیلے آئیں تو تم نے میری طرف سے مائیکل کو کہنا

ہے کہ وہ ضرور ان سے مل لے ۔ میں اپنے مشن میں کامیاب ہونے کے بعد اس سے مل لوں گا"...... پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے اگر تم اصرار کرتے ہو تو ٹھیک ہے ۔ انہیں بھجوا دو میرے پاس میں ملوا دوں گا۔ لیکن اگر تم ساتھ آجاؤ تو زیادہ بہتر ہے"۔ ہائیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا ہے کہ میں کوشش کروں گا ۔ فی الحال میں بے حد مصروف ہوں ۔ گڈ بائی"...... پال نے کہا اور توفیق نے رسیور اس کے کان سے ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"تم نے واقعی اس بار سچ بول کر اپنی زندگی بچالی ہے پال ۔ لیکن مائیکل سے ملنے سے پہلے تمہیں رہا نہیں کر سکتا۔ تم یہاں اس بندھی ہوئی حالت میں ہی رہو گے اور میں تمہارے میک اپ میں توفیق کے ساتھ جا کر مائیکل سے ملوں گا اور پھر اس کے خاتمے کے بعد میں واپس آؤں گا اور انعام کے طور پر تمہیں رہائی مل جائے گی"...... میجر پرمود نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی ۔ میں اب کچھ بھی نہیں کہہ سکتا"...... پال نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"توفیق اس زنجیروں والے کمرے سے وہ میک اپ باکس لے آؤ"۔ میجر پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔

کار تیز رفتاری سے بلیک ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر خود عمران تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی اور عقبی سیٹ پر تنویر تھا۔ بلیک ٹاؤن ناراک کی مین آبادی سے شمال کی طرف تقریباً ساٹھ کلو میٹر دور واقع تھا اور یہاں چونکہ کار کو صرف ایک مقررہ رفتار تک چلایا جا سکتا تھا اور پھر یک طرفہ راستوں کی وجہ سے انہیں بلیک ٹاؤن تک پہنچنے میں کم از کم دو گھنٹے صرف ہونے یقینی تھے ۔ وہ تینوں اس وقت سیاہ فام بنے ہوئے تھے ۔ جولیا بار بار کار میں لگے ہوئے بیک مرر میں اپنا چہرہ دیکھ رہی تھی اور عمران کن انکھیوں سے اسے ایسا کرتے دیکھ کر زیر لب مسکرا رہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی ہماری کار بلیک ٹاؤن میں پہنچے گی وہاں زلزلہ آجائے گا۔ بلا مبالغہ سینکڑوں ہزاروں سیاہ فام سڑکوں پر پڑے تڑپ رہے ہوں گے ۔ ایک قیامت سی برپا ہو جائے گی"...... اچانک

عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی ۔

"کیوں کیا مطلب کیا تم وہاں جا کر قتل عام کرو گے "...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے کیا قتل عام کرنا ہے ۔ مجھے تو شاید سیاہ فام بدصورتی کا ماڈل بنا کر محفوظ کر کے کسی میوزیم میں کھڑا کر دیں گے ۔ میں تو تمہاری بات کر رہا ہوں "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میری بات کیوں ۔ کیا مجھے وہاں قتل عام کرنا ہو گا مگر تم نے تو ایسا کوئی پلان نہیں بنایا۔ تم نے کہا ہے کہ ہم براہ راست لارا ہاؤس پہنچیں گے "...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ تنویر سے بھی تصدیق نہیں کرا سکتا کیونکہ اس کا چہرہ ضرور بدل گیا ہے ۔ لیکن آنکھیں وہی ہیں جنہیں سیاہ فاموں میں حسن کبھی نظر ہی نہیں آیا ۔ اس لئے تو وہ منہ بسورے خاموش بیٹھا ہوا ہے ۔ جب کہ میں نے چہرے کے ساتھ ساتھ اپنی نظروں کو بھی سیاہ فام بنا لیا ہے اور ان نظروں سے تمہیں دیکھنے کے بعد یقین کرو مجھے بلیک ٹاؤن کے سیاہ فام شدید زلزلے کی زد میں آتے صاف دکھائی دے رہے ہیں ۔ حسن کے جلووں سے پیدا ہونے والا زلزلہ "۔ عمران نے کہا تو اس بار جولیا بے اختیار ہنس پڑی وہ اب عمران کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی۔

"تو تمہیں یہ حسن پسند ہے ۔ کیوں "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا قصور نہیں ہے مس جولیا ۔ اس کی اپنی شکل ہی اس قابل ہے کہ اسے ایسی شکل کی عورتیں ہی پسند کر سکتی ہیں "...... پیچھے بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا۔

"کاش کوئی سائنسدان یا ماہر ایسا میک اپ بھی ایجاد کر دے جس سے انسانی سوچ کا میک اپ بھی کیا جا سکے ۔ مس جولیا کی سوچ سفید فاموں جیسی ہے اور تنویر صاحب کی تو سرے سے سوچ ہی نہیں ہے ۔ تم دونوں ان چہروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو ۔ سیاہ فاموں کی نظروں سے دیکھو اور ان کی سوچ میں سوچو تو تمہیں معلوم ہو کہ حسن کیا ہے ۔ ہاتھی کو ہتھنی خوبصورت لگتی ہو گی ۔ چڑیا چاہے لاکھ رنگ دار ہو اسے کسی طرح بھی خوبصورت نہیں لگ سکتی ۔ جب کہ چڑے کو ہتھنی پسند نہیں آ سکتی ۔ اسے چڑیا ہی حسین لگے گی "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس دی ۔

"لیکن تم تو ظاہر ہے سیاہ فام نہیں ہو ۔ پھر تم سیاہ فاموں کے انداز میں کیسے سوچ سکتے ہو "...... جولیا نے کہا۔

"تمہارے مقابلے میں تو میں اور تنویر دونوں سیاہ فام ہی کہلائیں گے ۔ اب یہ اور بات ہے کہ میں صرف باہر سے سیاہ فام ہوں جب کہ تنویر اندر اور باہر دونوں طرف سے سیاہ فام ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

"میں کیوں ہونے لگا اندر سے سیاہ فام اور ایشیا کے لوگوں کو سیاہ فام کہا بھی نہیں جاتا ۔ ہمارے رنگ کو گندمی رنگ کہا جاتا ہے "۔

تنویر نے جواب دیا۔

"گندم ایشیا کی یا افریقہ کی" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب گندم کا تو ایک ہی رنگ ہوتا ہے۔ چاہے افریقہ کی ہو یا ایشیا کی" .... تنویر نے کہا۔

"تو پھر انسان بھی تو ایک ہی ہوں گے چاہے افریقہ کے ہوں یا ایشیا کے یا سوئٹزر لینڈ کے" .... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار جولیا اور تنویر دونوں ہنس پڑے۔

"تم نے واقعی لاجواب کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب واقعی مجھے اپنا چہرہ اچھا لگنے لگ گیا ہے" .... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ اس کا مطلب ہے کہ اب تم ماشا اللہ ذہین ہوتی جا رہی ہو"۔ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ حقیقی تھا کیونکہ جولیا نے جس طرح عمران کی گہری بات کو سمجھا تھا کہ انسان چاہے کسی بھی ملک کا ہو یا کسی بھی رنگ کا ہو بہرحال انسان ہی ہوتا ہے اور انسانوں سے نفرت نہیں کی جا سکتی۔ اسی سے عمران کا لہجہ بے اختیار تحسین آمیز ہو گیا تھا۔

"کیا مطلب۔ کیا میں پہلے احمق تھی" .... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ تو تنویر ہی بتا سکتا ہے۔ کیوں تنویر" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ میں تو پہلے دن سے ہی مس جولیا کی ذہانت

کا قائل ہوں" .... تنویر نے موقع غنیمت دیکھتے ہوئے جولیا کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اسی لئے اب تک بے نیل و مرام پھر رہے ہو۔ چچ چچ"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔ اب وہ عمران کی باتوں کا مطلب اچھی طرح سمجھنے لگ گئی تھی۔

"بے نیل و مرام وہ کیا ہوتا ہے" .... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔ وہ شاید اس قدر مشکل محاورے کا مطلب ہی نہ سمجھتا تھا۔

"کس کا مطلب بتاؤں بے کا نیل کا یا مرام کا" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لفظی مطلب تو مجھے نہیں معلوم البتہ اتنا معلوم ہے کہ بے نیل و مرام مایوسی کو کہتے ہیں۔ یہی مطلب ہے ناں" .... جولیا نے کہا۔

"تم تینوں کا مطلب بتا دو" .... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس بات پر جھلا گیا تھا کہ جولیا کو تو اس محاورے کا مطلب معلوم ہے اور اسے معلوم نہیں۔

"بے حرف نفی ہے۔ یعنی بغیر اور نیل زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور عربی میں حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ جب کہ مرام بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ مقصد مراد۔ اس طرح بے نیل و مرام کا مطلب ہوا۔ بغیر مقصد حاصل کیے۔ اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تم کیوں بے نیل و مرام پھر رہے ہو۔ کسی عقل مند سے بے عقلی کا کام کیسے ہو سکتا ہے" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے کون سا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ تم بھی تو بے نیل ومرام ہی پھر رہے ہو"....... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ تم نے کیا بحث شروع کر دی ہے۔ کوئی اور بات کرو۔ ہاں یہ بتاؤ عمران کہ کیا ہم نے براہ راست لارا ہاؤس میں داخل ہونا ہے یا اس کے لئے تم کوئی پلاننگ کرو گے"..... جولیا کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ موضوع تبدیل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

"براہ راست کیسے داخل ہوا جا سکتا ہے۔ بینڈ باجے کا اہتمام تو بہرحال کرنا ہی پڑے گا۔ آخر لارا ایک خاتون ہے اور کہلاتی بھی بلیک کوئین ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا کی آنکھوں میں غصے کے تاثرات ابھرنے لگ گئے۔

"ہونہہ تو تم اسی لئے لارا ہاؤس جا رہے ہو۔ بس اب تم اندر نہیں جاؤ گے۔ تم باہر کار میں رکو گے۔ میں اور تنویر اندر جائیں گے"۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تنویر چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو بہرحال ہمارا ساتھی ہے۔ میں اس کے خلاف یہ سازش کیسے برداشت کر سکتا ہوں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سازش کیسی سازش"....... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"تنویر سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کرنے کی سازش۔ ظاہر ہے لارا بلیک کوئین ہے اور تنویر اس وقت بلیک کنگ لگ رہا ہے اور جب کنگ شاہی محل میں داخل ہو جائے تو پھر اس کی واپسی تو

بہرحال ناممکن ہی ہو جائے گی"........ عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں تمہاری طرح بھنورا نہیں ہوں کہ جہاں کوئی خوبصورت لڑکی نظر آئی اور تم اس کے گرد نثار ہونا شروع ہو جاتے ہو۔ ہم تو یک در گیر و محکم گیر والے قول پر عمل کرنے والے ہیں"....... تنویر نے مسکراتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تنویر درست کہہ رہا ہے"..... جولیا نے فوراً ہی تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو تنویر کا پھولا ہوا سینہ جولیا کی بات سن کر چند انچ تک مزید پھول گیا۔

"تنویر ہمارا ساتھی ہے اور تمہارا تو ماتحت ہے۔ کم از کم اپنے ماتحتوں کی توہین تو نہ کیا کرو اور ویسے بھی کم از کم میں تو یہ بات برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ میرے ساتھی کی توہین کی جائے اور اتنے جی دار۔ دلیر۔ بہادر آدمی کو مکھی بنا دیا جائے"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ خواہ مخواہ بکواس کیے چلے جا رہے ہو۔ میں نے کب تنویر کو مکھی کہا ہے"........ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر نے کہا ہے کہ وہ یک در گیر و محکم گیر کا قائل ہے۔ مطلب ہے کہ جس سے تعلق قائم کر لیا۔ سو کر لیا۔ پھر یہ تعلق نہیں توڑا جا سکتا اور تم نے فوراً اس کی حمایت کر دی"....... عمران نے جرح کرنے کے سے انداز میں کہا۔

"ہاں کہا ہے۔ تو اس میں سے مکھی کہاں سے نکل آئی"........ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ہاں ایک اصطلاح اور بھی ہے۔ ساون کی مکھی۔ وہ بھی بالکل اس محاورے پر عمل کرتی ہے کہ جس پر بیٹھ گئی سو بیٹھ گئی۔ لاکھ ہٹاؤ۔ لاکھ بھگاؤ لیکن وہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔ ساون یعنی برسات کے مہینے میں یہ مکھی پیدا ہوتی ہے۔ چلو تنویر تو شاید عجز وانکساری کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہو لیکن تم نے اس کی تائید کر کے کنفرم کر دیا ہے کہ وہ واقعی ساون کی مکھی ہے اور یہ توہین ہے اور کم از کم میں جو تنویر کی دل سے قدر کرتا ہوں اس کی توہین برداشت نہیں کر سکتا"........ عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"توبہ ہے۔ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھا تنویر تمہاری آفیسر انچارج تمہاری توہین کر کے بجائے معذرت کرنے کے الٹا ہنس رہی ہیں"........ عمران نے بیک مرر میں عقبی سیٹ پر بیٹھے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ تم کیوں دخل دے رہے ہو"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ ماشاء اللہ واقعی رنگ ہی بدل گیا ہے"........ عمران نے کہا اور اس بار جولیا اور تنویر دونوں ہنس پڑے کیونکہ عمران کا ذو معنی فقرہ واقعی انتہائی دلچسپ تھا۔ میک اپ کی وجہ سے ان کا رنگ بدل

گیا تھا اور عمران نے اسے رنگ بدلنے والے محاورے پر جا چسپاں کیا تھا۔

"ارے ارے یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب"...... اچانک عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا تو جولیا اور تنویر دونوں ہی چونک پڑے۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ پال ہمزی عرف مائیکل تو ناراک جا رہا ہے اور ہم بلیک ٹاؤن وہ گہرے نیلے رنگ کی کار گزری ہے ناں۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص کا حلیہ بالکل وہی ہے جو ہاورڈ نے بتایا تھا"........ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر واپس چلو اب بلیک ٹاؤن جا کر کیا کریں گے"...... جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار کو ایک مخصوص مقام سے ٹرن دیا۔ اب کار کا رخ واپس ناراک کی طرف ہو گیا تھا۔ اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔

"یہ ضرور اپنے کسی خاص اڈے پر جا رہا ہوگا"........ تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ اب اسے مزید ڈھیل دینا زیادتی ہو گی۔ پہلے بھی اس نے اوپن کلوز اور روپ بہروپ کے چکر میں ہمارا کافی وقت ضائع کیا ہے"........ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گڈ آج تم نے پہلی بار کام کی بات سوچی ہے۔ ورنہ تو میں بور ہو رہا تھا کہ اب پھر وہ نگرانی والا چرخہ چل پڑے گا۔ تیز چلاؤ کار اور روک لو اسے راستے میں"........ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور

عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" ہاں واقعی عمران اس شخص نے اوپن کلوز والا ایسا پیچیدہ چکر چلا رکھا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک تنظیم اوپن ہو رہی ہے۔ ایک کلوز ہو رہی ہے۔ پہلی کلوز ہو رہی ہے تو دوسری اوپن ہو رہی ہے۔ ایک میں ماریو ہے تو دوسرے میں گیلارڈ"...... جولیا نے کہا اور عمران نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" وہ گہرے نیلے رنگ کی بڑی سی کار۔ دو آدمی ہیں یہ۔ اس لئے آسانی سے کور کیے جا سکتے ہیں اور ہم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے تاکہ اسے واپس اپنی رہائش گاہ پر لے جا کر اس سے اس کی ساری تنظیموں کی تفصیلات حاصل کی جا سکیں"...... عمران نے کہا۔

" پھر وہی بے ہوشی کا چکر۔ گولی مارو اور معاملہ ختم۔ خواہ مخواہ کی پیچیدگی پیدا کرنے کا مطلب"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں عمران درست کہہ رہا ہے۔ اکیلے مائیکل کے مرنے سے یہ ساری تنظیمیں نہیں ختم ہو جائیں گی"...... جولیا نے کہا اور تنویر نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اب نہ بولنے کی اس نے قسم کھا لی ہو۔

" یہاں سڑکوں پر خاصا رش رہتا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے۔ انہیں گن سے بے ہوش کر دیا جائے اور تنویر ان کی کار میں جا کر بیٹھ جائے۔ اس طرح دونوں کاریں آسانی سے رہائش گاہ پہنچ جائیں گی۔ اوہ اوہ یہ دائیں طرف مڑ رہے ہیں۔ ادھر ایک خاصی ویران سی سڑک ہے او۔کے جولیا ڈیش بورڈ کھول کر سپرے گن نکال لو۔ جب میں کار ان

کے ساتھ لے جاؤں تو فائر کر دینا"...... عمران نے کہا۔

" لیکن اس طرح تو کار الٹ جائے گی اور ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں ہی مر جائیں"...... جولیا نے کہا۔

" تم انہیں رکنے کا اشارہ کر دینا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ رک جائیں گے"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جیسے ہی پال ہنری کی کار ویران سڑک کے درمیان پہنچی۔ عمران نے جولیا کو اشارہ کیا اور کار کی رفتار تیز کر دی۔ کئی کاریں سیاہ کار اور اس کے درمیان موجود تھیں۔ وہ انہیں اوور ٹیک کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے گردن موڑ کر جولیا اور عمران کی طرف دیکھا اور جولیا نے اسے کار سائیڈ میں روکنے کا اشارہ کر دیا اور اس کے ساتھ عمران نے بھی کار کو دوسری کار سے ذرا سا آگے کر کے اسے سائیڈ میں دبانا شروع کر دیا اور پال نے کار کی رفتار کم کر دی اور پھر وہ اسے سائیڈ پر لے جانے لگا لیکن عمران نے دیکھا تھا کہ کار میں موجود دونوں سیاہ فام اب چیتے کی طرح چوکنا نظر آ رہے تھے۔

" رکنے سے پہلے اچانک فائر کر دو۔ ان کا انداز بتا رہا ہے کہ یہ بے حد چوکنا لوگ ہیں"...... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے جولیا کا ہاتھ کار کی کھڑکی کے نچلے حصے سے اوپر ہوا اور اس کے ساتھ ہی سنک سنک کی آوازوں کے ساتھ دو کیپسول کھڑکی سے گزر کر اس کار کی ونڈ سکرین سے ٹکرا کر ٹوٹے اور اس کے ساتھ ہی دوسری کار ایک جھٹکے سے رکی

اور عمران نے بھی ذرا سا آگے کر کے کار کو فل بریک لگائی اور اسی لمحے جولیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر تیزی سے کار سے اترے اور دوسری کار کی طرف بڑھ گئے۔ دوسرا آدمی تو سائیڈ پر لڑھک چکا تھا جب کہ پال ہنری ابھی تک سر کو جھٹک رہا تھا۔ اسی لمحے جولیا نے سرے گن کا ایک مخصوص بٹن دبا کر ٹریگر دبا دیا اور اس بار گن سے کیپسول کی بجائے گیس کی پھوار سی نکلی اور سیدھی پال ہنری کی ناک سے ٹکرائی اور وہ بھی ایک جھٹکے سے سائیڈ پر لڑھک گیا۔ باقی کاریں تیز رفتاری سے سائیڈ سے گزرتی چلی جا رہی تھیں۔ لیکن جب کافی دور تک کوئی کار نظر نہ آئی تو عمران نے جو اس دوران کار سے اتر کر قریب پہنچ چکا تھا دروازہ کھولا اور پال ہنری کو کھینچ کر وہ تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف مڑا اور اس نے عقبی سیٹ کے سامنے خلا میں اسے اچھالا اور ایک جھٹکے سے دروازہ بند کر دیا۔ جب کہ اسی دوران تنویر نے دوسرے آدمی کو فرنٹ سیٹ سے کھینچ کر ان کی اپنی کار کی عقبی سیٹ کے سامنے ڈال دیا۔

"تم جولیا ادھر عقبی سیٹ پر آ جاؤ اور تنویر تم یہ کار لے آؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا اور جولیا بھاگ کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ تنویر دوسری کار لئے ان کے پیچھے آ رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ صحیح سلامت اپنی رہائش گاہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

"اب انہیں کرسیوں سے باندھ دو تا کہ ان سے بات چیت ہو

سکے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد پال اور اس کا ساتھی کرسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے۔ پھر عمران کے کہنے پر تنویر اپنے سامان سے انٹی گیس محلول لے آیا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ہوش میں آ گئے۔

"ہاں تو مسٹر پال ہنری عرف مائیکل عرف ماریو۔ عرف گیلارڈ۔ عرف گرافن آخر کار تم سامنے آ ہی گئے۔ ویسے ایک بات ہے۔ تمہیں تو معدنیات چوری کرنے کا دھندہ کرنے کی بجائے ہالی وڈ میں ہونا چاہئے تھا۔ تم جیسا آدمی فلم انڈسٹری میں واقعی نام پیدا کر سکتا ہے"۔ عمران نے پال کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تم۔ تم کہیں علی عمران تو نہیں ہو"...... اچانک پال نے کہا اور اس بار عمران بے اختیار چونک کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ اوہ مجھے شک تو ہو رہا تھا۔ لیکن اوہ۔ تم میجر پرمود ہو یقیناً"۔ عمران نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کے منہ سے میجر پرمود کا نام سن کر جولیا اور تنویر بھی بے اختیار اچھل پڑے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم دونوں آپس میں ہی ٹکرا گئے ہیں۔ میں میجر پرمود ہوں۔ تم نے کمال کا میک اپ کیا ہے۔ اگر تم اپنے مخصوص مزاحیہ انداز میں بات نہ کرتے تو میں کبھی بھی نہ پہچان سکتا"...... اس بار میجر پرمود نے اصل آواز میں کہا اور عمران نے بے اختیار سر پکڑ لیا۔

" لاحول ولا قوۃ۔ یہ روپ بہروپ کبھی ختم بھی ہو گا۔ اب ایک اور
عرف وجود میں آگیا ہے "....... عمران نے بڑے مایوسانہ سے لہجے میں
کہا اور اس بار میجر پرمود بھی ہنس دیا۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ
عمران اس مائیکل کی بات کر رہا ہے۔

" تنویر میجر پرمود صاحب کو باعزت بری کر دو اور ساتھ یقیناً توفیق
ہو گا۔ اس کو بھی "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر بھی
سر ہلاتا ہوا میجر پرمود کی طرف بڑھ گیا۔

" میجر صاحب نے واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں میک اپ کیا ہے
کہ میں تو سرے سے پہچان ہی نہیں سکی "....... جولیا نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" مجھے یہ تو معلوم تھا کہ یہ میک اپ ہے۔ کیونکہ پال ہمزی اصل
چہرہ نہیں ہے اور اسی لئے میں خاموش رہا۔ لیکن یہ بات میرے تصور
میں بھی نہ تھی کہ پال ہمزی کے پیچھے میجر پرمود برآمد ہو جائے گا۔ یہ تو
جب میجر پرمود نے اپنے مخصوص انداز میں میرا نام لیا تو میں نے پہچانا"
.... عمران نے کہا۔

" آپ نے پال ہمزی کو مائیکل کیوں کہا ہے۔ ہم مائیکل کو پکڑنے
تو جا رہے تھے کہ آپ ٹپک پڑے۔ آپ کے اس طرح روکنے سے میں
محتاط تو ضرور ہو گیا تھا لیکن مجھے یہ خیال نہ تھا کہ یوں بھری سڑک پر
آپ گیس فائر کر دیں گے "....... میجر پرمود نے کہا۔

" پال ہمزی مائیکل کا ہی روپ ہے اور وہ بلیک ٹاؤن میں کسی

بلیک کوئین لارا کے پاس چھپا ہوا تھا۔ ہم وہاں جا رہے تھے کہ راستے
میں تمہیں دیکھ کر کار موڑ لی "....... عمران نے کہا۔

" مائیکل ہی پال ہمزی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے "....... میجر پرمود
نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے ہاورڈ تک پہنچنے اور پھر
ہاورڈ سے معلوم ہونے والی ساری تفصیلات دوہرا دیں۔

" اوہ اوہ پھر تو واقعی ہاتھ ہو گیا۔ بہرحال اب بھی وہ کہیں نہیں جا
سکتا وہ وہیں لارا ہاؤس میں بندھا ہوا بیٹھا ہے۔ اس آدمی نے تو واقعی
روپ بہروپ بھرنے میں گرگٹ کو بھی مات کر دیا ہے "....... میجر
پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" لارا ہاؤس میں بندھا ہوا بیٹھا ہے۔ کیا مطلب "....... عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا اور میجر پرمود نے تفصیل سے لارا ہاؤس میں
ہونے والی ساری کارروائی دوہرا دی۔

" اوہ پھر تو واقعی چانس موجود ہے "....... عمران نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے
نکل کر پورچ کی طرف بڑھ گئے جہاں دونوں کاریں موجود تھیں۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی کے چلے جانے کے مائیکل نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس نے بڑی مشکل سے اپنی زندگی ان کے ہاتھوں سے بچائی تھی۔ یہ درست تھا کہ اس کی اس ساری کوشش کے باوجود اس کی زندگی کے بچ جانے میں میجر پرمود کی ذاتی شرافت کا بے حد دخل تھا اور جس طرح میجر پرمود اسے زندہ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اس نے مائیکل کے دل و دماغ پر انتہائی خوشگوار اثرات چھوڑے تھے کیونکہ اس نے انہیں مارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ لیکن اس کے باوجود میجر پرمود اسے زندہ چھوڑ کر چلا گیا تھا گو وہ یہ بات بھی جانتا تھا کہ میجر پرمود اسے یہاں باندھ کر اس لئے چھوڑ گیا ہے کہ اگر ریلکس بار والی ٹپ غلط ثابت ہوتی ہے تو وہ ایک بار پھر واپس آ سکتا تھا لیکن اس کے باوجود اس کا اسے زندہ چھوڑ دینا واقعی اس کی ذاتی شرافت کی واضح دلیل تھی۔ لیکن مائیکل جانتا تھا کہ جیسے ہی میجر پرمود

اور اس کا ساتھی ریلکس بار پہنچیں گے انہیں قابو کر لیا جائے گا اور چونکہ اس نے فرینک کو کوڈ گفتگو کے دوران لارا ہاؤس کا پتہ بتا دیا تھا اس لئے اس کے آدمی جلد ہی یہاں پہنچ جائیں گے۔ اس طرح وہ ان رسیوں سے آزادی حاصل کر لے گا اور پھر وہی ہوا۔ میجر پرمود کے جانے کے تقریباً دس پندرہ منٹ بعد ہی دو سیاہ فام کمرے میں داخل ہوئے۔

"تم پال ہنری ہو"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہاں میں پال ہنری ہوں۔ تمہیں ریلکس بار کے فرینک نے بھیجا ہے ناں"...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اسی نے ہمیں فون کر کے حکم دیا ہے کہ ہم لارا ہاؤس میں پہنچ کر تمہیں رہائی دلا دیں۔ مگر مادام لارا کہاں ہے"...... اسی سیاہ فام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ کہیں گئی ہوئی ہے۔ تم مجھے کھولو"...... مائیکل نے جان بوجھ کر انہیں یہ نہ بتایا تھا کہ لارا کی لاش نیچے بڑے کمرے میں پڑی ہوئی ہے۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ سیاہ فام اپنی بلیک کوئین کی لاش دیکھ کر مشتعل نہ ہو جائیں۔ آنے والے سیاہ فاموں نے اسے چند لمحوں میں ہی رسیوں کی گرفت سے آزاد کر دیا۔

"اوکے اب تم جا سکتے ہو۔ شکریہ"...... مائیکل نے کہا اور پھر وہ ان دونوں سیاہ فاموں کو گیٹ کے باہر چھوڑ کر اور گیٹ کو بغیر بند کیے واپس آیا۔ اس کا رخ ایک گیراج کی طرف تھا۔ وہ فوری طور پر کار لے کر بلیک ٹاؤن سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب

وہ فوری طور پر ناراک کو چھوڑ دے گا اور واقعی ایکریمیا کی انتہائی دور دراز ریاست فلاڈیفا جا کر چھپ جائے گا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے ایک خیال آیا کہ اگر میجر پرمود کسی طرح فرینک کے ہاتھ نہ آیا تو وہ لازماً واپس یہیں آئے گا اور یہاں لارا ہاؤس میں ایسے سائنسی حفاظتی انتظامات موجود تھے کہ وہ انہیں آسانی سے قابو میں کر سکتا تھا۔ اس طرح ان کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ یقینی طور پر مطمئن ہو کر دوبارہ اپنی تنظیموں کو اوپن کر سکتا تھا۔ ورنہ اسے ہمیشہ یہی فکر رہے گی کہ نجانے یہ لوگ کب اس تک پہنچ جائیں۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ لارا ہاؤس میں رہ کر میجر پرمود اور اس کے ساتھی کا خاتمہ کر دے۔ اس کے بعد اس پاکیشیائی گروپ کو تلاش کر کے اس کا بھی خاتمہ کرے اور اس کے بعد اطمینان سے اپنا کام دوبارہ شروع کر دے۔ چنانچہ وہ واپس مڑا اور تیزی سے واپس آ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور فرینک ہائیڈر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو فرینک ہائیڈر میں پال ہنری بول رہا ہوں لارا ہاؤس سے"۔ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے آدمی تم تک پہنچ گئے ہیں ناں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں لیکن میں نے جن لوگوں کے پہنچنے کا اشارہ دیا تھا وہ پہنچے ہیں یا نہیں"...... پال ہنری نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں میں ان کا منتظر ہوں۔ میں نے ان کے خاتمے کے تمام

انتظامات مکمل کر لئے ہیں لیکن وہ ابھی تک نہیں پہنچے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"وہ لازماً پہنچیں گے۔ لیکن تم نے انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے کام لینا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ پھر جیسے ہی ان کا خاتمہ ہو جائے تم نے مجھے لارا ہاؤس میں ہی اطلاع دینی ہے میں یہیں رہوں گا"...... مائیکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اطلاع کر دوں گا"...... فرینک نے جواب دیا اور مائیکل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے خفیہ راستہ نیچے ایک تہہ خانے میں جاتا تھا اور اس تہہ خانے میں تمام حفاظتی مشینری کا کنٹرول موجود تھا لارا اسے آپریشن روم کہتی تھی۔ وہ چونکہ یہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے اس تمام مشینری کو آپریٹ کرنے اور اس کی کارکردگی کا پوری طرح علم تھا۔ اس نے تہہ خانے کا دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر دیوار کے ساتھ نصب ایک بڑی سی مشین کے سامنے جا کر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس مشین میں چار بڑی بڑی سکرینیں نصب تھیں اور تھوڑی دیر بعد چاروں سکرینیں روشن ہو گئیں۔ ہر سکرین چار برابر خانوں میں تقسیم تھی۔ ایک سکرین پر لارا ہاؤس کے چاروں طرف کا میدانی منظر نظر آ رہا تھا جب کہ باقی تین سکرینوں اور اس کے خانوں میں پورے لارا ہاؤس کے اندر کا ایک ایک حصہ نظر آ رہا تھا۔ ایک سکرین پر اسے لارا اور جیری کی لاشیں نظر آ

رہی تھیں اور ایک اور خانے میں اسے لارا ہاؤس کے ملازموں کی جگہ
جگہ پڑی ہوئی لاشیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے لارا ہاؤس
کے تمام حفاظتی حربوں کو کام کے لئے تیار کر دیا اور پھر وہ اطمینان سے
ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ فون اس کے ساتھ پڑا ہوا تھا۔ اگر فرینک
ان دونوں کو ختم کر دیتا تو پھر فون پر اسے اطلاع مل جاتی اور اگر یہ
واپس آتے تو پھر مائیکل انہیں یقینی موت مارنے کے لئے پوری طرح
تیار ہو چکا تھا۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے اسے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ
اس نے دو کاریں لارا ہاؤس کے سامنے آکر رکتی ہوئی دیکھیں اور وہ بے
اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا اور پھر جب اس نے کاروں میں سے میجر
پرمود اور اس کے ساتھی کے ساتھ دو اور سیاہ فام مرد اور ایک سیاہ فام
عورت کو اترتے ہوئے دیکھا تو وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے مشین کا
ایک بٹن دبا دیا۔

" ہمیں انتہائی احتیاط کرنی چاہئے میجر۔ ہو سکتا ہے مائیکل اس
دوران آزاد ہو چکا ہو "...... ایک سیاہ فام مرد نے کہا۔

" نہیں عمران وہ اس لارا ہاؤس میں اکیلا ہے اور توفیق نے اسے
اس انداز میں باندھا ہے کہ وہ از خود کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتا "۔
دوسرے سیاہ فام نے کہا جو میجر پرمود تھا چونکہ میجر پرمود اور اس کا
ساتھی اس کے سامنے میک اپ کر کے گئے تھے اس لئے وہ انہیں
پہچانتا تھا۔ آواز مشین سے نکل کر اس کے کانوں تک واضح طور پر پہنچ
رہی تھی اور عمران کا نام سن کر تو اس کے پورے جسم میں سردی کی

ایک لہر سی دوڑتی چلی گئی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا دل بے اختیار
بلیوں اچھل پڑا۔ کیونکہ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ میجر پرمود کے ساتھ ساتھ
پاکیشیائی گروپ علی عمران بھی آیا ہے۔ اس طرح اس کے دونوں
دشمن گروپ بیک وقت اس کے جال میں پھنس رہے تھے۔ اس کی
نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اس نے میجر پرمود کو چھوٹا
پھاٹک کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو اس کا جسم بے اختیار
تن سا گیا۔ اس نے دیکھا کہ عمران میجر پرمود کی نسبت زیادہ محتاط نظر آ
رہا تھا۔ لیکن پھر جب وہ اندر داخل ہوئے اور ان کے راستے میں کوئی
رکاوٹ نہیں آئی تو ان سب کے تنے ہوئے اعصاب واضح طور پر ڈھیلے
پڑ گئے تھے اور چند لمحوں بعد وہ سب اس سٹنگ روم میں پہنچ گئے تھے
جہاں میجر پرمود اسے کرسی کے ساتھ رسیوں سے باندھ کر گیا تھا۔

" رسیاں تو کھلی پڑی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی نے یہاں آکر
اسے کھولا ہے "...... میجر پرمود نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں وہ نکل گیا ہے "...... عمران کی آواز سنائی دی۔

" لیکن تم نہ نکل سکو گے "...... مائیکل نے ہونٹ بھینچ کر بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر لگا ہوا ایک سرخ
رنگ کا ہینڈل ایک جھٹکے سے کھینچ لیا۔ دوسرے لمحے اس نے سکرین پر
اس کمرے کی چھت سے سرخ رنگ کی شعاعوں کا ایک دھارا سا گرتے
دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا رواں رواں مسرت سے ناچ اٹھا۔
جب اس سرخ رنگ کی روشنی کے دھارے کے نتیجے میں اس نے میجر

پرمود۔ علی عمران اور ان دونوں کے ساتھیوں کو ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر گر کر ساکت ہوتے دیکھا۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ آخر یہ لوگ میرے ہی ہاتھوں ختم ہو سکے ہیں"۔ مائیکل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے مشین کو آف کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد مشین کو مکمل طور پر آف کر کے وہ دوسری سائیڈ کی دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں موجود اسلحے میں سے اس نے ایک مشین گن اور اس کا میگزین اٹھایا اور پھر میگزین کو مشین گن میں فٹ کر کے وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سرخ شعاعوں نے ان دونوں گروپوں کو بے حس کر دیا تھا اور اب انہیں گولی مارنے سے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکتی تھی۔ سیڑھیاں طے کر کے وہ اوپر کمرے میں آیا اور پھر وہاں سے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اسی سٹنگ روم میں پہنچ گیا جہاں دونوں ایشیائی گروپ بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ان سب کی آنکھیں حرکت کر رہی تھیں۔ لیکن ان کے جسم مکمل طور پر بے حس و حرکت تھے۔

"میجر پرمود اب میں اپنا تعارف کرا دوں تم سے۔ میرا نام پال ہنری نہیں۔ مائیکل ہے۔ پال ہنری بھی میرا بالکل اسی طرح ایک روپ ہے جس طرح راسکو ماریو۔ اور بلیک گولڈ کا گیلارڈ میرے روپ ہیں تم لوگوں کی وجہ سے میرا اب تک بے حد نقصان ہوا ہے۔ لیکن یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم دونوں گروپ اکٹھے ہی میرے سامنے

بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہو اور اب میں نے صرف ٹریگر دبانا ہے اور اس کے بعد تمہارا خاتمہ یقینی ہو جائے گا۔ اس کے بعد میں آزاد ہوں گا کہ بلگارنیہ اور پاکیشیا کی تمام تر معدنی دولت حاصل کر کے فروخت کر سکوں۔ ہمیشہ کے لئے گڈ بائی"...... مائیکل نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین گن کی ریٹ ریٹ سے سٹنگ روم کا ماحول گونج اٹھا۔

عمران ۔ میجر پرمود اور ساتھیوں کے ساتھ لارا ہاؤس کے اس
سٹنگ روم میں موجود تھا۔ جہاں ایک کرسی کے ساتھ نیچے فرش پر
ابھی تک کھلی ہوئی رسیاں موجود تھیں۔ اس کی تیز نظریں اس سارے
کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں کہ اچانک اس کے کانوں میں
چھت کی طرف سے ہلکی سی سرر سرر کی آوازیں سنائی دیں اور اس کی
نظریں بجلی کی سی تیزی سے چھت کی طرف اٹھی ہی تھیں کہ اس نے
چھت میں سے جگہ جگہ مختلف حصوں سے بڑے بڑے چوکھٹے ہٹتے دیکھے
اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اپنا سانس روک لیا۔ پلک
جھپکنے میں چھت پر سے سرخ رنگ کی تیز روشنی کے دھارے سے نکل
کر عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑے اور میجر پرمود اور اس کے
ساتھی اس طرح فرش پر گرنے لگے جیسے ریت کی خالی ہوتی ہوئی
بوریاں گرتی ہیں یا جیسے ان کے جسموں سے اچانک کسی نے روح

نکال لی ہو۔ سانس روکنے کی وجہ سے عمران پر ان ریز کا اثر پوری طرح
نہ ہو سکا تھا۔ اس کے باوجود وہ فرش پر اس طرح ڈھیر ہوتا گیا جیسے اس
کے جسم میں بھی روح نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی ہو۔ لیکن اس کے
گرنے کی رفتار میجر پرمود اور باقی ساتھیوں کی نسبت قدرے آہستہ
تھی۔ ان ریز نے اس کے جسم کے بیرونی حصوں پر اثرات ضرور ڈالے
تھے لیکن سانس روکنے کی وجہ سے اس کا اندرونی اعصابی نظام پوری
طرح متاثر نہ ہو سکا تھا۔ سرخ رنگ کی روشنی کا دھارا صرف ایک لمحے
تک رہا پھر ختم ہو گیا اور سرر سرر کی آواز کے ساتھ ہی چھت پر پیدا
ہونے والے چوکھٹے برابر ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے سانس
لینا شروع کر دیا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا جسم بے حس ہو چکا
ہے۔ لیکن بہرحال وہ حرکت کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے سر کو ادھر ادھر
حرکت دی۔ حرکت تو خاصی سست تھی۔ لیکن بہرحال وہ حرکت کر
سکتا تھا۔ مکمل طور پر بے حس نہ تھا اور عمران نے اپنے ذہن کو
مخصوص انداز میں ایک نکتے پر مرکوز کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ وہ اپنے
اعصابی نظام کو ذہنی توانائی کی مدد سے دوبارہ پوری طرح فعال کر سکے
ایسا کرنا اس کے ذہن کے مطابق ضروری بھی تھا کیونکہ جس نے انہیں
بے حس کیا تھا وہ کسی بھی لمحے آ کر ان پر فائر بھی کھول سکتا تھا اور اس
حالت میں تو وہ حقیر اور بے بس چوہوں کی طرح مارے جا سکتے تھے اور
پھر اس نے ایک آدمی کو کمرے کے دروازے سے نمودار ہوتے ہوئے
دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور چہرے پر کامیابی کے

تاثرات ۔ وہ پال ہنری کے میک اپ میں تھا ۔ اس لئے عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی مائیکل ہے ۔ اس نے اپنے جسم کو معمولی سی حرکت دے کر چیک کیا اور اسے یہ محسوس کرنا خاصا اطمینان ہو گیا کہ وہ زیادہ تیز نہ سہی بہر حال کافی حد تک حرکت کر سکتا تھا ۔ وہ پہلو کے بل زمین پر گرا ہوا تھا ۔ اس طرح اس کا ایک بازو مائیکل کی نظروں سے اوجھل تھا ۔ اس نے اس ہاتھ کو حرکت دے کر جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے مشین پسٹل کے دستے پر اس کے ہاتھ کی گرفت مضبوط ہو گئی ۔ اس نے آہستہ سے جیب سے باہر کھینچ لیا ۔ مائیکل اب میجر پرمود سے مخاطب ہو کر اپنا اصل تعارف کرا رہا تھا اور عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا اور پھر جیسے ہی مائیکل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا ۔ عمران کا ہاتھ بلند ہوا اور ایک لمحے بعد مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی مشین گن کی تڑتڑاہٹ بھی سنائی دی لیکن مشین پسٹل کی گولیاں مائیکل کے اس ہاتھ میں پڑی تھیں جس میں اس نے مشین گن سنبھال رکھی تھی ۔ اس لئے جھٹکے سے مشین گن کا رخ ایک لمحے کے لئے اوپر کو ہوا اور مشین گن سے نکلنے والے برسٹ کا رخ چھت کی طرف ہو گیا اور دوسرے لمحے مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر ہوا میں اڑتی ہوئی دور جا گری اور مائیکل نے چیختے ہوئے بے اختیار اپنا زخمی ہاتھ دوسرے ہاتھ میں دبا لیا ۔

" چلو اچھا ہوا تم نے اپنا تعارف خود ہی کرا دیا ورنہ شاید میجر پرمود کو اب بھی یقین نہ آتا " .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اسی

لمحے مائیکل نے یکلخت اچھل کر اس پر چھلانگ لگا دی ۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا فضا میں واپس پلٹا اور پھر وہ تنویر کے جسم پر ایک دھماکے سے جا گرا ۔

" اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مائیکل ورنہ " .... عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے سسکاری نکلی اور وہ اچھل کر ایک دھماکے سے واپس فرش پر جا گرا ۔ مائیکل نے واقعی انتہائی مہارت کا ثبوت دیا تھا ۔ وہ نیچے گرتے ہی کسی سانپ کی طرح پلٹا تھا اور پھر وہ کسی سپرنگ کی طرح سمٹ کر ہوا میں اچھلا اور آہستہ آہستہ کھڑے ہوتے ہوئے عمران سے آٹکرایا تھا ۔ مشین پسٹل عمران کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا اور مائیکل عمران کو گراتا ہوا کسی سانپ کی طرح فرش پر گھسٹتا اس مشین پسٹل تک پہنچ گیا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر پلٹ کر اٹھ کھڑا ہوا ۔ اب اس کے ہاتھ میں عمران کا ہی مشین پسٹل موجود تھا اور عمران اب واقعی بے بس ہو چکا تھا ۔

" اب تم کیسے بچو گے " .... مائیکل نے غراتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب واقعی بچنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی لیکن اس سے پہلے کہ بپھرا ہوا مائیکل ٹریگر دباتا ۔ اچانک مائیکل کے حلق سے سسکاری سی نکلی اور وہ یکلخت اچھل کر پہلو کے بل نیچے گرا اور چند لمحے تڑپ کر اس طرح ساکت ہو گیا جیسے اس کے جسم سے روح پرواز کر گئی ہو ۔

"ارے کہیں موت کا فرشتہ بھول تو نہیں گیا کمال ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے میجر پرمود کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یہ یہ۔ تم نے کیا ہے میجر پرمود"...... عمران نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مم۔ مم میں نے"...... میجر پرمود نے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ وہ بے حد آہستہ آہستہ بول رہا تھا اور عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا فرش پر پڑے مائیکل کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ مائیکل کی گردن میں پیوست سوئی کا موٹا سرا باہر نکلا ہوا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ میجر پرمود نے اچانک آستین میں موجود مخصوص نیڈل تھرو پسٹل سے اس پر سوئی فائر کر کے اسے گرایا ہے اور یہ واقعی غیبی امداد تھی ورنہ شاید زندگی میں پہلی بار عمران کو یہ احساس ہوا تھا کہ اس بار وہ کسی قیمت پر موت سے نہ بچ سکے گا۔

"تم۔ تم نے مشین گن کے فائر سے میری زندگی بچائی ہے عمران میں اس کے لئے تمہارا مشکور ہوں"...... اچانک میجر پرمود کی آواز سنائی دی اور عمران مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔ میجر پرمود اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔

"اور تم نے اس نیڈل تھرو پسٹل سے۔ چلو حساب برابر ہو گیا۔

ویسے تمہارا اس حالت میں گردن میں سوئی مارنا اور اس کا صحیح نشانے پر لگنا واقعی مہارت کی انتہا ہے اور میں تمہاری اس مہارت کا دل سے قائل ہو گیا ہوں۔ شاید میں بھی اس حالت میں اس قدر درست نشانہ نہ لے سکتا"...... عمران نے قریب جا کر اس کا کاندھا تھپکاتے ہوئے کہا اور میجر پرمود کے ستے ہوئے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ کے تاثرات نمودار ہوتے چلے گئے۔

"شش شکریہ"...... میجر پرمود نے کہا۔ اب عمران کے ساتھی بھی آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگ گئے تھے۔ شاید ریز کے اثرات اب ختم ہوتے جا رہے تھے۔ عمران کے جسم میں بھی پہلے سے کچھ زیادہ تیزی آ گئی تھی۔

"یہ مر گیا ہے یا بے ہوش ہے"...... عمران نے میجر پرمود کو کھڑے ہونے میں مدد دیتے ہوئے پوچھا۔

"بے ہوش ہے۔ اس سوئی کی نوک پر فوری طور پر بے ہوش کر دینے والی دوائی ہوتی ہے"...... میجر پرمود نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"گڈ شو میجر پرمود تم واقعی ایک باکمال ڈی ایجنٹ ہو۔ ایسے موقعوں پر ڈی ایجنٹ ہی ایسی کارروائی کر سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ ان ریز سے آپ بے حس ہونے سے کیسے بچ گئے۔ اگر

آپ بھی ہماری طرح مکمل طور پر بے حس ہو جاتے تو پھر میری ڈی ۶ بجنٹی اب تک قبر میں اتر چکی ہوتی "...... میجر پرمود نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" جو ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی ۔ کو بھگت رہا ہو ۔ اس پر ان ریز نے کیا اثر کرنا تھا ۔ یہ بیچاری تو کمزور سی ریز تھیں کہ اتنی جلدی سب حرکت میں آگئے ہیں "...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی "...... پرمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

" بھائی تم ڈی ایجنٹ ہو ۔ اسی طرح توفیق بھی ڈی ایجنٹ ہے ۔ تم دونوں تو ہو گئے ڈی ۔ ڈی اور تنویر ہو گیا ٹی اور تم جانتے ہو کہ ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی کس قدر تیز ہوتی ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر پرمود بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ میری بات ٹال گئے ہیں ۔ شاید آپ بتانا نہیں چاہتے وہ ترکیب جس سے آپ بے حسی سے بچ گئے تھے "...... میجر پرمود نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" ارے یہ بات نہیں ہے میجر پرمود ۔ دراصل میں نے سر کی آواز چھت سے آتی سنی تو میں نے بے اختیار چھت کی طرف دیکھا ۔ وہاں سے چوکھٹے ہٹ رہے تھے ۔ میں سمجھ گیا کہ کوئی گیس سپرے ہو گی ہم پر اس لئے میں نے لاشعوری طور پر سانس روک لیا ۔ لیکن گیس کی بجائے اعصاب کو بے حس کر دینے والی ریز فائر کی گئیں ۔ سانس روکنے کی وجہ سے یہ ریز میرے اندرونی اعصاب پر پوری طرح اثر انداز

نہ ہو سکیں ۔ اس کے باوجود میرا اعصابی نظام خاصی حد تک بے حس ہو گیا تھا ۔ پھر میں نے ذہنی ارتکاز کی مدد سے اسے کسی حد تک فعال کیا اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ میں جیب سے مشین پسٹل نکال کر فائر کر لینے میں کامیاب ہو گیا ۔ لیکن بہرحال میں پوری طرح چست نہ تھا اور مائیکل نے بھی میری حالت دیکھ لی تھی اس لئے اس نے مجھ پر حملہ کر دیا ۔ میں نے اسے اچھال تو دیا لیکن وہ خاصا تیز ثابت ہوا اور پھر میں واقعی مار کھا گیا ۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ لگ گیا اور میں واقعی بے بس ہو گیا ۔ اس وقت اگر تم یہ سوئی فائر نہ کرتے اور وہ صحیح نشانے پر نہ لگتی تو پھر خالی ڈی ۶ بجنٹی کیا ۔ ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی ۶ بجنٹی بھی اب تک قبر میں اتر چکی ہوتی "...... عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا اور پرمود اس بار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" میجر پرمود کی کارکردگی بے مثال رہی ہے "...... اچانک تنویر نے کہا۔

" نہیں تنویر صاحب ایسی کوئی بات نہیں ۔ عمران صاحب واقعی استاد ہیں ۔ پہلے تو میں ویسے ہی محاورتاً انہیں استاد کہتا تھا لیکن اب میں دل سے کہہ رہا ہوں ۔ میں نے مائیکل سے ساری پوچھ گچھ کی لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ یہ پال ہنری ہی مائیکل ہے اور وہ مجھے چکر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اب مجھے یقین ہے کہ اگر آپ لوگ راستے میں نہ ٹکرا جاتے تو وہاں ریلکس بار میں ہمارا استقبال برستی ہوئی گولیوں سے ہی کیا جاتا "...... میجر پرمود نے کہا۔

"اگر میں استاد ہوں تو جناب تنویر صاحب تو استادوں کے استاد ہوئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار کمرہ سب کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ تنویر بھی کھسیانی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ ظاہر ہے استادوں کے استاد والے محاورے کا مطلب وہ بھی اچھی طرح سمجھتا تھا۔

"اصل استادوں کا استاد تو یہ مائیکل ثابت ہوا ہے۔ خدا کی پناہ اس آدمی نے روپ دھار دھار کر اور اوپن کلوز کے چکر میں ہمیں واقعی تگنی کا ناچ نچا کر رکھ دیا ہے"........ میجر پرمود نے کہا۔

"ہاں واقعی چلو شکر ہے۔ ہم دونوں ملے تو یہ اوپن کلوز والا باب اب حتمی طور پر کلوز ہو گیا۔ اب اس سے تنظیموں کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی جائیں۔ تاکہ یہ تفصیلات سرکاری طور پر حکومت ایکریمیا تک پہنچا دی جائیں۔ باقی کام وہ خود کر لے گی"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور میجر پرمود نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

ختم شد

بلیک ورلڈ

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ — شیطان کی دنیا — شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا — جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ — شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار — جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کیلئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا — یہ منصوبہ کیا تھا — ؟

رعمیس — ایک ایسا جادوئی زیور — جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی — کیوں — وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ؟

جبوتی — ایک شیطانی قوت — جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنیت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا — کیا واقعی ایسا ہوا — کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔

بلیک ورلڈ — جس کے مقابل عمران، جوزف، جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر

طاقتور اور خوفناک قوتوں کی مالک ہیں ۔

بلیک ورلڈ — ایک ایسی پُراسرار ۔ سحر انگیز اور انوکھی دنیا —— جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا ۔

بلیک ورلڈ — جس کی پُراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی ۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد ۔

• وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی —— کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے —— یا —— ؟

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف طویل جدوجہد کے باوجود آخر کار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی ۔ کیوں اور کیسے —— کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا — یا — ؟

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا —— وہ طاقت کیا تھی —— ؟

• قطعی مختلف انداز کی کہانی —— انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
• تحیر اور سحر کی فسوں کاریوں میں لپٹی ہوئی ایک پُراسرار دنیا کی کہانی
• ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحۂ قرطاس پر نہیں اُبھرا ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ اور منفرد ایڈونچر کہانی

ایڈونچر مشن

مصنف : مظہر کلیم ایم اے

• تبت کے انتہائی دشوار گذار پہاڑی جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایسا مشن جہاں ہر طرف یقینی اور خوفناک موت کے جبڑے کھلے ہوتے تھے ۔

• مارسیلا ۔ جنگل کوئن ۔ ایک نیا حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ کردار ۔

• عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان بدھ بھکشوؤں کے رُوپ میں جب تبت کے جنگلوں میں داخل ہوئے تو —— انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سچوئشنز ۔

• جولیا کو خوفناک جنگل میں جبراً اغوا کر لیا گیا اور سیکرٹ سروس کے ارکان بے پناہ سر ٹپکنے کے باوجود جولیا کو تلاش نہ کر سکے —— جولیا کا کیا حشر ہوا —— ؟

• مارسیلا —— عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان اور خوفناک یوگیوں اور بدھ بھکشوؤں کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ جس کا ہر راستہ موت پر ختم ہوتا تھا ۔

• جوزف ۔ جنگلوں کا بادشاہ ۔ ایک نئے اور انوکھے رُوپ میں ——

• ایک ایسا مشن جس کے مکمل ہوتے ہی عمران نے سیکرٹ سروس سے بغاوت کر دی اور پھر خوفناک جنگلوں میں عمران اور جولیا دشمنوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے ۔

وہ مشن کیا تھا ؟ دلچسپ حیرت انگیز ، تیز رفتار ایکشن اور سنسنی خیز سسپنس ۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک جداگانہ انداز میں لکھا گیا ناول

ڈیتھ سرکل

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- ڈیتھ سرکل ۔ خوفناک بین الاقوامی تنظیم جس کا مشن انتہائی خطرناک تھا ۔
- سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کیس اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور سر رحمان نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ۔
- سپرنٹنڈنٹ فیاض نے زبردست جدوجہد کے بعد ڈیتھ سرکل کا سرغنہ گرفتار کر لیا ۔ مگر سر رحمان نے نہ صرف اس کی ہتھکڑی کھلوا دی بلکہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی ۔ کیوں ؟
- شہلا ۔ ایک ایسی بے باک لڑکی جس نے عمران کو ذلیل کرنے کے لئے بھرے مجمع میں اسے اغوا کا الزام لگا دیا اور مجمع عمران پر ٹوٹ پڑا پھر ..... ؟
- عمران نے مجرم فروخت کرنے کا دھندہ شروع کر دیا اور وہ لاکھوں روپے کے عوض مجرموں کی لاشیں فروخت کرنے لگا ۔ اس کا گاہک کون تھا ؟
- مجرموں نے عمران کو اندھا کر دیا اور اس کے بعد اس پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی ۔ انجام کیا ہوا ۔ ؟
- سر سلطان اور ڈیتھ سرکل کے سرغنہ کے درمیان باقاعدہ کشتی ۔ تماشہ دیکھنے والوں میں ایک ملک کا سفیر اور بے شمار لوگ شامل تھے ۔

انتہائی دلچسپ ۔ منفرد انداز میں لکھی گئی قہقہوں سے بھرپور کہانی

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد کہانی

بلڈی گیم

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

بلڈی گیم ـــ جس کا آغاز پاکیشیا کی ایک نوجوان لڑکی کے غنڈوں کے ہاتھوں جبری اغوا سے ہوا ۔

بلڈی گیم ـــ جس کا انجام ایکریمیا کی عظیم الشان لیبارٹریوں کی تباہی اور یہودی سائنسدانوں کی پے در پے موت پر جا کر ہوا ۔

بلڈی گیم ـــ ایک ایسے سائنسی آئیڈیے کی بنیاد پر کھیلی گئی جو ابھی محض ایک آئیڈیا ہی تھا ـــ وہ آئیڈیا کیا تھا ـــ ؟

بلڈی گیم ۔ جس میں عمران ٹائیگر اور جوانا نے حصہ لیا لیکن اس گیم کے ہر مرحلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ کیوں ۔ ؟

بلڈی گیم ـــ جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل ہونے والے ہر کلیو کو انتہائی مہارت سے مسلسل ختم کیا جاتا رہا اور عمران اور اس کے ساتھی باوجود مسلسل جدوجہد کے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے ۔

- بے پناہ سسپنس ، لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں ایک مختلف کہانی ثابت ہو گی ۔

عمران اور فریدی سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

بلیک کالار

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- بلیک کالار — دنیا کا خوفناک جنگل، جو کرنل فریدی کے ملک میں واقع تھا۔ ایک ایسا جنگل جہاں ہر قدم پر موت کا پھندہ موجود تھا۔
- بلیک کالار — جہاں ایک خصوصی مشن پر کرنل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت پہنچا، لیکن ناکامی نے اُسے ہر طرف سے گھیر لیا تو مجبوراً اُسے عمران کو اپنی مدد کے لئے بلانا پڑا — وہ مشن کیا تھا — ؟
- بلیک کالار — جہاں عمران جب اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچا تو قدم قدم پر موت کے خوفناک ہنگاموں نے اس کا استقبال کیا۔
- بلیک کالار — جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے مسخ ہو گئے اور وہ سب اپنا منہ نوچنے پر مجبور ہو گئے اور عمران سب ساتھیوں کے سامنے دھواں بن کر غائب ہو گیا۔
- بلیک کالار — جہاں جوزف اور کیپٹن حمید کے درمیان ہونے والی ایسی خوفناک لڑائی — جس کا انجام یقینی موت تھا۔
- بلیک کالار میں موجود ایسی خفیہ لیبارٹری۔ جسے دنیا کی جدید ترین لیبارٹری کا درجہ حاصل تھا اور جس میں داخل ہونے کے بعد عمران اور کرنل فریدی کا اپنے ساتھیوں سمیت زندہ بچ نکلنا قطعی ناممکن ہو گیا — انتہائی منفرد اور یادگار کہانی۔

یوسف برادرز پبلشرز، بک سیلرز پاک گیٹ ملتان

بلیک تھنڈر کے سلسلے کا انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول

سُپر مائنڈ ایجنٹ

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

ٹامور — بلیک تھنڈر کا ایسا ایجنٹ جسے عمران بھی سُپر مائنڈ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا — کیوں — ؟

ٹامور — جس نے بے پناہ ذہانت سے عمران کو پے در پے اور واضح شکستیں دیں کیسے ؟

ٹامور — سُپر مائنڈ ایجنٹ جس کے مقابلے میں آکر عمران کو پہلی بار معلوم ہوا کہ دراصل ذہانت کسے کہتے ہیں۔

ٹامور — جس نے تمام تر حفاظتی اقدامات اور بلیک زیرو کی موجودگی کے باوجود صرف اپنی ذہانت سے دانش منزل سے اہم ترین فارمولا اڑا لیا اور عمران نے بلیک زیرو کو ہمیشہ کے لئے دانش منزل سے نکال دیا۔ حیرت انگیز سچویشن۔

ٹامور — جس نے عمران کے فلیٹ میں پہنچ کر انتہائی ذہانت سے فارمولا حاصل کر لیا اور عمران سر پیٹتا رہ گیا۔

ٹامور — جس نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار عمران کو اپنی ذہانت سے واضح شکست دے دی۔

- ایک ایسا مشن — جس میں آخر کار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حقیقتاً واضح شکست کا مزہ چکھنا پڑا — کیا واقعی — ؟
- لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات، بے پناہ اور حیران کر دینے والا سسپنس۔ ذہانت سے بھرپور ایکشن۔ ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان